انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

1

فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡھَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

"وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ صرف ۲۵ سال کی عمر میں مسند آراء قیادت و امامت ہوئے۔ آپ کا عہد خلافت نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط رہا۔ جہاں حضور نے تحریر و تقریر کے ذریعہ علم و عرفان سے دنیا کو بہرہ مند فرمایا وہاں جماعت کی ترقی و بہتری، جماعت کے نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق کے منصوبے بنائے اور انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ جیسی تنظیموں کے قیام کے علاوہ تحریک جدید کو ایسے رنگ میں منظم کیا کہ آج بفضل اللہ تعالیٰ دنیا میں احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

فضل عمر فاؤنڈیشن نے اس عظیم اور موعود قائد کی تحریرات و تقاریر جو ۱۹۰۶ء سے ۱۹۶۱ء تک پھیلی ہوئی ہیں اور جن کی تعداد تقریباً ۲۵۰ ہے۔ ان کو جمع کر کے ان کی طباعت و اشاعت کا پروگرام بنایا ہے۔

ان تحریرات و تقاریر کو بڑی محنت سے حاصل کیا گیا اور ان کے حصول کے لئے بہت کاوش کرنی پڑی۔ کیونکہ ان میں سے بعض کمیاب بلکہ نایاب ہو چکی تھیں۔ اب یہ مجموعہ شائع ہو رہا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **"انوار العلوم"** منظور فرمایا ہے۔

"انوار العلوم" بیس جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ فضل عمر فاؤنڈیشن کی اس کوشش کو ایسے رنگ میں قبولیت عطا فرمائے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے برکت حاصل کر سکیں اور اس ادارہ کو مزید اور بہتر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

حمید نصر اللہ خاں

صدر فضل عمر فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کا وجود اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک اور اس کے عظیم وعدوں کے مطابق ظہور میں آیا۔

حضور کا عہد خلافت ایک ایسا تاریخ ساز دور تھا جو نصف صدی کے عرصہ پر ممتد رہا۔ اس طویل اور کامیاب دور میں جہاں حضور نے اپنی پر معارف تقاریر و خطبات اور تصانیف کے ذریعہ بنی نوع انسان کو علم و معرفت کی دولت سے مالا مال فرمایا وہاں جماعت کی تربیت و اصلاح اور رشد و ہدایت کا ایسا یادگار خزانہ چھوڑا جس کی افادیت اور عظمت دائمی حیثیت رکھتی ہے اور جو پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ :-

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

پر شاہد ناطق ہے۔

حضرت مصلح موعود ہنوز ۲۵ سال کے ہی تھے کہ خلافت و امامت کا بار گراں آپ کے کندھوں پر ڈالا گیا۔ یہ ذمہ داری اتنی اہم اور کٹھن تھی کہ عام انسان کی وسعت خیال اس تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہے لیکن چونکہ آپ کے بارہ میں الٰہی بشارت تھی کہ :-

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا"

آپ نے مسلسل ۵۲ سال تک خلافت احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھاہا اور جماعت کی روز افزوں ترقی اور فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعدد منصوبے شروع فرمائے۔ اس حال میں کہ مختلف حلقوں سے مخالفت کی آندھیاں اور طوفان بھی اٹھائے جاتے رہے۔ اندرونی اور بیرونی فتنے سمندر کی لہروں کی طرح جو ایک کے بعد دوسری اور دوسری سے بڑھ کر تیسری...52 سال تک برابر اٹھتے رہے۔ مگر خدائی سایہ کی برکت سے آپ کے ظاہری اور باطنی علوم کے نشانات برابر جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوتے رہے۔ حضرت فضل عمر ایسی ہی بعض یادوں کو تازہ کرتے ہوئے تحدیث نعمت کے

طور پر فرماتے ہیں :-

"میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت' مسئلہ کفر' مسئلہ خلافت' مسئلہ تقدیر' قرآنی ضروری امور کا انکشاف' اسلامی اقتصادیات' اسلامی سیاست اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس خدمت دین کی توفیق دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآنی معارف کھولے۔ جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ بُرا کہے۔ جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا... پس مجھے یہ لوگ کچھ کہیں خواہ کتنی ہی گالیاں دیں ان کے دامن میں قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی۔ اور دنیا ان کو کہنے پر مجبور ہو گی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اس سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو؟"

فضل عمر فاؤنڈیشن کے مقاصد اور فرائض میں سے ایک اہم مقصد اور فرض یہ بھی ہے کہ فاؤنڈیشن خلافت ثانیہ کے انوار اور فیوض کے سرچشموں کو اس طور پر محفوظ کرنے کا سامان کرے کہ وہ ہمیشہ کے لئے سالکین کی سیرابی کے لئے میسر رہیں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن نے حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کے اس عظیم روحانی خزانے کو جو پچاس سال سے زائد عرصہ پر پھیلا ہوا ہے اور جن کی تعداد 250 کے لگ بھگ ہے۔ بڑی محنت اور لگن سے جمع کر کے ان کو سال وار ترتیب دیکر شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

حضرت مصلح موعود کے گرانقدر علمی ورثہ کی طباعت و اشاعت کی تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری و رہنمائی بھجوائی گئی تو حضور نے فرمایا

"ٹھیک ہے جزاکم اللہ (نیز فرمایا) اچھی تجویز ہے"

اس حوصلہ افزائی سے متعلقہ کارکنان نے بڑی محنت اور جدوجہد سے 52 سالہ دور کی کتب جمع کیں اس سلسلہ میں اب تک جو کام ہو چکا تھا اس کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ کتب کے حصول

اشتہارات شائع ہوئے ہیں ان کو فی الحال چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس بارہ میں علیحدہ تفصیلی منصوبہ تیار کر کے حضور انور سے منظوری حاصل کی جائے گی۔ چونکہ جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا مواد ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس لئے اس کو بھی تاریخ کے لئے محفوظ کیا جائے گا (انشاء اللہ)

تفصیلی سکیم مختلف بزرگان سلسلہ اور علمائے کرام کی خدمت میں بھی ارسال کی گئی اس کے جواب میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ، حضرت مرزا عبدالحق صاحب اور محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے گرانقدر اور قیمتی مشوروں سے نوازا بلکہ بعض بنیادی امور کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی بھی فرمائی۔

خاکسار محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے بہت محنت اور اخلاص سے اپنا بہت سا قیمتی وقت دے کر ایک تو ساری سکیم کا تفصیلی جائزہ لیا۔ جو کتب ہمیں دستیاب نہیں ہو رہی تھیں ان کی تلاش میں ہر ممکن مدد فرمائی اور اپنی ذاتی لائبریری سے بعض نایاب کتب بھی مہیا کیں نیز بعد میں جب بھی ان کی ضرورت پڑی انہوں نے بلا تامل بہت بشاشت سے ہماری مشکل کا ازالہ فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

اس کے ساتھ خاکسار محترم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ کتب کی پروف ریڈنگ اور حوالہ جات کی تلاش بہت محنت اور توجہ چاہتی ہے محترم مولانا موصوف نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کئے رکھا اور باوجود اپنی بیماری اور بڑھاپے کے اس کام کو ایک عظیم سعادت سمجھتے ہوئے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مکرم برادرم حبیب الرحمان صاحب زیروی بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ لائبریری سے کتب کے حصول میں انہوں نے ہر ممکن رہنمائی فرمائی۔ کتب کے مختلف غیر مطبوعہ حصے فراہم کئے۔ اسی طرح متفرق مطبوعہ مواد بھی جمع کرنے میں مدد دی "سیرۃ النبیؐ" کے سلسلہ میں انہوں نے بنیادی خدمت سرانجام دی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

بہت سے مربیان سلسلہ نے بھی وقتاً فوقتاً اس اہم کام کے سلسلہ میں ادارہ کی مدد فرمائی ہے۔ ان میں خصوصیت سے مکرم عبدالباسط صاحب شاہد، مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم سلطان احمد صاحب شاہد قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے اس جلد کی تیاری میں نہایت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

کے سلسلہ میں بڑی جدوجہد کرنی پڑی کیونکہ 52 سالہ دور خلافت اور اس سے پہلے کی کتب کو بھی جمع اور ترتیب دینا مقصود تھا۔ پھر ترتیب زمانی کے سلسلہ میں بھی کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد 1906ء سے لیکر 1961ء تک جو کتب شائع ہوئیں وہ سب اس میں شامل ہیں۔ کچھ مواد سلسلہ کے اخبارات و رسائل سے بھی لیا گیا ہے۔

حضور انور کی خدمت میں جب تفصیلی سکیم پیش کی گئی تو حضور نے فرمایا۔

"منظور ہے بہت مبارک تجویز ہے"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سلسلہ کتب کے لئے "انوار العلوم" نام پسند فرمایا ہے۔

ہماری تیار کردہ فہرست کے مطابق حضور کی تصنیفات / تقاریر اور مضامین کی تعداد 250 کے لگ بھگ ہے۔ جو 20 جلدوں میں شائع کرنے کا پروگرام ہے (اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان میں سے اکثر کتب حضور کی تقاریر پر مشتمل ہیں جو بعد میں قلمبند ہو کر شائع ہوئیں۔ کیونکہ حضور لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھتے تھے بلکہ بہت مختصر نوٹس کی مدد سے نہایت پُر مغز' ایمان افروز اور روح پرور زبانی تقاریر ارشاد فرمایا کرتے تھے)

ان 20 جلدوں کی جو سال وار ترتیب رکھی گئی ہے اس میں Critaria یہ مقرر کیا گیا ہے کہ حضرت مصلح موعود کی تصنیفات کے علاوہ جو مضامین یا تقاریر کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں ان کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔

سب سے پہلی جلد میں خلافت سے قبل کی کتب شامل کی گئی ہیں (1906ء تا مارچ 1914ء) ان کی تعداد 20 اور کل صفحات 700 بنتے ہیں۔ باقی جلدیں بھی کم و بیش 600 تا 650 صفحات کی رکھی گئی ہیں جن میں تعارف کتب اور انڈیکس بھی شامل ہو گا۔

کچھ حصہ حضور کے ارشادات کا خدام الاحمدیہ' انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے متعلق ہے اس کا بہت تھوڑا حصہ علیحدہ پمفلٹ یا کتاب کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ اس کو تو لے لیا گیا ہے باقی تحریرات اور خطابات کو چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ ذیلی تنظیمیں اپنے طور پر ان کی اشاعت کا انتظام کر رہی ہیں۔

خطبات جمعہ چونکہ ہم علیحدہ شائع کر رہے ہیں اس لئے وہ بھی ان میں شامل نہیں ہیں۔ درس القرآن' مجالس عرفان وغیرہ بھی علیحدہ جمع کر کے شائع کرنے کا پروگرام ہے اس لئے وہ مواد بھی اس میں شامل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ مختلف رسائل و اخبارات میں حضور کی طرف سے جو اعلانات' پیغامات اور

مسودہ کی نظر ثانی ٗ پروف ریڈنگ اور حوالہ جات کی تلاش کے سلسلہ میں ادارہ کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم و محترم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت و تصنیف بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں ان کی رہنمائی ہمارے لئے بہت سہولت کا موجب ہوئی اور ادارہ نے ان کی ماہرانہ رائے اور تجربہ سے بہت فائدہ اٹھایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بہت سے اور بھی نام اس وقت ذہن میں ہیں لیکن یہ مختصر سا پیش لفظ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ میرا خدا ان سب کو خوب جانتا ہے جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا ٗ حضرت مصلح موعود سے محبت اور عقیدت کے نتیجہ میں اپنی بے لوث خدمات سے ادارہ کی مدد فرمائی ہے۔ اور اس ٹیم میں شامل ہو کر بہت محنت اور اخلاص سے اپنا بہت سا وقت اس کام پر صرف کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ ممکن ہو سکا ہے کہ اس وقت **انوار العلوم** کی پہلی جلد احباب کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و فضل میں برکت ڈالے اور انہیں اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے (آمین)

دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن کا عملہ بھی خصوصی شکریہ کا مستحق ہے کہ جن کی مخلصانہ کوششوں کے بغیر اس جلد کی تکمیل ممکن نہیں تھی۔

امید ہے احباب جماعت حسب سابق پوری طرح تعاون فرماتے ہوئے اس علمی اور روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں گے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام
خاکسار
ناصر احمد شمس
سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم

یہ "انوار العلوم" کی پہلی جلد ہے۔ جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی درج ذیل ۲۰ کتب پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کتب حضور کے منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل ۱۹۰۶ء تا مارچ ۱۹۱۴ء کے دور کی ہیں۔

(۱) چشمۂ توحید

یہ کتاب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اس خطاب پر مشتمل ہے جو آپ نے دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ پر ارشاد فرمایا۔ اور بعد میں "چشمۂ توحید" کے نام سے شائع ہوا۔

اس میں حضرت فضل عمر نے شرک کی کنہ اور رباریک درباریک اقسام اور ان سے اجتناب کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح شرک کی دو بنیادی قسموں شرک جلی اور شرک خفی کی حقیقت بیان کی ہے۔ شرک کی پامالی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہر زمانہ میں ایسے لوگ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے رہے ہیں۔ جو شرک کو پامال کریں اور توحید کو دنیا میں پھیلائیں"۔

اس آخری زمانہ کے مامور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اس وقت وہ شخص مامور ہوا ہے۔ جس کے لئے مقدر ہے کہ وہ شیطان کے حربہ کو توڑے یعنی شرک کو دور کرے"۔

پھر آپ نے توحید کے قیام اور شرک کی بیخ کنی کے سلسلہ میں عیسوی مذہب (جو شرک میں سب سے بڑھا ہوا ہے) کے زوال اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح کا ان الفاظ میں یقین دلایا۔

"اب وہ وقت ہے کہ عیسائیت کا بلند اور مضبوط منار گرا دیا جائے۔ یہ مذہب عیسوی کا قلعہ جس کی دیواریں لوہے کی تھیں اب گرنے کو ہے۔ کیونکہ اس کو زنگ لگ گیا ہے۔۔۔۔۔۔ اب یہ عیسائی سلطنتیں خود بخود اسلام کی طرف رجوع کریں گی اور وہ یورپ جو عیسائیت کا گھر ہے، اسلام کا مرکز ہو گا اور وہ وعدہ پورا ہو گا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح

موعود علیہ السلام سے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔
کتاب کے آخری حصے میں آپ نے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی لطیف تفسیر بیان فرمائی۔اور شرک کے نقصانات بیان فرمائے۔

(۲) محبتِ الٰہی

مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت فضل عمر نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان "محبت الٰہی" تشحیذ الاذہان میں تحریر فرمایا۔جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔
اس میں آپ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے آدمی کو پیدا ہی محبت کے لئے کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے کا مقصد اور غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور اس دائمی زندگی بخشنے والے سمندر میں ہمیشہ غوطہ زن رہے"۔

محبت ہی کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے بچتا ہے اور درجات میں ترقی کرتا ہے۔اور محبت ہی خدا شناسی کا موجب بنتی ہے۔بدوں محبت انسان کو خدا تعالیٰ کی حقیقی معرفت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔
آپ نے فرمایا:

"پس ضروری ہوا کہ گناہوں سے بچنے کے لئے اور ترقیٔ درجات کے لئے ہم اپنا تعلق خدا سے بڑھائیں اور اپنے دل میں وہ اخلاص اور وہ محبت پیدا کریں جس سے کہ ہم خدا تعالیٰ کے قریب ہو جائیں۔اور ہم ایک سورج کی طرح ہوں جس سے دنیا روشنی پکڑتی ہو"۔

اس کے بعد آپ نے مختلف مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تو ایک ہی ہے۔لیکن اس کے بارے میں ہر مذہب کے تصورات جدا ہیں اس سلسلہ میں آپ نے یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، آریوں کا خدا کے بارے میں عقیدہ بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ ایسی تعلیم اور صفات والا خدا انسان کی عبادت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اسلامی تعلیم پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اسلام کا خدا ہی ہر قسم کی خوبیوں اور حسن کا جامع ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ انسان فقط اسی سے محبت کرے اور اسی کی عبادت کرے۔

آپ نے خدا تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ کر کے ثابت کیا کہ کسی دوسرے مذہب میں خدا تعالیٰ کی اس قدر صفات بیان نہیں کی گئیں اور نہ اسلام کی بیان کردہ صفات میں کوئی دوسرا مذہب خوبیوں اور کمالات کے لحاظ سے شریک ہے۔

آخر پر آپ نے اسلام کے زندہ خدا کا یہ ثبوت پیش کیا کہ فقط اسلام کا خدا ہی وحی والہام سے انسان کی آج بھی راہنمائی کرتا ہے۔ جس طرح کہ وہ پہلے کرتا تھا۔ اور یہی زندہ خدا کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ کتاب کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا:

"اب میں اپنے مضمون کے خاتمہ پر پہنچ گیا ہوں کیونکہ میں نے ثابت کیا ہے کہ غیر مذاہب کے خدا اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے محبت کی جائے اور ان کی تعلیم ناقص ہے کہ انسان اس پر عملدر آمد نہیں کر سکتا مگر ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر چکا ہوں کہ اسلام پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا اور اسلام کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے اور خدا قادر مطلق ہے اور کل عیوب سے پاک ہے اور سب سے بڑی خصوصیت اسلام میں یہ بتائی ہے کہ اس میں محبت کرنے والے کو بالکل صاف جواب نہیں ملتا بلکہ خدا تعالیٰ اس کے امتحان کے بعد اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس محبت کی گرمی کو جو کہ محبت کرنے والے کے دل میں ہر ایک چیز کو جلا رہی ہوتی ہے اپنے تسکین دہ کلام سے ٹھنڈا کرتا ہے اور اس سوزش اور جلن کو دور کرتا ہے جو کہ جواب کے نہ ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور اس طرح محبت اور بھی چمک اٹھتی ہے اور اس کے دل میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں خدا کے اور بھی قریب ہو جاؤں اور اس طرح بڑھتے بڑھتے وہ یہاں تک نزدیک ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا نام دنیا میں تیرے سبب سے ظاہر ہے اور تیری عزت میرے سبب سے ہے اور در حقیقت خدا تعالیٰ کے نام کا جلال دنیا پر ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں جو کہ اس کی محبت کے دریا میں غرق ہوتے ہیں اور ان کی عزت صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ خدا سے محبت کرتے ہیں"۔

"میں محبت الٰہی کے لفظ پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر ایک خاص لذت اور وجد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیارا ہے مذہب اسلام۔ جس نے ہم کو ایسی نعمت کی طرف ہدایت کی ہے۔ جس سے ہمارے دل روشن اور ہمارے دماغ منور ہوتے ہیں اسلام کی تعلیم

ہمارے زخمی دلوں کے لئے ایک مرہم کا کام دیتی ہے اور اگر اسلام نہ ہوتا تو بخدا طالب حق تو زندہ ہی مرجاتے اور وہ جن کے دلوں میں محبت کا ذوق ہے ان کی کمر ٹوٹ جاتی۔ اور محبت ایک ناممکن وجہ سمجھی جاتی۔ اور اسُ کو وہم سے موسوم کیا جاتا۔ کیونکہ جب لوگ دیکھتے کہ کوئی ایسی ہستی نہیں جس سے کہ ہم محبت کرسکیں تو وہ محبت کے وجود میں شک لانے کے سوا اور کیا کرسکتے۔ خدا نے اسلام سا مذہب انسان کو عطا کر کے غمگین دلوں کو تسکین دی ہے۔ اور زخمی سینوں کو مرہم عنایت کی ہے۔ جب ایک خدا سے محبت کرنے والا انسان دیکھتا ہے کہ وہ جس سے میں محبت کرتا ہوں ایک ذرہ ذرہ کو دیکھتا ہے۔ اور دلوں کی باتوں کو جانتا ہے وہ سنتا ہے اور بولتا ہے اور پھر یہ کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے سے محبت کرنے والے کو بدلہ دے تو اس وقت وہ اپنے دل میں اس محبت کی وجہ سے ایک خوشی حاصل کرتا اور خاص لذت محسوس کرتا ہے۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ ہم سب کو خدا کے ساتھ اخلاص اور محبت نصیب ہو اور وہ لوگ جو کہ گمراہ ہیں ہدایت پائیں اور اس ہستی سے محبت کریں جو کہ محبت کے لائق ہے" آمین۔

(۳) صادقوں کی روشنی کون دور کر سکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مخالفین بالخصوص ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی ثناء اللہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت فضل عمر نے ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں ان اعتراضات کا مسکت و مدلل جواب دیا گیا۔ جو جولائی ۱۹۰۸ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ آپ نے فرمایا:

"وہ آپ کی وفات ہے جس نے مجھ کو اس رسالہ کے لکھنے کی تحریک کی ہے۔ اور چونکہ مخالفین سلسلہ نے اپنی پرانی عادت کے مطابق اس موقع پر بھی بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ اور اپنے نفسانی گندوں کا اظہار کیا ہے۔ اور حضرت صاحب کی وفات پر بہت کچھ اعتراض کئے ہیں۔ اس لئے راقم عاجز کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ تحریک پیدا کی کہ میں ان تمام اعتراضوں کا جو مجھ تک پہنچے ہیں۔ اور عام طور پر شائع کئے جاتے ہیں جواب دوں اور حتی الوسع مخالفین کی خباثت کو ظاہر کروں کہ وہ کن کن فریبوں اور جھوٹوں سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ میں علاوہ دیگر مفید باتوں کے عبدالحکیم مرتد اور ثناء اللہ کی لن

ترانیوں کے جواب بھی دیئے گئے ہیں اور یہ جو حضرت اقدس کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے جاتے ہیں ان کا بھی رد کیا گیا ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو چونکہ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل متواتر الہامات کے ذریعے قربِ وفات کی خبر خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنی شروع ہو گئی تھی اور انہی الہامات کی روشنی میں دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ نے رسالہ "الوصیت" شائع کیا۔ اور انہی الہامات کے عین مطابق آپ ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے۔ حضرت فضل عمر نے اس کتاب میں انہی الہامات کو بیان کر کے ثابت کیا کہ آپ کی وفات ان الہامات کے عین مطابق واقع ہوئی۔ اور اس طرح آپ کی وفات آپ کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت بن گئی اس کے بعد آپ نے عبدالحکیم مرتد کے اس دعویٰ کا رد کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میری پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ذکر فرمایا کہ ان صاحب کی بار بار کی تکفیر اور شرارتوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بار بار چیلنج دیا کہ آؤ خدا کے دربار سے فیصلہ کرالیں اور ہر دفعہ یہ اپنا دامن کوئی سطحی تاویل پیش کر کے چھڑا لیتے تھے۔ تو بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکطرفہ طور پر ایک دعائیہ تحریر شائع کی اور لکھا کہ مولوی ثناء اللہ اس کو اپنے اخبار میں شائع کر دیں اور جو چاہیں نیچے لکھ دیں تو مولوی صاحب نے اس فیصلہ سے انکار کرتے ہوئے صاف لکھ دیا کہ چونکہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر منظوری کے اس کو شائع کر دیا ہے......... اس لئے آپ کی یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔

اس طرح اس نے اس دعا میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ مزید بر آں ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے رسالہ "اہل حدیث" میں اس کے نائب ایڈیٹر کی طرف سے یہ نوٹ شائع ہوا:

"کہ خدا تعالیٰ جھوٹے' دغاباز' مفسد اور نافرمان لوگوں کو بھی لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں"۔

اس نوٹ کی کبھی بھی مولوی ثناء اللہ کی طرف سے تردید شائع نہیں ہوئی۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کے مطابق وفات پا گئے تو یہ واویلا کرنا کہ یہ اس دعا کے نتیجہ میں ہوا یہ سراسر جہالت اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے حالانکہ ان کو اپنے عقیدے اور اعلان اقرار کے مطابق ڈھیل دی گئی تھی جو انہوں نے زور و شور سے شائع کیا تھا اور اس طرح اپنے کذب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر ثبت کر دی تھی۔

آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کی حقیقت بیان فرمائی جو مخالفین کی نظر میں پوری نہیں ہوئی تھیں۔

(۴) ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں؟

مندرجہ بالا موضوع پر حضرت فضل عمر نے ۲۸- دسمبر ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ پر ایک نہایت پر مغز خطاب فرمایا۔

حضور نے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ...... وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (التوبہ: ۱۱۱-۱۱۲) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا "ہر ایک شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ خدا نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے اور جبکہ مرنا ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہو گا جب اس چند روزہ زندگی کے لئے انسان اس قدر کوشش کرتا ہے اور تدبیریں کام میں لاتا ہے---- تو کیا اس لا محدود زندگی---- کے لئے کوئی ضرورت نہیں اور کیا ہمیں اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کرنی چاہئے؟"۔

نیز حضور نے فرمایا "انسان ایک ذرا سا سودا کرنے لگے تو بڑی احتیاط کرتا ہے اور ہمیشہ وہی خریدتا ہے جو مفید اور نفع رساں ہو پس کیسا افسوس ہے اس پر جو ایسی تجارت نہ کرے جس میں لاکھوں کا نہیں- کروڑوں کا نہیں بلکہ غیر محدود نفع ہے"۔

اسی قرآنی محاورے کے مطابق حضور فرماتے ہیں "پس انسان کو چاہئے کہ اپنے لئے وہ مال جمع کرے جو اس کے کام آئے نہ وہ کہ اس کے بعد اس کے ورثاء برباد کر دیں---- لیکن اگر یہ اس قرآن کی بتائی ہوئی تجارت کرتا ہے تو اس سے وہ نفع اٹھائے گا کہ اس کے بعد کوئی اسے برباد نہ کر سکے گا بلکہ مرنے کے بعد اسی کے کام آئے گا- خدا تعالیٰ ایسے تاجروں کا خود خزانچی بن جاتا ہے پس جس کا خزانچی خود خدا ہو اس کو اور کسی کی کیا ضرورت ہے؟---- جو اس طرح خدا کے ساتھ تجارت کریں اور اس کی فوجوں میں داخل ہو جائیں ان میں دلیری بھی چاہئے اور چاہئے کہ وہ---- اپنی جانیں لفظاً نہیں بلکہ عملاً خدا کے سپرد کر دیں۔

حضور نے ایسی تجارت کرنے والوں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی کامیابیوں اور فتوحات کا ذکر فرمایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی اور غلبہ سے نوازا۔

اس تجارت یا بیع کے لئے بعض شرائط بھی ہیں (۱) یہ کہ انسان ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور اس طرح اپنے دل کے زنگ کو دور کرتا ہے (۲) خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے عبادت کی طرف توجہ کرے (۳) حمد و شکر اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنے کا التزام رکھے (۴) امر بالمعروف کرے (۵) حدودِ الٰہیہ کی حفاظت کرے ان امور پر عمل کرنے والا مخلص مومن کامیاب و کامگار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں پاتا ہے۔

(۵) نجات

پادری میکلین صاحب نے ۴۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو مشن کالج لاہور میں ایک لیکچر دیا تھا کہ نجات کیا ہے اور کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے فرمان کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے یہ مضمون تحریر فرمایا جو ۲۵۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو تشحیذ الاذہان میں "نجات" کے نام سے شائع ہوا۔ سب سے اول آپ نے گناہ کی تعریف بیان کی آپ نے فرمایا:

"یاد رہے کہ گناہ نام ہے ان خداداد طاقتوں کے غیر محل استعمال کرنے کا جو کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عنایت فرمائی ہیں۔ مثلاً انسان کو بہادری عنایت ہوئی ہے اگر کوئی شخص اس کو اس کے محل پر استعمال نہ کرے اور غیر محل اور ناجائز استعمال شروع کر دے تو اس کا نام ظلم ہو جائے گا اور وہ گناہ کہلائے گا"۔

یعنی نیکی صراط مستقیم ہے۔ اور بدی صراط مستقیم سے ادھر ادھر ہونے کا نام ہے۔

پھر آپ نے قرآن کریم میں گناہ کے لئے آنے والے الفاظ کی حکمت بیان کی کہ ان سب میں زیادتی یا کمی کے معنی پائے جاتے ہیں۔ آپ نے صراط مستقیم اور گناہ میں تمیز کرنے کا طریق بیان فرمایا۔

جس قدر باتیں انسان کے دل میں تعظیم الٰہی پیدا کریں اور اس کو مخلوق کی شفقت پر مائل کریں اور فساد سے اس کا دل پھیر دیں تو وہ تو صراط مستقیم ہیں۔ اور جو اس کے برخلاف ہوں وہ سب گناہ اور بدیاں ہیں۔

آپ نے پادری صاحب کے اعتراض کہ "انسان گناہوں کا پتلا ہے" کا جواب قرآن کریم کی

آیات کی روشنی میں دیا اور پادری صاحب کے اس اصرار کہ "انسان کو گناہ کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔ کیونکہ یہ عین عدل ہے" کا جواب دیا کہ اگر عدل صفت کو مانا جائے تو عیسائیوں کے معتقدات و مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ پھر آپ نے خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت اور مالکیت کے ذریعہ اس عقیدے کا بطلان ثابت کیا۔

اس کے بعد آپ نے عیسائیوں کے عقیدہ نجات 'کفارہ کی لغویت بیان کرکے مسیحیوں سے چار سوال کئے۔

۱۔ ثابت کیا جائے کہ خدا تین ہیں۔

۲۔ اگر تین خدا ہیں تو کیا یسوع ہی وہ تیسرا خدا ہے کیونکہ بیٹے کا لفظ بہتوں پر بولا گیا ہے۔ آدم کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔

۳۔ مسیح خوشی سے مرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ انجیل میں ہے کہ

"اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو (متی باب ۲۶ آیت ۳۹)۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسیح کی مرضی نہ تھی کہ وہ صلیبی موت مرے۔ دوسرے یہ کہ خدا نے زبردستی اس کو دار پر کھینچوایا۔

۴۔ مسیح واقعی صلیب پر مرگیا تھا۔ کیونکہ انجیل کے مطابق قبر سے اٹھنے کے بعد وہ لوگوں سے ڈرتا پھرتا تھا۔ اگر وہ جی اٹھا تھا اور پھر خدا ہو گیا تھا تو اس ڈرنے کی کیا وجہ تھی۔

آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ مسیح اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں بلکہ ابن آدم ہی پکارتا تھا۔ اور سولی پر کھینچے جانے سے قبل رو رو کر دعا کرتا تھا کہ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے۔ پھر یہ کہ توریت میں تو کہیں کفارہ کا ذکر ہی نہیں ہے۔ آپ نے الزامی جوابات سے ثابت کیا کہ مسیحیوں کا نجات کے بارے میں عقیدہ بالکل غلط ہے۔ کفارہ کا نجات سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ نہ مسیح خوشی سے صلیب پر چڑھا اور نہ وہ صلیب پر مرا۔

(۶) دین حق

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مذہبی جھگڑوں کی کثرت کو دیکھ کر اس کا ایک

نہایت معقول حل پیش کیا۔ جو دسمبر ۱۹۰۹ء میں تشحیذ الاذہان میں "دین حق" کے نام سے شائع ہوا۔
آپ فرماتے ہیں:

"اسلام ہی ہے جو انسان اور خدا کے تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔ اور انسان کے دل میں اس خالق حقیقی کی محبت کا فوارہ جاری کر دیتا ہے۔ اور اگر کسی اور مذہب کے پیرو کار کو اس کے برخلاف یقین ہو تو وہ اس کے مقابلہ میں اپنی کتاب میں سے دعویٰ اور دلائل پیش کرے ورنہ بے فائدہ جھگڑوں سے کیا حاصل؟"

اسی معیار پر آپ نے قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ کی روشنی میں ثابت کیا کہ فقط اسلام ہی ہے جو خالق کی حقیقی محبت انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

(۷) نجات

عیسائی اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ غیر مسیحی نجات کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتے تو اس کے حصول کے ذرائع ان کو کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے "نجات کا فلسفہ" کے عنوان سے ۱۹۱۰ء میں تشحیذ الاذہان میں سلسلہ وار مضامین لکھے۔ جن میں ثابت کیا کہ اسلام جیسا فلسفہ نجات کوئی دوسرا مذہب نہیں پیش کر سکتا۔

باقاعدہ نجات کی بابت گفتگو سے قبل آپ نے دو اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ کہ ہماری طرح عیسائی پادریوں اور آریہ پنڈتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہر عقیدہ کو اپنی کتاب سے ثابت کریں۔ اس کے حق میں اسی کتاب سے دلائل مہیا کریں اسی اصول پر عیسائی جب کفارے کا مسئلہ پیش کریں تو اپنی الہامی کتاب کی رو سے پیش کریں۔

آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اسلام، عیسائیت اور آریہ مت والے تینوں ایک دوسرے کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے دعوت و تبلیغ کرتے ہیں تو کیا یہ بات ان کی الہامی کتابوں سے ثابت ہے کہ وہ اپنی قوم کے علاوہ دوسروں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں۔ آپ نے انجیل اور وید سے ثابت کیا کہ یہ ہر دو مذہب مخصوص قوموں کے لئے تھے نہ کہ سب بنی نوع انسان کے لئے آپ نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت کیا کہ اسلام سب دنیا کے لئے ہے۔ اور فقط اسلام ہی میں گذشتہ گناہوں سے نجات ہے۔ اور بقیہ مذاہب میں اگر یہ تصور نہیں ہے تو اس کی

بنیادی وجہ خدا تعالیٰ کی صفات سے لاعلمی ہے۔ قرآن کریم کی بیان کردہ الٰہی صفات کو مد نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت کو بھی انہی صفات سے مزین کیا ہے۔ اور فطرتاً انسان کو نیک بنایا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم انسانی نجات کو فطرت کے قوانین کے مطابق قرار دیتی ہے۔ اپنے اس دعویٰ کو آپ نے متعدد آیات قرآنی کی رو سے ثابت کیا کہ جس طرح انسان دوسرے کی خطاؤں کو بعض دفعہ نہ صرف معاف کرتا ہے بلکہ احسان کا سلوک بھی کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس انسان کی معافی اور ندامت کے نتیجہ میں ہوتا ہے تو پھر ہمارا پیارا خدا ایسا کیوں نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا:

"اب میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوانین فطرت اور نیچر سے ثابت کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ ضرور رحیم ہے۔ اور توبہ کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ محبت حسین سے ہوتی ہے اور رحم ایک بڑا حسن ہے۔ پس کسی صورت میں خدا تعالیٰ جو اصل معشوق ہے۔ اس حسن سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں کہ وہ مہربان خدا جو والدین سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ جب اس کے آگے ہم پشیمان ہو کر جائیں اور شرمندگی سے اس کی دہلیز پر اپنی گردن جھکا دیں تو وہ ہم کو کند چھری سے ذبح کر دے اور اپنے قہری کمالات سے دور پھینک دے"۔

آپ نے آریہ صاحبان کی طرف سے توبہ کی قبولیت پر ہونے والے پانچ اعتراضوں کے جوابات پیش کئے۔ اور گناہوں کی معافی کے بارے میں مسیحی تعلیم کفارہ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس عقیدہ پر ہونے والے سات اعتراضات کے جوابات عیسائی صاحبان سے طلب کئے۔

(۸) فرعونِ موسیٰ

قرآن کریم نے فرعونِ موسیٰ کے بارے میں دعویٰ کیا تھا کہ اس کا مردہ جسم محفوظ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے اس کو محفوظ رکھا ہے جیسا کہ فرمایا:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۚ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (یونس: ۹۳)

اسی فرمان کے مطابق جب فرعونِ موسیٰ کی حنوط شدہ لاش برآمد ہو گئی اور یہ بات بپایہ ثبوت

پہنچ گئی کہ یہی فرعونِ موسیٰ کی لاش ہے۔ تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر "فرعونِ موسیٰ" کے عنوان سے مضمون لکھا۔ جس میں اس پیشگوئی کی عظمت و شان مدلّل طریق پر بیان فرمائی۔

(۹) مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور میں اخبار "وطن اور المنیر" میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح پر اعتراض کیا گیا کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک ذرا سے فرق پر اختلاف ڈلوا دیا۔ اور لکھ دیا کہ ہم میں اصولی فرق ہے۔ اسی نسبت سے یہ بھی کہا جانے لگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر کیونکر کافر ہوئے؟۔ تو اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی منظوری سے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ سب ماموروں پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس میں کسی تفریق یا کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔

(۱۰) مَن انصاری الی اللہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اپنے ایک رؤیا کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے دو تحریکات شروع کیں۔ جن کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے یہ مضمون "مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ" کے عنوان سے تشحیذ الاذہان میں شائع کیا۔

وہ دو تحریکات یہ تھیں:

۱۔ اول یہ کہ اس سال طاعون زیادہ شدت سے ہوگی اس لئے اس موقعہ پر جب کہ دل نرم ہوں ایک اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو اس سلسلہ کی طرف دعوت دی جائے۔

۲۔ دوم یہ کہ ایک انجمن قائم کی جائے۔ جس کے ممبران خصوصیت سے قرآن و حدیث اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی طرف توجہ رکھیں اور افراد جماعت میں صلح و آشتی پیدا کرنے کی کوشش

کریں۔

(۱۱) پہاڑی وعظ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ۱۹۱۱ء میں ڈلہوزی میں پنجاب کے ایک مشہور و معروف پادری مسٹر ینگسن سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پادری صاحب سے تثلیث کے موضوع پر گفتگو کی اور اسے پہاڑی وعظ کے نام سے جون ۱۹۱۱ء میں شائع کرادیا۔

آپ نے فرمایا:

"وہ گفتگو جو میرے اور پادری صاحب کے درمیان ہوئی۔ میرے خیال میں صراط مستقیم کے متلاشیوں کے لئے کسی صورت میں پہاڑی وعظ سے کم نہیں اور چونکہ احد المتکلمین ایک مسیحی صاحب ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بھی اس گفتگو کا نام "پہاڑی وعظ" ہی رکھوں"۔

(۱۲) گوشت خوری

۱۹۱۱ء میں آریوں نے اس بات پر بہت زور دینا شروع کیا کہ گوشت خوری سخت گناہ اور ظلم ہے۔

اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جولائی ۱۹۱۱ء میں گوشت خوری کے عنوان سے ایک مضمون تشحیذ الاذہان میں شائع کیا جو بعد میں ایک کتابچہ کی شکل میں بھی شائع ہوا۔

اس میں آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ ویدوں میں بھی جانوروں کی قربانی کا ذکر موجود ہے۔ اور یہ کہ اس زمانہ میں دوسرے جانوروں کا ہی نہیں گائے کا گوشت بھی کھایا جاتا تھا۔ آپ نے اپنے اس مؤقف کو مستند تاریخی حوالوں اور ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے ثابت فرمایا۔

اس مضمون میں آپ نے نظام کائنات کو بطور ثبوت و دلیل پیش کیا اور فرمایا کہ اگر گوشت خوری اس لئے منع ہے کہ دوسرے جانوروں کی روحوں کو خواہ مخواہ تکلیف دی جاتی ہے۔ تو پھر تو پرمیشور پر الزام آتا ہے کہ اسنے ایسے جانور پیدا ہی کیوں کئے۔ جن کی زندگی کا دارومدار ہی صرف

دوسرے جانوروں کو کھانے پر ہے اور اگر یہ ظلم ہے تو پرمیشور کی طرف سے ہے۔ لیکن پرمیشور کی طرف ظلم منسوب نہیں ہو سکتا۔ گوشت خوری خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے رحمت کے طور پر ہے۔ کیونکہ بہت سی چیزیں جن کی انسانی جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ وہ گوشت سے مہیا ہوتی ہیں۔ اور نظام کائنات ہمیں بتا رہا ہے کہ بعض کی زندگی کا انحصار ہی گوشت پر ہے اور یہ نظام خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے۔ جو مسلّم طور پر ظالم نہیں ہے۔

(۱۳) مدارجِ تقویٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۱ء کے موقعہ پر جو تقریر فرمائی تھی۔ وہ مدارج تقویٰ کے نام سے ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے حصول کے دو طریق بیان فرمائے ہیں۔ یعنی (۱) انعام۔ (۲) عتاب۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں جیسے رزق' ہوا' روشنی' پانی' سورج' چاند یہ سارے کے سارے اس کے انعام ہیں اور اگر ان انعامات کے بدلہ میں کوئی شکر کی بجائے سرکشی کرے تو پھر وہ دوسرا طریق یعنی عتاب اختیار کرتا ہے۔ اسی کے آثار میں طاعون' زلزلے' وبائی بیماریاں وغیرہ ہیں۔ اور اگر کسی پر ان کا بھی اثر نہ ہو تو وہ بعض دوسری قسم کے عذاب نازل کرتا ہے۔ جن سے بالآخر خدا تعالیٰ اپنی عظمت و جبروت کو منوالیتا ہے۔ یہ انعام و عتاب فقط اس لئے ہوتے ہیں کہ مخلوق اپنے خالق کو پہچانے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے۔ تقویٰ کیا ہے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"تقویٰ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس شخص کو حاصل ہو پھر وہ اس کے مقابل میں دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور تقویٰ کی یہ مثال بہت ہی پیاری ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان نے کھلا چوغہ پہنا ہو اور اس کی راہ میں ہر دو طرف کانٹے ہوں اور وہ ان سے صاف دامن بچا کر نکل جائے۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو دنیا کی آلائشوں سے بچاتا ہے تب وہ متقی ہو سکتا ہے"۔

اس کے بعد آپ نے تقویٰ کے تین درجے بیان کئے ہیں:

تقویٰ کا پہلا درجہ صبر ہے۔

تقویٰ کا دوسرا درجہ شکر ہے۔
اور تقویٰ کا انتہائی مقام احسان ہے۔
تقویٰ کے حصول کے لئے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

(۱۴) جواب اشتہار غلام سرور کانپوری

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپریل ۱۹۱۲ء میں ہندوستان کے مشہور مدارس کا دورہ کرتے ہوئے کانپور تشریف لے گئے۔ کانپور میں مدرسہ جامع العلوم کے چند طلباء آپ سے ملنے کے لئے آئے اور بعض سوالات دریافت کئے جن کے جواب حضرت حافظ روشن علی صاحب نے دیئے۔
اس مجلس میں علم حدیث کے متعلق علمی بحث ہوئی آخری زمانے کی بعض نشانیاں بھی زیر بحث آئیں۔ اس کتابچہ میں حضور نے اس مجلس میں ہونے والی گفتگو اور اس پر اپنا تبصرہ بیان فرمایا ہے۔
مذہبی مباحث کے متعلق حضور نے فرمایا:
"ہمیں فتح و شکست سے کچھ غرض نہیں حق بتانا ہمارا کام ہے۔۔۔۔ ہمیں تو وہ شکست جس میں راستی کو ملحوظ رکھا گیا ہو اس فتح سے بدرجہا بہتر ہے جس میں واقعات پر پردہ ڈالا گیا ہو"۔

(۱۵) خدا کے فرستادہ پر ایمان لاؤ

مذکورہ بالا عنوان سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک پردرد تحریر لکھی جس میں آپ نے مختصر مگر جامع الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات از روئے قرآن ثابت کر کے احادیث کے مطابق موعود مہدی کی نشانیاں بیان کیں۔ حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت کا ذکر کیا نیز بتایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور ان کی ہلاکت کی پہلے سے خبر دے دی۔ پھر مسلمان کہلانے والے مولویوں کو بار بار مباہلہ کے لئے بلایا۔ کیا اتنا بڑا دعویٰ کوئی کاذب کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا دعویٰ سوائے صادق

مامور کے اور کوئی ہرگز نہیں کر سکتا۔اس کے بعد بطور اتمام حجت آپ نے مسیح و مہدی کی مشہور و مسلّم علامات کا پورا ہونا ثابت فرمایا اور حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کی دعوت دی۔

(۱۶) دس دلائل ہستی باری تعالیٰ

اس رسالہ میں جو مارچ ۱۹۱۳ء میں طبع ہوا آپ نے دہریوں کے ایک اہم اعتراض کہ "اگر خدا ہے تو ہمیں دکھادو، ہم مان لیں گے" کے جواب میں ارشاد فرمایا ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی تمام چیزوں پر ہم حواس خمسہ کے ذریعہ ہی یقین نہیں رکھتے۔یعنی خوشبو' بدبو اور آواز اسی طرح کی بہت سی چیزیں ہم ایک خاص حس کے ذریعہ محسوس کرتے ہیں لیکن بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن پر ہم یقین رکھتے ہیں لیکن حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں جیسے عقل' حافظہ' طاقت وغیرہ جب ہم ان اشیاء پر بعض اور ذرائع سے یقین رکھتے ہیں تو خدا جو کہ لطیف ہی نہیں بلکہ الطف ہے اس کا علم حاصل کرنے کے لئے اس قسم کی قیود کس طرح جائز ہو سکتی ہیں۔خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھنے کے لئے بعض اور ذرائع اور دلائل ہیں آپ نے درج ذیل دس دلائل ہستی باری تعالیٰ تحریر فرمائے:

دلیل اول: دنیا کے تمام مذاہب اسلام' مسیحیت' یہودیت' بدھ ازم' زرتشتی' ہندوازم' ایک خدا ایلوہیم' پرم ایشور' پرم آتما' یا یزدان کے قائل ہیں اس قدر دور دراز قوموں اور ملکوں کا اس امر پر اتفاق اس امر کی دلیل ہے کہ سب دنیا خدا کی کسی جلوہ گری کو دیکھ کر ہی اس کی قائل ہوئی ہے۔

دلیل دوم: ہر قوم اور مذہب میں خدا کی ذات پر گواہی دینے والے وہ لوگ ہیں جو قوم کے انتہائی برگزیدہ اور منتخب اشخاص ہیں ان ہزاروں راستبازوں کی گواہی جو اپنے عینی مشاہدے پر دیتے ہیں کسی طور پر رد کے قابل نہیں ہے۔

دلیل سوم: فطرت انسانی خود خدا کی ہستی پر دلیل ہے۔کیونکہ بعض ایسے گناہ ہیں جن کو فطرت انسانی ناپسند کرتی ہے۔اور یہ ناپسندیدگی یقیناً کسی بالائی طاقت کے اثر کے نتیجہ میں ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا **فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا** یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نفس میں نیکی اور بدی کا الہام کر دیا ہے۔

دلیل چہارم: جب ہم جانتے ہیں کہ ہر فعل کا کوئی فاعل ہے تو اتنی بڑی کائنات کیا ہمیں کسی فاعل کا پتہ نہیں دیتی یقیناً یہ اپنے صانع یعنی خدا کا پتہ دیتی ہے۔

دلیل پنجم: اس کائنات میں ایک تناسب بھی خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلیل ہے۔ یعنی مختلف ضروریات کے لئے سورج، چاند، بارش وغیرہ کا ایک نسبت سے آنا۔ اسی طرح کان کو پیدا کر کے آواز کو پیدا کیا۔ اور ایک ایسا نظام پیدا کیا جو بغیر کسی خرابی کے مسلسل چل رہا ہے یہ یقیناً ہستی باری تعالیٰ کی بہت بڑی دلیل ہے۔

دلیل ششم: قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے منکر ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوا کرتے ہیں۔ جیسے فرعون ہلاک ہوا اور اللہ کے ماننے والے کامیاب۔ اگر کوئی خدا نہیں تو یہ تائید و نصرت کہاں سے آتی ہے؟

دلیل ہفتم: اللہ تعالیٰ کی ہستی پر حقیقی ایمان لانے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت رام چندرؑ، حضرت کرشنؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت ﷺ ان لوگوں کی شدید مخالفت ہوئی لیکن بالآخر یہی کامیاب ہوئے اور ان کے دشمن ذلیل و رسوا۔

دلیل ہشتم: دعاؤں کا قبول ہونا بھی ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے یعنی جب اس کا کوئی بندہ مضطر ہو کر اسے پکارتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور ہر زمانے میں اس کے نظارے نظر آتے ہیں۔ جیسے خدا نے فرمایا اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۷)

دلیل نہم: نویں دلیل وجود باری کی قرآن شریف سے الہام معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے جو خدا کے وجود کو یقینی طور پر ثابت کر دیتی ہے۔ اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ غیب کی خبریں دیتا ہے جو عالم الغیب خدا کی ہستی پر دلیل بن جاتی ہیں۔ قرآن شریف کی پیش گوئیاں بھی اس ضمن میں خدا کو منوانے کے لئے کافی ہیں۔

دلیل دہم: دسویں دلیل اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۷۰) یعنی جو لوگ ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ اگر دل میں سچائی کی طلب ہو اور انسان گڑگڑا کر ہدایت طلب کرے تو خدا خود راہنمائی کر دیتا ہے۔

(۱۷) اخبار ’’فضل‘‘ کا پراسپکٹس

جماعتی ترقی اور کثرت سے احمدیت کے پھیلنے کے پیش نظر جون ۱۹۱۳ء میں بعض اہم اور فوری جماعتی ضروریات کا احساس کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے آپ نے ایک اخبار جاری کیا جس کا نام ’’فضل‘‘ تجویز کیا۔ یہ اخبار آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آ رہا ہے۔ اس اخبار کے پراسپکٹس میں آپ نے آٹھ اہم جماعتی ضروریات کا ذکر کر کے اس اخبار کے قادیان سے اجراء کا اعلان فرمایا۔ آپ نے وہ دس اہم اغراض بیان فرمائیں جو اس اخبار کے ذریعہ پوری کی جائیں گی۔ اس میں آپ نے اس فلسفہ پر بھی روشنی ڈالی کہ بعض چھوٹے چھوٹے امور کس طرح بڑے ہو جاتے ہیں اور ایک چھوٹے سے بیج سے کس طرح بڑے بڑے عظیم القامت درخت بن جاتے ہیں۔ فرمایا! یہی مثال روحانی سلسلوں کی ہے۔ گذشتہ الٰہی سلسلوں کی طرح جماعت احمدیہ کی ضروریات بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

پھر فرمایا:

’’اس لئے بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح تُوَکُّلاً عَلَی اللہ اس اخبار کو شائع کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام کوشش ہے برکت اور اتمام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن چونکہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس کی مدد کا یقین ہے بیشک ہماری جماعت غریب ہے لیکن ہمارا خدا غریب نہیں ہے۔ اور اس نے ہمیں غریب دل نہیں دیئے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری توجہ کرے گی اور اپنی بے نظیر ہمت اور استقلال سے کام لے کر جو وہ اب تک ہر ایک کام میں دکھاتی رہی ہے اس کام کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرے گی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تحریر کو صرف ارادوں اور خواہشوں تک ہی نہ رہنے دے اور سلسلہ کی ضروریات کے پورا کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائے‘‘۔ (بدر‘‘ قادیان پانچ جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۷ تا ۲۰)

نوٹ: بعد میں یہی اخبار ’’الفضل‘‘ کے نام سے جاری ہوا۔

(۱۸) سیرت النبی ﷺ

۱۸۔ جون ۱۹۱۳ء کو جب حضرت مصلح موعود نے ہفت روزہ ’’الفضل‘‘ جاری کیا تو اس کی

اغراض کے ضمن میں فرمایا کہ اس میں ایک صفحہ تاریخ اسلام کے لئے وقف رہے گا۔اس سلسلہ میں آپ نے بانی اسلام آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بیان کو مقدم جان کر صحیح بخاری کے حوالے سے آپ کی سیرت ہر ہفتے بیان کرنی شروع کی۔ لیکن ۱۹۱۴ء میں خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کے بعد کچھ عرصہ یہ سلسلہ تعطل کا شکار رہا۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء سے آپ نے اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کیا لیکن کچھ عرصہ جاری رہنے کے بعد خلافت کی دیگر بے پناہ ذمہ داریوں کے سبب آپ مزید نہ لکھ سکے۔ لیکن جو کچھ سیرت النبیؐ کے سلسلہ میں آپ نے تحریر فرمایا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

باب اول میں آنحضرتؐ کا حلیہ ' لباس ' عمر اور بعض دیگر امور کا تذکرہ کیا ہے۔

باب دوم آنحضرتؐ کی بابرکات عادات کے ذکر پر مشتمل ہے۔ باب سوم میں آنحضرتؐ کے بے نظیر اخلاق کا تذکرہ ہے۔ پھر اخلاق باللہ کے عنوان سے تعلق باللہ کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی خشیت الٰہی ' قیام حدود ' توکل علی اللہ اور یاد الٰہی کے ایمان افروز واقعات بیان کئے ہیں۔

خدا سے تعلق کے بعد آپ نے دوسرے حصہ یعنی حقوق العباد کے متعلق سیرت النبیؐ کا بیان طہارت النفس کے عنوان سے شروع کیا اور آپ کی سیرت کے چند نمایاں اور درخشندہ پہلوؤں کا تذکرہ فرمایا جس میں بدی سے نفرت ' وقار ' جرأت و بہادری ' سادگی اور صحابہ سے محبت و شفقت ' ہمیشہ خیر کا اختیار ' تحمل استقلال ' احسان کی قدر ' لڑائی سے نفرت ' تکبر سے اجتناب ' انکسار اور سخت کلامی سے پرہیز جیسے انسانی اعمال پر اثر ڈالنے والے آپ کے غیر معمولی اخلاق بڑے دلنشیں اور واقعاتی رنگ میں یوں بیان فرمائے کہ گویا ہم آپ کے قلم سے نہیں بلکہ منہ سے اس طیب اور پاکیزہ سیرت کے تذکرے سن رہے ہیں۔

(۱۹) اسلامی نماز

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مارچ ۱۹۱۴ء میں یورپ کے سعید فطرت لوگوں کے لئے "اسلامی نماز" کے عنوان سے ایک مضمون ریویو آف ریلیجنز میں تحریر فرمایا۔ جو بعد میں کتابی شکل میں بھی شائع ہوا۔

اس میں آپ نے عبادت کی اغراض بیان کیں کہ عبادت کی بنیادی غرض تو اپنے جذبات شکر کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور غرض گناہوں اور بدیوں سے پاکیزگی اختیار کرنا یعنی

اپنے نفس کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔

ان اغراض کے حصول کے ذرائع کا تذکرہ کیا کہ اوّل عبادت کیلئے ضروری ہے کہ خدا کے حضور جسم بھی ایک تذلّل کی حالت میں رہے تا کہ اس کا روح پر اثر پڑے اور اسلامی نماز میں مختلف قوموں کے اظہار تذلّل کے تقریباً تمام طریق آ گئے ہیں۔ جن کی ادائیگی سے دل خدا کے حضور جھک جاتے ہیں۔ دوسرا طریق اسلام نے عبادت یا نماز کی غایت کو حاصل کرنے کا دعا بیان کیا ہے۔ ''اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ'' یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

تیسرا طریق اسلام نے یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا مشاہدہ کیا جائے اور اس غرض سے اسلامی نماز میں ایسی عبارتوں کو پڑھنا مقرر کر دیا کہ جن سے انسان پر اللہ تعالیٰ کا پُر جلال اور قابل محبت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے نماز کا طریق اور نماز کا ترجمہ بیان کیا اور حاشیہ میں بعض ضروری امور کی تشریح بھی فرمائی ہے۔

(۲۰) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد آپ کی تقریر

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد آپ نے بعد نماز عصر مسجد نور قادیان میں نہایت پُر درد تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے افراد جماعت کو آگاہ کیا اور کثرت سے استغفار اور دعا کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کیا۔ آپ نے فرمایا دوست دعا کریں کہ اے ہمارے مولیٰ اس امتحان کے موقعہ پر آپ ہماری راہنمائی کر۔ ہمارے تمام کاموں میں برکت نازل کر اور اپنی خدمت کیلئے پاک وجود چُن لے۔

اس مختصر اور پُر اثر خطاب کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اس دعا میں ایک خاص درد تھا۔ لوگوں کے دل سوز و گداز سے بھر گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں مسجد نور آہ و بکا سے پُر ہوگئی۔ لمبی دعا کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک غیر معمولی تجلّی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر سکینت نازل ہوئی ہے۔ اُن میں نظام جماعت اور اتحاد کیلئے خاص جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ اس دعا کے بعد صاحبزادہ صاحب کچھ دیر کیلئے بیٹھ گئے اور احباب سے کہا کہ جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں وہ کل روزہ رکھیں۔ پھر آپ مسجد سے اٹھے اور حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔

انڈیکس

مرتبہ :- مکرم سید مبشر احمد ایاز

کلید مضامین

ا

ابن

احمدیت

اختیار

اذان

استخارہ

استغفار

استقلال

اسلام

اشتہار

اصحاب الصفہ

اصلاح

اعتراض / اعتراضات

آل محمد

ب

بت پرستی

بدی

بدر

پ

پارسی

پری

پریس

پہاڑی وعظ

پیشگوئی / پیشگوئیاں

ت

تثلیث

تجسم

تعلق باللہ

تفسیر

آیات قرآنیہ

احادیث

(ترتیب بلحاظ حروفِ تہجی)

اسماء

غ

م

ن

مقامات

کتابیات

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

2

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی پُرمعارف تصنیفات "انوار العلوم" کی دوسری جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ الحمدللّٰہ علی ذالک۔

"انوار العلوم" کی احباب جماعت ایک عرصہ سے بہ شدت انتظار کر رہے تھے۔ حضور کے ابتدائی رشحات و فیوض مختلف رسالوں' کتابوں اور اخباروں میں بکھرے پڑے تھے اور ان میں سے اکثر ایک عرصہ سے نایاب ہو چکے تھے۔ جیسا کہ احباب کو بخوبی علم ہے اس ابتدائی زمانہ میں تقاریر کو قلمبند کرنے کا کوئی جماعتی انتظام نہیں تھا۔

مزید برآں طباعت و اشاعت کا بھی کوئی مرکزی ادارہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود ہمارے بعض علم دوست اور مخلص بزرگوں نے ان تقاریر کو قلمبند کیا اور بعض ایسے ہی اور دوستوں نے ان کی طباعت و اشاعت کا کام کیا جس سے علوم کے یہ انوار محفوظ تو ہو گئے لیکن ان کی طباعت و اشاعت اس طرح نہ ہو سکی جس طرح ان کا حق تھا۔

فضل عمر فاؤنڈیشن نے ان انوار کو جمع کر کے احباب کی خدمت میں پیش کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اشاعت کے کام کا تجربہ رکھنے والے احباب ہی ان دقتوں اور مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں جو ایسے کاموں میں متوقع اور غیر متوقع طور پر پیش آجاتی ہیں۔

ان کتب میں قرآن مجید' کتب تفاسیر' احادیث' بائبل اور تاریخ و سیرت کے جو حوالہ جات آئے ہیں ان کے اصل ماخذ کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ جو حوالہ جات باوجود تلاش کرنے کے نہیں مل سکے انہیں آئندہ ایڈیشن میں حوالہ مل جانے پر شامل کر دیا جائے گا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضور کی جو کتب و تقاریر جو اس جلد میں شامل ہیں اس وقت کی ہیں جبکہ حضور پچیس سالہ نوجوان تھے۔ اس عمر میں اتنی علمی پختگی' روانی' قوم کا

درد' عزم و ولولہ اور ایمان و توکل دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ اس مجموعہ کی ہر سطر یہ اعلان کر رہی ہے کہ

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

اللہ تعالیٰ کے لامتناہی احسانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضور نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

"میں اپنے مولیٰ کے احسانات کا شکریہ کس منہ سے ادا کروں اور اس کے احسانات کو کس زبان سے گنوں کہ میرا منہ اور میری زبان اس کام کو پورا نہیں کر سکتے۔ میرے جسم کا ذرہ ذرہ بھی اگر گویا ہو تو اس کے بحر عطایا کے ایک قطرہ کا شکریہ ادا نہ ہو سکے۔ ایسے خطرناک متلاطم سمندر میں سے جماعت کا جہاز گزرے اور میرے جیسے ناتجربہ کار اور ناواقف اور کمزور ملاح کے ہاتھوں میں اس کی پتوار ہو اور پھر بھی کشتی سلامت گزر جائے یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟ صرف خدا کا...... میرے پیارے رب! تُو آپ ہی بتا کہ ہم کس طرح تیرے احسانات کا شکریہ ادا کریں کیونکہ ہماری عقلیں کوتاہ اور ہمارے فہم کمزور ہیں۔ ہم تیرے پہلے بھی محتاج تھے اور اب بھی محتاج ہیں اور آئندہ بھی تیرے ہی محتاج ہونگے۔ پھر ہمیں اے بادشاہ تجھ سے سوال کرنے میں کیا شرم ہو۔ وہ شخص جس نے کبھی سوال نہ کیا ہو شرماتا ہے لیکن جو ہر وقت مجسم سوال بنا رہے اسے سوال کرتے ہوئے کیا شرم آسکتی ہے۔ پس اے میرے رب! تیرے حضور میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں اسے قبول فرما کہ بادشاہوں کے دروازوں سے گدا خالی ہاتھ نہیں لوٹا کرتے ...... ہم سب ملکر تیرے نام کو دنیا پر روشن کریں۔ طاقتور شہنشاہ! یہ تیرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے" (شکریہ اور اعلان ضروری صفحہ ۴' ۵)

حضور کی علمی رہنمائی' تربیت' روحانی فیوض اور دعاؤں کی برکات سے ہمیشہ مستفیض ہونے کے لئے یہ مجموعہ بہترین مواقع مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے استفادہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس جلد کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار محترم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر کا خصوصی

طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ کتب کی پروف ریڈنگ اور مسودات کی تصحیح کے سلسلہ میں انہوں نے مسلسل کئی ماہ تک بہت ہی محنت اور خلوص سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مکرم و محترم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت کی رہنمائی بھی ہمارے لئے بہت ہی سہولت کا موجب ہوئی ادارہ ان کا بے حد شکرگذار ہے۔

مکرم عبدالباسط شاہد صاحب بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ "انوار العلوم" جلد نمبر۲ کی تیاری کے مختلف مراحل میں ان کے تجربہ اور مفید مشوروں سے خاکسار نے بہت فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر اور مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ کا بھی خاکسار ممنون ہے۔ حوالہ جات کی تلاش کے سلسلہ میں انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا اور بہت سے ایسے حوالہ جات جو باوجود کوشش کے مل نہیں رہے تھے ان کو تلاش کرنے کی توفیق پائی۔

پروف ریڈنگ، مسودات کی تصحیح اور ان کی نظرثانی یہ سب کام بہت دقت اور محنت چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کے ساتھ کئی مربیان نے نہایت اخلاص اور بشاشت سے ادارہ کی عملی معاونت فرمائی خاکسار ان کا احسان مند ہے۔ خصوصیت سے مکرم چوہدری رشید الدین صاحب اور مکرم سلطان احمد صاحب شاہد قابل ذکر ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن کا عملہ بھی خصوصی شکریہ کا مستحق ہے جن کی عملی معاونت کے بغیر اس جلد کی تیاری ممکن نہیں تھی۔

دوسری جلد احباب کے ہاتھوں میں ہے۔ احباب جماعت کی مسلسل دعاؤں کی بے حد ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ ہم اس قابل ہو سکیں کہ اس قیمتی خزانے اور روحانی مائدے کو جلد از جلد احباب کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ وما توفیقی الا باللہ

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ انوار العلوم کی دوسری جلد ہے- جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی درج ذیل دس (۱۰) کتب پر مشتمل ہے- یہ جلد حضرت فضل عمر کے زمانہ خلافت کی ابتداء ۱۴مارچ ۱۹۱۴ء تا مارچ ۱۹۱۵ء کے دور پر مشتمل ہے-

(۱) کلماتِ طیّبات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۴- مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ منتخب ہونے کے بعد بیعت لینے سے قبل جو خطاب فرمایا وہ کلماتِ طیبات کے نام سے شائع ہؤا-

اس میں آپ نے منصب خلافت کی عظمت اور خلیفہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے غیر معمولی تعلق اور تائید کا مضمون بیان فرمایا اور سب افراد جماعت کو اطاعت اور دعاؤں کی طرف متوجہ کیا-

(۲) کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی خلافت کے ایک ہفتہ بعد یعنی ۲۱- مارچ ۱۹۱۴ء کو یہ پُر شوکت ٹریکٹ شائع کیا- آپ نے فرمایا:

"مجھے اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں تفرقہ کے آثار ہیں- اور بعض لوگ خلافت کے خلاف لوگوں کو جوش دلا رہے ہیں- یا کم سے کم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خلیفہ ایک پریذیڈنٹ کی حیثیت میں ہو اور یہ کہ ابھی تک جماعت کا کوئی خلیفہ نہیں ہؤا مگر میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ خلیفہ کا ہونا ضروری ہے----- خدا نے جسے خلیفہ بنانا تھا بنا

دیا اور اب جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے"

آپ نے آیات قرآنیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال سے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی خلافت کا قیام ضروری تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا دورِ خلافت اس پر شاہد ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ نے یہ منصب آپ کو عطا کیا ہے۔

فرمایا:

"اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آسکتا"۔

اسی ٹریکٹ میں آپ نے اس سلسلہ میں ہونے والے بعض اعتراضات کا رد کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں سے ثابت کیا کہ آپ ہی موعود خلیفہ ہیں آپ نے فرمایا:

"کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں پر اعتبار نہیں۔ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیش گوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہوگا۔ دوسرا نام "فضل عمر" ہوگا اور تریاق القلوب میں آپ نے اس پیش گوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے۔ پس مجھے بتاؤ کہ عمر کون تھا۔ اگر تمہیں علم نہیں تو سنو کہ وہ دوسرا خلیفہ تھا"۔

آخر پر آپ نے جماعت کو چند نصائح کیں اور دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کی آگ کو فرو کر دے۔

(۳) منصب خلافت

۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے مسجد مبارک میں ملک بھر کے احمدی نمائندوں کی (عہد خلافت ثانیہ کی) پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

حضرت فضل عمر نے شوریٰ کے سامنے منصب خلافت کے موضوع پر معرکۃ الآراء تقریر فرمائی اور ابراہیمی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ کی روشنی میں نہایت لطیف پیرایہ میں مقام خلافت، فرائض خلافت اور تزکیۂ نفوس کے طریق پر روشنی ڈالی اور خلافت اور انجمن سے متعلق مسائل پر سیر حاصل بحث فرمائی۔

آپ نے دعائے ابراہیمی کی روشنی میں فرمایا:

"اس آیت میں نبی کا کام بیان فرمایا تبلیغ کرنا، کافروں کو مؤمن کرنا، مؤمنوں کو شریعت پر قائم کرنا، پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا، پھر تزکیۂ نفس کرنا یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں"۔

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے اس خیال پر کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل جانشین انجمن ہے اور خلیفہ عمومی نگرانی کے لئے انجمن کا پریذیڈنٹ ہوتا ہے پر شدید تنقید کرتے ہوئے صحیح مسئلہ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"خلیفہ کا کام کوئی معمولی اور رذیل کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور امتیاز ہے جو اس شخص کو دیا جاتا ہے------- انجمنیں محض اس غرض کے لئے ہوتی ہیں کہ وہ بہی کھاتے رکھیں اور خلیفہ کے احکام کے نفاذ کے لئے کوشش کریں----- کوئی انجمن نبی کا کام نہیں کر سکتی اگر انجمنیں یہ کام کر سکتیں تو خدا تعالیٰ دنیا میں مأمور اور مرسل نہ بھیجتا"۔

اس کے بعد آپ نے خلیفہ کے بنیادی فرائض کا تفصیلی تذکرہ کیا اور پہلے فرض تبلیغ کی اہمیت بیان کر کے متعدد تجاویز ممبران کے سامنے پیش کیں اور ان پر غور و فکر کی دعوت دی۔ اسی طرح خلیفہ کے دوسرے فرائض یعنی کتاب و حکمت کا سکھانا اور تزکیۂ نفوس کا تذکرہ کیا اور وہ طریق بیان کئے جن پر عمل کر کے ان کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ ان فرائض کے ذکر کے بعد آپ نے فرمایا:

"یہ خلیفہ کے کام ہیں جن کو میں نے مختصراً بیان کیا ہے۔ ان کو کھول کر دیکھو اور ان کے مختلف حصوں پر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ انجمن کی کیا حقیقت ہے؟ اور خلیفہ کی کیا؟ میں یہ بڑے زور سے کہتا ہوں کہ نہ کوئی انجمن اس قسم کی ہے اور نہ ایسا دعویٰ کر سکتی ہے نہ ہو سکتی ہے نہ خدا نے کبھی کوئی انجمن بھیجی"۔

آپ نے غیر مبائعین کے بعض اعتراضات مثلاً یہ کہ خلیفہ نے انجمن کا حق غصب کر لیا ہے۔ یہ

لوگ شیعہ ہیں- خلیفہ کا طریق حکومت کیا ہو؟ کیا خلیفہ کے بغیر مسلمانوں کی نجات نہ ہوگی؟ کا نہایت دلنشین اور مؤثر انداز میں دلائل سے رد کیا-

(۴) شکریہ اور اعلان ضروری

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد اٹھنے والے فتنہ کا زور خدا تعالیٰ کے فضل سے اوائل اپریل ۱۹۱۴ء میں ٹوٹنا شروع ہوگیا- حضرت فضل عمر نے قرآنی حکم لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ کے تحت بعنوان "شکریہ اور اعلان ضروری" ایک مضمون تحریر فرمایا- جس میں اس فتنہ کی شدت اور دشمنوں کی خوش فہمیوں کا تذکرہ کر کے خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضل و احسان کو بیان کیا کہ کس طرح اس عزیز و حکیم خدا نے جماعت کے ایک بہت بڑے حصہ کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ کر لیا- آپ نے تمام جماعت کو خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی- اور ضروری اعلان کے تحت خدمت اسلام کے بنیادی فرض تبلیغ کی طرف توجہ دلائی- اور اس کام کو احسن طور پر انجام دینے کے لئے بارہ ہزار روپیہ چندہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی اور افراد جماعت کو یہ عظیم الشان خوشخبری دی کہ:

> "اس وقت دشمن کہہ رہا ہے کہ اب احمدیت گئی لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آگے سے بھی زیادہ اسے ترقی دے اور اسلام کے شیدا خوش ہو جائیں کہ اب خزاں کے بعد بہار آنے والی ہے اور مسیح موعودؑ کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن آگئے ہیں"-

(۵) تحفۃ الملوک

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی تصنیف ہے- جو آپ نے اپنی ایک رؤیا کی بناء پر جون ۱۹۱۴ء میں تحریر فرمائی اور برصغیر کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدر آباد دکن کے والی مکرم و معظم میر عثمان علی خان صاحب کی خدمت میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور

حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے ذریعہ پیش کی۔

آپ نے اس کتاب کے ذریعہ اسلام کی روایتی سادگی مگر حد درجہ احترام کے ساتھ والی دکن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دلنشیں پیغام پہنچایا۔ اس کتاب میں آپ نے نہایت مؤثر انداز میں اسلام کی موجودہ حالت، غیر مسلموں کی حد درجہ ترقی، مسلمانوں کی اسلامی تعلیم سے دوری اور آپس میں افتراق و نفاق کو بیان کرنے کے بعد ضرورت امام کے موضوع پر روشنی ڈالی اور آنحضرت ﷺ کی خوشخبری اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا کے پورے ہونے اور تجدید دین کے لئے آنے والے امام حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے متعلق آگاہ کیا اور آپ کے ذریعہ تجدید دین کے ایسے عظیم الشان کاموں جن کا اپنوں نے ہی نہیں غیروں نے بھی اعتراف کیا کی تفصیل بیان فرمائی۔ اور عام طور پر پوچھے جانے والے دو سوالوں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کیونکر ہوئے اور یہ کہ مسیح موعودؑ کی آمد سے قبل خروجِ دجّال ضروری ہے پر مدلّل سیر حاصل بحث فرمائی۔ آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

> "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا۔ ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مر گئے کہ کسی طرح ان کو مسیح موعودؑ کا زمانہ ملے گو مسیح موعودؑ فوت ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ پس یہ زمانہ غنیمت ہے وہ دن آتے ہیں جب کہ زبردست بادشاہ اس خدا کے مرسل کے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ لیکن مبارک ہے جو سب سے پہلے اس نعمت کو حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی زمانہ آئے گا جب کہ اپنی بادشاہتیں دے کر خواہش کریں گے کہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہو جائے جو مسیح موعودؑ کے قریب کے لوگوں کو حاصل تھی"۔

(۶) جماعتِ احمدیہ

جنگ عظیم اول کے وقت ترکی کی سلطنت تمام اسلامی دنیا میں واجب احترام تھی۔ لیکن ترکی کے جنگ عظیم میں بحیثیت جرمنی کے حلیف شامل ہونے پر مسلمانان ہند نے ترکی کے اس اقدام کو

ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اسے اس لڑائی میں غیر جانبدار رہنے کا مشورہ دیا۔ لیکن ترکوں نے اس مشورہ کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔

ترکی میں اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے اس وقت مسلمانوں کے ذہن میں یہ سوال خلش کا موجب بن رہا تھا کہ اس موقعہ پر ان کو کیا کرنا چاہئے۔ جبکہ ایک طرف وہ سلطنت ہے جو مکہ اور مدینہ کی محافظ ہے اور دوسری طرف وہ جو مسلمانوں کے جان و مال کی محافظ ہے۔ لہٰذا وہ کس سے ہمدردی کریں۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعود نے ۹ نومبر ۱۹۱۴ء کو اپنی جماعت کی راہنمائی کے لئے یہ مضمون تحریر فرمایا جو ریویو آف ریلیجنز قادیان کی جلد نمبر ۱۳ شمارہ نمبر 11 میں صفحات 421 تا ۴۲۷ پر جماعت احمدیہ کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں حضور نے ترکی کے جنگ میں شامل ہونے کو بے سبب اور بے وجہ قرار دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پیش فرما کر بتایا کہ حضرت اقدسؑ سلطان ترکی کے دعویٰ خلافت کو غلط قرار دیتے ہیں اس کی حکومت سے انگریزوں کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا جماعت احمدیہ کو گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری اور اس کی اعانت کرنی چاہئے اور اس کا خیر خواہ ہونا چاہئے۔ نیز احباب جماعت کو یہ بھی تلقین فرمائی کہ وہ دوسروں کو بھی یہ سمجھاتے رہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ کیونکہ جس امن سے ہم گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت زندگی بسر کر رہے ہیں وہ امن ہرگز کسی اسلامی یا غیر اسلامی سلطنت میں ہمیں نہیں مل سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نہایت دور اندیشی سے جماعت کو وقتی فوائد اور سطحی جذبات سے بچتے ہوئے صحیح قرآنی تعلیم کے مطابق طرز عمل اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

"پس میں تمام جماعت کو اس اعلان کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہوں کہ اپنے امام کے حکم کے ماتحت ہر طرح سے گورنمنٹ برطانیہ (حکومت وقت۔ ناقل) کے خیر خواہ رہیں۔ اور ہر ممکن طریق سے اس کی مدد اور اعانت کرتے رہیں......... میں اپنی جماعت کو اس امر کی بھی تاکید کرتا ہوں کہ وہ آجکل دعاؤں اور آہ و زاری پر بہت زور دیں۔ اور اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے آگے گر جائیں۔ تا اسلام کی ترقی کی صورت نکلے اور اس کے زوال کے اسباب دور ہوں اور شرک و بدعت کی جگہ توحید اور سچی اطاعت کی ترقی ہو۔"

(۷) برکاتِ خلافت

خلافت ثانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۱۴ء میں منعقد ہُوا۔ اس جلسہ میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی پہلے تین دن کی تقاریر "برکاتِ خلافت" کے نام سے شائع ہوئیں۔ ۲۶۔ دسمبر کے خطاب میں حضور نے جماعتی اتحاد میں رخنہ اندازی کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

"یہ جو فتنہ پڑا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دے دی تھی کمزور دل کے لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ احمدیہ سلسلہ ٹوٹ جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس فتنہ سے سلسلہ ٹوٹتا نہیں بلکہ بنتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس نکتہ کو سمجھے"۔

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد الہامات، رؤیا اور تحریرات پیش کیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ فتنہ مقدر تھا اور اس کی وجہ سے جماعت کو غیر معمولی ترقی حاصل ہونے والی تھی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ ہونا چاہئے یا نہیں، کے موضوع پر نو (۹) آسمانی شہادتیں پیش فرمائیں اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت یقیناً مقدر تھی۔

۲۷۔ دسمبر کے خطاب میں آپ نے افراد جماعت کو بعض اہم نصائح فرمائیں۔ اور بعض امور سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً دنیوی سیاست میں ملوث ہونے کی خرابیاں، احمدی لڑکی کا غیر احمدی لڑکے سے نکاح اور کفو کا مسئلہ، نماز باجماعت کی اہمیت، زکوٰۃ، حضرت مسیح موعودؑ کے سوانح کی حفاظت وغیرہ۔ امور سیاست کے بارے میں آپ نے فرمایا:

"چونکہ سیاست میں پڑ کر انسان کو بہت جلد دنیا میں عزت و شہرت حاصل ہونے لگتی ہے۔ اس لئے لوگ اس نزدیک کے فائدہ کی خاطر دین کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں تو دنیا کی کشش یوں بھی زیادہ ہے۔ پس سیاست جس قدر بھی انسان کو اپنی طرف کھینچے تھوڑا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ پسند نہ کیا کہ جو تھوڑے سے آدمی ان کے ساتھ شامل ہیں ان کو بھی آپ سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے کر اپنے ہاتھ سے کھو دیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں سیاست کے چھوڑنے کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

ہم تحصیلدار، ڈپٹی اور دیگر سرکاری عہدے حاصل نہیں کر سکے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے۔ اور نہ چھوڑنے سے دنیا۔ پس اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو سیاست کو چھوڑ دو"۔

۲۸۔ دسمبر کے خطاب میں آپ نے آیت الکُرسی کی لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کی صفات سے واضح کی اور ساتروحانی مدارج کا ذکر فرمایا :

(۸) القول الفصل

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے وقت خواجہ کمال الدین صاحب لندن میں تھے۔ آپ نومبر ۱۹۱۴ء میں وطن واپس آئے اور اہل پیغام کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء میں ایک لیکچر "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" پر دیا جو بعد میں ٹریکٹ کی شکل میں احمدی احباب میں مفت تقسیم کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جب اس لیکچر کا مطالعہ کیا تو اسی دن یعنی ۲۱۔ جنوری کو صبح سے شام تک یہ جوابی رسالہ "القول الفصل" کے نام سے تحریر فرمایا جس کو انجمن ترقی اسلام نے ۳۰۔ جنوری کو شائع کر دیا۔ اس میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں خواجہ صاحب کے غلط خیالات کی تردید کی ہے۔ اس طرح مسئلہ کفر اور غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنے کے مسئلہ کی بھی حقیقت بیان فرمائی۔

آخر پر حضور نے بنیادی اختلاف یعنی مسئلہ خلافت پر بحث کی اور خواجہ صاحب کے اس خیال کی کہ خلیفۃ المسیح الاول بھی شخصی خلافت کے خلاف تھے دلائل و حقائق سے تردید فرمائی۔ انہی دنوں قاضی محمد یوسف صاحب مردان کے نام ایک خط میں حضور نے اس لاجواب رسالہ کی نسبت تحریر فرمایا :

"خواجہ صاحب کے رسالہ کا جواب آخر مَیں نے خود ہی لکھنا پسند کیا۔ پہلے مفتی محمد صادق صاحب کے سپرد کیا تھا۔ انہوں نے بھی لکھا ہے۔ لیکن اکیس جنوری کو میں نے جب (خواجہ صاحب کا) وہ رسالہ پڑھا تو حیران ہو گیا۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ خلافت کے

عقیدہ (میں) مولوی صاحب (یعنی حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول - ناقل) بھی ان کے ساتھ تھے۔ اور شخصی حکومت (خلافت کا نام رکھا ہے) کے قائل نہ تھے۔ جس شخص نے مولوی صاحب کی زندگی ان کی چھ سالہ تقریریں، خطبے، درس وغیرہ سنے ہوں اسے تو اس بات کو معلوم کر کے حیرت ہی ہوتی ہے میں تو حیران ہوں اس جرأت کو کیا کہوں بھول چوک اس کا نام نہیں رکھا جا سکتا غلطی اسے نہیں کہہ سکتے۔ گھنٹوں اس بارے میں مجھ سے حضرت (خلیفہ اول) نے گفتگو فرمائی ہے۔ ہر درس میں جہاں کہیں بھی خلافت (کا) ذکر آ جاتا تو خلافت کے منکرین پر لے دے کرتے مگر آج وہ کہا جاتا ہے جو کہا جاتا ہے...

خواجہ صاحب کے رسالہ کے جواب میں جو مضمون مَیں نے لکھا ہے اس میں ظلّی نبوت پر کافی بحث ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے تو ہماری طرح ہی ظلّی نبی ہیں۔ لیکن اس کے معنی ایسے کر دیتے ہیں کہ اس سے نبی صرف نام رہ جاتا ہے کام نہیں رہتا----ان لوگوں نے ظلّ کا مطلب ہی نہیں سمجھا جو شخص تصویر کا نقص نکالتا ہے وہ دراصل اس انسان کا نقص نکالتا ہے جس کی وہ تصویر ہے"۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک :

"اس رسالہ کی اشاعت پر آپ کے کردار کے دو پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں اول آپ کی بے پناہ تصنیفی صلاحیت دوم اہم کاموں کو غیر معمولی تیزی اور انہماک سے سرانجام دینا یہ دونوں پہلو آپ کی وفات تک اس طرح قائم و دائم رہے کہ عمر اور حوادثِ زمانہ ان پر اثر انداز نہ ہو سکے"۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی مدد صرف صادقوں کے ساتھ ہے

نعمتِ خلافت سے محرومی اور مرکز سے علیحدگی کے نتیجہ میں اہل پیغام ایمان و تقویٰ کے تقاضوں سے دور ہوتے چلے گئے اور یہ جھوٹ پھیلانا شروع کیا کہ میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) نے گورنمنٹ کو درخواست دی ہے کہ وہ انہیں سرکاری طور پر خلیفہ تسلیم کر لے لیکن

حکومت نے یہ کہہ کر اس میں دخل دینے سے انکار کر دیا کہ ہم مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے۔ جب پے در پے اس قسم کی زبانی اور تحریری خبریں حضرت فضل عمر کی خدمت میں پہنچیں تو حضور نے یہ اشتہار شائع فرمایا اور غیر مبائعین کے جھوٹ کی قلعی کھول دی اور چیلنج دیا کہ :

"اگر میرے مخالفین میں کچھ بھی شرم و حیا ہے تو وہ مردِ میدان بنیں اور اپنے بیان کو شائع کریں اور اس کا ثبوت دیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ کون حق پر ہے اور کس کی بنیاد جھوٹ پر ہے"۔

(۱۰) حقیقۃ النبوّۃ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر "اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب" کے جواب میں اپنا واضح اور مدلّل مؤقف اور اعتقاد "القول الفصل" نامی کتاب میں تحریر فرمایا اس پر مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے ایک رسالہ "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" شائع کیا جس کے جواب میں حضرت مصلح موعود نے معرکۃ الآراء کتاب "حقیقۃ النبوّۃ" تصنیف فرمائی جو ۳۔ مارچ ۱۹۱۵ء کو شائع ہوئی۔

حضور نے اس کتاب کو تین فصلوں میں تقسیم فرمایا :

فصل اول میں آپ نے مولوی محمد علی صاحب کے اس سوال کا جواب تحریر فرمایا کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر دو زمانے آئے ہیں یا ہمیشہ آپ اپنی نبوت کو ایک ہی قسم کی خیال کرتے رہے؟ اس سوال کا جواب آپ نے حضرت مسیح موعودؑ ہی کی تحریرات سے عطا فرمایا اور اس بات کو واضح کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر دو زمانے آئے ہیں جیسا کہ فصل دوم کے شروع میں آپ نے فرمایا:

"فصل اول میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اس عقیدہ (نبوت) میں ۱۹۰۰ء کے بعد تبدیلی ہوئی ہے۔ اور سب سے آخری کتاب جس میں پہلے عقیدہ کا اظہار کیا گیا تھا "تریاق القلوب" ہے جو ۱۸۹۹ء کی ہے اور بعض موانعات کی وجہ سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہو سکی۔ پس مسئلہ نبوت کے متعلق جب بحث ہو تو ہمیں ان تحریرات کو اصل قرار دینا

ہو گا جو ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک شائع ہوئیں اور پہلی تحریرات جو

(۱) بعد کی تحریرات کے خلاف ہوں۔

(۲) جن میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہوں کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت میں کوئی نقص ثابت ہوتا ہو اور حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ کو ۱۹۰۱ء سے ترک کر دیا ہو انہیں منسوخ قرار دینا پڑے گا"۔

فصل دوم میں آپ نے مولوی صاحب کے اس سوال کا جواب تحریر فرمایا کہ:

"حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے یا نہیں اگر تھے تو آپ کی نبوت کس قسم کی تھی؟"۔

اس کے جواب میں سب سے پہلے آپ نے نبی کی تعریف فرمائی اور ثابت کیا کہ قرآن کریم اور لغت عرب نے جو نبی کی تعریف کی ہے اس کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔

فرمایا:

"آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کی نبوت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو نبی اللہ کے لئے لغت و قرآن و محاورہ انبیائے گذشتہ سے لازمی معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی آپ کو کثرت سے امور غیبیہ سے خبر دی گئی اور پھر اہم تغیرات کے متعلق دی گئی جو انذار و بشارت دونوں حصوں پر مشتمل تھی۔ پھر یہ کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نبی رکھا۔ پس آپ قرآن کریم و لغت و محاورہ انبیائے گذشتہ کے مطابق نبی تھے۔

لیکن چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبوت آنحضرت ﷺ کی غلامی کے نتیجہ میں ملی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی تحریرات میں اپنی نبوت کے ساتھ چند اصطلاحات کو استعمال فرما کر آنحضرت ﷺ کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے خاص آنحضرت ﷺ کو یہ امتیاز عطا کیا تھا کہ آپؐ کی اتباع سے امتی نبی پیدا ہوا"۔

اسی فصل میں حضور نے مولوی محمد علی صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے پیش کردہ حوالہ جات سے ثابت کیا کہ یہ آپ کی نبوت کی نفی نہیں بلکہ اثبات کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان کو حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری تحریرات کی روشنی میں نہیں پڑھا۔

فصل سوم میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر قرآن و احادیث کے مزید (۲۰) دلائل درج فرمائے اور اس الزام کو رد فرمایا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مان کر آنحضرت ﷺ کی نعوذباللہ ہتک کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد ﷺ کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد ﷺ کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ:

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرّم
گر کُفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے"۔

انڈیکس

مرتبہ ——— مکرم سیّد مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

آیاتِ قرآنیہ

الاحزاب

سبا

المؤمن

الشوریٰ

الزخرف

الاحقاف

محمد

الفتح

الحجرات

الذّٰریٰت

النجم

القمر

المجادلة

الصّف

الجمعة

الطّلاق

الحاقّة

الجنّ

القیٰمة

المرسلٰت

عبس

التّکویر

الاعلیٰ

الغاشیة

الضّحٰی

اَلَمْ نَشْرَحْ

التّین

العلق

القارعة

النّصر

احادیث

اسماء

الہامات حضرت مسیح موعودؑ

عربی الہامات

مقامات

کتابیات

انوار العلوم
تصانیف
سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی
3
فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"　(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہٗ کا وجود باجود خدا تعالیٰ کے عظیم نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ آپ کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہؤا۔ آپ نے زمین کے کناروں تک شہرت پائی اور آپ کے ذریعہ اسلام کا نور تمام عالَم میں پھیلا۔ خدا تعالیٰ نے باوٗن ۵۲ برس کی طویل مدت تک عظمتِ دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال و جمال کے اظہار کے لئے آپ کو خلافت کے منصب پر فائز فرمایا۔ اور آپ کی زندگی اور کارناموں نے یہ ثابت کر دیا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا ہر ہر لفظ آپ کی ذاتِ بابرکات میں پورا ہؤا۔ خدا تعالیٰ نے اس ذہین و فہیم وجود کو علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا اور خود آپ کا معلم ہو گیا۔

"علوم ظاہری و باطنی" سے پُر اس وجود کی تصنیفات کی تیسری جلد احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ اس جلد میں جو کتب شامل ہیں وہ حضور کی خلافت کے ابتدائی زمانے کی ہیں۔ اس وقت تقاریر کو باقاعدہ قلمبند کرنے کا کوئی جماعتی نظام نہیں تھا۔ بعض احباب اپنے شوق اور عقیدت سے ان تقاریر کو لکھ کر چھپواتے رہے اس وجہ سے ممکن ہے کہ بعض مقامات پر بات اس طرح واضح نہ ہوئی ہو جس طرح حضور نے واضح فرمائی ہو۔ تاہم عبارت کے ربط اور فقرات کی ترتیب کو نہیں چھیڑا گیا۔ البتہ اگر کسی جگہ کتابت کی کوئی صریح غلطی نظر آئی ہے تو اسے درست کر دیا گیا ہے۔

حضرت فضل عمر ہمیشہ ہی جماعت کی علمی ترقی اور روحانی رفعتوں کے لئے کوشاں رہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل، حضور کی مسلسل توجہ، جدوجہد اور دعاؤں کی برکت سے جماعت نے ہر میدان میں بھرپور کامیابیاں حاصل کیں۔ اور حضور کی تحریرات و تقاریر نے جماعت کی تنظیم و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس علمی و روحانی مائدہ میں سالکانِ راہِ حق کی مکمل سیری کا سامان موجود ہے۔

ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن اس خزانہ کو جماعت کی آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ

زیرِ نظر مجموعہ میں تزکیۂ نفس اور جماعتی ترقی کے لئے مسلسل کوشش اور مجاہدہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے ایک ایسی زریں نصیحت فرمائی جو ہر دور میں ہر احمدی کا لائحہ عمل اور ماٹو ہونا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں۔

"ہمارا کام کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے اگر کسی ایک آدمی یا ایک شہر یا علاقہ کے لوگوں کے عقائد خراب ہوتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہؤا ہے..... ساری دنیا کے...... ایمان میں تزلزل آچکا ہے اور ان کو درست کرنا ہمارا فرض ہے کیا اتنے بڑے کام کے ہوتے ہوئے ہم سستی اور غفلت سے کام لے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جتنا بڑا کام ہے اتنی ہی زیادہ ہمیں تیاری کرنی چاہئے۔ یاد رکھو کہ تمہیں اس مقابلہ میں اچانک اور جھٹ پٹ فتح نہیں حاصل ہو جائے گی بلکہ تمہیں ایک ایک صوبہ' ایک ایک علاقہ' ایک ایک شہر' ایک ایک گاؤں' ایک ایک گلی' ایک ایک گھر بلکہ ایک ایک فٹ اور ایک ایک انچ کے لئے لڑنا ہوگا اور شیطان سے مقابلہ کرکے اسے شکست دینی پڑے گی۔ تب جا کر فتح کا منہ دیکھو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سرخرو ہو گے اور اس کے محبوب اور پیارے ہو جاؤ گے اور اس کے انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ پس اپنی کمروں کو کس لو اور سینوں کو تان لو اور آج ہی سے نئے انسان بن جاؤ۔ آج کے دن کی شام تم کو وہ انسان نہ دیکھے جو صبح نے دیکھا اور کل کی صبح تمہیں اس حالت میں نہ پائے جس حالت میں آج کی شام نے پایا۔ ہر لحظہ اور گھڑی تمہارے اندر نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کرے اور ہر منٹ تمہارے اندر اور زیادہ ہمت پیدا کرے۔

(جماعت احمدیہ کے فرائض صفحہ ۷۲ تا ۷۴)

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے دلی محبت اور عقیدت سے خدمات انجام دیں ہیں۔ خاکسار اِن کا احسان مند ہے اور دعا گو ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے علم و معرفت میں برکت ڈالے اور بے انتہاء فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ (آمین)

مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر ابتداء سے ہی اس کام میں ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پروف ریڈنگ اور مسودات کی اصلاح کے سلسلہ میں انہوں نے ہمہ تن اپنے آپ کو وقف

رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم بشیر احمد صاحب زاہد (آف قلعہ کالروالا حال ربوہ) نے حوالہ جات کی تلاش کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے ادارہ کی مدد فرمائی ہے۔ خاکسار اِن کا بے حد ممنون ہے۔

مکرم سلطان احمد صاحب شاہد کا بھی خاکسار دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ طباعت و اشاعت کے مختلف مراحل میں ان کی ماہرانہ رائے اور تجربہ سے خاکسار نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ **فجزاہ اللہ خیر الجزاء**

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر اور مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ مربیان سلسلہ نے اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل 'مسودات کی ترتیب 'پروف ریڈنگ 'حوالہ جات کی تلاش اور نظر ثانی کے سلسلہ میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے اور بہت بشاشت اور دلجمعی سے بہت وقت دیکر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ **فجزاھما اللہ خیر الجزاء**

خدا تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے افضال و برکات سے نوازے اور ہمیں اس اہم ذمہ داری سے صحیح طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ "انوار العلوم" کی تیسری جلد ہے۔ جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی درج ذیل ۱۸ کتب / تقاریر اور مضامین پر مشتمل ہے۔

(۱) چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مارچ ۱۹۱۵ء میں حضرت مصلح موعود نے مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" کے جواب میں ایک ضخیم اور مدلّل کتاب "حقیقۃ النبوۃ" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے اس کتاب کا اختصار "چند غلط فہمیوں کا ازالہ" کے عنوان سے شائع فرمایا۔ تا کثرت سے اس کی اشاعت ہو اور ہر شخص بآسانی اس کا مطالعہ کر سکے۔

اس رسالہ میں حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا ہے اور اس اعتراض کا کہ ہر مصلح کی جماعت اس کے درجہ میں افراط سے کام لیتی ہے نہ کہ تفریط سے' نہایت عمدگی سے جواب دیا اس جواب کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

"میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر دو زمانے گزرے ہیں۔ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہوُا تھا۔ اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنی کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف ایک جزوی نبوت ہے۔ اور بعض دوسرے انبیاء پر جو مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ بھی ایک جزوی فضیلت ہے اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"۔

"اب اس عبارت پر غور کرو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہو گئے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی تو ہمیشہ سے

آپ کو کہا جاتا تھا اور آپ شروع دعویٰ سے نبی ہی تھے لیکن ایک وقت تک احتیاطِ انبیاء سے کام لے کر آپ لفظ نبی کی تاویل کرلیا کرتے تھے"۔

پھر فرمایا:

"میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ شروع دعویٰ سے ایک سے ہی نبی تھے ہاں پہلے آپ اپنے آپ کو جزوی نبی قرار دیتے تھے اور اپنے الہامات کی تاویل کرتے تھے۔ لیکن بعد میں جب بار بار آپ کو نبی قرار دیا گیا تو آپ نے ان الہامات کی تحریک سے اپنے اس عقیدہ کو بدلا کہ آپ جزوی نبی ہیں نہ کہ آپ کو جزوی نبی سے نبی بنا دیا گیا"

حضرت مسیح موعودؑ کی جزوی نبوت کے بارے میں اپنے عقیدہ کو واضح کرنے کے بعد آپ نے بعض اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرماتے ہوئے مسئلہ نبوت کے مختلف پہلوؤں پر قرآن و حدیث کے دلائل سے وضاحت فرمائی۔

(۲) ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

مارچ ۱۹۱۵ء میں ایک غیر از جماعت دوست نے پانچ سوالات تحریر کئے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور خود ان کا جواب ارشاد فرمائیں۔ ان سوالات کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے یہ جواب نہ صرف الفضل کی ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں شائع کروا دیئے بلکہ افادہ عام کے لئے ۱۹۔ اپریل ۱۹۱۵ء کو پمفلٹ کی شکل میں بھی انہیں شائع کروا دیا گیا۔

جن سوالات کا اس رسالہ میں جواب دیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) اگر میں احمدیت کا اظہار کروں تو مجھے تمام مسلمان کافر سمجھیں گے اور مجھے بھی ان کو ایسا ہی سمجھنا پڑے گا۔

(۲) احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے اس لئے غیر احمدی بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس طرح مجھے تمام اسلامی مساجد سے قطع تعلق کرنا پڑے گا۔ حالانکہ ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ پنجوقتہ جماعت کے ساتھ قریب کی مسجد میں نماز پڑھے اور

جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرے۔

(۳) اس صورت میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ احمدی نام اختیار کرنے سے مجھے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ قرآن کریم ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا قرآن کریم میں ہمارا نام مسلمان ہے اور ہمیں تاکید ہے کہ ہم مذہب کو فرقوں میں تقسیم نہ کریں۔

(۴) قرآن یا حدیث میں کسی جگہ پہ مذکور نہیں کہ ہر انسان کو اپنی نجات کے لئے مسیح اور مہدی پر اعلانیہ ایمان لانا ضروری ہے۔

(۵) باوجود اس کے مذکورہ بالا حالات کے ماتحت مَیں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ خفیہ طور پر ایمان رکھوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان سوالات کا اصولی جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

"میرے خیال میں ان سب سوالات کے جواب ہم صرف ایک سوال میں دے سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے یا نہیں۔ اگر آپ حق پر نہ تھے تو ان سوالات کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ جھوٹے آدمی کا ماننا خواہ پوشیدہ ہو خواہ ظاہر ہر طرح گناہ اور معصیت ہے اور اگر آپؑ سچے تھے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور سچے تھے تو پھر یہ سوال بھی حل ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بیعت کرنے یا نہ کرنے۔ اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے وغیرہ سب مسائل کی بناء خدا تعالیٰ کے الہامات پر رکھی ہے۔ اور اپنی طرف سے ان مسائل پر کچھ نہیں لکھا۔ پس آپ کی صداقت ثابت ہو جانے کے بعد ایک دانا انسان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ وہ ان سب باتوں کو قبول کرے کیونکہ ان کو رد کرنا خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے فیصلہ کو رد کرنا ہے۔ اور ان کا قبول کرنا در حقیقت خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو قبول کرنا ہے"

اس کے علاوہ ان صاحب کی مزید تسلی کے لئے آپ نے ہر سوال کا الگ الگ جواب بھی تحریر فرمایا۔

(۳) پیغامِ مسیح موعود علیہ السلام

جولائی ۱۹۱۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور ایک خاص تحریک کے نتیجہ میں ایک پبلک جلسہ میں یہ خطاب ارشاد فرمایا جو دسمبر ۱۹۱۵ء میں "پیغام مسیح" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہُوا۔ آپ نے انبیاء کی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"قرآن شریف نے نبیوں کی یہ غرض بتائی ہے کہ وہ آکر خدا کے غضب سے لوگوں کو بچائیں اور انسانوں کو آپس کے ضرر اور نقصان سے محفوظ رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کے طریق بتائیں"

آپ نے آخری زمانہ کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کی ہر مذہب اور قوم کے نبی نے خبردی تھی اور اس زمانہ کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے اپنی اپنی قوم کو کسی مسیح، کرشن، مہدی کے الفاظ میں خوشخبری سنائی تھی۔ پس اس زمانہ میں آنے والا آگیا آؤ اور اس کو قبول کرو اور آپس کے مذہبی جھگڑے ختم کردو۔ آپ نے دو نہایت اہم اور ضروری پیغام دیئے۔

(۱) پہلا پیغام مذہبی جھگڑوں کے انسداد کی تجویز پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دوسرے کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا ترک کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا:

"اگر مختلف مذاہب کے لوگ اس بات میں ہمارے ساتھ شامل ہونے پر آمادہ ہو جائیں تو میں اپنی جماعت کی طرف سے جو کئی لاکھ ہے اور جس کا میں واحد امام ہوں اپنی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ گالیوں کو ترک کر کے نرمی اور آشتی کی طرف ایک قدم بڑھائیں گے میں دس قدم بڑھاؤں گا اور جو ہماری طرف ایک ہاتھ بڑھے گا ہم اس کی طرف دس ہاتھ بڑھیں گے"۔

(۲) دوسرا پیغام حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا دیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک برگزیدہ ہم میں مبعوث کیا ہے اس کو قبول کرو۔ آپ نے فرمایا:

"ہم دلائل پیش کرتے ہیں آپ ان پر غور کریں۔ اور اگر حق نہ پائیں تو ان کو رد کر دیں لیکن سننا اور غور کرنا شرط ہے کیا ممکن نہیں کہ یہ سلسلہ سچا ہو پس اگر سچا ہے تو میں سب مذاہب کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ بتلاؤ کہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم لوگ جھوٹے اشتہاروں اور ڈنڈھوروں کی طرف تو متوجہ ہو جاتے ہو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آواز آئی ہے۔ اس پر کان نہیں دھرتے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ ۷۳ میں اس خطاب کے ضمن میں حضرت مصلح موعود کے فن خطابت کے متعلق ایک جامع تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آپ کے فن خطابت کا یہ کمال تھا کہ بیک وقت مختلف طبقات اور علم کے مختلف درجے رکھنے والے سامعین کو ایسے رنگ میں مخاطب فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک بات کو خوب سمجھتا تھا خواہ وہ عارف ہو یا عامی۔ حتیٰ کہ ایک اَن پڑھ کے لئے بھی آپ کی بات کا سمجھنا آسان ہوتا تھا اور تقریر کے دوران خواہ کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو ایک ناخواندہ آدمی بھی کبھی یہ محسوس نہ کرتا تھا کہ یہ اس کے فہم وادراک سے بالا ہے بلکہ مسلسل ہمہ تن گوش رہتا بایں ہمہ ایک عالم بھی ان سادہ اور آسان باتوں کو معمولی نہ جانتا بلکہ ہمیشہ یہ تاثر لے کر اٹھتا تھا کہ وہ ایک سمندر میں غوطہ زن ہو کر آیا ہے جو علم و عرفان کے جواہر سے پُر ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو احمدیت کی طرف بلایا جاتا تھا اور تمام عرصہ ہر فرقے اور ہر مذہب کے پیرو مسلسل تقریر کا اپنے ہی آپ کو مخاطب سمجھتے تھے اور کبھی یہ احساس پیدا نہ ہوتا تھا کہ یہ باتیں دوسروں کے لئے ہیں"۔

(۴) فاروق کے فرائض

یہ وہ زریں نصائح ہیں جو حضرت مصلح موعود نے حضرت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر

"فاروق" کو اپنے دست مبارک سے لکھ کر دیں جو سات اکتوبر ۱۹۱۵ء کے "فاروق" میں شائع ہوئیں۔

حضرت صاحب نے ایڈیٹر فاروق کو اس طرف توجہ دلائی کہ ہمیشہ اس نام کی عزت کی طرف جو آپ نے اپنے اخبار کے لئے پسند کیا ہے متوجہ رہیں اور اسے کبھی نہ بھلائیں۔ عموماً مختلف اشیاء کے نام کے مفہوم میں ان کا کام بتانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً دکان یا کارخانے کے نام میں ہی اس کا کام بتادیا جاتا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ لوگ اپنے ناموں کے متعلق فکر نہیں کرتے کہ ہمارا نام کیا ہے اور کام کیا ہے؟

عربی جو الہامی زبان ہے اس میں جس قدر اشیاء کے نام ہیں وہ ان کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نام کام کے اظہار کے لئے ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ پس فاروق کو بھی اسم بامسمّٰی ہونا چاہئے۔ فاروق کے دو معنی ہیں۔ ڈرنے والا اور حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ یہ دونوں رنگ اس میں ہونے چاہئیں۔ یعنی اس کے مضامین خشیت الٰہی سے لکھے جائیں اور خشیت الٰہی پیدا کرنے والے ہوں۔ اسی طرح اس میں حق و باطل میں فرق کرکے دکھایا جائے۔ اور کبھی اس بات کے منوانے کی کوشش نہ کی جائے جو خود منوانے والے کے نزدیک غلط ہو۔ اور اگر کبھی غلطی ہو جائے تو اس کا اعتراف کرنے کے لئے بروقت تیار رہنا چاہئے۔ مضامین کی عبارت سنجیدہ ہو۔ مضامین کے الفاظ گو زوردار ہوں لیکن گالیوں سے بالکل خالی۔ دشمن کے خلاف بھی اس رنگ میں لکھنا چاہئے کہ اس کا دل بھی محسوس کرے کہ متانت، اخلاص اور خیر خواہی سے مضمون لکھا گیا ہے۔ وہ انسان کسی عزت کے قابل نہیں جو صرف لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چٹخارہ دار مضامین لکھتا ہے یا دل کا غصہ ظاہر کرنے کے لئے غصہ سے کام لیتا ہے۔ اخلاص اور اصلاح مدِنظر ہو اس کے بغیر نہ کوئی مضمون لکھا جائے اور نہ چھاپا جائے۔

"فاروق" کی نظر وسیع ہو اور یہ نہ ہو کہ ایک معاملہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اسی میں لگ گئے بلکہ ہر ایک بات میں اتنا ہی زور دو جس قدر اس کے مناسب ہے۔

آخر میں حضور نے تحریر فرمایا : نیک نیتی اور اخلاص پر سب کاموں کی بناء ہو کیونکہ جس شخص کے کاموں کی ان پر بناء ہوتی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور

آپ کی مدد فرمائے۔ آمین

(۵) انوارِ خلافت

یہ کتاب ان خطابات کا مجموعہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے عہد خلافت کے دوسرے جلسہ سالانہ پر ۲۷، ۲۸ اور ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ارشاد فرمائے اور اکتوبر ۱۹۱۶ء میں یہ تقاریر کتابی شکل میں شائع ہوئیں۔

۲۷۔ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو خطابات ارشاد فرمائے ایک قبل از ظہر اور دوسرا بعد از ظہر۔ قبل از ظہر کا خطاب "اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" کی تشریح پر مشتمل تھا۔ اس خطاب میں حضور نے سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ کی روشنی میں "اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" کی صحیح تفسیر بیان فرمائی۔

۲۷۔ دسمبر کو بعد از ظہر آپ نے "مسئلہ نبوت" پر خطاب ارشاد فرمایا۔ اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کسی طرح بھی قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ اپنے اسی خطاب میں جماعت کی عملی حالت اصلاح و بہتری کے پیش نظر بعض مسائل مثلاً تحصیل علم، غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز، غیر احمدی کا جنازہ، غیروں سے لڑکی بیاہنا اور گورنمنٹ کی وفاداری وغیرہ موضوعات پر اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے ضروری نصائح فرمائیں۔

۲۸۔ دسمبر کے خطاب میں آپ نے جماعت کی ترقی کے پیش نظر کچھ تاریخی واقعات کا تذکرہ فرما کر جماعت کو ماضی سے سبق سیکھنے اور آئندہ پیدا ہونے والے فتنوں سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا :

> "تم لوگ یاد رکھو کہ آنے والا فتنہ بہت خطرناک ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بہت بہت تیاری کرو پہلوں سے یہ غلطیاں ہوئیں کہ انہوں نے ایسے لوگوں کے متعلق حسن ظنی سے کام لیا جو بدظنیاں پھیلانے والے تھے حالانکہ اسلام اس کی حمایت کرتا ہے جس کی نسبت بدظنی پھیلائی جاتی ہے اور اس کو جھوٹا قرار دیتا ہے جو بدظنی پھیلاتا ہے۔ پس تم لوگ تیار ہو جاؤ تاکہ تم بھی اس قسم کی کسی غلطی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اب تمہاری فتوحات کا زمانہ آ رہا ہے۔ اور یاد رکھو

کہ فتوحات کے زمانہ میں ہی تمام فسادات کا بیج بویا جاتا ہے۔ جو اپنی فتح کے وقت اپنی شکست کی نسبت نہیں سوچتا اور اقبال کے وقت ادبار کا خیال نہیں کرتا اور ترقی کے وقت تنزل کے اسباب کو نہیں مٹاتا اس کی ہلاکت یقینی اور اس کی تباہی لازمی ہے"۔

اسلامی تاریخ کے بعض فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد ان فتنوں سے بچنے کے ذرائع بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"پس یاد رکھو کہ یہ وہ فتنہ تھا جس نے مسلمانوں کے ۷۲ نہیں ۷۲ ہزار فرقے بنا دیئے۔ مگر اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے کئی دفعہ بتائی ہے کہ وہ لوگ مدینہ میں نہ آتے تھے۔ ان باتوں کو خوب ذہن نشین کرلو کیونکہ تمہاری جماعت میں بھی ایسے فتنے ہوں گے جن کا علاج یہی ہے کہ تم بار بار قادیان آؤ اور صحیح صحیح حالات سے واقفیت پیدا کرو۔ میں نہیں جانتا کہ یہ فتنے کس زمانہ میں ہوں گے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہوں گے ضرور لیکن اگر تم قادیان آؤ گے اور بار بار آؤ گے تو ان فتنوں کے دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے"۔

تیسرا خطاب: یہ خطاب آپ نے ۳۰۔ دسمبر ۱۹۱۵ء کو مسجد اقصیٰ میں ارشاد فرمایا اور اس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے کرشن، بدھ، مسیح اور مہدی ہونے کے ثبوت فراہم کئے اور اس بات کی وضاحت کی کہ چونکہ بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ نے امت واحدہ بنانا تھا اس لئے ہر مذہب کے پیروکاروں کو آخری زمانہ میں انہی کے کسی مقدس وجود کے آنے کی خوشخبری سنادی اور اسی امت واحدہ کی تشکیل کے لئے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے۔ جو تمام گذشتہ انبیاءؑ کی صفات اپنے اندر رکھتے تھے اور آپ کی اتباع میں آپؐ ہی کے مشن کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آپؐ کا بروز اور ظلّ بنا کر مبعوث کیا اور ظلّی طور پر گذشتہ انبیاءؑ کے نام سے سرفراز کیا تا آپؑ ہر ایک امت کو ان کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرسکیں اور انہیں امت واحدہ میں شامل کرسکیں۔ حضور نے آخر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک سے زیادہ نام رکھنے کی دس حکمتیں بیان فرمائیں۔

(۶) اسلام اور دیگر مذاہب

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا وہ معرکۃ الآراء مضمون ہے جو جماعت احمدیہ دہلی کے سالانہ جلسہ کے لئے حضور انور نے قلم برداشتہ لکھ کر ۱۹۱۶ء میں بھجوایا تھا۔

اس مضمون میں آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ اب صرف اور صرف اسلام ہی تمام بنی نوع انسان کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔ جبکہ گذشتہ تمام مذاہب مخصوص اقوام اور مخصوص وقت کے لئے تھے۔ اور سوائے آنحضرت ؐ کے کسی اور مذہب کے بانی نے عالمی رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ تمام مذہبی کتب باوجودیکہ الہامی تھیں اب محرّف و مبدّل ہو چکی ہیں اور چونکہ اب فقط اسلام ہی قیامت تک کے لئے رہنما اور ہادی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق قرآن کریم قیامت تک اسی طرح محفوظ و مامون رہے گا جس طرح ابتداء میں نازل ہُوا تھا۔

اس تمہید کے بعد آپ نے اسلام کی خوبیوں کو دوسرے مذاہب کے مقابل پر ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ فقط اسلام کی تعلیم ہی فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور ہر مذہب کی بنیادی طور پر دو ہی اغراض ہوتی ہیں۔ پہلی تعلق باللہ یعنی حقوق اللہ کی بجا آوری اور دوسری حقوق العباد کی نگہداشت۔

تعلق باللہ خدا تعالیٰ کی محبت کے بغیر ناممکن ہے اور محبت فقط تین وجوہ سے ہوتی ہے۔ خوف سے یا حسن سے یا احسان سے۔ ہر وہ محبت جو ان میں سے کسی ایک وجہ سے ہو یا دو وجہ سے وہ یقیناً وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔ اور اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب نے یا تو خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرایا ہے یا اس کے حسن سے فریفتہ کرنے کی کوشش کی ہے یا اس کے احسانوں کا بوجھ انسانوں پر ڈالا ہے۔ اور ان میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ جبکہ صرف اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے خدا تعالیٰ سے محبت کی ان تینوں وجوہ پر توجہ دی ہے اور ان میں ایک میانہ روی اور ربط قائم کیا جبکہ دوسرے تمام مذاہب اس خوبی سے عاری ہیں۔ اس بات کو ثابت کرکے آپ نے فرمایا :

"اس وقت اسلام ہی ہے جو اپنی بے عیب تعلیم کی وجہ سے تمام دنیا کی ہدایت کر سکتا ہے اور جس کی تعلیم کسی خاص بات پر زور نہیں دیتی بلکہ تمام ضروری

ہدایتوں کو کھولتی اور شرح کرتی ہے۔ مختلف مذاہب اپنے اندر مختلف صداقتیں رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا مذہب نہیں جو یکجائی طور پر ان تمام خوبیوں کا جامع ہو جو اسلام کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پس آج روئے زمین پر سوائے اسلامؐ کے اور کوئی ایسا مذہب نہیں جو انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرا سکے۔ اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت بھیج دی ہے تو اس نے اپنی رضا کے اظہار کے لئے اسلام کے سوا اور تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور کوئی شخص اب خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اسلام کا جُوا اپنی گردن پر نہ اٹھائے"۔

مذہب کی دوسری غرض اپنے متبعین کو شفقت علی خلق اللہ کی تعلیم دینا ہے۔ اور اس کے تین حصے ہیں۔ (۱) اپنے نفس سے تعلق۔ (۲) انسان کا معاملہ دوسرے انسانوں سے (۳) انسان کا معاملہ حیوانوں سے۔ ان تمام معاملات میں کسی مذہب کی بھی تعلیم اس قدر جامع اور فطرت کے مطابق نہیں ہے جس قدر اسلام کی ہے کہ ان معاملات میں تمام چھوٹے بڑے مسائل کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔

(۷) نصائح مبلّغین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۶ء کو مبلّغین کو نصائح کرتے ہوئے ایک پُر حکمت لیکچر دیا جو بعد میں "نصائح مبلغین" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہُوا۔

اس اہم خطاب میں آپ نے مبلغین کو بیش قیمت نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کی کامیابی کے لئے سب سے ضروری چیز اپنے نفس کا تزکیہ ہے۔ نماز تہجد کی عادت' قرآن مجید کا مطالعہ' ذکر الٰہی میں باقاعدگی' اپنی ذاتی لائبریری کا قیام' سوال سے اجتناب' خوشامد سے نفرت اور خدا تعالیٰ پر غیر معمولی توکل انسان کو بہترین مبلغ بناتا ہے۔

کامیاب مبلغ بننے کے لئے ضروری ہے کہ کثرت سے لوگوں سے تعلقات قائم کئے جائیں کسی بھی بدی کو دیکھ کر جرأت سے اس کی تردید کرنی چاہئے۔ اپنے کام میں مستقل مزاجی اور مسائل میں غور و فکر کامیابی کا زینہ بن جاتے ہیں۔

ایک مبلغ تقویٰ کے بدوں مبلغ کہلا نہیں سکتا اس واسطے آپ نے تقویٰ کے حصول کے آٹھ اہم اور آسان ذرائع بیان فرمائے کہ ان کو اختیار کرنے سے تقویٰ کا حصول بالکل سہل ہو جاتا ہے۔

(۸) نجات کی حقیقت

مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء کو ایک عیسائی دوست نے حضرت مصلح موعود سے دریافت کیا کہ اصلی اور حقیقی نجات کیا ہے اور کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں جو تقریر فرمائی وہ ۷ مئی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع ہوئی۔

حضرت صاحب نے اسلام اور عیسائیت کے فلسفہ نجات کا موازنہ کرتے ہوئے موجودہ عیسائیت کے پیش کردہ فلسفہ گناہ، کفارہ اور نجات کے تصور کا باطل ہونا ثابت کیا اور نجات کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی برتری کے دلائل بیان فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ انسانی فطرت اور روح میں یہ ملکہ ہے کہ وہ نہ صرف دکھ سے بچے بلکہ آرام بھی حاصل کرے جو مذہب ان دونوں مطالبات کو پورا کرتا ہے وہ انسان کی فطرت کے مطابق ہے اور جو مذہب صرف دکھ سے بچانے کا وعدہ کرتا ہے اور آرام حاصل کرنے کے متعلق خاموش ہے وہ فطرت کے مطابق نہیں ہوسکتا۔ عیسائیت صرف دکھ سے بچانے کا وعدہ کرتی ہے اور یہ بات کامل خوشی کا باعث نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام دکھوں اور تکالیف سے بچاکر کامیاب اور بامراد ہونے کی بشارت دیتا ہے اور اس کا نام فلاح رکھا ہے جیسا کہ فرمایا اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ نجات کے متعلق اسلامی تعلیمات بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ نجات خدا کے فضل سے وابستہ ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب اور حاصل کرنے کا پہلا ذریعہ اعمال صالحہ ہیں اس لئے جب تک نیک اعمال نہ ہوں نجات نہیں ہوسکتی۔ دیکھو ایک انسان کسی پر رحم کیوں کرتا ہے اس لئے کہ اس کو دکھ اور مصیبت میں دیکھتا ہے یعنی اس کا دکھ اس کے رحم کو کھینچتا ہے تو ہر بات کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اعمال صالحہ ہیں اسی لئے اسلام نے اعمال صالحہ پر زور دیا ہے مگر نجات خدا کے فضل پر رکھی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام خدا تعالیٰ کا کامل عرفان بخشتا

ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان نہ صرف گناہوں سے نجات حاصل کرتا بلکہ "مفلح" یعنی مظفرو منصور ہوتا ہے اور پیدائش انسانی کے مقصد کو بھی پالیتا ہے۔ اس طرح اسلام نے نجات کا وہی طریق بتایا ہے جو خدا تعالیٰ کے کل انبیاء نے بتایا تھا۔ جسے بگاڑ دیا گیا۔

(۹) سیرت حضرت مسیح موعودؑ

جماعت کی روز افزوں ترقی اور اکنافِ عالم میں پھیلنے والی لہر کو دیکھ کر بہت سے لوگوں کو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات سے آگاہی کا خیال پیدا ہونا ایک ضروری اور طبعی امر ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر اور اس وجہ سے بھی کہ ابتدائی حالت میں مفصّل و مبسوط کتب کا مطالعہ نئے شامل ہونے والوں کے لئے مشکل نہ ہو حضور نے نومبر ۱۹۱۶ء میں مختصر سیرت حضرت مسیح موعودؑ تصنیف فرمائی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے حالات، آپؑ کی سیرت، آپؑ کا دعویٰ اور دلائل، مشکلات اور حضرت مسیح موعودؑ کی چند پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔

(۱۰) پیغام صلح کے چند الزامات کی تردید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے قلم مبارک سے نکلی ہوئی اس تحریر کا پس منظر یہ ہے کہ غیر مبائعین حضرت مصلح موعود پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح کے ایک پرچہ میں حضور پر نہایت گندے، جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگائے جن کے جوابات حضرت مصلح موعود نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۶ء کو تحریر فرمائے جو ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع ہوئے۔ حضور نے الزامات کی تردید کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

"جو شخص مجھ پر اعتراض کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے ڈرے کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس پر بھی یہ الزام نہ لگایا جائے۔ اس دنیا کا (میں) محب نہیں بلکہ اس سے نفرت کرنے والا ہوں۔ اور وہی شخص اس دنیا کی محبت کا الزام مجھ پر لگا سکتا ہے جس کا دل خود اس گند میں ملوث ہے۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہو۔ میرے مخالفین کے ناپاک حملوں نے نہ پہلے میرا کچھ بگاڑا ہے اور

نہ اب بگاڑ سکتے ہیں- خدا تعالیٰ کی مرضی پوری ہوئی اور ہو گی اور اسی کے فضل سے دنیا کے چاروں کناروں پر مجھے اور میرے اتباع کو غلبہ حاصل ہو گا- اور وہ لوگ جو دشمنی کی آگ میں جل رہے ہیں یا منافقانہ طور پر میرے ساتھ ہو کر پھر ان دشمنوں کے ساتھ شامل ہیں- آہستہ آہستہ ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھیں گے- ذلت ان کے استقبال کے لئے ہاتھ بڑھائے کھڑی ہے- اور رسوائی ان کو بغلگیر کرنے کے لئے ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے' ابھی کچھ ہی دن ہوئے محمد مصطفیٰ ﷺ تمثیلی طور پر تشریف فرما ہوئے- اور آپ نے مجھے فرمایا- ہم تیری مشکلات کو دیکھتے ہیں اور ان کو دور کر سکتے ہیں- لیکن ایک دو (یا دو تین کہا) سال تک صبر کی آزمائش کرتے ہیں- محمد ﷺ کی روح میری مدد کے لئے جوش مار رہی ہے کیونکہ میرے دشمنوں نے مجھے جو اس وقت اس کا سب سے بڑا عاشق اور سب سے زیادہ محبت رکھنے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کی عظمت کے قائم کرنے کا خواہشمند ہوں- اس لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرنے والا قرار دیا کہ میں نے کیوں اس کی حقیقی عظمت کو قائم کیا اور اس کے درجہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا جو اس کی عظمت کا اظہار کرنے والا ہے- پس وہی پاک وجود بے تاب ہے کہ میری نصرت کے لئے آئے.........-

پس میرے یہ دن عید ہیں اور راتیں لیلۃ القدر ہیں کہ محمد ﷺ کو بھی میری فکر ہے- اور میں اپنے دشمنوں کے حملوں سے گھبراتا نہیں- کیونکہ جس قدر سخت وہ حملہ کریں گے اتنی ہی جلدی مجھے اس محبوب رب العالمین کی روح مبارک سے فیضان خاص حاصل کرنے کا اور دعائے خاص سے حصہ لینے کا موقع ملے گا- پس میرے دشمنو! تم حملہ کرو اور جس قدر چاہو کرو- مجھے جس کی پرواہ تھی وہ مجھ سے خوش ہے- میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ تمہارے بے رحمانہ حملے نہ ہوتے تو ایک غلام کو یہ فخر ہرگز حاصل نہ ہوتا کہ مالک اس کے گھر تشریف لاتا اور ایک خادم کو یہ رتبہ کس طرح نصیب ہوتا کہ آقا اس کی آنکھوں کو اپنے

نور سے روشن کرتا۔

(۱۱) تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء (متفرق امور)

یہ حضرت مصلح موعود کے اس خطاب کا عنوان ہے جو آپ نے ۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۶ء کے جلسہ سالانہ پر ارشا فرمایا تھا۔ اس خطاب میں آپ نے حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے مندرجہ ذیل بیان :۔

"میں نے محض اتحاد جماعت قائم رکھنے کی خاطر یہی مناسب سمجھا کہ ہم سب لوگ صاجزادہ محمود احمد صاحب کی بیعت کرلیں تاکہ وحدت قومی قائم رہے۔ مجھے اس وقت تک علم نہ تھا کہ صاجزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہو چکا ہے"۔

کی تردید کرتے ہوئے اصل واقعات بیان فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بڑے زور سے ان کے اس خیال کو رد فرمایا کہ انہیں بیعت سے قبل میرے خیالات کا علم نہ تھا۔ اور اسی بات پر انہیں مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کی دعوت دی (جو وہ قبول نہ کر سکے)۔ اس کے علاوہ حضور نے مولوی صاحب کا ایک خط بھی پیش فرمایا جس میں انہوں نے مذکورہ بالا بیان کے برعکس حضور کے اعتقادات کی تصدیق کی ہے۔

اسی خطاب میں آپ نے مختصراً اپنے اعتقادات اور مخالفوں کی طرف سے ان پر ہونے والے اعتراضات کے جامع و مانع جواب مرحمت فرمائے۔

نوٹ : حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا یہ وقتی خیال ہی تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ اور خاتمہ بالخیر ہُوا۔

(۱۲) جماعت احمدیہ کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں

۱۹۱۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے ۲۷۔ دسمبر کو بعد نماز ظہر "جماعت احمدیہ کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں آپ نے خاص

طور پر آیت کریمہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنہ کی روشنی میں دینی کاموں کے لئے اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور دعوت الی اللہ کے کام کی طرف متوجہ کیا۔ دین اسلام اور علماء اسلام کی بری حالت کا نقشہ کھینچ کر فرمایا کہ:

"اب خدا تعالیٰ نے یہ اہم ذمہ داری ہم کو سونپی ہے کہ ہم دنیا میں ایک روحانی انقلاب لائیں اور وہ انقلاب ممکن نہیں جب تک کہ ہم خود حضرت مسیح موعودؑ کی فرمودہ تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوں"

آپ نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"پس چاہئے کہ ہر ایک احمدی مبلغ ہو کیونکہ اس زمانہ میں تم ہی خیر امت ہو اگر تم میں سے کوئی تبلیغ نہیں کرتا تو وہ اس امت کا فرد نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ یہود و نصاریٰ میں سے ہوگا۔ اسی طرح خیر امت کی یہ بھی علامت ہے کہ اس میں سے ایک خاص گروہ ہو جو دن رات تبلیغ میں ہی لگا رہے۔ اور اس کے اخراجات دوسرے لوگ برداشت کریں۔ پس تم لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے نہ اپنے مالوں سے اور نہ اپنی جانوں سے دریغ کرو تاکہ آج کے بعد دشمن کو تم پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملے"۔

(۱۴) ذکرِ الٰہی

۱۹۱۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۸۔ دسمبر کو حضور نے ذکر الٰہی کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے نہایت اچھوتے اور دلنشیں انداز میں ذکر الٰہی اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر کرتے ہوئے ذکر الٰہی سے مراد' اس کی ضرورت' قسمیں اور فوائد پر روشنی ڈالی آپ نے اسی مضمون میں موجودہ دور کے صوفیاء وغیرہ کے ذکر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ ان کا اندازِ ذکر ان کو رسموں میں مبتلا اور خدا کے قرب سے دور کر رہا ہے۔

آپ نے وضاحت فرمائی کہ ذکر چار قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) پہلا ذکر نماز ہے (۲) دوسرا قرآن کریم کا پڑھنا (۳) تیسرا اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان تکرار سے اور ان کا اقرار کرنا اور ان کی تفصیل اپنی زبان سے بیان کرنا (۴) چوتھا خدا تعالیٰ کی صفات کو علیحدگی اور تنہائی میں بیان کرنا اور لوگوں میں بھی ان کا اظہار کرنا۔

اسی تسلسل میں آپ نے ذکر الٰہی کو مقبول بنانے کے لئے ذرائع اور ذکر الٰہی کے خاص اوقات بھی بیان فرمائے۔ اسی خطاب میں آپ نے "مقام محمود" تک پہنچانے والے ذکر یعنی نماز تہجد میں باقاعدگی کی تاکید فرمائی اور اس کے التزام و اہتمام کے ایک درجن سے زائد طریق بتلائے۔ اور اسی طرح نماز میں توجہ کو قائم رکھنے کے لئے آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بائیس۲۲ طریق بیان فرمائے۔ اور آخر میں حضور نے ذکر الٰہی کے بارہ۱۲ عظیم الشان فوائد پیش فرمائے۔

(۱۴) عید الاضحیٰ پر مسلمانوں کا فرض

اپریل ۱۹۱۷ء میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اس پمفلٹ میں قربانی کی روح اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے فنا ہو جاتے ہیں وہ دائمی بقا حاصل کرتے ہیں"

اسی طرح فرمایا:

"پس اخلاص اور محبت سے تمام ان لوگوں سے جو خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں لیکن اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس عید کے دن بجائے ظاہر پر زور دینے کے باطن پر زور دیں"۔

عید قربان کے موقع پر عام طور پر ہندو مسلم فسادات برپا ہو جایا کرتے تھے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"پس عقل مندوں کی طرح دشمنوں سے بدلہ لو اور اس کو اس راستہ سے پکڑو جہاں سے وہ بھاگ نہ سکے اور وہ راستہ اخلاق کا راستہ اور تبلیغ کا راستہ ہے"۔

مسلمانوں میں عزت نفس پیدا کرنے اور ہندو غلبہ کو ختم کرنے کے لئے حضور نے ایک نہایت دور رس نتائج کی سکیم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلمان اگر واقع میں اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں تو اپنے مال کو اپنے پاس محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اور ایک طرف تو یہ عہد کریں کہ ہندو جن باتوں میں ان سے چھوت کرتے ہیں یہ بھی ان سے ان باتوں میں چھوت برتیں اور دوسرے کسی ہندو ساہوکار سے قرضہ نہ لیں"۔

(۱۵) زندہ خدا کے زبردست نشان

۱۹۱۷ء میں زار روس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا نشان بڑی شان سے پورا ہوا اس کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے کے لئے ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو حضور نے یہ کتابچہ تصنیف فرمایا جس میں حضورؑ کی متعدد پیشگوئیاں اور الہامات جو پورے ہو کر حضورؑ کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں بھی پیش فرمائے اور زار روس کے متعلق نشان کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"جس قدر بھی اس پیشگوئی کے الفاظ پر غور کیا جاوے پھر زار کی طاقت اور رسوخ کو دیکھا جائے پھر اس کی معزولی کے حالات کو دیکھا جائے اتنی ہی اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے"۔

اسی طرح آپ نے اس نشان سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اہل ہند! آپ خواہ کسی قوم یا کسی مذہب یا کسی زبان کے بولنے والے ہوں میں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس نعمت الٰہی کی قدر کریں جو اس نے اپنے فضل سے آپ پر نازل فرمائی ہے--- خوش ہو کہ خدا نے اس زمانہ کے لئے ملک ہند کو جو آپ لوگوں کا مسکن و وطن ہے چُنا۔ مختلف ممالک کے لوگ اس نعمت کے حصول کیلئے سخت آرزو مند تھے اور ہر ایک شخص خواہش کرتا تھا کہ میرا ملک اس کا مورد ہو لیکن خدا کے فضل نے اس نعمت کا سزاوار ہند کو قرار دیا---- پس حق کے قبول کرنے کے لئے دوڑو کہ اس میں آپ لوگوں کے لئے دینی و دنیوی دونوں طرح کی عزت ہے"۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے تمام دنیا کے لوگوں کو حق شناسی اور زندہ خدا پر ایمان لانے

کی تلقین فرمائی۔

(۱۶) خدا کے قہری نشان

زار روس کے متعلق خدا تعالیٰ کے قہری نشان کو پیش کر کے حق و صداقت کو تسلیم کرنے کی دعوت پر مخالفین کے عام طریق کے مطابق لوگوں نے اس پر ہنسی مذاق سے کام لیتے ہوئے بعض بودے اور فضول قسم کے اعتراضات کئے۔ حضور نے مئی ۱۹۱۷ء میں باقاعدہ اعداد و شمار اور گراف پیش کر کے اس مضمون میں یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیش خبریاں پوری ہو رہی ہیں آخر میں آپ نے فرمایا:

"میں تمام طالبان حق سے عرض کرتا ہوں کہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں پر رحم کرو اور اس دریدہ دہنی سے باز آؤ جو خدا تعالیٰ کے مرسل کے مقابلہ پر کی جاتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کی کسی انسان میں طاقت نہیں۔ مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے ہیں جن کو پڑھ کر دشمن بھی اقراری ہیں اور احرارِ یورپ بھی ان کی صداقت کا اقرار کر رہے ہیں۔ پس کیوں اپنے آپ کو ایسا بد قسمت بناتے ہو کہ دور دراز کے علاقوں کے لوگ تو اس نعمت الٰہی کو قبول کریں اور تم محروم رہو---- یاد رکھو کہ خدا کے وعدے پورے ہو کر رہتے ہیں۔ سورج نکل آیا ہے اور اب تاریکی سوائے بند مکانوں اور غاروں اور تنگ سوراخوں کے اور کہیں نہیں رہ سکتی۔ پس یہ مت سمجھو کہ کسی کی کوشش سے یہ سلسلہ ہلاک یا تباہ ہو جائے گا۔ اس کی سچائی پھیلے گی اور ضرور پھیلے گی اور تمام ممالک میں اس کی اشاعت ہوگی۔ پس وقت کو پہچانو اور اسلام پر رحم کرو۔ نہیں بلکہ اپنی جانوں پر رحم کرو اور دوڑ کر اس حق کو قبول کرو جو تمہیں عزت دینے اور اسلام کو دیگر ادیان پر دلائل اور براہین سے غالب کرنے کیلئے ظاہر ہُوا ہے"۔

(۱۷) ترقی اسلام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

ستمبر ۱۹۱۷ء کو حضرت فضل عمر نے اس چھوٹے سے پمفلٹ میں جماعت کو اشاعت و تبلیغ کے سلسلہ میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف نہایت مؤثر رنگ میں توجہ دلاتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ:

"اسلام پہلے بھی اپنے بے نظیر حسن کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں کا فاتح ہوا تھا اور اب بھی انہی لوگوں کے قلوب کو فتح کرے گا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے اسلام کو اس کی اصلی خوبی کے ساتھ دنیا پر ظاہر کریں۔ اور ہمارا ایسا کرنا کسی پر احسان نہیں بلکہ اپنے فرض کی ادائیگی ہے اور دنیا میں کوئی خوشی ادائیگیٔ فرض کی خوشی سے زیادہ نہیں ہو سکتی"۔

بعض مالی تحریکات کے سلسلہ میں جماعت کی تعریف کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایک ایسی جماعت کا انتظام سپرد کیا ہے۔ جس کی نسبت اگر میں یہ کہوں کہ وہ میری آواز پر کان نہیں رکھتی تو یہ سخت ناشکری ہوگی میری بات کی طرف توجہ کرنا تو ایک چھوٹی سی بات ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ بہت ہیں جو میرے اشارے پر اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی ہر ایک عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں"۔

(۱۸) زندہ مذہب

۳۰ ستمبر ۱۹۱۷ء کو بمقام شملہ میسانک ہال میں حضور نے یہ تقریر فرمائی تھی جسے بعدازاں کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں حضور نے زندہ مذہب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"کسی مذہب کے متعلق زندہ یا مردہ کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ دیکھیں مذہب کی غرض کیا ہے۔ اسے کیوں اختیار کیا جاتا ہے پس اگر جس غرض کے لئے کسی مذہب کو اختیار کیا جاتا ہے وہ پوری ہو جائے تو وہ مذہب زندہ ہے

اور اگر نہ پوری ہو تو مردہ"۔

مذہب کی غرض حضور کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

"ہمارا مقصد مذہب کے اختیار کرنے سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا اور بدیوں اور گناہوں سے نجات پانا ہے اگر وہ حاصل ہو جاتا ہے تو ہم جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں اور اگر وہ حاصل نہیں ہوتا تو پھر اس کے اختیار کرنے کی ضرورت ہی نہیں"۔

اس کے بعد حضور نے بعض مشہور مذاہب کی تعلیمات بیان کرنے اور ان کا اسلامی تعلیم سے موازنہ کرنے کے بعد فرمایا:

"پس جس مذہب میں یہ باتیں حاصل ہوں وہی زندہ مذہب ہو سکتا ہے اور اسی کو قبول کرنا چاہئے اور وہ صرف اسلام ہے اسی کا یہ دعویٰ ہے کہ وحی کا دروازہ اب بھی کھلا ہے جس کے ذریعہ خدا اپنے بندوں کے ساتھ اپنی محبت اور پیار کا اظہار کرتا ہے اور کرتا رہے گا"۔

اسی امر کے ثبوت کے طور پر حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے بعض نشانات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام سچا ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب سچے ہیں اس کے فیصلہ کا آسان طریق یہ ہے کہ مشاہدہ کر لیا جائے کہ کون سا مذہب سچا ہے اور جب مشاہدہ ہو سکتا ہے تو پھر کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن اس میدان میں صرف اسلام ہی کھڑا رہے گا"۔

انڈیکس

مرتبہ ـــــ مکرم سیّد مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

م

ن

☆

و

ہ

ی

تفسیر

آیات قرآنیہ

☆ ☆

احادیث

ترتیب بلحاظ حروفِ تہجی

احادیث بالمعنیٰ

اسماء

☆ ☆

مقامات

٭٭

کتابیات

انوار العلوم
تصانیف
سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی
4
فضلِ عمر فاؤنڈیشن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے "انوار العلوم" کی جوئے نور رواں دواں ہے اس سے قبل اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ چوتھی جلد جو اگست 1917ء سے دسمبر 1919ء تک کی سترہ کتب پر مشتمل ہے احباب جماعت کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

حضرت فضل عمر سیدنا المصلح الموعود ہمیشہ ہی جماعت کی علمی ترقی اور روحانی بہتری کے لئے کوشاں رہے۔ اس مجموعہ میں بھی حضور نے جماعت کے اخلاق و روحانیت کی حفاظت اور جماعت کے قیام کے حقیقی مقصد دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی غرض سے نہایت اہم اور بیش قیمت نصائح اور راہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔

حضور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آپ کی ہر حرکت اور فعل، ہر قدم نمونہ ہونا چاہئے آپ کی ذمہ داریاں بڑی ہیں آپ کوشش کریں کہ آپ میں کبھی لڑائی جھگڑا نہ ہو........ تمام قسم کے عیوب اور لغو و بیہودہ باتوں سے بچو اور آپس میں تمہارے تعلقات اخوت و محبت کے اعلیٰ مقام پر ہوں"۔

اسی طرح آپ نے فرمایا۔

"ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے سب سے پہلے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے خیالات اور ارادوں کی اصلاح کریں۔ بہت لوگ اس کی پروا نہیں کرتے حالانکہ سب سے ضروری یہی بات ہے کہ انسان کو اپنے قلب پر قبضہ حاصل ہو اور جس کو دل پر قبضہ اور اختیار حاصل ہو گیا اسے سب کچھ حاصل ہو گیا"۔

ان تربیتی امور کے ساتھ ساتھ علم و معرفت کے خزائن اور بنیادی اہمیت کے دینی امور مفصّل، مدلّل اور دلچسپ پیرایہ میں بیان ہوئے ہیں۔

اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور کے متعلق بعض ایسی غلط فہمیاں عام طور پر پائی جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے صحابہ کرامؓ پر بہت سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ بلکہ اسلام کی حقیقت و

کئی اور دقتیں بھی جو سامنے آتی رہی ہیں۔ ان سب میں ان دوستون نے نہایت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دیں ہیں۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

خصوصیت سے مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر، مکرم مولانا عبدالباسط صاحب شاہد، مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ، مکرم ندیم احمد صاحب طاہر (مربیان سلسلہ) اور مکرم بشیر احمد صاحب زاہد (آف قلعہ کالروالہ) حال ربوہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

خاکسار ان کا احسان مند ہے اور دعاگو ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے علم و معرفت میں برکت ڈالے، اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں اس اہم ذمہ داری سے احسن طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تعارف کتب

یہ "انوار العلوم" کی چوتھی جلد ہے۔ جو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کی درج ذیل ۱۷۔ کتب پر مشتمل ہے۔ یہ کتب اگست ۱۹۱۷ء تا فروری ۱۹۲۰ء کے دور کی ہیں۔

۱۔ اطاعت اور احسان شناسی

حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی نے ۴۔ اگست ۱۹۱۷ء کو جنگ عظیم اول کی تیسری سالگرہ کے موقع پر ایک جلسہ منعقدہ قادیان میں تقریر فرمائی جس میں حضور نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اسلامی تعلیم کی صداقت دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ہر پہلو سے کامل اور مکمل ہے۔ کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کے متعلق اسلامی شریعت نے راہنمائی نہ کی ہو۔ مثلاً سیاست ہی کو لے لو۔ دیگر مذاہب نے سیاست کے متعلق اپنے پیروکاروں کو جو تعلیم دی ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں امن و صلح کی بجائے فساد پیدا ہوتا ہے اور اس کا ثبوت مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی آپس کی جنگیں ہیں لیکن اسلام نے حکومت اور رعایا کے درمیان تعلقات کو نہایت عمدہ بنانے کا بہترین طریق بتایا ہے کہ حاکم خواہ کسی قوم یا کسی مذہب کا ہو اس سے بددیانتی' بدعہدی اور بغاوت نہیں کرنی چاہئے اور اس کے معاہدات کو توڑنا نہیں چاہئے۔

حضور نے قرآنی آیت اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں خدا تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کرنے کی دو شرطیں بتائی ہیں ایک یہ کہ اللہ کی اطاعت کھلے بندوں کرسکو دوسرے یہ کہ اس کے رسول کے احکام کے ماننے اور ان پر عمل کرنے میں کوئی روک نہ پاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے سب

فتنے اور فساد مٹ جاتے ہیں گویا اسلامی تعلیم کے مطابق حاکم وقت کی اطاعت کرنا جو مذہبی آزادی اور امن قائم کرتا ہے اس پر احسان نہیں بلکہ احسان شناسی ہے

۲۔ جماعت قادیان کو نصائح

۲۹ اگست ۱۹۱۷ء کو بعد نماز مغرب تبدیلی آب و ہوا کے لئے شملہ روانگی سے قبل حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت قادیان کو نصائح فرمائیں جو ۸ ستمبر ۱۹۱۷ء کے الفضل میں شائع ہوئیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام میں کچھ قواعد مسلمانوں کی ترقی اور فوائد کے لئے ہیں مسلمان جب تک ان پر چلے انہوں نے بہت فائدہ اٹھایا لیکن افسوس بعد ازاں مسلمانوں نے ان قوانین مقدسہ کو بھلا دیا۔ پھر مسیح موعود کی آمد سے اللہ تعالیٰ نے شریعت کو قائم کیا پس ضروری ہؤا کہ خدا کے تمام حکموں کی اطاعت کی جائے۔ ان احکامات کو سمجھنے کے لئے عربی زبان کا سیکھنا بھی لازمی ہے۔ اگر ماں باپ عربی سیکھ لیں تو آگے ان کے بچے بھی سیکھ جائیں گے۔ یاد رکھیں اللہ کا کوئی حکم بھی نہ تو بوجھل ہے نہ چھوٹا۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ قرآن کو عمل کے لئے آسان کردیا ہے۔

سنت نبویؐ کے مطابق مَیں شملہ جانے سے پہلے دو امیر مقرر کرتا ہوں اول قاضی سید امیر حسین صاحب دوئم مقامی امور کے لئے مولوی شیر علی صاحب۔

خلافت اور امارت میں فرق واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ خلیفہ کے ساتھ مذہبی تعلقاتِ بیعت بھی ہوتے ہیں اس لئے لوگ خلیفہ کی پیروی کرتے ہیں اور امیروں کی نہیں۔ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں اور رسول کریمؐ کی پیروی میں کہتا ہوں جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

دوسرے یہ کہ آپس میں محبت اور پیار سے رہو لڑائی جھگڑا نہ کرو اپنے آپ کو دوسروں کے لئے نمونہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اصلاح کا ذمہ دار ٹھہرایا آپ جس مقام پر رہتے ہیں اسے مقدس فرمایا۔ اسے اسلام کی آئندہ ترقیات کا (جو مقدر ہیں) مرکز بنایا اس لئے آپ کی ہر حرکت، ہر فعل، ہر قول نمونہ ہونا چاہئے آپ کی ذمہ داریاں بڑی ہیں تمام قسم کے عیوب

اور لغو و بیہودہ باتوں سے بچو- آپس میں تمہارے تعلقات اخوت و محبت کے اعلیٰ مقام پر ہوں- ایک دوسرے کی غمگساری کرو جزوی اختلافات سے مؤاخات و مؤاسات میں فرق نہ آئے اگر کبھی بتقاضائے بشریت جھگڑا ہو جائے تو فوراً صلح کرلو اور دل میں کینہ نہ بٹھا چھوڑو- پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے سے ہمدردی کرو- کسی بھائی کی عداوت دل میں نہ بٹھاؤ بلکہ تم میں ایسی محبت اور اخوت ہو جو باہر کے لوگوں کے لئے نمونہ ہو- اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خیریت سے رکھے اور اپنے اوقات دین کی خدمت میں صرف کرنے اور باہم محبت' اخوت اور امن و چین سے رہنے کی توفیق دے- آمین

۳- عورتوں کا دین سے واقف ہونا ضروری ہے

۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو حضرت مصلح موعود نے شملہ کے مقام پر عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں کے متعلق سب سے پہلی اور سب سے بڑی نصیحت جو انہیں کرنے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ وہ شریعت کی اسی طرح پابند ہیں جس طرح مرد حضرات- لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے ۹۵٪ عورتیں اپنے خاوندوں کی پیروی کرتی ہیں- اگر خاوند شیعہ ہے تو عورت بھی شیعہ ہے علیٰ ھذا القیاس- حالانکہ عورتوں کو مذہب کی ضرورت ہے اور اس پر عمل کی بھی ضرورت ہے قرآن کریم پر عمل کرنے سے جہاں مردوں کے لئے جنت کے وعدے ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے اور اس کے برخلاف کرنے والوں کے لئے جہنم- مذہب کے احکام کا توڑنا جیسے مردوں کو نقصان دیتا ہے ویسے ہی عورتوں کو بھی دیتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح دین نہ سیکھیں- قرآن کریم نے خاص طور پر دو متقی عورتوں (فرعون کی بیوی اور حضرت مریم والدہ عیسیٰؑ) کا ذکر کیا ہے اور حاملین قرآن کو ان جیسا بننے کا ارشاد فرمایا ہے- پس سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عورتیں مذہب سے واقف ہوں' مذہب سے ان کا تعلق ہو' مذہب سے انہیں محبت ہو' مذہب سے انہیں پیار ہو- جب ان میں یہ بات پیدا ہو جائے گی تو وہ خود بخود اس پر عمل کریں گی اور دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بن کر دکھائیں گی- چند ایک مسائل جن کا یاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہیں-

خدا' ملائکہ' قرآن' رسل اور بعث بعد الموت پر ایمان لانا' نماز پڑھنا' زکوٰۃ دینا' روزہ

رکھنا، حج کرنا، خدمت دین کرنا، وفات عیسیٰؑ پر ایمان لانا، دعائیں کرنا، چندہ دینا، تبلیغ کرنا اور تقویٰ حاصل کرنا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ چند باتیں ہیں جو میں نے نصیحت کے طور پر بیان کر دی ہیں اگر ان کو یاد رکھو گی اور ان پر عمل کرو گی تو فائدہ اٹھاؤ گی۔

۴- ربوبیت باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۹- اکتوبر ۱۹۱۷ء کو بمقام پٹیالہ یہ تقریر فرمائی۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی ہستی، اسلام اور قرآن کریم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود کی سچائی کو صفت ربوبیت کے حوالہ سے ثابت کیا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ہستی کا ثبوت ہیں صفات الٰہیہ پر غور کرنے اور ان زبردست قدرتوں کا مشاہدہ کرنے سے جن کا ظہور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک زبردست عالم، دانا اور رحیم و کریم ہستی موجود ہے۔ حضور نے فرمایا سورۃ الفاتحہ جو امّ القرآن ہے میں ان چار صفات کو بیان کیا گیا جو تمام صفات کا خلاصہ ہیں اور جن پر غور کرنے سے انسان ہر قسم کی بد اعتقادیوں اور بد عملیوں سے بچ سکتا ہے۔ مثلاً پہلی صفت رب العٰلمین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تعلق تمام مخلوقات سے ہے۔ ہر چیز اس کی ربوبیت سے فیض یاب ہو رہی ہے تو خدا تعالیٰ کا رب العٰلمین ہونا یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ جس خدا نے جسم کی ربوبیت اور ترقی کے لئے اعلیٰ درجے کے سامان کئے ہیں اس نے روح کی زندگی کے لئے ضرور سامان کئے ہوں گے جو جسم کی نسبت زیادہ قیمتی ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے نبی آئے ہیں جو انسانوں کی تربیت اور روحانی ربوبیت و ترقی کا سامان کرتے رہے۔ آخر پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا جنہیں دنیا کی تمام اقوام اور زمانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ چونکہ آپؐ کے ذریعہ شریعت کی تکمیل کر دی گئی اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب میرے بعد خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے ایسے خدا کے بندے آتے رہیں گے جو لوگوں کو اس شریعت کے مطالب سے آگاہ کر کے انہیں خدا سے ملاتے رہیں گے۔ چنانچہ اس زمانہ

میں بھی اللہ تعالیٰ نے صفت ربوبیت کے تحت حضرت مرزا صاحب کو بھیجا جنہوں نے خدا سے ہمکلام ہونے اور اصلاح خلق کرنے کا دعویٰ فرمایا اور خدا کی فعلی تائید آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں ظاہر ہوئی اور زندہ نشانات نے آپ کے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کردیا۔

آخر میں حضور نے فرمایا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ خدا کو پیش کرتا ہے اور اس میں زندگی کا ثبوت مل رہا ہے۔ نیز یہ بھی کہ خدا جس طرح پہلے اپنے بندوں کی روحانی ربوبیت کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر ہم آج بھی اُنہی انعامات اور فوائد کو حاصل کرسکتے ہیں جو آپ سے ہزاروں سال پیشتر حاصل ہوئے تھے۔

۵۔ قادیان کے غیراز جماعت احباب کے نام ایک اہم پیغام

قادیان کے غیراز جماعت افراد نے باہر سے چند مولویوں کو بلا کر جماعت کی مخالفت میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے ایک جلسہ میں سخت بدزبانی وبداخلاقی کا مظاہرکیا تو انہیں سمجھانے کے لئے حضور نے ناصحانہ رنگ میں ایک پیغام شائع فرمایا جس میں انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے احمدیوں کی بہتر عملی حالت اور نیک نتائج کو پیش کرکے عقل سلیم سے کام لیتے ہوئے نصیحت حاصل کرنے اور عبرت پکڑنے کی تلقین فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے جو احسانات اہلِ قادیان پر ہیں ان کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا۔

"مذہب اور چیز ہے اور شرافت اور چیز ہے۔ یہ بات بری نہ تھی کہ اگر آپ لوگ اپنے مذہب کی تائید کرتے۔ لیکن اس کام میں اس شخص کا نام جس کے خاندان کے ہزاروں قسم کے احسان اور حقوق آپ لوگوں پر تھے اس گستاخی سے لینا ہرگز آپ لوگوں کے لئے جائز نہ تھا اور اس حرکت سے آپ لوگوں نے اپنی انسانیت کو بھی بٹہ لگادیا"۔

اس پُراثر پیغام کے آخر میں آپ نے فرمایا۔

"میں آخر میں پھر آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانات پر ایمان

لاؤ اور اس کے راستبازوں کی تکذیب سے باز آجاؤ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ میں اپنی طرف سے حق ادا کرچکا ہوں"۔

۶۔ جماعت کو سیاست میں دخل نہ دینے کی نصیحت

۲؍دسمبر ۱۹۱۷ء کو قیامِ امن اور اطاعتِ حکومت کے سلسلہ میں جماعتی مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے اس پمفلٹ میں حضور نے فرمایا:

"ہمارے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نہایت سختی سے ہر قسم کے ایجی ٹیشنوں اور سیاسی تحریکات میں حصہ لینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ آپ کا مسلک شروع سے یہی رہا ہے کہ جہاں تک ہوسکے حکومت کے ہاتھ کو مضبوط کیا جاوے"۔

اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:

"ہم سے زیادہ کوئی شخص اس بات کا خواہش مند نہیں ہوسکتا کہ تمام ملک میں صلح اور امن ہو اور ہم اور دیگر ابنائے وطن بھائی بھائی کی طرح رہیں۔۔۔ ہم اس کے مخالف نہیں کہ گورنمنٹ ہندوستان کو خوداختیاری دے بلکہ صرف اس بات کے مخالف ہیں کہ ایسے وقت میں دے جب اس کا نتیجہ ملک و قوم کیلئے ہلاکت کا موجب ہو"۔

سیاسی معاملات کے متعلق ایک راہنما اصول بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"ہماری جماعت کی سیاست بھی مذہب کے ماتحت ہے اس لئے ہم کو جس امر پر خداتعالیٰ نے کھڑا کیا ہے اس سے ہِل نہیں سکتے"۔

۷۔ علم حاصل کرو

حضرت مصلح موعود نے یہ اہم تقریر ۲۷۔دسمبر ۱۹۱۷ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان میں فرمائی۔ یہ تقریر دو حصوں میں ہوئی۔ مضمون کا ایک حصہ حضور نے نمازِ ظہر سے قبل بیان فرمایا اور دوسرا ظہر کی نماز کے بعد دوسرے اجلاس میں۔ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ان دنوں پھر ہماری مخالفت بڑھ رہی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر گروہ اس کوشش میں ہے کہ جماعت احمدیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے۔ لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ خداتعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور اس کی تائید سے سخت مخالفت کے باوجود جماعت ترقی کرے گی اور یہی بات اس کی صداقت کی

دلیل ہے۔

چند متفرق امور کا ذکر کرنے کے بعد حضور نے تحصیلِ علم کی اہمیت پر احباب جماعت کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ حصولِ علم کی تلقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"سو میں آج پھر کہتا ہوں اور پھر بھی جتنی دفعہ موقع ملے گا یہی کہوں گا کہ علم سیکھو۔ یہ بہت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور ایسی بابرکت اور مفید ہے کہ اس سے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ علم خواہ کسی چیز کا ہو بُرا نہیں ہو سکتا"۔

نیز فرمایا:

"آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ دین کا علم سیکھیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے' جوان ہوں یا بوڑھے' مرد ہوں یا عورتیں' لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ کیونکہ جب تک انہیں یہ حاصل نہ ہوگا خدا کے احکام پر عمل نہ کرسکیں گے اور جب عمل نہ کرسکیں گے تو نجات نہ ہوسکے گی۔ پھر جب رسول کریمؐ نے اس کو فرض قراردے دیا ہے تو اُس کو حاصل کرنے والا اُسی طرح کا گنہگار ہے جس طرح نماز نہ پڑھنے والا' روزہ نہ رکھنے والا' زکوٰۃ نہ دینے والا' خدا تعالیٰ' قیامت' جنت' دوزخ' تقدیر کا انکار کرنے والا۔ پس ہر مومن کیلئے اس کا سیکھنا ضروری ہے۔ اور رسول کریم ﷺ ہی اس کو فرض قرار نہیں دیتے بلکہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۹)۔ کہ خدا سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔ ان عالموں سے مراد علمِ انگریزی یا تاریخ یا جغرافیہ یا حساب کے عالم مراد نہیں بلکہ دینی علماء مراد ہیں کہ انہیں میں خدا تعالیٰ کی خشیت ہوتی ہے۔ اور چونکہ خشیت اللہ کا ہونا ہر ایک مومن کیلئے ضروری ہے اس لئے ثابت ہوگیا کہ دین کا علم حاصل کرنا بھی ہر ایک کیلئے ضروری اور فرض ہے"۔

تقریر کے آخر میں حضور نے احباب جماعت کی راہنمائی کیلئے حصولِ علم کے سات طریق بیان فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر انسان آسانی سے علم حاصل کرسکتا ہے۔

۸- حقیقۃ الرؤیا

جلسہ سالانہ ۱۹۱۷ء میں حضور نے ۲۸- دسمبر کو مندرجہ بالا موضوع پر سیر حاصل خطاب فرمایا

جو بعد میں کتابی شکل میں حقیقۃ الرؤیا کے نام سے شائع ہوا- اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ تمام مذاہب اور ان کی کتب کی بناء الہام' کشف اور رؤیا پر ہی ہے اگر یہ چیزیں صحیح نہیں تو تمام مذاہب ہی جھوٹے ہیں-

الہام' کشف اور رؤیا کے عام معنی یہ ہیں کہ کسی بیرونی ہستی کی طرف سے ان حواسِ ظاہری کے علاوہ باطنی حواس سے کسی چیز کا دیکھنا یا سننا یا زبان پر جاری ہونا- الہام و رؤیا کے چار مختلف قسموں کے مخالفین اور ان کے دعاوی کا ذکر کرنے کے بعد عقلی و نقلی دلائل سے ان کے شکوک و شبہات کا نہایت احسن رنگ میں ازالہ فرمایا-

حضور نے اس گرانقدر علمی مضمون میں بہت سے ضمنی عنوانات جیسے رؤیا دیکھنا کسبی بات نہیں' شیطانی اور رحمانی خواب میں فرق' رؤیا کی قسمیں' جھوٹی وحی کی پہچان' رحمانی خوابوں کی اقسام اور ان کی پہچان' الہام کی صداقت معلوم کرنے کے طریق' ماموروں کے الہام کی علامات' انبیاء کے الہامات میں متشابہات' انبیاء کو اجتہادی غلطی کیوں لگتی ہے وغیرہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث فرمائی-

الہام اور رؤیا کی خواہش نہ کرنے کے متعلق ایک نکتۂ معرفت بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

> "حضرت مسیح موعودؑ نے بعض جگہ لکھا ہے کہ رؤیا اور الہام پانے کی خواہش نہ کرو--- خطرہ ہے کہ ایسا شخص خوابوں اور الہاموں پر فخر کرکے عُجب کے مرض میں گرفتار ہوجاوے اور اس طرح بجائے ترقی کے الہام اسے اَسْفَلُ السَّافِلِیْنَ میں گرانے کا موجب ہوجائیں- پس چونکہ الہامات و رؤیا کے ساتھ ایک خطرہ بھی لگا ہوا ہے اس لیے ان کی خواہش کرنے سے روکا ہے تا ایسا نہ ہو کہ انسان اپنے ہاتھوں خود ہلاکت کے گڑھے میں گِر جائے"-

مأمور کے الہامات کو پرکھنے کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا:

> "اگر کوئی عقل و فکر سے کام لے' ضدّ اور دشمنی کو ترک کردے تو ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوجاتی ہے لیکن بہت لوگ ہیں جو ان کی طرف توجہ نہیں کرتے--- یہ باتیں میں نے مختصر طور پر آپ لوگوں کو بتادی ہیں--- تاکہ ان لوگوں کے اعتراضات کے جواب دے سکو اور ان باتوں کے نہ جاننے کی وجہ سے جو ٹھوکریں لگ سکتی ہیں ان سے بچ سکو"-

۹۔ حقیقت الامر

حضور کی یہ تصنیف مولوی محمد علی صاحب کی ایک مطبوعہ چٹھی کے جواب میں ہے تاہم اس میں بیان کردہ امور کی اہمیت و ضرورت مستقل نوعیت کی ہے مثلاً آپ نے اپنے عقائد کی پختگی کے متعلق فرمایا:

"ایسے وقت مجھ پر بھی اس بیماری میں ضرور آئے ہیں کہ جب مجھے یقین کامل ہو گیا کہ میں چند منٹ سے زیادہ اس دنیا میں نہیں رہ سکتا--- اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عقائد پر میں نے اس وقت کامل تسلی پائی--- اور میرا دل اس وقت مطمئن تھا کہ میں نے جو کچھ کیا حق اور انصاف کو مدِّنظر رکھ کر کیا ہے اور اس کی بدولت امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری سستیوں اور غفلتوں سے عفو فرمائے گا اور اپنے فضل کے نیچے جگہ دے گا"۔

مخالفین کا لٹریچر پڑھنے کے متعلق حضور نے یہ وضاحت فرمائی کہ میں نے کبھی کسی کو ایسا لٹریچر پڑھنے سے منع نہیں کیا تاہم ایسا لٹریچر پڑھنا اسی کے لئے مناسب ہو سکتا ہے جو اپنے مذہب سے کماحقہ، واقف ہو اور تقابلی موازنہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اس بات کے جواب میں کہ اگر کسی مخالف کے عقائد و لٹریچر کا مطالعہ نہ کیا ہو تو کس طرح پتہ چل سکتا ہے کہ ہمارے عقائد درست ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

"سچے عقائد اپنے اندر بھی ایسی خوبیاں رکھتے ہیں کہ وہ اپنی صداقت پر آپ گواہ ہوتے ہیں اور ان کی صداقت کا انسان معائنہ کر سکتا ہے۔ مثلاً اسلام اپنے اندر ایسی خوبیاں رکھتا ہے کہ بغیر اس کے کہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا جاوے اس کا ایک کامل پیرو اس کی صداقت پر تسلی پا سکتا ہے اور اس کے دلائل دے سکتا ہے"۔

اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت مسیح موعودؑ بارہ ۱۲ سال تک اپنے دعویٰ کو سمجھ ہی نہ سکے حضور نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی بھی کوئی وقت نہیں آیا کہ آپؑ دعویٰ کو سمجھ نہ سکے ہوں آپ شروع سے آخر تک اس مقام کو سمجھتے رہے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کھڑا کیا ہے ہاں صرف اس دعویٰ کے نام میں آپؑ احتیاط کرتے رہے ہیں یعنی آیا

اس کا نام نبوت رکھا جائے یا محدثیت---- لیکن بعد صراحت کے----- آپؑ نے اس مقام کا نام نبوت رکھ دیا---- اور اس بات میں آپ منفرد نہیں"۔

اس کے علاوہ بعض اور ایسے اعتراضات کا بھی مختصر جواب دیا جن پر حضور کی دوسری تصانیف میں مفصل بحث موجود ہے۔

۱۰- اصلاح اعمال کی تلقین

۱۶ فروری ۱۹۱۹ء کو حضرت مصلح موعود نے حضرت میاں چراغدین صاحب لاہور کے مکان پر یہ تقریر فرمائی جس میں آپ نے تزکیۂ نفس اور روحانی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

"جس طرح مادی دنیا میں حرکات کی لہریں چلتی ہیں اسی طرح روحانی دنیا میں بھی چلتی ہیں جو کبھی تو اتنی نمایاں ہوتی ہیں کہ ہر ایک انسان انہیں دیکھ لیتا ہے اور کبھی ایسی کہ اس آلہ بے تار کی طرح ان کا علم ان ہی کو ہو سکتا ہے جن کے پاس ان کے معلوم کرنے کا آلہ ہوتا ہے"

بڑی بڑی لہریں انبیاء کی آمد سے پیدا ہوتی ہیں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور پھر حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں جو لہریں پیدا ہوئیں انہوں نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا خاص طور پر دنیا کو شرک سے نجات دلانے کے لئے نبی اکرم ﷺ کے وقت میں اٹھنے والی لہروں نے متأثر کیا۔

دلوں میں پیدا ہونے والی کوئی رَو ضائع نہیں جاتی اس کا اثر دور دور تک جاتا ہے اور دوسروں کے دلوں پر اثر کرتی چلی جاتی ہے۔ مخفی لہروں کے اثر کرنے کا ثبوت قرآن کریم میں سورۃ الناس میں ہے۔ اس حکمت کے تحت كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ : ۱۱۹) میں صادقوں کی صحبت میں رہنے کا ارشاد ہے۔ اسی لئے کہ قرب کا اثر ہوتا ہے خواہ زمانی ہو یا جسمانی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام میں مجددین کو بھیجا تاکہ قرآن کریم کا اثر لوگوں کے دلوں پر براہ راست ہو۔ مؤمنین کو تو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ مؤمن اپنا ہر کام، ہر فعل اور ہر ایک بات کرتے وقت نہایت احتیاط کرے اور ہمیشہ اچھی سوچ اور اچھی نیت رکھے جیسے حضرت عمرؓ نے

فرمایا۔ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے اچھی ہے کیونکہ عمل صرف دیکھنے والوں پر اثر ڈال سکتا ہے جو بہت محدود ہے مگر قلب کا اثر دور دور تک پہنچتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

"مؤمن وہی ہے جو اپنے ہر قسم کے خیالات اور ارادوں پر پوری طرح قبضہ اور اختیار رکھتا ہے۔ اپنے دل میں نیک اور اچھے خیال کو آنے دیتا ہے اور بد کو روک دیتا ہے اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھک جائے تو دل خود بخود قابو میں آجاتا ہے۔"

پس ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے خیالات اور ارادوں کی اصلاح کریں، اپنے قلوب کی اصلاح کریں۔ اگر ہمارے قلوب صاف ہوں گے اور اصلاح شدہ ہوں گے تو ہمارا اعقائد پر ایسا یقین اور ثبات ہوگا کہ ہم کہیں بھی متزلزل نہیں ہوں گے۔

اس خطاب کو آپ نے اس نصیحت پر ختم فرمایا کہ

"سب سے پہلے تو اپنے قلوب اور اعمال کی اصلاح کرو اور پھر اپنی ذمہ داریوں کو دیکھو۔ اگر تم ان ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا کرو تو یقیناً سمجھ لو کہ تمہارے لئے انعامات کے حصول کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ اسلام اور سلسلہ کی ترقی کے لئے آپ بہت کچھ کر سکیں۔"

۱۱۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز

تاریخی اہمیت کی یہ تقریر ۲۶۔ فروری ۱۹۱۹ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں سید عبدالقادر صاحب پروفیسر تاریخ کی صدارت میں ہوئی۔ اس مضمون کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"اسلام میں تفرقہ کی بنیاد رسول کریم ﷺ کی وفات کے پندرہ سال بعد پڑی ہے اور اس وقت کے بعد مسلمانوں میں شقاق کا شگاف وسیع ہی ہوتا چلا گیا اور اسی زمانہ کی تاریخ نہایت تاریک پردوں میں چھپی ہوئی ہے اور اسلام کے دشمنوں کے نزدیک

اسلام پر ایک بدنما دھبہ ہے اور اس کے دوستوں کے لئے بھی ایک سر چکرا دینے والا سوال ہے اور بہت کم ہیں جنہوں نے اس زمانہ کی تاریخ کی دلدل سے صحیح و سلامت پار نکلنا چاہا ہو اور وہ اپنے مدعا میں کامیاب ہو سکے ہوں اس لئے میں نے یہی پسند کیا کہ آج آپ لوگوں کے سامنے اسی کے متعلق کچھ بیان کروں"۔

حضور کی اس نہایت گرانقدر قیمتی تحقیق کا خلاصہ اور لبِّ لباب یہ ہے کہ:

"یہ خیال کہ اسلام میں فتنوں کے موجب بعض بڑے بڑے صحابہؓ ہی تھے بالکل غلط ہے"۔

حضور نے اپنے اس مقالہ میں حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات' حضرت عثمانؓ کا مرتبہ رسول کریمؐ کی نظر میں' فتنہ کہاں سے پیدا ہؤا' خلافت اسلامیہ ایک مذہبی انتظام تھا' صحابہؓ کی نسبت بدگمانی بلاوجہ ہے پر بحث کرتے ہوئے فتنہ کی وجوہ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اس کے شروع ہونے والے اسباب و عوامل بیان فرمائے۔ فتنہ کے بانی مبانی عبداللہ بن سبا کے حالات اور اس ضمن میں کوفہ' بصرہ' شام اور وہاں کے مسلمانوں کے عمومی مزاج پر بھی روشنی ڈالی۔

حضرت عثمانؓ پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی مرضی سے ایسے امراء مقرر کر دیئے تھے جو اس فتنہ کا باعث بن رہے تھے۔ حضور اس کے متعلق اپنی رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"غرض جو لوگ تحقیق کے لئے بھیجے گئے تھے وہ نہایت عظیم الشان اور بے تعلق لوگ تھے اور ان کی تحقیق پر کسی شخص کو اعتراض کی گنجائش حاصل نہیں پس ان تینوں صحابہؓ کا مع ان دیگر آدمیوں کے جو دوسرے بلاد میں بھیجے گئے تھے متفقہ فیصلہ دینا کہ ملک میں بالکل امن و امان ہے' ظلم و تعدی کا نام و نشان نہیں، حکام عدل و انصاف سے کام لے رہے ہیں---- ایک ایسا فیصلہ ہے جس کے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب فساد چند شریر النفس آدمیوں کی شرارت و عبداللہ بن سبا کی انگیخت کا نتیجہ تھا۔ ورنہ حضرت عثمانؓ اور ان کے نواب ہر قسم کے اعتراضات سے پاک تھے"۔

حضرت عثمانؓ اپنی طبیعت کے مطابق نرمی اور رحم دلی کی طرف مائل رہے۔ مفسدوں کی

شرارت اور فتنہ پردازی پر یہی کہتے رہے کہ میں مسلمانوں کے خون سے اپنا ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا۔ کبار صحابہؓ اور حضرت معاویہؓ نے اس سلسلہ میں قیام امن کے لئے بعض تجاویز پیش کیں مگر حضرت عثمانؓ رحم دلی کے طریق پر ہی قائم رہے۔ بلکہ معترضین کے منہ بند کرنے کے لئے ان کے مطالبات بھی جائز حد تک مان لیتے رہے۔ اختلافِ روایات اور تاریخی حالات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ایک نہایت ضروری اور لازمی امر بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"اس زمانہ کی تاریخ کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اس زمانہ کے بعد کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا جو ایک یا دوسرے فریق سے ہمدردی رکھنے والوں سے خالی ہو اور یہ بات تاریخ کے لئے نہایت مضر ہوتی ہے کیونکہ جب سخت عداوت یا ناواجب محبت کا دخل ہو روایت کبھی بعینہٖ نہیں پہنچ سکتی۔۔۔۔ تاریخ کی تصحیح کا یہ زریں اصل ہے کہ واقعات عالم ایک زنجیر کی طرح ہیں کسی منفرد واقعہ کی صحت معلوم کرنے کے لئے اسے زنجیر میں پرو کر دیکھنا چاہئے کہ وہ کڑی ٹھیک اپنی جگہ پر پروئی بھی جاتی ہے کہ نہیں"۔

حضور کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے:

"ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ ہر ایک فتنہ سے یا عیب سے پاک تھے بلکہ ان کا رویہ نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظہر تھا اور ان کا قدم نیکی کے اعلیٰ مقام پر قائم تھا"۔

اور یہ کہ:

"صحابہؓ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ تھا وہ آخر دم تک وفاداری سے کام لیتے رہے۔۔۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر خفیہ ریشہ دوانیوں کا الزام بھی بالکل غلط ہے۔۔۔ انصار پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ سے ناراض تھے وہ غلط ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انصار کے سب سردار اس فتنہ کے دور کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔"

۱۲۔ عرفانِ الٰہی

۱۶۔ مارچ ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے "عرفانِ الٰہی" جیسے اہم موضوع پر تقریر فرمائی۔

تقریر کی ابتداء میں اپنی صحت کے متعلق بیان کرتے ہوئے اپنی محبت اور خیر خواہی کے ضمن میں فرمایا :

"اس وقت جبکہ بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ میری آخری گھڑیاں ہیں میرے دل میں اگر کوئی خلش تھی تو وہ یہی تھی کہ ابھی تک ہماری جماعت اس مقام پر نہیں پہنچی جس پر پہنچانے کی حضرت مسیح موعودؑ کو خواہش تھی۔ اس کے لئے میں نے اس گھڑی میں جو آخری سمجھی جاتی تھی دعا کی کہ الٰہی اس مصیبت کو ٹال دے اور ہماری جماعت کو وہ نور اور معرفت عطا کر جس سے ہمیشہ سے تیرے پاک بندے مخصوص رہے ہیں۔ میرے مولیٰ نے میری اس وقت کی دعا قبول کرلی اور مجھے ہی موقع دے دیا کہ آپ لوگوں کو آپ کے فرائض کی طرف متوجہ کروں اور پھر اس بات کا موقع دیا کہ آپ لوگوں کو اس طرف توجہ دلاؤں کہ آپ کو کس مقصد' مدعا اور غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور کس طرف خدا کا رسول تمہیں لے جانا چاہتا تھا۔"

اس تقریر کے تعارف میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"اس جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی علمی تقریر عرفانِ الٰہی کے موضوع پر تھی بیماری کے نتیجہ میں آپ بہت کمزور ہو چکے تھے اور تقریر بھی اس حال میں کرنے کے لئے آئے کہ سر میں شدید درد تھا اور بات کرنی مشکل تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا حساس دل عطا فرمایا تھا کہ دور دور سے آنے والے مہمانوں کو مایوس کرنا گوارا نہ کیا اور اسی حالت میں تقریر کرنے چلے آئے۔ مضمون نہایت مشکل تھا اور سامعین میں ناخواندہ دیہاتیوں سے لے کر نہایت اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ احباب تک شامل تھے پھر احمدی ہی نہیں کثرت سے غیر از جماعت دوست بھی اس نوجوان خلیفہ کی علمی قابلیت کا شہرہ سن کر اور مرکز احمدیت کی غیر معمولی روحانی فضا کے تذکروں سے متأثر ہو کر تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے نہایت سادہ اور سلیس زبان میں عرفانِ الٰہی کے مضمون کو بیان کرنا شروع کیا پہلے مضمون کا تعارف کرایا۔ عرفانِ الٰہی کے معانی سمجھائے۔ علم و عرفان کی اصطلاحوں میں فرق کرکے دکھایا۔ یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ علیم تو ہے عارف نہیں بلکہ خدا کے متعلق عرفان کا لفظ اطلاق پا ہی نہیں سکتا۔ عرفان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی چیز کی جستجو کی جائے جس کا پہلے علم نہ ہو اور انسان حقیقت کی

تلاش میں ظاہر سے باطن کی طرف حرکت کرے ---- غرضیکہ مختلف رنگوں میں اس مضمون کو پھیر پھیر کر بیان فرمایا اور حاضرین پر یہ حقیقت بڑے خوبصورت انداز میں واضح فرمائی کہ کسی قطب یا غوث یا ولی کی ایک نظر سے ایک ہی لحہ میں کبھی عرفانِ الٰہی نصیب نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ عرفانِ الٰہی مسلسل محنت، جستجو اور کوشش کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کے ساتھ دعا بھی انتہائی ضروری ہے۔" (سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ ۲۳۵-۲۳۶)

۱۳- خطاب جلسہ سالانہ ۱۷- مارچ ۱۹۱۹ء

۱۷- مارچ ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں حضور نے بعض متفرق مگر ضروری اور اہم امور پر روشنی ڈالی۔ مخالفین کے اعتراضات کے متعلق اصولی رہنمائی کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"کسی اعتراض کے فضول یا لغو ہونے کا فیصلہ سلسلہ کی ترقی کے راستہ میں اس کی رکاوٹ کے لحاظ سے ہو سکتا ہے---- اگر وہ لوگوں کے حق قبول کرنے میں روک ہو تو خواہ حقیقت میں وہ کتنا ہی معمولی ہو تو بھی اسے فضول نہیں کہا جا سکتا---- ہمارا فرض ہے کہ وہ نادرست اور غلط باتیں جو لوگوں کے جذبات پر زیادہ اور برا اثر کرتی ہیں ان کو معمولی نہ سمجھیں اور ان کا پورا جواب دیں"۔

جماعتی انتظام کو بہتر رنگ میں چلانے کے لئے حضور نے صیغہ بیت المال، صیغہ تالیف و اشاعت، صیغہ تعلیم و تربیت، صیغہ امور عامہ، محکمہ قضاء، محکمہ فتاویٰ، نظارت علیاء وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

"باوجود اس کے کہ ابھی ابتدائی کام اور دفتری انتظام سے ان صیغوں کو فراغت نہیں ہوئی ہر ایک کام میں ایک نئی روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ ان باتوں کے اس وقت میرے بیان کرنے کی ایک غرض تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کو واقفیت ہو جائے دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو ان کاموں کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کو آپ سے کام پڑے گا---- چونکہ یہ لوگ خلیفہ کے مقرر کئے ہوئے ہوں گے اس لئے اگر آپ ان کے

کسی اعلان کی تعمیل کرنے میں اس لئے سستی کریں گے کہ وہ زید یا بکر کے نام سے لکھا گیا ہے تو یہ اس کی نافرمانی نہیں ہوگی بلکہ میری نافرمانی ہوگی اور اگر اسکی حتی المقدور مدد کریں گے تو یہ اس کی مدد نہیں ہوگی بلکہ میری مدد ہوگی"۔

جماعتی اختلاف اور اس سلسلہ میں بعض اعتراضات کا جواب دینے کے بعد حضور نے خدائی تائید و نصرت پر یقین کرتے ہوئے فرمایا:

اس (خدا تعالیٰ) نے مجھے اس منصب پر اس لئے کھڑا نہیں کیا کہ میں سب سے نیک' بڑا عارف اور خدا کا زیادہ مقرب تھا بلکہ اس لئے چنا کہ دنیا مجھے حقیر' جاہل' عقل سے کورا' فسادی' فریبی سمجھتی تھی۔ خدا نے چاہا کہ وہ لوگ جو مجھے ایسا سمجھتے ہیں ان کو بتائے کہ یہ سلسلہ ان لوگوں پر نہیں کھڑا ہؤا جو اپنے آپ کو بڑے بڑے ستون سمجھتے ہیں بلکہ میرے ذریعہ کھڑا ہے"۔

اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے مجھ جیسے کمزور کے ذریعہ اپنے سلسلہ کو ترقی دے کر بتایا کہ اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا ہی کے فضل سے ہو رہا ہے"۔

دعوت الی اللہ اور اشاعت کے کام کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"اس وقت جو کوششیں اور قربانیاں تم کرو گے وہ بے فائدہ نہیں جائیں گی بلکہ بڑے بڑے عظیم الشان نتائج پیدا کریں گی ہاں کرنی ضرور پڑیں گی اور جو کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا وہ پیچھے ہٹا دیا جائے گا اور جو ٹھہر جائے گا وہ گرے گا اور گر گر کر پس جائے گا اس لئے اب سلامت وہی رہ سکے گا جو خدا کی طرف بڑھ بڑھ کر قدم مارے گا اور آگے ہی آگے چلے گا---- پس آپ لوگوں کو بالکل تیار ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ دراصل وسیع کام کا زمانہ اب آیا ہے اور اب کام اتنا وسیع ہوگا کہ دنیا حیران رہ جائے گی"۔

۱۴۔ ترکی کا مستقبل

اتحاد ملت کے ہر موقع سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے حضور نے ایسے وقت میں

جبکہ ترکی حکومت خطرے میں تھی نہایت مدبرانہ رہنمائی کرتے ہوئے ۱۸- ستمبر ۱۹۱۹ء کو یہ کتاب تحریر فرمائی- مختلف الخیال مسلمانوں کے اتحاد و اجتماع کے لئے آپ نے یہ رہنما اصول بیان فرمایا کہ:

"میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہئے کہ ایک مسلمان کہلانے والی سلطنت کو---- ہٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اس کا خیال بھی اس پر گراں گزرتا ہے"-

ترک سلطنت اور مرکزِ اسلام- حجاز- کے متعلق نہایت متوازن رہنمائی کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"عرب کی غیرتِ قومی جوش مار رہی ہے اور اس کی حریت کی رگ پھڑک رہی ہے---- تیرہ (۱۳۰۰) سو سال کے بعد اب وہ پھر اپنی چار دیواری کا آپ حاکم بنا ہے اور اپنے حسن انتظام اور عدل و انصاف سے اس نے اپنے حق کو ثابت کر دیا ہے اس کے متعلق کوئی نئی تجویز نہ کامیاب ہو سکتی ہے نہ کوئی معقول انسان اس کو قبول کر سکتا ہے"-

ترکی کی بہتری کے لئے آپ نے ایک یہ مشورہ بھی دیا کہ:

"صرف جلسوں اور لیکچروں سے کام نہیں چل سکتا نہ روپیہ جمع کر کے اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے سے---- بلکہ ایک باقاعدہ جدوجہد سے جو دنیا کے تمام ممالک میں اس امر کے انجام دینے کے لئے کی جاوے- یہ زمانہ علمی زمانہ ہے اور لوگ ہر ایک بات کے لئے دلیل طلب کرتے ہیں---- پس اس مشکل کام کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے---- بے فائدہ کام دانا کا کام نہیں"

ترکوں یا اسلام کے خلاف بغض و تعصب کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"آباء و اجداد سے ان کے دل میں اسلام کی نسبت اس قدر بدظنیاں بٹھائی گئی ہیں کہ وہ اسلام کو ایک عام مذہب کے طور پر خیال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی تعلیم خیال کرتے ہیں جو انسان کو انسانیت سے نکال کر جانور اور وہ بھی وحشی جانور بنا دیتی ہے---- اسلام کے سوا دوسرے مذاہب سے وہ ڈرتے نہیں---- مگر قابل نفرت سمجھتے ہیں- مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں اس کی ترقی کو تہذیب و شائستگی کے رستہ میں روک ہی نہیں خیال کرتے بلکہ خود

انسانیت کے لئے اسے مہلک یقین کرتے ہیں"۔

اس صورتِ حال کی تبدیلی کے لئے حضور نے یہ رہنمائی فرمائی کہ:

"مسلمان اپنی غلطی سے تائب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور خود اسلام کو سمجھیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں تاکہ وہ نکبت و ادبار جو اس وقت مسلمانوں پر آرہا ہے وہ دور ہو---- اگر مذہب کی خاطر انہوں نے تبلیغ نہیں کی اگر خدا کے حکم کے ماتحت انہوں نے اس بے نظیر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا تو اب اپنی حیات کے قیام کے لئے ہی کچھ کوشش کریں۔ کیونکہ ان کی زندگی اور اسلام کی تبلیغ اب لازم و ملزوم ہو گئے ہیں"۔

۱۵- آزمائش کے بعد ایمان کی حقیقت کھلتی ہے

مسٹر ساگر چند بیرسٹرایٹ لاء نے ولایت سے واپسی پر ۶ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بیت المبارک قادیان میں شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس موقع پر حضور نے انہیں جو نصائح فرمائیں وہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۹ء کے الفضل میں شائع ہوئیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ نے ہمارے مبلغین کی باتوں کو معقول سمجھ کر قبول کرلیا جبکہ ان کے مقابل میں کوئی دوسرا سنانے والا نہ تھا۔ اب یہاں (ہندوستان میں) فریق مخالف بھی ہے جو کہتا ہے کہ ان کے پاس اپنے مذہب کی صداقت کے دلائل ہیں۔ اس لئے اصل مقابلہ یہاں ہوگا۔ میری آپ کو نصیحت ہے کہ آپ اپنی تحقیقات کو دہرائیں کہ جس بات کو آپ نے صحیح پایا تھا اس کے مخالف باتیں سن کر اور جذبات و تعلقات ابھرنے پر بھی آپ ان کو صحیح پاتے ہیں یا نہیں اس لئے اب یہ آپ کے لئے آزمائش کا وقت ہے۔حضور نے فرمایا کہ کسی عقیدہ کو جبراً قبول یا ترک کرنے پر کسی انسان کو مجبور کرنا بہت بڑا ظلم ہے کیونکہ عقیدہ جو دل سے نہ مانا جائے اور جس کی بنیاد دلائل پر نہ ہو ماننے کے قابل نہیں۔

حضور نے فرمایا۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ پہلے تم خوب غور کرو اور دیکھو کہ سچا مذہب کونسا ہے اور کس میں سچائی کے دلائل، نشانات اور برکات ہیں۔ جب تم عقل کے زور سے یہ معلوم کرلو کہ فلاں مذہب اس وقت خدا کی طرف سے ہے تو پھر اس کے آگے چون و چرا نہ کرو۔ بلکہ

اس کو بجالاؤ۔ جس طرح ایک قابل ڈاکٹر کے نسخہ پر عمل کرنا عقلمندی ہے اسی طرح جب کھل جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو اس پر بھی بے چون وچرا عمل کرنا چاہئے۔ یہ ایک درمیانی راستہ ہے اس لئے اس کے مطابق تمام باتیں واضح ہو جاتی ہیں اور کھل جاتا ہے کہ کونسا مذہب حق پر ہے۔

۱۶۔ خطاب جلسہ سالانہ ۲۷۔دسمبر ۱۹۱۹ء

۱۹۱۹ء کے سالانہ جلسہ میں حضور نے جو خطاب فرمائے ان میں ۲۷۔دسمبر ۱۹۱۹ء کو حضور کا خطاب انتظامی اور بعض دوسرے اہم امور کے متعلق تھا۔

جماعت کے مختلف صیغوں کی حسن کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے نظارت مال کے متعلق فرمایا:

"میں تعریف کرتا ہوں کہ بیت المال --- کے متعلق یا تو روزانہ مجھے فکر لگی رہتی تھی کہ فلاں بل کہاں سے ادا ہو اور فلاں کہاں سے مگر اس تحریک کے بعد جو میں نے آپ لوگوں کو کی اور ناظر بیت المال کی اس کے متعلق ذمہ داری اٹھانے کے بعد اس صیغہ نے ایسی ترقی کی کہ میں کہہ سکتا ہوں معجزانہ ہے۔ سترّاسّی ہزار روپے کی آمدنی کے مقابلہ میں دو لاکھ کی آمدنی ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں جو جماعت اپنے امام کے منہ سے اتنی بات سن کر اتنا بوجھ اٹھا سکتی ہے وہ بہت بڑی ترقی کا بیج اپنے اندر رکھتی ہے"۔

قادیان کی جماعت کی تعریف اور قادیان سے نکلنے والے اخبارات کے کام پر اظہار خوشنودی کرنے کے بعد جماعت کو نہایت ضروری اور کار آمد نصائح فرمائیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے جنت کی حقیقت اور اس کے حصول کے ذرائع' نماز با جماعت پڑھنے کی تاکید' آپس کے معاملات درست رکھنے کی تلقین' تعدد ازدواج' سود کی حرمت' سود لینے کے نقصانات' سود اور انسانی تباہی' سود کی حرمت کی وجوہ اور امر بالمعروف کی تلقین جیسے بنیادی اہمیت کے عناوین پر روشنی ڈالی۔

۱۷- تقدیر الٰہی

۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے ۲۸/۲۹ دسمبر کو تقدیر الٰہی کے نہایت مشکل اور دقیق مسئلہ پر عارفانہ خطاب فرمایا- اپنے اس مضمون کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

" اب تک میں جو مضمون بیان کرتا رہا ہوں وہ اعمال کے متعلق تھے مگر اب کے جو مضمون بیان کرنا ہے وہ ایمان کے متعلق ہے اور چونکہ ایمان ہی جڑ ہے اس لئے وہ مضمون نہایت اہم ہے- میں نے خدا تعالیٰ سے عاجزانہ طور پر کہا کہ اے خدا اگر اس مضمون کا سنانا مناسب نہیں تو میرے دل میں ڈال دے کہ میں اسے نہ سناؤں لیکن مجھے یہی تحریک ہوئی کہ سناؤں گو وہ مضمون مشکل ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے لیکن اگر آپ لوگ اسے سمجھ لیں گے تو بہت بڑا فائدہ اٹھائیں گے "

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس خطاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اس موضوع پر ایک ایسے جلسہ عام سے خطاب فرمانا جہاں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ- ذہین اور بلید ہر قسم کے لوگ جمع تھے یقیناً کوئی معمولی کام نہ تھا آپ نے جس عمدگی سے اس مضمون کو ادا کیا بلاشبہ وہ آپ ہی کا حق تھا- یہ تقریر کیا تھی علم کلام کا ایک شاہکار تھا....... مسئلہ قضاء وقدر کی اہمیت اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات بیان کرنے کے بعد آپ نے اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان اور وجود باری تعالیٰ پر ایمان لانا لازم و ملزوم ہیں- اس کے بعد آپ نے قضاء و قدر کے متنازعہ فیہ نظریات پر بحث فرما کر آنحضور ؐ کے بعض ارشادات میں تطبیق فرمائی اور اس کے بعد مسئلہ تقدیر کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں انسان کو جو بڑی بڑی ٹھوکریں لگی ہیں ان کا ذکر فرمایا--- پھر وحدت الوجود کے عقیدے کی غلطیاں ظاہر کرتے ہوئے چھ قرآنی آیات سے نہایت لطیف اور ٹھوس دلائل پیش کر کے اس عقیدہ کا رد فرمایا- بعد ازاں اس کی دوسری انتہاء کو بھی غلط ثابت فرمایا اور اس خیال کی بدلائل تردید کی کہ خدا گویا کچھ نہیں کر سکتا اور جو کچھ بھی ہے وہ تدبیر ہی ہے- علم الٰہی اور تقدیر الٰہی کو خلط ملط کرنے کے نتیجہ میں انسانی فکر نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں اس کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے اس مسئلہ کو خوب نکھارا"

تقریر سے بعض نہایت ضروری اقتباس پیش کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہ تقریر تقدیر الٰہی کے مسئلہ پر ہر پہلو سے بحث کرتی ہے اور مختلف قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات بھی اس میں دیئے گئے ہیں۔ تقدیر کے ذکر میں آپ نے سات روحانی مقامات کا ذکر بھی فرمایا ہے جو تقدیر الٰہی کے مسئلہ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اس کے تقاضے پورے کرنے کے نتیجہ میں انسان کو مل سکتے ہیں۔ گویا کہ روحانی ترقیات کے سات آسمان ہیں جن کی رفعتوں پر سب سے اوپر ہمیں آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر نظر آتے ہیں"۔

۱۸۔ واقعات خلافت علوی

حضور کا معرکۃ الآراء لیکچر "اسلام میں اختلافات کا آغاز" فروری ۱۹۱۹ء میں ہؤا جس میں حضور نے صحابہ کرامؓ پر ہونے والے متعدد اعتراضات کو حل کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کی افسوسناک شہادت کی وجوہ وغیرہ بیان فرمائیں۔ اس خطاب میں حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت کے واقعات بھی بیان کرنا چاہتے تھے مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ حضور نے ۱۷ فروری ۱۹۲۰ء کو واقعات خلافت علوی پر اسلامیہ کالج لاہور کی مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کے زیر اہتمام اس انتہائی اہم اور ضروری موضوع پر لیکچر دیا۔ اس لیکچر کا خلاصہ یکم مارچ ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہؤا۔

حضور نے اپنے گذشتہ سال والے خطاب کا ذکر کرتے ہوئے اور تاریخ اسلام کی ابتداء میں ہی بعض افسوسناک واقعات کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اسلام کے دشمنوں کا خیال تھا کہ مسلمان جلدی مٹ جائیں گے لیکن جب انہوں نے مسلمانوں کی ظاہری فتوحات کو دیکھا اور ان کی قوت و شوکت کا ظاہری طور پر مقابلہ کرنے کے اپنے آپ کو ناقابل پایا تو انہوں نے مسلمانوں کے اندر داخل ہو کر دغا اور فریب سے انہیں مٹانے کی کوشش شروع کر دی ایسے ہی لوگوں نے اسلام میں فتنہ کی بنیاد رکھی"۔

جنگ جمل کے متعلق حضور کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"دونوں طرفوں کو اس بات کا ایک دوسرے پر افسوس تھا کہ جب صلح کی تجویز کی گئی تھی تو پھر دھوکا سے حملہ کیوں کیا گیا حالانکہ یہ دراصل مفسدوں کی شرارت تھی- ایسی صورت میں بھی حضرت علیؓ نے احتیاط سے کام لیا اور اعلان کر دیا کہ ہمارا کوئی آدمی مت لڑے خواہ وہ ہمارے ساتھ لڑتے رہیں مگر مفسدوں نے نہ مانا"

حضرت علیؓ نے کشت و خون اور لڑائی ختم کرنے کی اور بھی کوششیں کیں مگر مفسدوں نے اپنی جان بچانے کے لئے لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ گرنے کے ساتھ جنگ ختم ہوئی اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عائشہؓ کو عزت و اکرام کے ساتھ الوداع کیا اور حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا کہ ہم میں کوئی عداوت نہیں رہی-

حضور نے جنگ جمل کی حقیقت بیان کرنے کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی کے حالات بیان فرمائے اور ثابت کیا کہ تمام اختلاف اور انشقاق کے بانی مفسدہ پرداز لوگ تھے جن کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ واقعات کا صحیح طور پر سمجھنا مشکل ہو گیا تھا- آخر انہی لوگوں نے حضرت علیؓ کے قتل کی سازش کی اور انہیں قتل کرا دیا- ان کے بعد حضرت حسنؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا لیکن انہوں نے معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو کر صلح کر لی-

مرتبہ: مکرم و محترم فضل احمد صاحب شاہد

۳

کلید مضامین

علم

علماء

عمل

عورت

غ

غور و فکر

غیبت

مساوات

مسلمان

مسمریزم

مشکلات

مصالح

معاملات

معاہدات

معرفتِ الٰہی

مفسد

مقاماتِ مقدسہ

منصوبہ

مؤرخین

مومن

مَیں

ن

ناظران

نبوت

آیات قرآنیہ

احادیث

احادیث بالمعنیٰ

اسماء

غ

الہامات

اُردو الہامات

مقامات

کتابیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جماعت ایک عرصہ سے حضرت مصلح موعود کی رُوح پرور تقاریر و تحریرات کی منتظر تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ادارہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن "انوار العلوم" کی پانچویں جلد جو ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۱ء تک کی اٹھارہ کتب (تقاریر۔ تصنیفات) پر مشتمل ہے۔ احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یہ کتب آج سے تقریباً ستّر سال قبل تحریر کی گئی تھیں تاہم کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں ہے جس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہو کہ اس میں بیان فرمودہ علوم و حقائق کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔ حضرت مصلح موعود کی بعض کُتب سیاسی مسائل سے بھی تعلق رکھتی ہیں ایسی کتب کے متعلق یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ان میں تو اُس زمانہ کے مسائل اور ان کا حل بیان کیا گیا ہوگا اور ہمارے زمانہ میں اس کی چنداں ضرورت نہیں رہی ہوگی مگر یہاں بھی یہ ایمان افروز حقیقت سامنے آتی ہے کہ حضور نے قرآن کے راہنما اُصولوں کی روشنی میں جو سیاسی امور بیان فرمائے تھے لمبا وقت گزرنے کے باوجود ان کی افادیت اور ضرورت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اُس زمانہ میں ہمارے سیاسی لیڈر ہندو قیادت کے زیرِ اثر عدم اطاعت عدمِ تعاون اور تخریب و دہشت انگیزی کو حصولِ آزادی کے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔ حضور نے ایک دُور اندیش مدبر کی طرح زمانے کی رَو کے بالکل خلاف مُصلحانہ راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

"..... اس خطرناک رَو کو روکنے میں پوری سعی کریں جو اسلام کے بدنام کرنے کا باعث ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی رہی سہی طاقت کے مٹانے کا ذریعہ بن رہی ہے یہ وقت غفلت کا نہیں ہے اسلام پہلے ہی بہت صدمہ خوردہ ہے اور اس کی پاک اور پُر امن تعلیم پر پہلے ہی نہایت میلے کچیلے غلاف ڈالے جاچکے ہیں..... پس اُٹھو اور بلا کسی ملامت کے خوف اور لوگوں کے طعنوں کے ڈر کے اس کی مدد کے لئے کھڑے

ہو جاؤ۔ بے شک آپ کو ترکِ موالات کے مخالف کی وجہ سے بزدل کہیں گے اور خوشامدی نام رکھیں گے۔ لیکن اگر اسلام کی محبت کے لئے آپ یہ کام کریں گے تو یہ باتیں آپ کا نقصان نہیں کر سکتیں۔ وہ شخص بہادر نہیں ہوتا جو بزدل کہلانے سے ڈر جاتا ہے اور نہ وہ بزدل ہوتا ہے جو حق کو اس لئے نہیں چھوڑ دیتا کہ لوگ اسے بزدل کہیں گے۔"

اسی سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

"شاید بعض لوگ کہدیں کہ تم میں وہ قومی جوش اور غیرت نہیں جو ہم میں ہے مگر انہیں یاد رہے کہ قومی غیرت اس چیز کا نام نہیں کہ انسان موقع بے موقع طیش میں آجایا کرے اور اس غصہ کی حالت میں خود اپنی قوم کے اخلاق پر دھبہ لگا دے، بلکہ قومی غیرت اس کا نام ہے کہ انسان اپنے جوشوں پر قابو رکھے اور اپنی قوم کے نام کو خلافِ مذہب اور خلافِ اخلاق اور خلافِ تمدن افعال کے الزام سے پاک رکھے۔ پس قومی غیرت کا فقدان نہیں بلکہ خود قومی غیرت مجھے اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ ہندوستان کے نیک نام کی حفاظت کروں اور یہ میرے رب کی محبت ہے جو مجھے آمادہ کرتی ہے کہ مَیں اس کے بندوں کو صحیح راستہ کی طرف ہدایت کروں۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔پس میری نصیحت محض اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اور اپنے ملک کے نیک نام کے قائم رکھنے کیلئے ہے نہ کہ کسی اور غرض سے۔ پس ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ اگر قانون شکنی کی روح کو اس طرح پیدا کیا گیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔۔۔۔؟"

حضور جس خوفناک اور بھیانک نتیجہ سے ہوشیار کر رہے تھے اس پر ٹھنڈے دل سے غور نہ کرنے کا نتیجہ وہ خوفناک لاقانونیت، دہشت گردی اور فساد و خونریزی ہے جو ہر طرف پھیل چکی ہے اور جس کو قابو میں کرنے کی کوئی کوشش کامیابی کا منہ نہیں دیکھ رہی ہے۔ کاش اب ان باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے ان سے فائدہ اُٹھایا جائے۔

"انوار العلوم" ایک ایسا قیمتی اور انمول تحفہ ہے جو اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو تحفۃً پیش کر کے دائمی مسرت اور خوشی حاصل کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔

اس کی زیادہ سے زیادہ خریداری جہاں ہمارے حوصلوں کو بڑھانے کا موجب ہوگی وہاں ہم کم سے کم وقت میں اس علمی اور رُوحانی مائدے کو احبابِ جماعت تک جلد از جلد پہنچانے کے قابل ہو سکیں گے!

اس جلد کی تیاری میں بھی مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر، مکرم مولانا عبدالباسط صاحب شاہد مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم منصور احمد صاحب ناصر (مربیانِ سلسلہ) نے خاکسار کی گرانقدر امداد فرمائی - ان بزرگوں اور دوستوں کی انتھک محنت اور غیر معمولی کوششوں سے ادارہ اس قابل ہو سکا ہے کہ اس قلیل عرصہ میں پانچویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر سکے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

تعارف کتب کا ابتدائی مسودہ مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب مربی سلسلہ نے بہت وقت دیکر بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ بعد میں اس پر کئی اور دوستوں نے نظر ثانی کی ہے۔ خاکسار ان کا بھی احسان مند ہے اور ان کی اس بے لوث اور مخلصانہ خدمت پر دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔

دفتر فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا عملہ بھی خصوصی شکریہ کا مستحق ہے۔ جن کی بے لوث خدمات کے بغیر اس جلد کی تیاری ممکن نہیں تھی۔ اس سلسلہ میں مکرم بشارت احمد صاحب صابر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے ابتداء سے ہی "انوار العلوم" کی طباعت و اشاعت کے کام کو دلی لگن اور جذبۂ شوق کے ساتھ سرانجام دیا۔

خاکسار ان سب احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے اور دُعاگو ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے (آمین)

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

تعارف کُتب

یہ "انوار العلوم" کی پانچویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی درج ذیل اٹھارہ[۱۸] تقاریر، مضامین اور ایک نظم پر مشتمل ہے۔ یہ کتب جنوری ۱۹۲۰ء تا جنوری ۱۹۲۱ء کے دَور کی ہیں۔

***

(۱) تحریک تعمیر مسجد لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لندن میں مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت کو مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کرنے کے لئے یہ مضمون ۶ جنوری ۱۹۲۰ئہ کو تحریر فرمایا۔

اس میں حضورِ انور نے اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں کامیابی کے ساتھ تبلیغ کا کام جاری ہے۔ وہاں کے مبلغین اس امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ تبلیغ کے فریضہ کو کما حقہٗ ادا کرنے کے لئے اس ملک میں مسجد کی تعمیر کرنا ضروری ہے۔ تاکہ لوگوں کی توجہ کو زیادہ مؤثر رنگ میں اسلام کی طرف منتقل کیا جا سکے۔ حضور نے فرمایا کہ "ہمارے مبلغین کی یہ درخواست واقعی قابلِ توجہ ہے۔ مگر میرے نزدیک اپنی مسجد بنانے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مسجد میں کچھ خاص برکات ہیں جو بغیر مسجد کے حاصل نہیں ہوتیں"۔

اس سلسلہ میں تحریک کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"یاد رکھیں انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بن رہا ہے۔ اس میں ایک ایسی مسجد کی تعمیر جس پر سے پانچ وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی صدا بلند ہو کوئی معمولی کام نہیں ہے یہ ایک عظیم الشان کام ہے جس کے نیک اثرات نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے رہیں گے اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔ وہ مسجد ایک مرکزی نقطہ ہوگی جس میں سے نُورانی شعاعیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کر دیں گی۔

پس اے صاحبِ ثروت احباب! بلند حوصلگی سے اُٹھو اور ہمیشہ کے لئے ایک نیک یادگار چھوڑ جاؤ۔"

حضور نے ۶ جنوری کو یہ مضمون تحریر فرمایا اور شائع کرنے سے قبل ۷ جنوری ۱۹۲۰ء کو اہلِ قادیان کو اپنے ایک خطاب کے ذریعہ لندن میں مسجد تعمیر کرنے کی ضرورت اور افادیت بیان کرکے اس کیلئے مالی قربانی میں بڑھ چڑھ حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اس موقع پر قادیان کے احباب نے مثالی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ حضور نے مضمون کے بقیہ حصہ میں جو اس کے بعد تحریر فرمایا اس امر کا بھی نہایت محبت بھرے انداز میں ذکر فرمایا اور یہ مکمل مضمون ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔

حضور نے قادیان کے مردوں، عورتوں، بچوں اور غریب طلباء کی مالی قربانی پر انتہائی خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے بعض ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔

مضمون کے آخر میں حضور نے دُعا کی کہ :

"اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کام کے پورا کرنے کی توفیق دے، آپ کی ہمتوں کو بلند اور آپ کی نیتوں کو خالص کرے۔ اور آپ کے کاموں میں برکت دے۔ اور اسلام کی شان کو آپ لوگوں کے ہاتھ پر ظاہر کرے۔"

* * *

(۲) قیامِ توحید کیلئے غیرت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انگلستان میں مسجد کی تعمیر کرنے سے متعلق ۷ جنوری ۱۹۲۰ء کو قادیان میں بعد نمازِ عصر یہ تقریر فرمائی جو ۲۶ جنوری ۱۹۲۰ء کو الفضل میں شائع ہوئی۔

حضور نے اپنی تقریر کے ابتداء میں انسانی پیدائش میں فطرت کی طرف سے جو بعض باتیں ودیعت کی گئی ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ " انسان کی پیدائش میں خدا تعالیٰ نے بعض باتیں ایسی رکھی ہیں کہ گو ان کو رسم و رواج اور عادات کئی کئی طرز پر ڈھال دیتے ہیں مگر ان کی اصلیت نہیں بدل سکتی۔"

انہیں فطرتی جذبات میں سے ایک جذبہ غیرت ہے اور اس کے اظہار کے لئے بھی الگ الگ مقام ہوتے ہیں بعض لوگ اپنی عزت و ناموس کیلئے غیرت رکھتے ہیں، بعض لوگ اپنے مُلک کے لئے غیرت رکھتے ہیں اور بعض لوگ اپنے مال و تجارت کے لئے غیرت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مگر ایک مذہبی آدمی کیلئے مذہب

غیرت کی چیز ہے اور اسی مذہبی غیرت کے جذبہ کے تحت دُنیا میں بڑے بڑے انقلاب رونما ہوتے ہیں۔
حضور نے فرمایا :

"ہماری جماعت جو احمدی جماعت ہے اس کو مذہب کے لئے غیرت دی گئی ہے۔لوگوں کو تجارت کے لئے غیرت ہے، زراعت کے لئے غیرت ہے، بہت لوگوں کو ملک کے لئے غیرت ہے۔ مگر جو خدا کی جماعتیں ہوتی ہیں انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لئے غیرت ہوتی ہے۔ ملک جاتے ہیں تو جائیں، حکومتیں مٹتی ہیں تو مٹیں، زراعتیں برباد ہوتی ہیں تو ہوں، تجارتیں تباہ ہوتی ہیں تو ہوں، زمینیں چھنتی ہیں تو چھن جائیں اور اگر ظالموں کی طرف سے ننگ وناموس پر حملہ ہو اور وہ جائے تو چلا جائے مگر وہ ہرگز نہیں دیکھ سکتے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مٹ جائے۔اس کی حفاظت کے لئے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔اگر وطنوں سے بے وطن ہونا پڑے تو کچھ پروا نہیں، اگر مال چھنتے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں، عہدے اور امارتیں لے لی جائیں تو کچھ حرج نہیں وہ ان سب چیزوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوتی ہیں۔اگر نہیں چھوڑتیں اور نہ چھوڑنے کیلئے تیار ہوتی ہیں تو وہ ایک ہی چیز ہے۔یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔"

حضور نے فرمایا کہ ہماری غریب جماعت نے اس جذبۂ غیرت کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک میں خدمتِ اسلام کا عظیم الشان کام کیا ہے جو مسلمانوں کی مالدار جماعتیں نہیں کر سکیں۔ انگلستان جو عیسائیت کا گڑھ ہے۔ ہمارے مبلغ وہاں پہنچے ہیں۔ وہاں ہم نے سپاہی بھیجے ہیں۔ان کے لئے سامان کی ضرورت ہے۔ سامان میں سب سے پہلے قلعہ کا مقابلہ قلعہ ہوتا ہے اور مذہب کا قلعہ مسجد ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مبلغوں نے وہاں مسجد بنانے کا اصرار کیا ہے۔ اور میرے دل میں بھی خدا تعالیٰ نے بڑے زور سے یہ تحریک کی ہے کہ یہ کام شروع کیا جائے۔

حضور نے اپنے اس مؤثر خطاب میں قادیان کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے اخلاص، فدائیت، اسلامی غیرت اور جذبۂ قربانی کی مثالیں پیش کرنے کے بعد دیگر احباب جماعت کو بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے کہ ہماری جماعت جو غرباء کی جماعت ہے صحابہ کی طرح قربانیاں کر رہی ہے۔

حضور نے اس خطاب کے آخر میں فرمایا کہ :

"ایک ایک اینٹ جوان کی طرف سے لندن میں مسجد کی رکھی جائے گی وہ گویا ترقیٔ اسلام کی بنیاد کی اینٹ ہوگی - اس وقت دنیاوی طور پر خواہ کیسے ہی وسیع دماغ کا آدمی ہو وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکتا کہ یہ لوگ بھی کچھ کرسکتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ یہ لوگ کچھ نہیں کرسکتے مگر خدا تعالیٰ ان سے بہت کچھ کرا سکتا ہے۔"

✿ ✿ ✿

(۳) صداقتِ احمدیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے لاہور کے بعض احمدی تاجروں کی درخواست پر افادۂ عام کے لئے ۱۹؍جنوری ۱۹۲۰ئ کو بیرون دہلی دروازہ "صداقتِ احمدیت" کے عنوان پر ایک لیکچر ارشاد فرمایا جو ان چھ عظیم الشان لیکچروں میں سے ایک ہے جو حضور نے ۱۳؍فروری سے ۲۲ فروری ۱۹۲۰ئ تک لاہور اور امرتسر کے سفر کے دوران مختلف مقامات پر دیئے تھے۔ حضور کا یہ لیکچر ڈھائی گھنٹے جاری رہا اور غیر از جماعت سامعین اس سے بہت متاثر ہوئے۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۲۰ئ صفحہ ۸)

اِسے سب سے پہلے مکرم محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔

اس تبلیغی لیکچر میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پیش فرما کر سچائی کو پرکھنے کا ایک بڑا بھاری معیار پیش فرمایا ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول پر رکھی ہے کہ درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور نے یہ معیار ان الفاظ میں پیش فرمایا ہے:۔

"اسلام کے ہر مسئلہ کے متعلق غور کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہی عقیدہ درست اور صحیح ہوسکتا ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور سب کمالات کا جامع ہونا ثابت ہو اور جس عقیدہ سے یہ ثابت ہو کہ آپؐ کسی سے افضل نہیں رہتے یا اس کے اختیار کرنے سے آپ کے کسی کمال میں نقص پایا جاتا ہے تو وہ عقیدہ قطعاً اسلام کے خلاف، تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہوگا۔"

اس معیار کے مطابق حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ عقائد، وفاتِ مسیح کے فوائد اور مسلمانوں کے مروجہ عقیدہ حیاتِ مسیح کے نقصانات بیان فرما کر احمدیت کی صداقت کو

پرکھنے کا یہ اصول سامنے رکھا کہ :

"اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے جو ہم اور دوسرے لوگوں میں پایا جاتا ہے، یہ دیکھنا چاہئے کہ کس کے عقائد ایسے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے اور کس کے ایسے ہیں جن سے عزت ؟ ہمارے افعال اور حالات سے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ثابت ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کی طرف توجہ نہ کریں"

✿ ✿ ✿
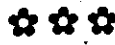
(۴) صداقتِ اسلام

"صداقتِ اسلام" نامی یہ کتاب دراصل حضرت مصلح موعود کی ایک تقریر ہے جو حضور نے امرتسر کے "بندے ماترم ہال" میں ۲۲ / فروری ۱۹۲۰ء کو فرمائی تھی۔ یہ وہی ہال ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں ایک لیکچر دیا تھا اور حضور پر اس لیکچر کے دوران پتھر برسائے گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود کی اس تقریر کا عنوان "صداقتِ اسلام اور ذرائع ترقی اسلام" تھا۔

حضور نے اس مختصر مضمون میں مذہب کی غرض کو پیش فرما کر اسلام کی صداقت پیش فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ مذہب کی غرض ایسا راستہ بتانا ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے۔ جو مذہب اس غرض کو پورا کرتا ہے وہ سچا ہے اور جو پورا نہیں کرتا وہ سچا مذہب نہیں اس اُصول کے مطابق حضور نے اسلام کی صداقت کے مندرجہ ذیل دو مضبوط دلائل پیش فرمائے ہیں۔

۱۔ اسلام کی پیش کردہ تعلیم (قرآن کریم) سب سے بہتر ہے۔

۲۔ اسلام میں خدا سے کلام کرنے کا دروازہ کھُلا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے اور قبولیتِ دُعا کے بعض واقعات بیان فرما کر مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلام کی صداقت پر محبت سے غور کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ تعصب اور ضد چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ نے اس دَور میں اپنی مدد کا جو ہاتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کو بھیج کر بڑھایا ہے اُسے تھام لیں۔

(۵) جماعتِ احمدیہ کی ذمہ داریاں

۲۴، فروری ۱۹۲۰ء کو حضرت مصلح موعود نے لاہور سے روانہ ہوتے وقت جماعتِ احمدیہ لاہور کے مردوں، عورتوں اور طالب علموں سے مخاطب ہو کر ایک تقریر فرمائی۔

حضرت مصلح موعود نے اس تقریر میں لاہور کی جماعت کے حالات سے واقفیت کی بناء پر بعض نہایت اہم نصائح اور چند متفرق اُمور کی طرف احباب جماعت لاہور کی توجہ مبذول کروائی ہے۔

حضور نے اپنی اس تقریر میں تین امور اپنی رائے کا قربان کرنا، آپس کے معاملات میں طبائع کا لحاظ رکھنا اور جماعتی عہدیداروں یا افسروں کی اطاعت کا خصوصیت سے ذکر فرماتے ہوئے انہیں اجتماع یا اتحاد کے قیام کے لئے بنیادی اور ضروری قرار دیا ہے۔ اور احباب جماعت کو نہایت پُر درد انداز میں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ "اس زمانہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھو اور یہ مت سمجھو کہ تم پر کوئی بوجھ پڑا ہوا ہے۔ بلکہ یہ سمجھو کہ تمہیں دین کی خدمت کا موقعہ ملا ہوا ہے۔ پس تم لوگ اس زمانہ کی قدر کر کے دین کی خدمت کرنے کی کوشش کرو تاکہ خدا تعالیٰ کی اُس بارش سے تمہارے گھر بھر جائیں جو دُنیا کو سیراب کرنے کے لئے اس نے نازل کی ہے۔"

اپنی اس تقریر کے آخر میں حضور نے طلباء کو بالخصوص یہ نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔

***

(۶) تقریر سیالکوٹ

حضرت مصلح موعود ۷، اپریل ۱۹۲۰ء کو قادیان سے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ۱۳، اپریل تک وہاں قیام فرما رہے۔ دورانِ قیام حضور نے ۱۰، اپریل کو احمدیہ ہال کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے حاضرین سے جو خطاب فرمایا اس جلد میں "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان" کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود نے اپنے اس خطاب میں قرآنِ کریم کی سورۃ ہود آیت نمبر ۱۸ کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے تین نشان بیان فرمائے ہیں کہ نمبر ۱۔ یہ رسولؐ اپنے

ساتھ نشانات رکھتا ہے۔ نمبر ۲۔ گزشتہ کتابوں میں اس نبیؐ کے آنے کی خبریں موجود ہیں۔ نمبر ۳۔ اور جب دُنیا خدا کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہو گی اس وقت ایک ایسا انسان آئے گا جو خود نشان دکھلا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کر دے گا۔

حضور نے بتایا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حالت دیکھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اُس شاہد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو کھڑا کر دیا ہے جس کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے تین دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ نہ جھوٹے تھے، نہ غلطی خوردہ تھے اور نہ ہی آپ کو جنون تھا۔ بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور سچے نبی تھے اور جو کامیابی آپؑ کو نصیب ہوئی یا ہو رہی ہے وہ کسی جھوٹے اور مفتری کو نہیں ہو سکتی۔

***

(۷) خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے قیام سیالکوٹ کے دوران ۱۱؍اپریل ۱۹۲۰ئہ کو ایک دعوت کے موقعہ پر ایک غیر از جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح سے یہ سوال دریافت کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ظاہر ہوئی۔ اس سوال کے جواب میں حضور نے ایک مختصر تقریر ارشاد فرمائی۔ حضور کی یہ تقریر محترم خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے مرتب کی۔ جسے "خاتم النبیینؐ کی شان کا اظہار" کے عنوان سے محترم محمد یامین صاحب تاجر کُتب قادیان نے دسمبر ۱۹۲۲ئہ میں شائع کیا۔

حضرت مصلح موعود نے اپنی اس تقریر میں بتایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دُنیا پر ظاہر کرنے کے لئے آئے تھے اور آپ کے دعاوی سے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اوّل: تمام مذاہب نے آخری زمانہ میں ایک موعود کے آنے کی خبر دی تھی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اب اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اس لئے اس کے قائم رکھنے کے

لئے خدا تعالیٰ نے اُس موعود کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے بھیجا ہے۔ جس نے اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر فرمائی ہے۔ دوم یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے وفاتِ مسیح کا جو عقیدہ پیش فرمایا ہے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور سوم یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ خدا کے نبی ہونے کا تھا اور نبوت کا یہ انعام بھی آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی حاصل ہوا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ نبوت کا جاری رہنا ہی فضیلت ہے نہ کہ اس کا بند ہو جانا۔

◇◇◇

(۸) دُنیا کا آئندہ مذہب اِسلام ہوگا

سیدنا حضرت مصلح موعود کا یہ ایک پبلک لیکچر ہے جو حضور نے بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۲۰ء پانچ بجے شام بمقام سیالکوٹ ارشاد فرمایا تھا۔ بنیادی طور پر حضور نے اس لیکچر میں اس سوال کو کہ "دُنیا کا آئندہ مذہب کیا ہوگا؟" کے جواب میں بڑی تحدی سے یہ بات پیش فرمائی ہے کہ اسلام ہی دُنیا کا آئندہ مذہب ہوگا۔

حضور نے اپنے اس مختصر لیکچر میں اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا موازنہ پیش فرماتے ہوئے یہ ثابت فرمایا ہے کہ اسلام ہی عیسائیت کا مقابلہ کر سکتا اور اس پر غالب آسکتا ہے اس لئے لازماً ماننا پڑے گا کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہی ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور یہ مذہب ہر ایک کی پیاس بُجھا سکتا ہے اور ہر زمانے میں پیش آنے والی ضروریات کا علاج کر سکتا ہے۔

(۹) فرائضِ مستورات

حضرت مصلح موعود کا مستورات سے یہ ایک خطاب ہے جو حضور نے ۱۹۲۰ء میں سیالکوٹ قیام کے دوران ۱۲ اپریل کو پنجابی زبان میں فرمایا تھا۔ ایڈیٹر صاحب الفضل محترم خواجہ غلام نبی صاحب نے اس خطاب کا اُردو ترجمہ ۱۶ اپریل کے الفضل میں شائع کیا تھا۔

حضور نے اس خطاب میں مستورات کو نہایت آسان اور سادہ پیرایہ میں اسلامی احکام پر عمل کرنے، عبادات و اخلاقِ حسنہ کے اپنانے اور بعض ناپسندیدہ اُمور مثلاً بد رسوم وغیرہ کو ترک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

✡✡✡

(۱۰) ایک غلط بیانی کی تردید

یہ حضرت مصلح موعود کے قلم سے نکلی ہوئی ایک تحریر ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۲۰ء میں ہندوستان کے ایک اخبار "آفتاب" میں "مرزا بشیر الدین محمود احمد سے قطع تعلق" کے عنوان سے ایک فرضی اور خود ساختہ خط شائع ہوا۔ اس خط کے لکھنے والے کا نام مستری عمر بخش (انجن ڈرائیور کوہاٹ) ظاہر کیا گیا تھا۔

حضور نے اس شخص کے متعلق مکمل تحقیق کے بعد اخبار الفضل قادیان کی ۱۳ مئی ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں اس خط کا جواب تحریر فرمایا اور اس میں لگائے جانے والے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کی پُرزور تردید فرماکر اس خط کی اشاعت پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱۱) معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ

جنگ عظیم اوّل کے بعد فاتح اتحادی ممالک نے دولتِ عثمانیہ (ترکی) سے صلح کی جو شرائط طے کیں وہ انتہائی ذلّت آمیز تھیں۔ اِن کی رُو سے سلطنتِ ترکی کے حصّے بخرے کر دیئے گئے۔ اس کی بحری و برّی اور ہوائی افواج نہایت محدود کر دی گئیں۔ اور اس پر بعض اور کڑی پابندیاں بھی لگا دی گئیں۔ ان حالات میں ترکی کی سلطنت کے ساتھ صلح کی شرائط کے مسئلہ پر غور کرنے اور مسلمانوں کے لئے آئندہ طریقِ عمل سوچنے اور تجویز کرنے کے لئے یکم و دو جون ۱۹۲۰ء کو الٰہ آباد میں خلافت کمیٹی کے تحت ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جانا مقرر ہوا۔ جمعیتہ العلماء ہند کے مشہور لیڈر جناب مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے ۳۰ رمئی ۱۹۲۰ء کو حضرت مصلح موعود کی خدمت میں ایک خط کے ذریعہ اس کانفرنس میں اپنے خیالات کے اظہار کے لئے دعوت دی چنانچہ حضور نے "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" کے عنوان سے ایک دن میں یہ مضمون تحریر فرمایا اور اسے راتوں رات چھپوا کر حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ حضرت سیّد ولی اللہ شاہ صاحب اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ذریعہ بھجوا دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۶۳ - ۲۶۴)

حضور نے اپنے اس مضمون میں معاہدہ ترکیہ کی شرائط کے نقائص کی نشاندہی فرما کر اس کے بداثرات سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے بعض تجاویز پیش فرمائی ہیں۔

حضور نے نہایت مدلّل انداز میں اپنے مؤقف کو پیش کرتے ہوئے یہ واضح فرمایا کہ جو تجاویز ہجرت، جہاد عام اور گورنمنٹ سے قطع تعلق کرنے کی پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ ناقابل عمل اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ حضور نے اپنی طرف سے یہ تجویز فرمایا کہ مسلمان متفق اللسان ہو کر اتحادی حکومتوں پر یہ بات واضح کر دیں کہ چونکہ انہوں نے ترکوں سے صلح کی شرائط اپنے تجویز کردہ قواعد کے خلاف رکھی ہیں اور اس معاہدہ میں مسیحی تعصب دکھائی دیتا ہے۔ نیز ان شرائط میں سرمایہ داروں CAPITALISTS کے مفادات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے لہٰذا مسلمان اس فیصلہ کو ناپسند کرتے اور اسے تبدیل کرنے کی اپیل کرتے ہیں۔

اس مضمون میں حضور نے مذکورہ تجویز کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و بہبود کیلئے بلاتاخیر ایک عالمگیر لجنہ اسلامیہ (یعنی مؤتمر عالم اسلامی) قائم کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

(۱۲) لوح الہدیٰ

۱۹۲۰ء کے موسم گرما میں حضور دھرم سالہ تشریف لے گئے وہاں قیام کے دوران آپ نے احمدی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نظم بعنوان "لوح الہدیٰ" ارشاد فرمائی۔ ۳۲ اشعار پر مشتمل یہ نظم نہایت مؤثر اور بیش قیمت نصائح اور زریں ہدایات سے پُر ہے۔ اس نظم کا پہلا شعر یہ ہے۔

" نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو "

اس نظم کی یہ خصوصیت ہے کہ حضور نے اس نظم کا پس منظر بھی اپنے قلم سے ہی تحریر فرمایا ہے اور کم و بیش ہر شعر کی وضاحت و تشریح نثر میں خود بیان فرمائی ہے۔

حضور فرماتے ہیں:-

ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے کسقدر ہی محنت سے کوئی کام چلایا جائے اگر آگے اس کے جاری رکھنے والے لوگ نہ ہوں تو سب محنت غارت جاتی ہے اور اس کام کا انجام ناکامی ہوتا ہے ... ہم پر واجب ہے کہ آپ لوگوں کو ان فرائض پر آگاہ کردیں جو آپ پر عائد ہونے والے ہیں اور ان راہوں سے واقف کردیں جن پر چل کر آپ منزلِ مقصود پر پہنچ سکتے ہیں اور آپ پر فرض ہے کہ آپ گوش ہوش سے ہماری باتوں کو سنیں۔ تا خدا تعالیٰ کی طرف سے جو امانت ہم لوگوں کے سُپرد ہوئی ہے اس کے کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق ہمیں بھی اور آپ لوگوں کو بھی ملے۔

✿ ✿ ✿

(۱۳) ترکِ موالات اور احکامِ اسلام

۱۹۲۰ء میں ترکی کی دولتِ عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے ترکِ موالات کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے مضمون "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" میں مسلمانوں کو اس تحریک ترکِ موالات کے نقصانات سے بروقت آگاہ فرما دیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس وقت کے مسلمانوں نے اس پُرخلوص آواز پر توجہ نہ دی اور کانگریسی لیڈر مسٹر گاندھی کی قیادت میں یکم اگست ۱۹۲۰ء سے برطانوی حکومت کے خلاف عدم تعاون کا منظم پروگرام شروع کرکے ملک میں ایسی آگ لگا دی کہ جس سے ملک کا کوئی صوبہ اور کوئی ضلع محفوظ نہ رہا۔ مسلمان اپنا

گھر بار اور وطن چھوڑ کر افغانستان کی طرف ہجرت کرنے لگے۔

ان حالات میں حضرت مصلح موعود نے "ترک موالات اور احکامِ اسلام" نامی یہ کتاب تصنیف فرمائی اور اُن خیالات کو جو حضور "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" میں پیش فرما چکے تھے قرآن و احادیث نبویہ کی روشنی میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ایک بار پھر اس کتاب میں پیش فرمایا۔ حضور کی یہ تصنیف دسمبر ۱۹۲۰ء ہی میں شائع ہوئی تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۰)

حضور نے اپنی اس تصنیف کی وجہ تالیف "التماس ضروری" کے عنوان سے کتاب کے آخر میں ان الفاظ میں پیش فرمائی ہے۔

"مَیں نے یہ رسالہ محض ہمدردیٔ احباب کو مدِّ نظر رکھ کر لکھا ہے اور اُمید کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ ہر ایک وہ شخص جو قرآن کریم اور ارشادات نبویؐ کا شیدائی ہے ترکِ موالات کے مسئلہ کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کے قابل ہو جائے گا۔"

حضور نے اپنی اس لاجواب تصنیف میں ترکِ موالات کے معانی اور ترکِ موالات کے بارے میں مسلمان علماء کی طرف سے دیئے گئے فتووں میں پیش کردہ آیات کے حقیقی مفہوم کو تفصیل کے ساتھ پیش فرمایا ہے اور ترکِ موالات کی تائید میں دیئے جانے والے دلائل کا پُرزور انداز میں ردّ فرمایا ہے۔

حضور نے قرآن کریم کی رُو سے ترکِ موالات کے چار نقصانات اور ترکِ موالات کے متعلق قرآن کریم کے دو بنیادی احکام بیان کرتے ہوئے اپنا یہ نقطۂ نظر پیش فرمایا ہے کہ ترکِ موالات کی کوئی صورت بھی اس زمانہ میں جائز نہیں اور اس وقت بالخصوص حکومت کے خلاف اس کا وجوب تو الگ رہا اُس کے جواز کا فتویٰ دینا بھی ظلم اور تعدّی ہے۔

❋ ❋ ❋
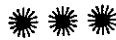
(۱۴) اسلام اور حریت و مساوات

حضرت مصلح موعود کی یہ تصنیف دراصل ایک صاحب کے اٹھارہ[۱۸] سوالوں کے جوابات اور ایک تفصیلی مضمون پر مشتمل ہے۔

کوہ مری سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں اٹھارہ[۱۸] سوال لکھ کر بھیجے تھے جس کے جوابات حضور نے حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کو تحریر کروا دیئے تھے جو ان دنوں حضور کے صیغہ ڈاک کے انچارج تھے یہ جوابات ۱۱ نومبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہوئے۔

ان جوابات کی اشاعت پر امرتسر کے ایک اخبار روزنامہ وکیل میں خواجہ عباد اللہ صاحب اختر نے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا اور حضور کی طرف سے الفضل میں شائع ہونے والے مذکورہ جوابات پر بعض اعتراضات کئے۔ اس سلسلہ مضامین کی اشاعت کے بعد حضور نے ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے جو حق طلبی کا جذبہ رکھتے ہیں ایک اور تفصیلی مضمون تحریر فرمایا اور اس کا عنوان "اسلام اور حریت و مساوات" تجویز فرمایا۔ یہ مضمون ۲۰ ، دسمبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہوا۔

حضور نے اپنے اس مضمون میں قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں حریت و مساوات کے حقیقی معانی اور مفہوم کو پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ حریت و مساوات کا اصل ہر جگہ چسپاں نہیں ہو سکتا۔ بعض جگہ حریت و مساوات بُری ہوتی ہے، بعض جگہ جائز اور بعض جگہ ضروری ہوتی ہے۔

مساوات کے موضوع کے علاوہ حضور نے اپنے اس مضمون میں خواجہ عباد اللہ صاحب اختر کی ان باتوں کا جواب بھی تحریر فرمایا ہے جو انہوں نے حضور کی طرف غلط منسوب کی تھیں۔

(۱۵) اسلام پر ایک آریہ پروفیسر کے اعتراضات کا جواب

۱۹۲۰ء کے اواخر میں آریہ سماجیوں کی طرف سے لاہور میں قومی امور سے متعلق جلسے منعقد کئے گئے۔ انہی جلسوں میں گروکل پارٹی سے تعلق رکھنے والے پروفیسر رام دیو صاحب نے بھی ایک لیکچر دیا جس کا موضوع یہ تھا کہ بُدھ مت، مسیحیت اور اسلام زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں ہیں اور سائنس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جبکہ ہندو مت جو خود سائنس کا سرچشمہ ہے اسے علوم کی ترقی سے کوئی خطرہ نہیں ہے لہٰذا یہی آئندہ دنیا کا مذہب ہوگا۔

پروفیسر صاحب کے اس لیکچر کا خلاصہ لاہور کے اخبار "بندے ماترم" نے ۳۰/ نومبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں شائع کیا (یہ اخبار لالہ لاجپت رائے نکالا کرتے تھے جو کہ خود ایک آریہ سماجی تھے)۔

حضرت مصلح موعود نے پروفیسر صاحب مذکور کے خیالات کا ردّ فرمانے کی غرض سے ایک مضمون تحریر فرمایا جو ۱۳/ دسمبر ۱۹۲۰ء کے الفضل (قادیان) میں شائع ہوا جس میں حضور نے پروفیسر رام دیو صاحب کے خیالات کی پُرزور تردید فرمائی اور اسلام کی حقانیت پیش فرمائی۔

حضور کے اس مضمون کی اشاعت کے بعد پروفیسر رام دیو صاحب نے ۱۶/ جنوری ۱۹۲۱ء کو پرکاش نامی ایک اخبار میں اس کا جواب شائع کروایا۔ حضور نے اس کا بھی جواب الجواب تحریر فرمایا جو الفضل کی ۷/ فروری ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا اور چونکہ رام دیو صاحب نے اپنے دوسرے مضمون میں قرآن کریم کے الہامی ہونے کے متعلق کچھ اعتراضات پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی اور اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ حضور ان اعتراضات کا جواب ارشاد فرمائیں۔ تب حضور نے اس دوسرے مضمون میں اعتراضات کے سلسلہ کو ناواجب طوالت سے بچانے کے لئے نو (۹) شرائط پر مشتمل تحریری مباحثہ کا طریق پیش فرمایا جسے پروفیسر صاحب نے منظور کر لیا۔ اس پر حضور نے ایک تیسرا مضمون تحریر فرمایا جو مورخہ ۷/ اپریل ۱۹۲۱ء کو الفضل قادیان میں شائع ہوا اس تیسرے مضمون میں حضور نے اپنی پیش کردہ شرائط کی مزید تفصیلات پیش کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ:-

"اگر پروفیسر صاحب کو میری ...... تحریر سے اتفاق ہو تو وہ ان تین اعتراضات کو شائع کرا دیں جس کی بناء پر قرآن کریم کے الہامی ہونے میں ان کو کلام ہے

اوران کے اعتراضات کووضاحت سے بیان کردیں جن کا تصفیہ سب سے پہلے کرنا وہ پسند کرتے ہوں۔ ان کے مضمون کے شائع ہونے پر میں ان کا مضمون اور اپنا جواب بھی الفضل میں شائع کروا دوں گا۔

✡ ✡ ✡
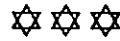
(۱۶) اصلاحِ نفس — (متفرق اُمور)

یہ وہ تقریر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۰ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر فرمائی تھی اور جسے ناظر تالیف و اشاعت قادیان نے کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔

حضور نے اپنی اس تقریر میں جماعت کے اخلاص اور اس کی عمومی حالت کا ذکر فرمایا اور اصلاحِ نفس کے پیش نظر ترکِ شر کے حوالے سے بدظنی، جھوٹ، سخت کلامی و درشتی، نشہ اور حُقہ نوشی وغیرہ امور سے احباب جماعت کو مجتنب رہنے کی تلقین فرمائی اور اعمالِ خیر کے حوالے سے نماز باجماعت پڑھنے، نماز کا ترجمہ سیکھنے، روزہ رکھنے، علم حاصل کرنے، خدا کی محبت دل میں پیدا کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کی طرف نہایت دلنشیں اور مؤثر انداز میں توجہ دلائی۔

◇ ◇ ◇
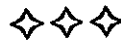
(۱۷) ملائکۃ اللہ

حضرت مصلح موعود کی معارف و حقائق سماوی سے پُر یہ تقریر جو حضور نے ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۲۰ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر بیت نور میں ارشاد فرمائی۔ اس کا موضوع "ملائکۃ اللہ" ہے۔

ملائکۃ اللہ کا یہ مضمون اسلام کے بنیادی اصول اور ایمانیات میں داخل ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ مضمون نہایت باریک و دقیق ہے حضور نے اسے نہایت آسان اور بصیرت افروز انداز میں پیش فرمایا ہے۔

حضور نے قرآنِ کریم کی رُو سے ملائکہ کی حقیقت وضرورت، ان کی اقسام، ان کے فرائض و خدمات کے علاوہ فرشتوں کے وجود پر دلائل اور اُن سے متعلق شبہات و اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات دیئے ہیں۔ مضمون کے آخر پر حضور نے فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے اور اُن سے فیض حاصل کرنے کے دس ذرائع بیان فرمائے ہیں۔

(۱۸) ہدایاتِ زرّیں

۲۶؍ جنوری ۱۹۲۱ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود نے مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں مبلغینِ سلسلہ، مبلغین کلاس کے طلباء، مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت کے طلباء اور افسرانِ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ کے سامنے ایک تقریر فرمائی جس میں مبلغین کو نہایت قیمتی ہدایات سے نوازا۔ محترم خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے اس نہایت مفید اور اہم تقریر کو قلمبند کیا اور ایڈیٹر فاروق حضرت میر قاسم علی صاحب نے ۱۹۲۱ء میں "ہدایاتِ زریں" کے عنوان سے شائع کیا۔

حضور نے اپنی اس تقریر میں مبلغ کے معانی، اس کے کام اور اُس کی اہمیت کے علاوہ مبلغ کے بعض ضروری اوصاف مثلاً مبلغ بے غرض ہو، دلیر ہو، لوگوں کا ہمدرد ہو۔ دنیاوی علوم بھی جانتا ہو، فضول خرچ نہ ہو، عبادات کا پابند ہو، دُعاگو ہو، انتظامی قابلیت رکھتا ہو، دشمن کو حقیر نہ سمجھتا ہو، کسی پارٹی میں اپنے آپ کو داخل نہ سمجھے، اپنا علم بڑھاتا رہے۔ لوگوں سے ملنا جلنا جانتا ہو، اس میں ایثار کا مادہ ہو، عقلی دلائل سے آگاہ ہو، چُست و ہوشیار ہو، غلیظ نہ ہو، خود ستائی اس میں نہ ہو، احباب کے اخلاق پر نظر رکھنے والا اور بے ہودہ بحثوں سے بچنے والا ہو وغیرہ پیش فرمائے۔

مرتبہ ـــــ مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

تفسیر آیات قرآنیہ

احادیث

(ترتیب بلحاظ حروف تہجی)

ا

احادیث بالمعنیٰ

اسماء

پیشگوئیاں

آپ کے رؤیا اور کشوف

الہامات حضرت مسیح موعود

اردو الہامات

ف

ق

مقامات

کتابیات

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪH II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللّٰہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡہَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡہَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔"　　(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ نامساعد حالات اور گوناگوں مشکلات کے باوجود ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن "انوار العلوم" کی چھٹی جلد جو مارچ ۱۹۲۱ئہ سے مارچ ۱۹۲۲ئہ تک کی آٹھ کتب (تقاریر، تصنیفات) پر مشتمل ہے۔ احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یہ امر ایک خوشگوار حیرت کا باعث ہے کہ حقائق و معارف کے یہ انمول خزانے ایک ایسی عظیم ہستی کے غور و فکر اور تحقیق و جستجو کے مرہونِ منت ہیں جس کی عمر ان معارف کے بیان کے وقت بتیس تینتیس سال تھی اور جو ایک عالمگیر مذہبی جماعت کا سربراہ ہونے کی وجہ سے غیر معمولی ذمہ داریوں اور مصروفیات سے عہدہ برآ ہونے میں دن رات مشغول رہنے کے باوجود دعوت و اشاعت، تعلیم و تربیت کا علمی کام بھی برابر جاری رکھے ہوئے تھا۔ زیرِ نظر مجموعہ، عقائد کے لحاظ سے ہستی باری تعالیٰ جیسے بنیادی عقیدہ پر مدلل و پُرمغز بیان۔ موازنہ مذاہب پر ٹھوس معلوماتی مواد۔ تربیتی امور پر بیش قیمت نصائح۔ مذہب اور جماعت کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ پر مشتمل ایک متنوع عارفانہ و عالمانہ گلدستہ ہے۔ جس کی مہک اور خوشبو آج بھی بدستور اسی طرح ہے جس طرح اُس وقت تھی جب یہ مضامین بیان کئے گئے تھے اور آئندہ بھی ان کی اہمیت و ضرورت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جا سکے گا۔

سیرت مقدسہ اور سنتِ مطہرہ کی روشنی میں حضرت فضلِ عمر نے بادشاہوں اور رؤساء کو دعوتِ حق کے فرض کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھا اس مجموعہ میں "تحفہ شہزادہ ویلز" کے نام سے دعوت الی اللہ کا ایک پُراثر مرقع زیبِ اشاعت ہے۔ حضور پرنس آف ویلز کو خطاب کرتے ہوئے (جو حقیقت میں ساری عیسائی دنیا سے خطاب ہے) فرماتے ہیں:۔

"ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں اور ہم وثوق سے

کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر اب بھی مسیحی دُنیا اسلام اور مسیحیت کا اثر دیکھنے کے لئے تیار ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اچھے درخت میں اچھے پھل لگا کر دکھا دے گا......۔آپ اپنے رسوخ سے کام لیکر پادریوں کو تیار کریں جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دُعا مانگیں۔ اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کرے...... پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کی سنتا ہے اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کرینگے۔ کیونکہ انکے دل محسوس کرتے ہیں کہ خُدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔ تو پھر آپ سمجھ لیں کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے ساتھ اپنی برکتیں وابستہ کر لی ہیں"۔

اس جلد کی تیاری میں بھی مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر، مکرم مولانا عبدالباسط صاحب شاہد، مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ۔ مکرم منصور احمد صاحب ناصر۔ مکرم وسیم احمد صاحب فضل، مکرم فرحت علی صاحب (مربیانِ سلسلہ) اور مکرم بشیر احمد صاحب زاہد (آف قلعہ کالروالا حال ربوہ) نے بہت ہی محنت، دلی لگن اور اخلاص سے خاکسار کی گراں قدر امداد فرمائی ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْجَزَآءُ

تعارف کتب مکرم قمر داؤد صاحب کھوکھر مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ خاکسار اُن کا بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں جلد از جلد اس روحانی مائدہ اور قیمتی خزانے کو پایۂ تکمیل پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسّلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

تعارفِ کُتب

یہ انوار العلوم کی چھٹی جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی مارچ ۱۹۲۱ء سے مارچ ۱۹۲۲ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) ضرورتِ مذہب

۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو ایک مقدمہ میں شہادت کی غرض سے سیدنا حضرت مصلح موعود لاہور تشریف لے گئے۔ اور ۴ سے ۷ مارچ تک وہاں مقیم رہے۔ ۵ مارچ کو کالج کے بعض طلباء نے حضور سے ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل تین سوالات پوچھے۔ اوّل: مذہب کی کوئی ضرورت نہیں نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ ہاں لوگ اگر اس کو بعض ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کر لیں تو بُرا نہیں۔ دوم یہ کہ دیگر مذاہب میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو پیشگوئیاں کرتے ہیں پھر اسلام کی یہ خصوصیت نہ رہی۔ سوم یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت نہیں کیونکہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضور نے ان تینوں سوالوں کے نہایت آسان پیرایہ میں مدلّل جواب ارشاد فرمائے اور بتایا کہ مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کی ہستی سے وابستہ ہے اگر خدا ہے تو مذہب کی بھی ضرورت ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت اُس کا اپنے بندوں سے کلام کرنا ہے اور اس دَور میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

دوسرے سوال کے جواب میں حضور نے بتایا کہ انبیاء اور دیگر لوگوں کی پیشگوئیوں میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اپنے علم کی بناء پر پیشگوئیاں کرتے ہیں اور وہ قیاس کا رنگ رکھتی ہیں جبکہ انبیاءؑ کی پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ مخالف حالات میں ہوتی ہیں ان کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ اُن میں شوکت اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے۔

تیسرے سوال کے جواب میں حضور نے بیان فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کو جو ترقی حاصل ہوئی اس ترقی کے بارے میں حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ پہلے سے موجود ہے اور اس کے مطابق ہی ترقی ہوئی ہے اس لئے یہ کہنا غلط ہوگا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں۔

(۲) موازنہ مذاہب

حضرت مصلح موعود کی یہ ایک مختصر تقریر ہے جو حضور نے ۹ / مارچ ۱۹۲۱ء کو بمقام مالیرکوٹلہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان میں فرمائی تھی۔

اس تقریر میں حضور نے خدا کی ذات وصفات، کلام الٰہی، فرشتوں کے وجود اور بعث بعد الموت سے متعلق مذاہب میں پائے جانے والے اختلافات کو پیش فرما کر عوام الناس کی مذہب سے بے خبری اور مذہب کی ضرورت کو بیان فرمایا ہے۔ اور صداقتِ اسلام پر ایک محکم

دلیل سورہ نور کے رکوع ۵ کی روشنی میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام کے ماننے والے دنیا میں معزز ومکرم ہوں گے اور ان کو ایسی روشنی دی جائے گی جس کے مقابلہ میں دُنیا میں تاریکی ہوگی اور اس دلیل کے ثبوت میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو پیش فرمایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو باوجود ہزار مخالفتوں کے غلبہ عطا فرمایا اور آپؐ کے متبعین کو قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں عطا فرمائیں۔ اور اس دَور میں جبکہ خدا کا پیارا مذہب اسلام مِٹ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرما کر اسلام کی خدمت اور حفاظت کا ایک ذریعہ عطا فرما دیا ہے اور آج مسلمانوں کے پاس اسلام کی صداقت کا اگر کوئی ثبوت ہے تو وہ حضرت مرزا صاحبؑ کا وجود ہے۔ کیونکہ آپؑ بھی خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ادنیٰ حالت سے بلند سے بلند تر کئے جا رہے ہیں۔

(۳) معیارِ صداقت

قادیان کے غیر احمدیوں نے ۹ر مارچ ۱۹۲۱ء کو ایک جلسہ کیا جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر "اہلحدیث" مولوی محمد علی صاحب روپڑی، مولوی میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری مدرسِ اعلیٰ دیوبند اور مرتضیٰ احسن صاحب دربھنگوی وغیرہم نے نہایت دلآزار اور اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ ان کے جواب میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے ۲۱ر اور ۲۲ر مارچ کی درمیانی شب نو بجے سے گیارہ بجے تک پُرجلال و پُرشوکت انداز میں مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا نظام الدین کے مکان کے صحن میں یہ تقریر فرمائی جس میں حضور نے مذکورہ جلسہ میں ہونے والی تقاریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس پر لگائے جانے والے ناپاک الزامات و اعتراضات کا رد فرمایا اور سچے مدعی کی صداقت کو پہچاننے کے لئے قرآن کریم کی رُو سے یہ معیار پیش فرمایا کہ :-

۱۔ سچے مدعی کا ماضی بے عیب و بے نقص اور روشن ہوتا ہے۔

۲۔ سچے مدّعی کو خداتعالیٰ کی طرف سے نصرت عطا کی جاتی ہے اور اس کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔
۳۔ خدا کے رسول غالب کئے جاتے ہیں۔
اس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پرکھ کر حضور نے یہ بتایا ہے کہ تینوں زمانے ماضی، حال اور مستقبل حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔

(۴) بیعت کرنے والوں کے لئے ہدایات

۲ رمئی ۱۹۲۱ء کو جوناگڑھ (گجرات، کاٹھیاواڑ) سے آئے ہوئے ایک صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے حضور نے ان کی بیعت سے قبل ایک تقریر فرمائی جو اخبار الفضل قادیان نے اپنی ۳۰ رمئی ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں "سلسلہ احمدیہ میں داخلہ" کے عنوان سے شائع کی۔ یہ تقریر مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ اس جلد میں شامل کی جا رہی ہے۔
حضرت مصلح موعود نے اپنی اس تقریر میں احمدیت میں داخل ہونے کی غرض یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگوں میں تقویٰ، طہارت پیدا کرنا اور انہیں برائیوں اور فواحش سے بچا کر اسلام پر قائم کرنا ہے۔ علاوہ ازیں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اور آپؑ کی صداقت کے تین دلائل پیش فرمائے ہیں۔ بعض وہ عقائد جو بیعت کرنے سے قبل معلوم ہونے ضروری ہیں انہیں پیش کرتے ہوئے حضور نے بیعت کرنے کے بعد عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

۵ آئینہ صداقت

یہ کتاب سیدنا حضرت مصلح موعود نے دسمبر ۱۹۲۱ء میں تحریر فرمائی جس میں حضور نے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی انگریزی کتاب THE SPLIT سے پیدا ہوسکنے والے شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے علاوہ اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات پر تفصیل کیساتھ روشنی ڈالی ہے۔

حضور کی اس تصنیف کا انگریزی ترجمہ THE TRUTH ABOUT THE SPLIT کے نام سے کلکتہ سے ۱۹۲۴ء میں شائع ہؤا تھا۔

اس تصنیف کی غرض بیان کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اپنی کتاب دی سپلٹ THE SPLIT میں ... اس مسئلہ کو لکھ کر ایسے ممالک میں شائع کیا ہے کہ جن کو ان مسائل کے علم سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ جہاں ان خیالات کی اشاعت سے احمدیت کی ترقی کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اسلئے مجبوراً مجھے بھی ان کی تحریر کا جواب لکھ کر ان ممالک میں شائع کرنے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ تاکہ وہ زہر جو انہوں نے اپنی تحریر کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں پھیلایا ہے اُس کا تریاق ہو اور راستی کے طالبوں اور صداقت کے دلدادوں کے لئے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کا کام دے۔"

حضرت مصلح موعود کی یہ تصنیف دو ابواب یا حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حضور نے تین بنیادی مسائل نبوّت حضرت مسیح موعودؑ، غیر احمدیوں کی تکفیر کا مسئلہ اور پیشگوئی "اِسْمُہٗ اَحْمَد" کے مصداق پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب میں اختلافاتِ سلسلہ کے بیان کرنے میں جن بارہ غلط بیانیوں سے کام لیا ہے ان کی مدلّل انداز میں تردید فرمائی ہے اور تحریری ثبوت پیش فرما کر ان کا بطلان ثابت فرمایا ہے اور جن امور کے متعلق تحریری شہادت پیش نہیں کی جاسکتی صرف زبانی شہادت سے ہی ان امور کا فیصلہ ہوتا ہے ان کے متعلق حضور نے مولوی صاحب کو ان الفاظ میں چیلنج دیا ہے کہ:۔

"میں مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ ان کے متعلق میرے بیان

کو جھوٹا قرار دیتے ہیں تو قسم کھا کر بیان کریں کہ مَیں نے ان کے بیان کرنے میں جھوٹ سے کام لیا ہے۔"

کتاب کے دوسرے باب میں حضور نے اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح اور حقیقی حالات بیان فرمائے ہیں اور اپنی اس تصنیف کا اختتام ان الفاظ میں کیا ہے۔

" مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے جلال کا ایک زبردست ثبوت دیا۔ اور اس نے اپنی ذات کو تازہ نشانوں سے پھر ظاہر کیا اور وہ اپنی تمام شوکت سے پھر جلوہ گر ہوا اور اس نے علیٰ رُؤس الاشہاد پکار دیا کہ احمدیت اس کا قائم کیا ہوا پودا ہے اس کو کوئی نہیں اکھاڑ سکتا۔ خلافت اس کا لگایا ہوا درخت ہے اس کو کوئی نہیں کاٹ سکتا۔ اس عاجز اور ناتواں وجود کو اسی نے اپنے فضل اور احسان سے اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اُس کے کام میں کوئی نہیں روک ہو سکتا۔"

(۶) ہستی باری تعالیٰ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر "ہستی باری تعالیٰ" کے موضوع پر حقائق و معارف سے پُر، بصیرت افروز انداز میں ایک عالمانہ اور جامع تقریر فرمائی۔

حضرت مصلح موعود نے اپنی اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات سے خدا کی ہستی کا ثبوت فراہم فرمایا اور صفاتِ الٰہیہ کی اقسام بھی بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق اہلِ یورپ کے خیالات، زرتشتیوں کے خیالات، ہندوؤں کے خیالات اور آریوں کے تصورات کے بالمقابل اسلام کی خدا تعالیٰ سے متعلق تعلیمات تفصیل سے بیان فرمائی ہیں۔

علاوہ ازیں حضور نے اپنی اس تقریر میں شرک کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے اس کا ردّ بھی فرمایا ہے اور رؤیت الٰہی، رؤیت کے مدارج و درجات اس کے فوائد اور اس رؤیت کے حصول کے طریق و ذرائع بھی بیان فرمائے ہیں۔

(۷) تحفہ شہزادہ ویلز

برطانیہ عظمیٰ کے ولی عہد شہزادہ ویلز دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کے دورے پر آئے۔ یہ وہی شہزادہ ہیں جو بعد میں ایڈورڈ ہشتم کہلائے اور ۱۹۳۶ء میں چرچ آف انگلینڈ سے اختلاف کرکے تخت سے دستبردار ہوگئے اور ڈیوک آف ونڈ سر کہلائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کی ہندوستان آمد کے وقت "تحفہ شہزادہ ویلز" کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف فرمائی حضور کی تجویز کے مطابق جماعت احمدیہ کے ۳۲۲۰۸ ممبروں نے ایک آنہ فی کس جمع کرکے اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کیا اور جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے لاہور میں ۲۷ ، فروری ۱۹۲۲ء کو گورنمنٹ پنجاب کے توسط سے پرنس آف ویلز کی خدمت میں ایک ایڈریس کے ساتھ یہ کتاب اسلام کے بے نظیر تحفے کی صورت میں پیش کی۔

حضرت مصلح موعود نے اس مختصر عالمانہ تصنیف میں حکومتِ وقت سے وفاداری کے اظہار کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختصر حالات، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض بیان فرمائی ہے آخر میں سنتِ رسولؐ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے برطانیہ کے تخت و تاج کے وارث تک اسلام کا پیغام نہایت مؤثر رنگ میں پہنچا کر اسے اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔

شہزادہ ویلز نے حضور کی طرف سے پیش کئے گئے اس تحفہ کو قبول کیا اور اپنے چیف سیکرٹری کے ذریعہ اس کا شکریہ بھی ادا کیا۔

⑧ دعوتِ علماء

مارچ ۱۹۲۲ء میں قادیان کے غیر احمدیوں نے اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس جلسہ پر آنے والے غیر از جماعت علماء کو تحقیق حق اور تبادلۂ خیالات کے لئے دعوتِ علماء کے عنوان سے ۲۵ مارچ کو ایک خصوصی پیغام تحریر فرمایا:

حضور نے اپنے اس پیغام میں علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ چونکہ ہمارا اختلاف دنیاوی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ لہٰذا اس اختلاف کو اسی رنگ میں مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے منشاء کے مطابق ہو۔ حضور نے علماء کو یہ مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے باہم فیصلہ کے درج ذیل تین طریق پیش فرمائے۔

اول یہ کہ یہ علماء حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو منہاجِ نبوت پر پرکھیں اور غور کریں کہ کیا جھوٹے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کا سلوک یہی ہُوا کرتا ہے جو آپؑ سے ہُوا اور کیا جھوٹے لوگ اسلام کی اُسی طرح خدمت کیا کرتے ہیں جس طرح آپؑ نے کی ہے۔

علاوہ ازیں مدعی نبوت کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی اور اس کا کثرت سے غیب کی خبروں پر اطلاع پانا اور افتراء کرنے والے کا ناکام ہونا ان تمام اُمور پر قرآنی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تحقیق کریں اور اگر اس طریق پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر حق کھول دیگا۔

دوسرا طریق حضور نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر اس مندرجہ بالا طریق سے تسلّی و تشفّی نہ ہو تو پھر ایک جلسہ عام کیا جائے جس میں ایک نمائندہ ان علماء کی طرف سے ہو اور ایک احمدیوں کی طرف سے ہو اور اختلافی مسائل پر تبادلہ خیال ہو جس کا اصل مقصد صرف مباحثہ و مناظرہ نہیں بلکہ حق کی تلاش ہو۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ اگر یہ مندرجہ بالا صورتِ فیصلہ بھی منظور نہ ہو تو قرآن کریم کے حکم کے مطابق مباہلہ کر لیا جائے۔ تاکہ ان لوگوں کو جو قوتِ فیصلہ نہیں رکھتے، فیصلہ کرنے میں مدد ملے۔

◎

انڈیکس

مرتبہ ـــــــ مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

3

کلید مضامین

تعالیٰ

تفسیر

آیات قرآنیہ

احادیث

(ترتیب بلحاظ حروف تہجی)

احادیث بالمعنی

اسماء

غ

ف

مقامات

(ترتیب بلحاظ حروف تہجی)

کتابیات

(ترتیب بلحاظ حروف تہجی)

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

7

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

”اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡھَرُ الۡاَوَّلِ وَ الۡاٰخِرِ۔ مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پیش لفظ

حضرت مصلح موعود کے ۲۳-۱۹۲۲ء کے رشحات قلم وتقاریر وغیرہ زیر نظر مجموعہ انوار العلوم جلد نمبر ۷ میں احباب کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ حسن اتفاق سے مختلف عناوین پر مختلف وقتوں کی یہ تقاریر وکتب دین حق کی ایک بہت بڑی اور بنیادی ضرورت دعوت الی اللہ کو مختلف پیرایوں میں نہایت مؤثر اور دلکش رنگ میں پیش کرتی ہیں۔ ایک داعی الی اللہ کے لئے بلند کردار اور خوش اخلاق ہونا ضروری ہے۔ "نجات" اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف بلانے اور اس کا پیغام پہنچانے کے لئے معروف و متداول علوم کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی بلکہ سچا جذبہ ولگن اور دعا کے ذریعہ حاصل ہونے والی خدائی تائید ونصرت ضروری ہوتی ہے تاہم مضبوط اور ٹھوس علمی بنیاد اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں ممد ومعاون ضرور ہو سکتی ہے۔ تقاریر ثلاثہ میں بیان کئے گئے (۸۲) علوم اس ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور عورتوں سے خطاب میں ان علوم کا بیان کرنے میں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ ہماری عورتیں اور ان کی وجہ سے ہماری آئندہ اولادیں بھی زیور علم سے آراستہ ہوں۔

راجپوتانہ کے غریب ونادار مسلمانوں کو ہندوؤں کی سوچی سمجھی سازش کے مطابق پھر سے ہندو بنا لینے کے خوفناک وتباہ کن نتائج کو بھانپتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ارتداد کی اس رَو کو روکنے کے لئے ایسی کامیاب ومؤثر تحریک چلائی کہ اپنوں اور غیروں نے اس کی کامیابی کا اعتراف کیا اس مجموعہ میں دعوت الی اللہ کے اس عظیم کام کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ ایک داعی الی اللہ کے لئے ضروری ہدایات بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

اسی طرح اس مجموعہ کی ایک بڑی کتاب کا موضوع ہی "دعوت الامیر" ہے اس کتاب میں جماعت کے قیام کی غرض وغایت، مسیح ومہدی کے متعلق قرآن وحدیث کی پیش خبریاں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے عقلی ونقلی ٹھوس دلائل پیش کرتے ہوئے بطور اتمام حجت آپ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لایئے تا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے تا سلامتی سے آپ کو حصہ ملے میں اس فرض کو ادا کر چکا ہوں۔ جو مجھ پر تھا۔ خدا تعالیٰ کا پیغام میں نے آپ کو پہنچا دیا اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے"۔

اس مجموعہ کی آخری کتاب "پیغام صلح" برصغیر کے اس وقت کے سیاسی وتمدنی حالات میں

باہم امن ومحبت سے رہنے کی ضرورت کو واضح کرنے اور فساد و اختلاف کے موجبات کو دور کرنے کے مفید و مؤثر ذرائع بیان کرتی ہے۔ دعوت الی اللہ کی اہمیت یہاں بھی نمایاں ہے۔ حضور مختلف عقائد و خیالات اور مختلف رسوم و رواج رکھنے والی قوموں کو افہام و تفہیم اور مل جل کر رہنے کے لئے رہنما اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پانچویں بات یہ ہے کہ تبلیغ اسلام پر زور دیا جائے۔ نیچر میں یہ قانون ہے کہ جو چیز بڑھنے کی طاقت رکھتی ہے اگر اسے روک دیا جائے تو وہ گرنے لگ جاتی ہے .... یہی وجہ ہے کہ جب سے مسلمانوں نے بڑھنا چھوڑ دیا ہے اس وقت سے کم ہو رہے ہیں۔ پس میں مسلمانوں سے کہوں گا کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو دین کی اشاعت کریں۔ وہ اس پر ناراض نہ ہوں کہ ہندو اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں بلکہ خود تبلیغ دین کریں"۔

دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار ہر احمدی کے لئے یہ مجموعہ ایک بہترین اور مکمل لائحہ عمل ہے خدا کرے کہ ہم اس سے پورے طور پر استفادہ کریں۔

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔

مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر۔ مکرم مولانا عبد الباسط صاحب شاہد اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے پروف ریڈنگ، مسودات کی ترتیب اور اصلاح کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبد الرشید احمد صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ، مکرم منصور احمد صاحب ناصر (مربیان سلسلہ) نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش اور نظر ثانی کے سلسلہ میں دلی لگن اور بشاشت سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

تعارف کتب مکرم خلیل احمد صاحب مبشر (نائب ناظر اصلاح وارشاد) اور مکرم عبد الستار خان صاحب (سابق مربی سپین) کا تحریر کردہ ہے۔ خاکسار ان کا بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے اور بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں ان اہم ذمہ داریوں سے احسن طور پر عہدہ براء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی ساتویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی اپریل ۱۹۲۲ء سے دسمبر ۱۹۲۳ء تک ساٹ مختلف تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔

(۱) خطاب جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ء کو قادیان میں یہ تقریر جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر ارشاد فرمائی۔ جس میں سب سے پہلے آپ نے مجلس مشاورت میں شمولیت اور مشورہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے متوجہ فرمایا کہ بعض لوگ کسی سُستی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک غلط خیال کی وجہ سے مشاورت میں شامل نہیں ہوتے کہ جب ہم ایک ہاتھ پر بِک چکے ہیں تو پھر ہمیں کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ جس طرح ہمیں کہا جائے گا ہم کریں گے۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے مگر مشورہ دینے کا حکم بھی اسی کی طرف سے ہے جس کے ہاتھ پر تم بک چکے ہو۔ اس لئے جب مشورہ کیلئے بلایا جائے تو مشورہ دو اور مشاورت میں ہر قسم کی قربانی کر کے شامل ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی خلافت نہیں کہ جس میں مشورہ نہ ہو۔ فرمایا میں مشورہ لیتا ہوں اور اس کی قدر بھی کرتا ہوں اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

اس کے بعد حضور نے نفس انسانی کو پاک کرنے اور روحانی بیماریوں سے تحفظ کیلئے دو

بنیادی امور یہ بیان فرمائے ہیں کہ گناہوں سے بچا جائے اور روحانیت پر اثر ڈالنے والے نیک اعمال کئے جائیں۔ اس ضمن میں حضور نے تین قسم کی روحانی بیماریوں یا گناہوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے بچنا ضروری ہے۔ اول وہ بیماریاں جن کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہی ہوتا ہے۔ دوم وہ بیماریاں جو دوسروں پر اثر ڈالنے والی ہوتی ہیں۔ اور سوم خدا تعالیٰ سے متعلق معاصی۔

ان روحانی بیماریوں اور معاصی کے بالمقابل حضور نے تین قسم کی نیکیوں کے بجالانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اول ذاتی نیکیاں، دوم بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والی نیکیاں اور سوم خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی نیکیاں۔

غرض حضور نے اپنی اس مختصر تقریر میں وہ تمام اہم امور بیان فرما دیئے ہیں جو نفس انسانی کو نفسانی آلائشوں سے پاک کرنے اور اسے روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہیں۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضور نے کارکنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"سیکرٹریوں اور دوسرے کارکنوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ لوگوں سے اخلاق اور نرمی سے پیش آؤ۔ ہمارے پاس حکومت نہیں ہے۔ ہمیں جو کچھ ملا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملا ہے۔ اور آپؑ فرماتے ہیں۔

"منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را"

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے آپ کو لوگوں کا خادم سمجھنا چاہئے۔

حضور نے خدمت دین کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا!

"غرض آپ لوگوں سے التجا کرتا ہوں کہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہو۔ اور دین کی خدمت کیلئے کمربستہ ہو جاؤ۔ جو کام ہمارے سپرد ہوا ہے۔ اسے خدا کا فضل سمجھو اور یاد رکھو کہ خدا ہمارا محتاج نہیں، ہمارے کام وہی آئے گا جو ہم یہاں کر جائیں گے۔

پس اے عزیزو! پیشتر اس کے کہ خدا کی رحمت کے دروازے بند ہو جائیں۔ ان میں داخل ہو جاؤ۔ تم کلی طور پر خدا کیلئے ہو جاؤ، خدا کے لئے سب کام کرو، خدا کیلئے مرو اور خدا کیلئے جیئو۔ خدا تعالیٰ میرے بھی ساتھ ہو اور آپ کے بھی ساتھ ہو"۔

(۲) نجات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۸- دسمبر ۱۹۲۲ء کو جلسہ سالانہ کے آخری روز جو اختتامی تقریر فرمائی اس میں حضور نے مسئلہ نجات پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے مختلف اور اہم پہلوؤں کو بڑی وضاحت سے بصیرت افروز انداز میں بیان فرمایا ہے۔

حضور نے اپنی اس تقریر میں بتایا ہے کہ نجات فطرت انسانی میں داخل ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمام مذاہب کے پیروکاروں میں نجات کا تصور کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے۔ اس ضمن میں حضور نے مختلف مذاہب میں پائے جانے والے نجات کے تصورات اور ان تصورات کے بالمقابل اسلام کے "تصور فلاح" کو پیش فرمایا ہے۔ اور بتایا کہ اسلام میں نجات یا فلاح سے مراد یہ ہے کہ انسان اس غرض کیلئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خدا سے ملے' اس غرض کو حاصل کرلینا ہی فلاح ہے۔

نجات یا فلاح کی اس تعریف کے ساتھ ساتھ حضور نے نجات کی سات اقسام اور نجات حاصل کرنے والوں کی گیارہ علامات بھی بیان فرمائی ہیں۔

علاوہ ازیں حضور نے اس تقریر میں نجات کے حوالہ سے بعض اعتراضات کے جواب بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ اور ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کا ردّ فرمایا ہے۔

(۳) تقاریر ثلاثہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لجنہ اماء اللہ کے جلسہ منعقدہ ۵- فروری' ۱۱- فروری اور ۵- مارچ ۱۹۲۳ء میں تین تقاریر فرمائیں۔ جو تقاریر ثلاثہ کے نام سے موسوم ہیں۔ ان تقاریر میں حضور نے دینی اور دنیاوی علوم کا مختصر تعارف اور کیفیت بیان فرمائی ہے۔ یہ تقاریر "خزینۃ العلوم" کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

تقریر اول

مؤرخہ ۵- فروری ۱۹۲۳ء کو حضرت مصلح موعود نے لجنہ اماء اللہ کے جلسہ میں تقریر فرمائی یہ ایک نہایت بلند پایہ علمی تقریر تھی۔ حضور نے فرمایا۔ "علم کی ترقی کے لئے یہ

ضروری ہے۔ کہ مختلف علوم کے متعلق ایسے لوگوں کے لیکچر ہوتے رہیں جو ان علوم کے ماہر ہوں۔ خواہ یہ علوم دینی ہوں یا دنیاوی۔ کیونکہ ہر قسم کا علم انسان کی دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے"۔

اس تقریر میں حضور نے فرمایا کہ "علم کے معنی میرے نزدیک یہ نہیں کہ جو سچا ہی ہو میرے نزدیک علم کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ سچے اور مکمل ہوتے ہیں اور بعض نہ سچے ہوتے ہیں اور نہ مکمل ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کو علم کہا جاتا ہے"۔

اس تقریر میں حضور نے مذاہب عالم کا مختصر تعارف بھی کروایا ہے اور مذہبی علوم کے نام اور پھر ان سب کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

اسلامی علوم کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا "علوم اسلامی میں سے پہلی بات علم العقائد ہے اور علم العقائد میں سب سے اہم مسئلہ ہستی باری تعالیٰ ہے یہ معمولی علم نہیں بلکہ اس میں بڑی بڑی بحثیں ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نظر آسکتا ہے یا نہیں؟ مل سکتا ہے یا نہیں؟ یا ملنے کے کیا نشان ہیں؟ اپنے بندوں سے کس طرح تعلق رکھتا ہے؟ ان سے اپنی محبت اور غضب کا کس طرح اظہار کرتا ہے؟ ہمارا اور خدا کا کیا تعلق ہے۔

تقریر دوم

۱۱۔ فروری ۱۹۲۳ء کے جلسے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دوسری تقریر میں دنیاوی علوم کتنی قسم کے ہیں اور کیا کیا ہیں پر دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی حضور نے فرمایا "جب میں دنیاوی علوم کے نام لوں گا تو یہ مطلب نہیں ہوگا کہ واقعی ہر ایک علم ہے صرف یہ مطلب ہوگا کہ بعض اس کو علم کہتے ہیں۔ جیسے اسلام کے مقابلہ میں ہندوؤں کے عقائد بتانے سے یہ غرض ہے کہ یہ معلوم ہو جائے اس میں کیا نقص اور کمزوری ہے"۔

پچاس (۵۰) سے زائد دنیاوی علوم سے متعلق حضور کی یہ مایۂ ناز تقریر اپنی نظیر آپ ہے حضور نے نہایت اچھوتے رنگ میں دنیاوی علوم سے متعارف کروایا ہے اور ان علوم سے واقف ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا "دنیاوی علوم میں سے پہلا علم جس کو تمام

علوم کی بنیاد یا برتن یا ظرف کہنا چاہئے وہ زبان کا علم ہے جب تک زبان کا علم نہ ہو انسان اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا نہیں سکتا۔"

تربیت اولاد کے علم کے بارہ میں حضور نے فرمایا "یہ علم بہت ضروری ہے اور عورتوں کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے کیونکہ اولاد کی تربیت اور تعلیم کا جس قدر تعلق ماں سے ہے مردوں سے اتنا نہیں ہوتا...... اس علم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ کس حد تک سختی یا نرمی کرنی چاہئے۔ ان کو غلطیوں یا بدعادتوں سے بچانے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ ان میں اچھی عادتیں پیدا کرنے کے کیا طریق ہیں ان کے حوصلہ اور ہمت کو بلند کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے غرض ان کی جسمانی اور اخلاقی تربیت اور ترقی کے لئے تمام ضروری باتوں کا علم اس میں داخل ہے۔

تقریر سوم

مؤرخہ ۵۔مارچ ۱۹۲۳ء کو لجنہ اماء اللہ کے جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ تیسری تقریر تھی جس میں حضور نے بقیہ تبیس[۳۳] متفرق علوم کی تفصیل بیان فرمائی۔ مثلاً ان میں علم سائنس و طبقات الارض، پیدائش، اجسام، علم الاقدام، علم نباتات و حیوانات، علم کان کنی، علم جراحی و الادویہ و الامراض، علم زراعت و مسمریزم و علم قافیہ، نجوم، جفر، رمل اور طلسمی علوم وغیرہ۔

حضور کی یہ پُراز معلومات تقریر علمی شوق رکھنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

(۴) تحریک شدھی ملکانا

شدھی تحریک کا پس منظر۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد تو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے ہاتھوں ۷۱۲ء میں رکھی گئی۔ مگر اسلام کا پیغام اس برصغیر میں عرب تاجروں، مسلمان سیاحوں کے ذریعہ برسوں پہلے پہنچ چکا تھا۔ ہندوستان میں اسلام کی وسیع تبلیغ و اشاعت اکابر اولیاء، صوفیا اور صلحائے امت نے کی۔ ان بزرگوں کی اخلاقی قوت، ان کے خوارق و کرامات اور ان کے زبردست روحانی اثرات کی وجہ سے ہندوستان کی کئی بُت پرست قومیں راجپوت، جاٹ اور میواتی وغیرہ کثرت سے اسلام میں داخل ہوئیں۔

جس کثرت اور تیزی سے یہ قومیں اسلام میں داخل ہوئیں۔ اس تیزی اور وسیع پیمانے پر ان کی اسلامی رنگ میں تعلیم و تربیت اور نگہداشت کا انتظام نہ ہو سکا۔ اس طرح وہ اسلامی تعلیم و تربیت سے بالکل محروم رہیں۔ چونکہ وہ اسلام کو سچا مذہب سمجھ کر مسلمان ہوئی تھیں۔ اس لئے اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتی اور کہتی رہیں۔ مگر مسلمان کہلوانے کے سوا ان کا رہن سہن، کھانا پینا، بول چال، برتاؤ، رسم و رواج سب ہندوانہ تھے۔ ان کے کئی دور اسی حالت میں گذر گئے۔

سناتنی ہندو اپنے عقائد کی رو سے غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ برائے نام مسلمان ایک عرصہ تک ہندو ہونے سے بچے رہے۔ اٹھارھویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں پنڈت دیانند سرسوتی کی کوشش سے ایک نیا فرقہ آریہ ظہور میں آیا جو غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں شامل کر لینے کا قائل اور اس کے لئے بڑا شوق و جوش رکھنے والا تھا۔ چنانچہ اس نے (موقع پاتے ہی) شدھی یعنی غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آریہ فرقہ نے ملکانے راجپوتوں میں بھی اپنا کام شروع کر دیا۔ مگر بہت احتیاط، بڑی ہوشیاری اور نہایت آہستہ روی سے وہ ان قوموں کو قابو میں لانے کے لئے سالہا سال تک دو حربے ان پر چلاتا رہا۔ پہلا یہ کہ مسلمان بادشاہوں نے صدیوں پہلے تمہارے دادوں، پردادوں کو زبردستی ہندو دھرم سے الگ کر کے مسلمان بنالیا تھا۔ اب تو کوئی زبردستی نہیں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ جن کے بزرگوں سے جبراً ان کا دھرم چھڑوایا گیا وہ اپنے بزرگوں کے دھرم میں واپس نہ آجائیں؟

دوسرا حربہ مذہب اسلام کو گھناؤنی اور بھیانک سے بھیانک شکل میں دکھانا اور اس پر نفرت دلانے والے الزامات لگانا تھا۔ آریوں کے یہ دونوں حربے کارگر ثابت ہوئے اور انہوں نے شدھی کا یہ سلسلہ یو۔پی کے مختلف اضلاع میں بڑے جوش و خروش اور دھوم دھام سے شروع کر دیا۔

اعلانِ بابت فتنۂ ارتداد

مسلم پریس نے شدھی کے خلاف آواز تو مارچ ۱۹۲۳ء میں بلند کی مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۲۳ء کے آغاز میں ہی اس فتنہ کی طرف توجہ دلائی اور یہ معلوم ہوتے ہی کہ ایک قوم کی قوم ارتداد کے لئے تیار ہے سخت بے تاب ہو گئے اور اس کے تدارک کے لئے وسیع پیمانے پر ایک زبردست سکیم تیار کی چنانچہ حضور نے ۷؍مارچ ۱۹۲۳ء کو نمازِ عصر کے بعد درس القرآن سے پہلے اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ فتنۂ ارتداد کے خلاف جہاد کا عَلم بلند کرنے کی غرض سے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔

ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار ہیں

۹-مارچ ۱۹۲۳ء کو خطبہ جمعہ میں حضور نے شدھی کے تدارک کے لئے تیس مبلّغین اور پچاس ہزار روپے کی تحریک فرمائی۔ حضور نے اسلام سے محبت رکھنے والے دیگر لوگوں کو بھی جھنجھوڑا اور فرمایا کہ آریہ لوگ جس قوم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اگرچہ ساڑھے چار لاکھ ہیں۔ مگر ان کے پیچھے ایسی حالت کے ایک کروڑ آدمی اور ہیں۔ خطرہ نہایت سخت ہے۔ اگر آج کچھ نہ کیا گیا تو کل اس کا علاج بالکل ناممکن ہو جائے گا۔

ملکانے جانے والے وفد سے خطاب

شدھی تحریک کے جلد تدارک کے لئے حضور کے جذبہ کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ۱۲۔مارچ ۱۹۲۳ء کو بعد نماز ظہر جب مجاہدین کا پہلا وفد راجپوتانے کی طرف روانہ ہوا تو حضور بنفسِ نفیس اس وفد کو الوداع کرنے کے لئے بٹالہ کے موڑ تک تشریف لے گئے اور وفد کے اراکین اور الوداع کہنے والے احباب سے خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا "یاد رکھو کامیاب وہی ہو گا جس کو خدا پر بھروسہ اور یقین ہو گا پس تم بھی یقین کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم اس نبی کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے ہو جس سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' پس تم خدا پر توکل کرو فتح تمہاری ہو گی"

راجپوتوں کے ارتداد کا فتنہ

۱۴۔ مارچ ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں حضرت المصلح الموعود نے پُر اثر خطاب فرمایا اور اس وسوسے کا کہ فتنۂ ارتداد کو روکنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے تفصیلی اور مؤثر جواب دیا۔ حضور نے فرمایا "اگرچہ غیر احمدیوں کی طرف سے ہماری راہ میں مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں گالیاں دی جاتی ہیں دکھ دیئے جاتے ہیں باوجود اس شدید مخالفت اور دشمنی کے اس نازک وقت میں ان کی نگاہیں بھی ہماری طرف اٹھ رہی ہیں اور اس وقت یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ احمدی کہاں ہیں؟ کیوں اس فتنۂ ارتداد کو روکنے کے لئے کھڑے نہیں ہوتے؟ پس ان کے دل مانتے ہیں کہ اگر کوئی جماعت خدمتِ اسلام کر سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی نصرت کسی جماعت کو مل سکتی ہے تو وہ احمدی جماعت ہے........ تو اس موقع کو جانے نہیں دینا چاہئے۔"

ایک کروڑ مسلمان ارتداد کی چوکھٹ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۳۔ مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں حضور نے علاقہ ارتداد کی نازک صورتحال سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا اور پیشکش کی کہ ہم کسی بھی جماعت یا مُسلم تنظیم کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ نیز مجاہدین کی تعداد ڈیڑھ سو سے بڑھا کر تین سو کرنے کا اعلان فرمایا اور جماعت کو اس جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی اپیل کی۔

بیس اور احمدی خدّام دین کی ضرورت

مؤرخہ ۲۴۔ مارچ ۱۹۲۳ء کو بوقت صبح مسجد مبارک قادیان میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے خطاب فرمایا جس میں ۲۰ مزید احمدی خدام کی ضرورت کی اپیل کی اس پر فوری طور پر ۱۱۹ درخواستیں پیش ہو گئیں جن میں سے ۲۲ مجاہدین کو منتخب کر کے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

حضور نے فرمایا "جو لوگ ہمیں جہاد کے منکر کہتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو جہاد کا موقع دے دیا اور جو تلوار کے جہاد کے قائل تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہاد سے محروم رکھا"۔

نمائندگانِ مجلسِ مشاورت سے خطاب

مؤرخہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو مجلس مشاورت کے نمائندگان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "جب ہم یہ دیکھیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والوں کی روحیں ہلاکت کی طرف لے جائی جارہی ہیں اس وقت ہماری ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے۔ کیا ہم اس لئے پیچھے رہیں گے کہ وہ غیر احمدی ہیں؟ کیا ہم اس لئے ان کو ارتداد سے بچانے نہ جائیں گے کہ ان کے مولوی ہمیں کافر اور ہمارے مسیح کو دجّال کہتے ہیں اور ہمیں ہر ایک قسم کا نقصان جو وہ پہنچا سکتے ہوں پہنچانا عین ثواب خیال کرتے ہیں ہرگز نہیں؟ ہمارا فرض ہے کہ ہم اشاعتِ اسلام کے لئے کھڑے ہوں اور اس راہ میں جو بھی قربانی کرنی پڑے وہ کریں اور نہ صرف ان مسلمانوں کو ارتداد سے بچائیں بلکہ ان کو بھی اسلام میں لائیں جو ان کو اسلام سے چھین لے جانے کے درپے ہیں"۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے ہمسایہ ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کریں

سیدنا حضرت مصلح موعود کو ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک خاص جوش تھا جس کا اظہار مختلف پیرایوں میں ہوتا رہتا تھا۔ مؤرخہ ۴- اپریل ۱۹۲۳ء کو الفضل میں حضور کا ایک ارشاد شائع ہوا جس میں حضور نے مسلمانوں کو اپنے اپنے ہمسایہ ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا "میں اس کام میں ہر طرح کی مدد دینے کے لئے تیار ہوں"

ہدایات برائے مبلغینِ اسلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۱- اپریل ۱۹۲۳ء کو انسدادِ ارتداد کے جہاد میں شامل ہونے والے مجاہدین کے لئے ۵۲ زریں ہدایات رقم فرمائیں یہ ہدایات ایک مطبوعہ ٹریکٹ کی شکل میں تمام مجاہدین کو دی گئیں۔

احمدی مجاہدین سے خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۲۰ ؍جون ۱۹۲۳ء کو احمدی مجاہدین کو نہایت زریں ہدایات سے نوازا۔

تبلیغ ملکانا کے لئے روپیہ کی ضرورت

مؤرخہ ۲۵۔ جون ۱۹۲۳ء کو حضور نے تبلیغ ملکانا کے اخراجات کے لئے مالی قربانی کی نہایت مؤثر رنگ میں تحریک فرمائی۔

مجاہدینِ علاقہ ارتداد کے ورودِ قادیان پر خطاب

۲۔ جولائی ۱۹۲۳ء کو مجاہدینِ علاقہ ارتداد کا قادیان میں ورود ہوا۔ حضور نے سب مجاہدین کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ مجاہدین سے خطاب فرماتے ہوئے حضور نے ان سب کی کارگذاری پر اظہارِ خوشنودی فرمایا اور انہیں دعاؤں سے نوازا۔

علاقہ ارتداد کے لئے روانہ ہونے والے وفد کے اراکین سے حضور نے خطاب فرمایا اور اسی دن ۱۰۔جولائی کو انہیں شرفِ ملاقات بخشا اور ان سب کے لئے دعا کی۔

۱۴۔ ستمبر ۱۹۲۳ء کو مجاہدینِ علاقہ ارتداد کو ضروری نصائح فرمائیں۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا "سب سے ضروری نصیحت یہ ہے کہ مبلغ جہاں اور جس مقام پر رہے وہاں کے لوگوں سے واقفیت اور دوستانہ تعلقات ضرور پیدا کرے حضور نے فرمایا "ہم نے یہ کام اس لئے شروع نہیں کیا کہ ہم نے ملکانا قوم کو بچانا ہے بلکہ اس لئے شروع کیا ہے کہ اسلام کو محفوظ کرنا ہے"۔

میدانِ ارتداد میں مبلّغین کی اشد ضرورت

مؤرخہ ۵۔ نومبر ۱۹۲۳ء کو جب مبلّغین کا ایک وفد علاقہ ارتداد کے لئے روانہ ہوا تو حضور نے مبلغین کو میدانِ عمل کی صورت حال سے آگاہ فرمایا اور وہاں کے کام سے متعلق ضروری ہدایات سے نوازا۔

(۵) بالشویک علاقہ میں احمدیت

ایک احمدی دوست فتح محمد صاحب جو فوج میں ملازم تھے ان کے ذریعہ انکے ایک ساتھی کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ۱۹۱۹ء میں ان دونوں کو اپنی فوج کے ساتھ ایران جانا پڑا۔ اس دوران ان کی ملاقات روسی "اشک آباد" کے مقامی احمدی احباب سے ہوئی جس کی تفصیل فتح محمد صاحب نے حضور کو بھجوائی اور لکھا کہ اس علاقہ کے احمدی دوستوں نے بتایا

ہے کہ کوئی ایرانی تاجر ہندوستان گیا تھا اسے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا موقع ملا۔ اور وہ احمدی ہو گیا جس نے واپس آکر یزد کے علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ روسی علاقہ کے تاجروں کو بھی انہوں نے پیغامِ حق پہنچایا اور کئی تاجر احمدی ہو گئے۔ اس طرح اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔

حضور کو اس اطلاع سے انتہائی خوشی ہوئی اواخر ۱۹۲۱ء میں حضور نے ارادہ کیا کہ اس علاقہ کی خبر لینی چاہئے چنانچہ ایک دوست میاں محمد امین صاحب افغان کو وہاں بھجوایا۔ جو بہت سی تکالیف برداشت کر کے وہاں پہنچے۔ انہیں قید و بند کی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لیکن بالآخر ۱۳- مارچ ۱۹۲۳ء کو پہلی بار بخارا میں احمدیہ انجمن قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی تفصیل انہوں نے اپنے خط محررہ ۱۸- جولائی ۱۹۲۳ء کو حضور کی خدمت میں ارسال کی۔ ان کا خط ۹- اگست کو حضور کو موصول ہوا اور اسی روز حضور نے یہ مضمون تحریر فرمایا جو ریویو آف ریلیجنز کے ستمبر ۱۹۲۳ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔

اس مضمون میں حضور نے بالشویک کے علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ اور احمدی مبلغین کی تکالیف کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

"اے بھائیو! یہ قربانی کا وقت ہے۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے یونہی نہیں چھوڑ سکتے۔ پس آپ میں سے کوئی رشید روح ہے جو ان ریوڑ سے دور بھیڑوں کی حفاظت کیلئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو اور اس وقت تک ان کی چوپانی کرے کہ اس ملک میں ان کے لئے آزادی کا راستہ اللہ تعالیٰ کھول دے۔"

(۶) "پیغامِ صلح" موجودہ مشکلات کا صحیح حل

۱۴- نومبر ۱۹۲۳ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں بریڈلا ہال لاہور میں تقریر فرمائی۔

اپنے مضمون کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس کا تعلق ہندوستان میں رہنے والی تمام جماعتوں سے یعنی ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں وغیرہ سے ہے اور ان جماعتوں

میں گورنمنٹ کو بھی شامل کرتا ہوں جس کا ہمارے ملک کے نفع و نقصان سے تعلق ہے۔

اس مضمون میں حضور نے مشکلات کا صحیح حل اور ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور صلح کی حقیقی تجاویز بیان فرمائی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلی بات یہ مدنظر رہنی چاہئے کہ فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے اور سب سے زیادہ فتنہ کا باعث افراد کے معاملات ہوتے ہیں جنہیں قومی سمجھ لیا جاتا ہے اور اس سے قومی اتحاد کو نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے آپس کے تعلقات اور سلوک میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ کیونکہ کوئی مذہب یہ نہیں کہتا کہ دنیاوی معاملات میں دوسرے مذاہب والوں سے اتحاد نہ ہو۔

ہندو مسلمانوں میں صلح قائم نہ رہ سکنے کی تین وجوہات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ صلح اس لئے قائم نہ رہ سکی کہ اس کی بنیاد وقتی جوش پر تھی۔ یہ کہنا کہ ہم پہلے ہندوستانی پھر ہندو یا مسلم ہیں ایک بظاہر خوشکن مگر بے معنی اور مُضِر فقرہ ہے۔ کیونکہ اس میں مذہب پر ملک کو ترجیح دی گئی ہے جو بالبداہت غلط ہے کیونکہ مذہب مقدّم ہے اور جب مذہب "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ" (وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے) کا درس دیتا ہے تو اس قسم کے نعرہ کے ایجاد کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضور نے مسلمانوں کی خود حفاظتی کے متعلق سات نہایت مفید تجاویز پیش فرمائیں۔

اس کے بعد حضور نے مسلمانوں اور ہندوؤں میں حقیقی صلح کے متعلق نہایت مؤثر تجاویز بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"میرے نزدیک یہ تجاویز ہیں جن سے ہندو مسلمانوں میں صلح اور اتحاد ہو سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کے متعلق کسی فریق کو یہ کہنے کا موقع نہیں ہے کہ کسی فرقہ کی پاسداری کی گئی ہے یا تعصب سے کام لیا گیا ہے۔ میں نے دیانتداری سے یہ تجاویز بیان کردی ہیں۔ آخر میں مَیں ان ذمہ داریوں کو یاد دلا کر جو حب الوطنی 'اخلاق' روح اور انسانیت کی طرف سے آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں اپیل کرتا ہوں کہ ان تجاویز پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوسرے سب لوگوں کو ان راہوں پر چلنے کی توفیق دے جن سے امن و امان قائم کر سکیں"۔

(۷) دعوۃ الامیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۲۲ء میں امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان و ممالکِ محروسہ کو احمدیت کی صداقت سے آگاہ کرنے کی غرض سے ایک مفصّل خط رقم فرمایا۔ یہ مکتوب گرامی ضخیم کتاب "دعوۃ الامیر" کی شکل میں ۱۹۲۴ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ حضور نے اس بینظیر کتاب میں نہایت جامعیت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد بیان فرماتے ہوئے معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام چیدہ چیدہ اعتراضات کے مُسکت اور تسلی بخش جوابات تحریر فرمائے ہیں۔ اور بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ مأموریت اور صداقت کے بارہ میں بڑے دلنشین پیرائے میں دلائل و براہین بیان فرمائے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری ہونے والی بارہ (۱۲) پیشگوئیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اس کتاب میں شہادتِ سرورِ انبیاء کے زیر عنوان مسیح موعود و مہدی مسعود کے زمانے کی ان علامات کا ذکر بڑی تفصیل سے فرمایا گیا ہے جو آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ عالمُ الغیب والشہادۃ سے علم پاکر بیان فرمائی تھیں۔ جن میں مسلمانوں کی موجودہ دینی' اخلاقی اور سیاسی تنزل و کمزوری اور مخالفین اسلام کی ظاہری عظمت و برتری کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اس حصہ کو پڑھ کر ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مِنْ جَانِبِ اللہ ہونا آفتابِ عالَم تاب کی مانند روشن و درخشاں نظر آتا ہے اور دوسری طرف دل اس یقین سے معمور ہو جاتا ہے کہ حضرت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ خوشخبری دی ہے کہ اسلام کا دوبارہ احیاء و عروج اور اس کی بینظیر ترقیات مسیح موعود و مہدی مسعود کے ذریعہ ہونگی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بھی ضرور بالضرور پوری ہوگی۔

یہ کتاب دلائل صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کے بارہ میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے ایک نہایت جامع اور مؤثر کتاب ہے اور اس میں بیان فرمودہ حقائق و معارف کے بارہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"احمدیت......اور دعوۃ الامیر کے بعض حصے ایسے ہیں جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا

ہے کہ ان کے ساتھ خدائی تائید شامل ہے اور وہ انسانی الفاظ نہیں رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے القاء کردہ الفاظ ہو گئے ہیں"۔ (الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۶)

اس شُہرہ آفاق بابرکت تحفہ کے اختتام پر حضور نے بادشاہِ افغانستان کو ان الفاظ میں دعوت حق دی ہے اور اس تاریخی مکتوب کا ان الفاظ پر اختتام فرمایا ہے!

"یہ دنیا چند روزہ ہے اور نہ معلوم کہ کون کب تک زندہ رہیگا آخر میں ہر ایک کو مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اس وقت سوائے صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کے اور کچھ بھی کام نہیں آئیگا۔ غریب بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے اور امیر بھی! نہ بادشاہ اس دنیا سے ابتک کچھ لے گئے نہ غریب۔ ساتھ جانے والا صرف ایمان ہے یا اعمال صالحہ۔ پس اللہ تعالیٰ کے مأمور پر ایمان لایئے تا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے تا سلامتی سے آپکو حصہ ملے میں آج اس فرض کو ادا کرچکا جو مجھ پر تھا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام میں نے آپکو پہنچادیا ہے اب ماننا نہ ماننا آپکا کام ہے ہاں مجھے آپ سے امید ضرور ہے کہ آپ میرے خط پر پوری طرح غور کریں گے۔ اور جب اسکو بالکل راست اور درست پائیں گے تو وقت کے مأمور پر ایمان لانے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

انڈیکس

مرتبہ : مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

آیات قرآنیہ

ابراہیم

الحجر

النّحل

بنی اسرآءیل

الکہف

مریم

طٰهٰ

الانبیاء

الحج

المؤمنون

النّور

الفرقان

احادیث

اسماء

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ علامات و حالات

الہامات حضرت مسیح موعود

عربی الہامات

اردو الہامات

فارسی الہامات

انگریزی الہامات

مقامات

کتابیات

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مِرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

8

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْہَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْہَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:-

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

اس الہامِ الٰہی کاایک اہم اور واضح اظہار "انوارالعلوم" کے اس سلسلہ سے ہوتا ہے جس کی آٹھویں جِلد اِس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے

یہ کتاب فروری ۱۹۲۴ء سے ۲۷ نومبر ۱۹۲۴ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے- اس جِلد میں شُدھی کے پسِ منظر میں غیر معمولی مالی قربانیوں کی تحریک' بہائی فتنہ کی حقیقت' مخالفین کے اعتراضات کے جوابات' مسلمانانِ ھند کے سیاسی حقوق کی حفاظت' احمدیت یعنی حقیقی اسلام'یادِایام (۱۹۱۴ء تک حضور کے ذاتی واقعات) اور دورہ یورپ ۱۹۲۴ء کی تحریرات شامل ہیں-

اِس جِلد کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حضور کے دورہ یورپ ۱۹۲۴ء کے بارے میں حضور کی تمام تحریرات یکجا ہوگئی ہیں- اس سے پہلے جماعتی لٹریچر میں ایسا کوئی مجموعہ نہ تھا جس میں حضور کے اس تاریخ ساز دورہ کے بارہ میں تمام تحریرات ایک ہی جگہ مل سکتی ہوں- اس طرح انوارالعلوم کی یہ جِلد نمبر۸ تحقیق کرنے والوں کیلئے ایک نادر تحفہ ہے- اس سفر کی اغراض' اہمیت اور اس کے دُور رس نتائج کا بیان ان تحریروں میں ملتا ہے- حضور کی اس سفر کے دوران تحریرات وتقاریراس میں ملتی ہیں- اپنی جماعت سے پیارے حضور کی والہانہ محبت کا راز فاش ہوتا ہے- مغرب کے

تہذیب و تمدن کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ پر عائد ہونے والے فرائض کُھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

حضور نے اس سفر کے دوران اپنی جماعت کے نام جو خطوط ارسال فرمائے وہ روحانی لُطف و دلکشی کا ایک شاندار مرقع ہیں۔ اس سفر کے دوران حضور کو افغانستان میں حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کی خبر ملی۔ تاریخ احمدیت کے اس اہم واقعہ کا ذکر بھی یہاں ملتا ہے۔ یہ دورہ نہ صرف اہم مذہبی اغراض کیلئے تھا بلکہ اس دورہ میں حضور نے ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔اور لندن میں اس بارے میں لیکچر دیا۔ حضور نے اس سفر میں اگرچہ اپنی زبان سے انگریزی میں لیکچر بھی دیا لیکن حضور کے دیگر جملہ ارشادات کو انگریزی میں بیان کرنے کی سعادت حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے حصہ میں آئی۔ اور آخر میں حضور نے ہندوستان واپس تشریف لاکراہلِ قادیان کی طرف سے منعقدہ مختلف تقریبات میں اس دورہ کی غیر معمولی کامیابیوں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ذکر فرمایا۔

غرضیکہ یہ جِلد تاریخ احمدیت کے نہائت اہم اور تاریخ ساز دَور یعنی دورہ یورپ ۱۹۲۴ء کے بارے میں ایک مکمّل اور مبسوط دستاویز ہے جو احباب کے مطالعہ اور ازدیادِ ایمان کیلئے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔

اِس جِلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان کرام نے اِس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیراور مکرم چوہدری رشیدالدین صاحب نے ابتدائی پروف ریڈنگ' مسودات کی ترتیب اور اصلاح کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر' مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ' مکرم منصوراحمد صاحب ناصر اور مکرم فضل احمد صاحب شاہد (مربیان سلسلہ) نے پروف ریڈنگ' حوالہ جات کی تلاش' مسودہ کی نظر ثانی' اعراب کی درستگی اور Re - checking کے سلسلہ میں دِلی بشاشت اور لگن سے بہت وقت دے کر اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔مکرم سلطان احمد صاحب شاہد کا بھی خاکسار دِلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ طباعت و اشاعت

کے مختلف مراحل میں ان کی ماہرانہ رائے اور تجربہ سے خاکسار نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں اِس جِلد کی فائنل پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں انہوں نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور جِلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں ان کی راہنمائی ہمارے لئے بہت سہولت کا موجب ہوئی۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

تعارف کتب مکرم منصور احمد صاحب بشیراور مکرم احمد طاہر مرزا صاحب مربیان سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ جس پر کئی بزرگوں نے نظر ثانی فرمائی ہے۔ خاکسار ان سب کا دِلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور دعاگو ہے کہ خداتعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے' بے انتہافضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں ان اہم ذمہ داریوں سے احسن طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

امید ہے احبابِ جماعت حسبِ سابق پوری طرح تعاون فرماتے ہوئے اِس علمی اور روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں گے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

والسلام
خاکسار
ناصر احمد شمس
سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تعارف کُتب

یہ انوار العلوم کی آٹھویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی فروری ۱۹۲۴ء سے ۲۷ نومبر ۱۹۲۴ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) تائید دین کا وقت ہے

ہندوؤں کی تحریک شدھی کے مقابل پر جماعت احمدیہ کی طرف سے زبردست تبلیغی کوششیں جاری تھیں اور ملکانا قوم اور دیگر ہندو اقوام میں بھی زور سے تبلیغی کارروائیاں عمل میں آرہی تھیں جس کی خاطر غیر معمولی مالی قربانی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء کو حضرت مصلح موعود نے جماعت کے سامنے مالی قربانی کی یہ تحریک رکھی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ہندو اقوام میں تبلیغ کی خاطر پہلے کم از کم سو روپیہ چندہ دینے کی شرط تھی مگر بہت سے احباب یہ رقم ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے سخت دکھ محسوس کر رہے تھے اس لئے اب میں اس تحریک کو عام کرتا ہوں۔

نیز فرمایا کہ مرکزی تعمیرات، جرمن مشن، بخارا مشن اور افریقہ میں تعلیمی اور تربیتی مقاصد کی خاطر چالیس ہزار روپیہ خاص چندہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ نے تحریک فرمائی کہ تمام احمدی ماہوار چندوں کے علاوہ اپنی ماہوار آمد کا ایک تہائی اس سال ان ضروریات کے پورا کرنے کیلئے یکمشت ادا کریں۔ زمینداروں کو آپ نے ۲۵ روپے فی مربع ادائیگی کا ارشاد فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ چندے تمہاری ہی بہتری اور فلاح کے لئے ہیں۔ میں اپنی ذات کے

لئے کچھ نہیں مانگتا۔ آخر پر تحریر فرمایا۔

"اے عزیزو! فتح کا زمانہ آگیا۔ کامیابی دروازے پر ہے۔ خوشی کی گھڑیاں ناچتی ہوئی چلی آتی ہیں۔ اور تمہارے قدموں کے چومنے کی مشتاق ہیں۔ وہ دن قریب ہیں جب فوج در فوج لوگ اسلام اور احمدیت کو قبول کریں گے پس اس زمانہ کی نسبت سے اپنی قربانیوں کو بھی بڑھادو۔"

حضور کی یہ پیشگوئی پوری ہوتی ہوئی آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

(۲) بہائی فتنہ انگیزوں کا راز کیونکر فاش ہوا

قادیان میں بعض بہائی اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتے ہوئے خفیہ طریق سے فتنہ انگیزی کرتے رہے۔ مخفی طور پر اپنی تعلیمات کو پھیلاتے رہے اور ایسے جماعتی عہدوں پر اور اداروں میں کام کرتے رہے جن کا مقصد احمدیت کی خدمت اور اشاعت ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ان کے متعلق اطلاع ملنے پر تحقیقاتی کمیشن مقرر فرمایا اور اس کی مفصّل رپورٹ آنے کے بعد ۱۸ مارچ ۱۹۲۴ء اور ۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء کو مسجد اقصیٰ میں دو مفصّل خطاب ارشاد فرمائے۔ جس میں آپ نے کمیشن کی رپورٹ اور معیّن گواہیاں پڑھ کر سنائیں اور فرمایا کہ ہم مذہبی آزادی کے قائل ہیں اور کئی مذاہب کے لوگ قادیان میں ہماری دعوت پر لیکچر دیتے رہتے ہیں مگر ان لوگوں نے ہمارے کہلا کر' ہماری جماعت کا پردہ اوڑھ کر اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے اسلام کے خلاف ناپاک کارروائیاں کی ہیں اور یہ امر ہر مذہب سے ہی نہیں بلکہ انسانی شرافت اور اخلاق سے بھی بعید ہے اس لئے میں ان کے اخراج از جماعت کا اعلان کرتا ہوں۔

آپ نے بہائیوں کے شریعت اسلامی کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بیان کرتے ہوئے اپنی غیرت کا یوں اظہار فرمایا۔

"وہ غیر احمدی جنہوں نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا ہم ان کو ان سے ہزار درجہ اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ محمد ﷺ کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ مگر جو شخص محمد

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق کہتا ہے کہ ان کی لائی ہوئی شریعت منسوخ ہو گئی اور بہاء اللہ کا درجہ آپ سے بڑا ہے اس کے ساتھ ہمارا ذرا بھی تعلق نہیں ہو سکتا۔"

آپ نے بڑے پُر جلال انداز میں بہاء اللہ کے خلیفہ کو کلام الٰہی اور قبولیت دعا کا چیلنج دیا اور بہائی مذہب کی تباہی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج تک جو قوم ہمارے مقابلہ میں آئی اس کو خدا نے تباہ کیا۔ اب اس کو خدا نے لا کھڑا کیا ہے۔ اب بھی ویسی ہی مثال ہوگی کہ ہم کونے کا پتھر ہیں جو اس پر گرے گا وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس پر یہ گرے گا وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ ہم اللہ کے دعووں اور نصرتوں پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ قوم احمدیہ جماعت کے ذریعہ تھوڑے سے عرصہ میں مٹائی جائے گی اور اس کا سارا گند ظاہر ہو جائے گا۔"

حضور نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا۔

"آج میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب دعا سے مقابلہ کر لے۔ میرے مقابلہ میں دعا کر کے دیکھ لے کہ خدا میری مدد کرتا ہے یا اس کی۔ اور میں یہ اپنے متعلق نہیں کہتا میرے مرنے کے بعد بھی لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ میں ایسے انسان ہونگے کہ جو نشان دکھائیں گے۔"

(۳) قول الحق

یکم تا تین اپریل ۱۹۲۴ء کو غیر احمدی علماء نے قادیان میں جلسہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انتہائی بدزبانی کر کے احمدیوں کی سخت دل آزاری کی۔ حضرت المصلح الموعود نے ۳۔اپریل کو مسجد اقصیٰ میں ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر میں ان کی بدزبانیوں کی قلعی کھولی۔ یہ تقریر بعد میں "قول الحق" کے نام سے شائع ہوئی۔

حضرت المصلح الموعود نے ان مولویوں کے موٹے موٹے بائیس اعتراضات کے اپنی تقریر میں مفصّل و مدلّل جواب پیش فرمائے اور بڑی تحدّی کے ساتھ فرمایا کہ کس طرح

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے پر اُٹھنے والی ہر چیز کو مٹاتا رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت فرماتا رہا۔

حضور نے فرمایا۔

"پس میں پوچھتا ہوں آخر صداقت کا کوئی ثبوت بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو جو بھی ہے وہ سارے کا سارا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کیلئے موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا' قرآن کریم زندہ ہوا' محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کی توحید زندہ ہوئی' ہر نیکی زندہ ہوئی' ہر نبی زندہ ہوا' ہر راستباز نے دوبارہ حیات پائی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی معمولی انسان نہ تھے آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیمات کو زندہ کیا ہے...... پھر بھی کہتے ہیں کہ اس نے کیا کیا ہے؟ وہ کون سی خوبی اور وہ کون سی صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام میں نہیں۔ تم لوگ اعتراض کی زبان دراز کرتے ہو۔ کرو۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارا کون سا اعتراض ہے جو پہلے نبیوں پر نہیں پڑتا۔"

حضرت مصلح موعود نے ان مخالفوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارے پاس نہ آنحضرت ﷺ کا علم ہے نہ روحانیت ہے........ کوئی ایک بھی ہے تم میں سے جسے دعویٰ ہو کہ خدا تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔........ لیکن ہماری چھوٹی سی جماعت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے آدمی ہیں کہ جن سے خدا نے کلام کیا۔"

اپنے اس پُر شوکت خطاب کے آخر میں احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائیں۔ خدا کے ہو کر' خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کیلئے کھڑے ہو جاؤ....... اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرا کرتا۔"

(۴) اساس الاتحاد

استقبالیہ کمیٹی و نمائندگان مسلم لیگ کا اجلاس مؤرخہ ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اس کا مقصد مسلمانوں کے قومی حقوق کی نگرانی اور ہندو مسلم اتحاد کے متعلق غور کرنا تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اجلاس میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اس لئے آپ نے ان امور کے متعلق اپنا مشورہ طبع کروا کر اپنے نمائندوں کے ذریعہ اجلاس میں بھجوایا۔

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے مسلمان اپنی جداگانہ ہستی کا احساس کریں اور ایک مستقل تنظیم (Organisation) بنائیں۔ حضور نے اس آرگنائیزیشن یا مسلم لیگ کیلئے کہا کہ وہ سب مسلمان کہلانے والوں کی نمائندہ ہو خواہ وہ کسی سیاسی نقطہ نگاہ کے مؤید ہوں کیونکہ غیر مسلم بھی سیاستًا ان میں فرق نہیں کرتے۔ دعویٰ اسلام کرنے والے ہر شخص کیلئے اس کے دروازوں کو کھلا رکھا جائے نیز لفظ "مسلم" کا وسیع تر سیاسی مفہوم بھی واضح فرمایا۔ ہندو مسلم اتحاد کے متعلق گذشتہ صلح نامہ میں چار نقائص بیان کر کے حضور نے فرمایا۔

"میں ان امور کی طرف شروع سے توجہ دلاتا رہا ہوں اور اس نتیجہ سے ڈارتا رہا ہوں جو اَب نکلا ہے۔"

ہندو مسلم اتحاد کو پائیدار اور مؤثر بنانے کیلئے حضرت المصلح الموعود نے تفصیل کے ساتھ دس نکاتی حتمی تجاویز پیش فرمانے کے بعد تحریر فرمایا۔

"اے برادران! یہ مختصر خاکہ ہے اس سکیم کا جس پر عمل کرنے سے میرے نزدیک مسلمانوں کے اپنے حقوق بھی محفوظ ہو سکتے ہیں اور دوسری قوموں سے بھی ان کے تعلقات درست ہو سکتے ہیں۔ میں نے باوجود کم فرصتی اور کاموں کی کثرت کے آپ لوگوں کے سامنے اس سکیم کو پیش کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس اخلاص سے یہ لکھی گئی ہے اسی اخلاص سے آپ اس پر غور فرمائیں گے۔ مسلمانوں کی بہتری اور ہندوستان کیا کُل دنیا کے امن کا خیال جس زور سے میرے دل میں موجزن ہے آپ لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر شاہد ہے کہ

میرا سینہ آپ لوگوں کی خیر خواہی کے جذبات سے پُر ہے اور میرا دماغ ان خیالات سے معمور۔"

نیز فرمایا۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کی حقیقت اور اس کا مغز بالکل درست ہے اور خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق........ اِنْشَآءَ اللّٰہُ آپ لوگ دیکھیں گے کہ ہو گا اس طرح جس طرح میں نے لکھا ہے۔"

(۵) احمدیت یعنی حقیقی اسلام

۱۹۲۴ء کے سال کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسی سال لندن میں **ویمبلے** نمائش منعقد ہوئی جس کے پروگرام میں یہ بھی شامل کیا گیا کہ ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے جس میں دنیا کے تمام مذاہب کے چوٹی کے علماء کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کے بارے میں لیکچر دیں۔ اس کانفرنس میں امام جماعت احمدیہ حضرت مصلح موعود کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔

حضرت مصلح موعود نے اس کانفرنس کے لئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نام سے (۲۴ مئی تا ۶ جون ۱۹۲۴ء) دو ہفتہ سے بھی کم عرصہ میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ پھر اس کا خلاصہ حضور کی موجودگی میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ یہ لیکچر ایسا منفرد اور اچھوتا تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈر بھی بے اختیار بول اٹھے کہ بِلاشبہ اس مضمون میں جو خیالات بیان کئے گئے ہیں وہ ترتیب' دلائل اور اپنی خوبی و حسن کے لحاظ سے اچھوتے اور منفرد ہیں۔ چنانچہ اس لیکچر کے ذریعہ خدا نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیائے مذاہب کے بڑے بڑے لیڈروں کو اس طرح پہنچانے کا موقع دیا کہ وہ بھی اسلام کی حقانیت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

مضمون کے خاتمہ پر اس مجلس کے پریذیڈنٹ نے کہا کہ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ ایک اور صاحب جو فرانس سے تشریف لائے تھے انہوں نے کہا کہ آپ کا مضمون سن کر میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام

سب سے بالا مذہب ہے۔ ایک جرمن جو لندن میں پروفیسر ہیں انہوں نے جلسہ سے واپسی پر سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضور کو مبارک باد دی اور کہا کہ میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ بعض زانوؤں پر ہاتھ مارتے اور کہتے کہ

"Rare address, one can not hear such addresses every day."

یعنی یہ ایک اچھوتا اور نادر خطاب ہے اور ایسے خطاب ہر روز سننے میں نہیں آتے۔ غرض اسلام کی حسین تعلیم کے بارے میں یہ ایسا عظیم الشان اور معرکۃ الآراء لیکچر تھا جسے سن کر سبھی نے دل کھول کر داد دی۔

اس کتاب میں حضرت مصلح موعود نے اسلام کی حسین تعلیم کی مختلف جہات پر نہایت شاندار انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ سب سے پہلے آپ نے سورۃ **الصّٰفّٰت** کی آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ جو مذہبی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس قسم کی کانفرنسوں کے انعقاد کی خبر آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن مجید نے دے دی تھی۔ اس کے بعد آپ نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور دلائل قاطعہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ احمدیت اور حقیقی اسلام ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مذہب کے چار مقاصد بیان کئے ہیں اور اس ذیل میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے بارے میں اسلام کا جو تصور ہے اسے کھول کر بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اسلام انسان سے اپنے خدا کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھنے کی امید کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد کی گئیں ہیں۔ اور حضرت مصلح موعود نے اس شبہ کا ازالہ بھی کیا کہ اسلام اس طرح کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے بلکہ سب کام خدا پر چھوڑ دینے چاہئیں۔ حضور نے قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا ہے کہ اسلام کی ہرگز یہ تعلیم نہیں۔ بلکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اسباب سے بھرپور کام لیا جاوے۔ پھر خدا پر توکّل کیا جاوے توکّل ہرگز ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اس امر پر یقین کا نام ہے کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ خدا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعود نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ اس وقت صرف اسلام ہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ سے ملا سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ جو بھی اسلام کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہوئے خدا سے وصال کی تڑپ رکھے خدا ضرور اس کو مل جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"اس شُبہ کا ازالہ صرف اسلام ہی کرتا ہے کہ اس کی تعلیم پر چل کر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کہ صفات الٰہیہ کے مظہر ہوتے ہیں اور جو پہلے خود اپنی ذات پر صفات الٰہیہ کا پرتَو ڈالتے اور پھر دوسروں کو اس کا نشان دکھاتے ہیں۔ اور ہستی باری کا کامل عرفان بخشتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے کہ لوگ اس کے وجود کو پہچانیں اور شک و شبہ کی زندگی سے پاک ہوں حضرت مسیح موعود کو بھیجا تھا۔"

اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے اخلاق کی مختلف جہات کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم ہی سب سے کامل ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ نے اخلاق حسنہ کے حصول اور اخلاق سیئہ سے بچنے کے ذرائع کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اخلاق کی درستگی کے بارے میں اسلام کی جو تعلیم ہے اس کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے تمدن کے بارے میں اسلام کی تعلیم بیان کی ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں اخلاق اور تمدن کے فرق کو واضح کیا ہے آپ فرماتے ہیں:-

"اخلاق اور تمدن میں درحقیقت یہی فرق ہے کہ علم اخلاق تو افراد کی پاکیزگی سے بحث کرتا ہے اور علم تمدن قومی پاکیزگی سے بحث کرتا ہے۔"

اس ذیل میں انسان کے معاشرہ میں مختلف لوگوں سے جو تعلقات ہیں وہ کن خطوط پر استوار ہونے چاہئیں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد حضور نے عام شہریت کے اصول بیان کئے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حکومت اور رعایا کے فرائض اور حقوق تفصیل سے بیان کئے ہیں اور پھر اس مضمون کو مزید وسیع کرتے ہوئے حکومتوں کے آپس کے تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں اس پر روشنی ڈالی ہے اور مختلف ملکوں میں تنازعات کے حل کے لئے آپ نے قرآن کریم کے زرّیں اصول بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ اگر لیگ آف نیشنز کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جائے گی تو وہ کامیاب ہوگی۔

کتاب کے آخر پر حضور نے حالات مَابَعْدَ الْمَوْتِ کے بارے میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اگلے جہان میں جو ثواب و عذاب ملیں گے ان کی حقیقت کیا ہوگی۔ سب سے دلچسپ

امر یہ کہ حضور نے اس کتاب میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے ان تعلیمات پر عمل کرنے والوں کی مثالیں بھی دی ہیں اور انہوں نے کس طرح اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کئے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا ان پر اس قدر اثر ہوا کہ ان میں بعض نے اپنی جانیں قربان کر دی لیکن حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کی برکات سے احمدی آج دین و دنیا میں فلاح پا رہے ہیں۔ آخر پر حضرت مصلح موعود نے تمام دنیا میں بسنے والوں کو قبولِ احمدیت کی دعوت دیتے ہوئے خوشخبری دی ہے کہ ان کے مصائب کے دور ہونے کا وقت آگیا ہے اور اگر وہ اس دور کے فرستادہ کے ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں گے تو وہ دین و دنیا کی فلاح پائیں گے۔

(٦) یادِ ایّام

یہ مختصر رسالہ حضرت فضل عمر کی ابتدائی زندگی (۱۹۱۴ء تک) کے حالات کا ایک حسین خود نوشت مرقّع ہے۔ جس میں حضور نے اپنی زندگی پر اثر انداز ہونے والے اہم واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ ۱۹۰۰ء میں پیش آنے والی ایک روحانی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"۱۹۰۰ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں؟ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی...... میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔"

گیارہ سال کی عمر میں آپ نے نماز نہ چھوڑنے کا عزم کیا اس تاریخی لمحہ میں آپ کی آنکھوں میں جو آنسو آئے ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"وہ شمس روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے وہ مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فقرہ یا کسی نظریہ کا نتیجہ۔ اور اگر یہ نہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے۔"

۱۹۰۶ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات کے بعد آپ کی زندگی

میں جو غیر معمولی تغیر واقع ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات نے میری زندگی کے ایک نئے دَور کو شروع کیا اس دن سے میری طبیعت میں دین کے کاموں میں اور سلسلہ کی ضروریات میں دلچسپی پیدا ہونا شروع ہوئی اور وہ بیج بڑھتا چلا گیا...... مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا ان کی روح مجھ پر آن پڑی ہے۔"

اخبار الفضل کے اجراء کا ذکر کرتے ہوئے اپنی حرم محترم حضرت اُمّ ناصر کے ایثار و قربانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو خیال نہیں آتا جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔ جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو اس وقت میں کیا کرتا اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روزمرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جاتا۔"

(۷) دورہ یورپ

امام جماعت احمدیہ کا عزم یورپ

۱۹۲۴ء میں انگلستان میں ویمبلے کے مقام پر منعقد ہونے والی مذہبی کانفرنس کے منتظمین نے حضرت مصلح موعود کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ حضور نے اس بارہ میں مشورہ کے لئے جماعتوں کو خطوط لکھے اور چالیس سے زیادہ آدمیوں سے استخارہ کروایا۔ کثرت رائے حضور کے جلسہ میں بنفسِ نفیس شرکت کے حق میں تھی۔ اس پر حضور نے اپنے فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے جو مضمون رقم فرمایا۔ اس میں آپ نے مشکلات اور نامساعد حالات اور دوسری طرف سفر کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی فرائض مقدم ہیں اور اس سفر سے رسول

کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں پوری ہوں گی اور اس بارہ میں آپ کو بھی رؤیا دکھائی گئی ہیں۔ آپ نے اپنے اس بیرونی سفر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں........ اس نظام کے مقرر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خلیفہ مغربی ممالک کے حالات کو وہاں جا کر دیکھے........ اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے۔........ پس ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدا کی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں۔ مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کے لئے۔ کیونکہ وہ ممالک اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدّم فرض ہے....... بڑے بڑے کام بڑی قربانیاں چاہتے ہیں۔ وہ مذہب جو ایک ملک میں بند رہتے ہیں کبھی دنیا میں غالب نہیں آتے........ مذاہب کی ترقی کا راز ان کا دنیا میں پھیل جانا ہے۔ ایک تھوڑی تعداد رکھنے والے لیکن دنیا میں پھیلے ہوئے مذہب کے لئے زیادہ موقع ہے کہ وہ دنیا میں پھیل جائے بہ نسبت اس مذہب کے جس کی تعداد زیادہ ہے لیکن وہ ایک ملک سے تعلق رکھتا ہے۔"

مجمع البحرین

۱۹۲۴ء کی مشہور مذہبی ویمبلے کانفرنس جو امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۴ مئی تا ۶ جون ۱۹۲۴ء جو مضمون تحریر فرمایا وہ "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اس کانفرنس کیلئے چونکہ منتظمین کی طرف سے محدود وقت مقرر تھا اس لئے اس موقع پر اس کتاب کا خلاصہ (۲ تا ۹ جولائی ۱۹۲۴ء کو تیار کیا گیا) وہاں پیش کیا گیا جو بعد میں کتابی صورت میں "مجمع البحرین" کے نام سے ۲۶

دسمبر ۱۹۲۴ء کو شائع کیا گیا۔

حضور نے ابتداء میں جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اس کی بنیاد رکھی۔ مسیح و مہدی اور موعود مصلح اقوام عالم ہونے کا دعویٰ کیا۔ ابتداء میں آپ کو تمام مذہبی جماعتوں اور فرقوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ہر قسم کی مخالفت کے باوجود لوگوں کے قلوب سلسلہ احمدیہ کی طرف کھینچے جانے لگے اور ۱۹۰۸ء میں آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اس وقت آپ کے پیروؤں کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب آپ کے جانشین منتخب ہوئے اور ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب امامت عطا فرمایا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ احمدیت کوئی نئی چیز پیش نہیں کرتی بلکہ حقیقی اسلام کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرتی ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دعویٰ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات کے حامل وجود ہیں اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق زمینی و آسمانی نشانات و پیشگوئیاں اور زمانے کے تقاضے آپ کے وجود میں پورے ہوئے۔

حضور نے فرمایا کہ کامل اخلاق کے بغیر کامل روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اخلاق کے متعلق حیرت انگیز اصل پیش کیا۔ اخلاق کی تعریف بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ مناسب موقع پر تمام طبعی جذبات کا ارادہ یا قصداً استعمال کرنا اور نامناسب موقع پر ان کو دبا لینا اصل اخلاق ہیں۔

دوسرا اصل اخلاق کے متعلق یہ ہے کہ مذہب ہر ایک اخلاقی قوت کے استعمال کیلئے مناسب موقع بتانے کے علاوہ بُرے اور اچھے اخلاق کے مختلف مدارج بھی بیان کرے۔ تیسرا اصل یہ کہ مذہب کو ان وجوہ کی تشریح کرنی چاہئے جن پر اس کے احکامِ اخلاق کی بناء ہے۔ اخلاق کے متعلق چوتھا اصل یہ ہے کہ مذہب کیلئے ضروری ہے کہ نیکی اور بدی کے منبع کا علم دے یعنی بتائے کہ بدی کی طرف میلان کی راہوں کو کس طرح بند کیا جائے اور نیکی کی راہوں کو کس طرح کھولا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا کہ قرآن کریم نے انسانی اخلاق کی نشوونما کی ان تمام صورتوں کی وضاحت فرمائی ہے اور اسلام کی پیش کردہ اخلاقی تعلیم

کا مقابلہ کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد حضور نے حقوق العباد کے متعلق اسلامی تعلیم بڑے دلنشیں انداز میں تفصیل سے بیان فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ آپ دنیا میں قیام امن کیلئے بھیجے گئے ہیں اس سلسلہ میں آپ نے درج ذیل تجاویز پیش فرمائیں۔

(۱) تمام مذہبی راہنماؤں کا احترام کیا جائے۔

(۲) اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں دوسرے مذاہب پر حملہ نہ کیا جائے کیونکہ مذہب کی صداقت اس کی خوبیاں بیان کرنے سے خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے نہ کہ دوسروں کے نقائص بیان کرنے سے۔

(۳) ہر مذہب اپنا دعویٰ اور دلیل اپنی الہامی کتب سے پیش کرے۔

(۴) مذہب کی تعلیم کو مجمل بیان تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس پر عمل کر کے اس کے نتائج واضح کرنے چاہئیں۔

مذہب کا ایک اہم جزو حیات مابعد الموت ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل سوالات کے جوابات بھی حضور نے بیان فرمائے۔

(۱) موت کے بعد زندگی کس طرح ظہور پذیر ہوگی؟

(۲) مرنے کے بعد کب زندگی شروع ہوگی؟

(۳) بہشت اور دوزخ کی کیا حقیقت ہے؟

(۴) کیا بہشت و دوزخ ابدی ہیں؟

اسلام کی برتری اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض بیان کرنے کے بعد حضور نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کے ٹھوس دلائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جن دلائل سے گذشتہ انبیاء کرام کی صداقت ثابت ہوتی ہے انہی دلائل سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

حضور نے آخر پر نہایت مؤثر انداز میں فرمایا!

"بہنو اور بھائیو! خدا کی روشنی تمہارے لئے چمک اٹھی ہے....... تم اس روشنی کو قبول کرو........ خوش ہو جاؤ اے دُلہن کی سہیلیو! اور خوشی کے گیت گاؤ کیونکہ دُلہا آ پہنچا۔ وہ جس کی تلاش تھی مل گیا ہے۔ وہ جس کا انتظار کیا جا رہا تھا یہاں

تک کہ انتظار کرنے والوں کی آنکھیں مدھم پڑ گئی تھیں اب تمہاری آنکھوں کو منور کر رہا ہے۔ مبارک وہ جو خدا کے نام پر آیا۔ ہاں مبارک وہ جو خدا کے نام پر آیا۔ وہ جو اس کو پا لیتے ہیں سب کچھ پا لیتے ہیں اور وہ جو اس کو نہیں دیکھ سکتے وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔"

پاکیزگی اختیار کرو تا تمہارے ذریعہ خدا اپنا قدس ظاہر کرے

یہ وہ خط ہے جو حضور نے ۲۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو اپنے سفر انگلستان کے دوران اپنے خدام کے نام اس وقت تحریر فرمایا جب کہ جہاز متلاطم سمندر کو عبور کر کے عدن کے قریب پہنچ رہا تھا۔ خط کے ایک ایک لفظ سے اس بے پایاں محبت و اُلفت کا اظہار ہوتا ہے جو حضور کے دل میں اپنے پیارے خدام کیلئے جوش مار رہی ہے۔ رات ڈھل چکی ہے، لوگ محوِ استراحت ہیں لیکن حضور اپنے محبوب اہل جماعت کو یاد کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ کو مشورہ دیا گیا کہ گذشتہ رات آپ نیند پوری نہیں کر سکے اب آرام فرمائیں لیکن آپ اپنے آرام کو تیاگ کر خط لکھنے میں مشغول ہو گئے تا کہ عدن سے سپرد ڈاک کیا جا سکے اور جلد قادیان پہنچ جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور کس جذبہ محبت سے فرماتے ہیں:

"مجھے چھوڑو کہ میں خیالات و افکار کے پَر لگا کر کاغذ کی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں جس سے میرا جسم بنا ہے اور جس میں میرا ہادی اور راہنما مدفون ہے اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت' دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اس کے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جائے مجھے اپنے دوستوں کے نام ایک خط لکھنے دو تا کہ میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں۔"

امام جماعت اور احمدی احباب کے باہمی تعلق اور محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس سفر نے اُس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی اور جو مجھے ان سے تھی نکال کر باہر کر دیا اور ہمارے چُھپے ہوئے راز ظاہر ہو گئے اور ان کا ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دُور ہوں مگر جسم دُور ہے روح نہیں۔ میرے جسم کا ذرہ ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔"

آخر میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اپنے آپ کو صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعے سے اپنے قدس کو ظاہر کرے اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد' محبت' ایثار' قربانی' اطاعت' ہمدردی بنی نوع انسان' عفو' شکر' احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے۔"

اغراض سفر کی اہمیت اور مشکلات

انگلستان جاتے ہوئے سفر کے دوران جماعت احمدیہ کے نام لکھا جانے والا حضور کا یہ دوسرا خط ہے جو آپ نے پورٹ سعید کے قریب جہاز سے ۲۸/۲۷ جولائی ۱۹۲۴ء کو تحریر فرمایا۔ ابتداءً وقت کی کمی کے باعث افراتفری میں سفر کی تیاری' کانفرنس میں پڑھے جانے والے مضمون کی تیاری میں غیر معمولی مصروفیت' سمندر میں شدید طوفان کے باعث جہاز میں حضور کے ساتھیوں کی بیماری اور دیگر مشکلات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد حضور نے احباب جماعت کو یورپ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں بہت بڑے خطرے سے متنبہ فرمایا ہے اور وہ یہ کہ یورپ سے واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ یورپین لوگ اسلام کو شاید قبول تو کر لیں لیکن وہ اسلام میں تغیر و تبدل کر کے اس کی شکل بگاڑ دیں گے۔ عقیدہ کے لحاظ سے وہ مسلمان ہونگے لیکن وہ اپنا تمدن تبدیل نہیں کر سکیں گے۔ وہ گرجوں کی جگہ مسجدیں بنا لیں گے لیکن تمدن کے لحاظ سے ان میں وہی ناچ گھر' وہی شراب اور سامان عیش نظر آئیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

"سینکڑوں دقّتیں ہیں جو مغرب کی تبلیغ کے راستہ میں ہیں اور جن میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ ان میں مغربی نو مسلم مجبور معلوم ہوتا ہے۔ پس یہی ہوگا کہ وہ اسلام کو قبول کر کے بھی اپنی رسموں کو نہیں چھوڑنے گا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد

جب وہ وہی کام کرتا رہے گا جو وہ پہلے کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اس میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام ایک بدلی ہوئی صورت میں یورپ میں قائم ہو جائے گا اور ان سے آگے وہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جس طرح یورپ نے مسیحیت کو تباہ کیا تھا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ وہ اسلام کو بھی دوستی کے جامہ میں تباہ کر دے گا............ سوائے خدا تعالیٰ کی مدد کے ہم اس مشکل کو حل نہیں کر سکتے۔ مسلمان بنانا آسان ہے مگر اسلام کو ان سے بچانا مشکل ہے اور اس وقت میرے سفر کی یہی غرض ہے۔"

پھر آپ احباب جماعت کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر میں زندہ رہا تو میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اس جدوجہد میں مرگیا تو اے قوم! میں ایک نذیر عُریان کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا' نہ چھوڑنا' نہ چھوڑنا' آہ نہ چھوڑنا۔ میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر ایک حکم ناقابل تبدیل ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔"

آخر میں حضور نے تحریر فرمایا کہ:

"یہ سفر درحقیقت ذوالقرنین کے بارہ میں ایک قرآنی پیشگوئی کے ماتحت ہوا ہے۔ اس لئے اس کی اہمیت عیاں ہے۔"

سمندر پار کی آواز

یہ تیسرا خط ہے جو حضور نے سفر انگلستان کے دوران جہاز سے احباب جماعت کے نام تحریر فرمایا۔ اس میں مصر' فلسطین اور شام کے حالات جو حضور کو خود ملاحظہ کرنے کا موقع ملا بیان کر کے ان کا حیرت انگیز تجزیہ کیا گیا ہے۔ حضور نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو ان کے مستقبل کے سلسلہ میں قیمتی نصائح سے نوازا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمان صرف روحانی خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہو سکتے ہیں۔ مصر کے متعلق حضور نے ایک خاص بات بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک مصر مسلمانوں کا بچہ ہے جسے یورپ نے اپنے گھر میں پالا ہے تا

کہ اس کے ذریعہ سے بلادِ اسلامیہ کے اخلاق کو خراب کرے۔ مگر میرا دل کہتا ہے اور جب سے میں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے، میں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ یورپین فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے۔"

اس سفر میں حضور حیفا اور عکہ بھی تشریف لے گئے جنہیں بہائی اپنے مراکز قرار دیتے ہیں۔ وہاں ان کی بے مائیگی اور کسمپرسی کے حالات خود ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے بہائیوں کے مبالغہ آمیز دعووں کی حقیقت خوب کھولی ہے۔ آخر میں فرمایا:

"غرض حیفا اور عکہ جانے سے ہمیں بہت کچھ فائدہ ہوا۔ ہمارے کئی دوست کہتے تھے جس شخص کو بہائیت کی طرف میلان ہو اس کو یہاں لانا چاہئے اور پھر پوچھنا چاہئے کہ اسّی سال میں تمہاری تو یہ ترقی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیس سال میں وہ جو تم قادیان میں دیکھتے ہو۔"

اہل لندن کے نام پیغام

یہ پیغام ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء کو مسجد فضل لندن میں پڑھا گیا۔ جس میں حضور نے اپنے سفر کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"جس کام کیلئے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں ایسے طریقوں کو دریافت کروں جن کی مدد سے اپنے مغربی بھائیوں اور بہنوں کو وہ پیغام پہنچا سکوں جو خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کیلئے بھیجا ہے۔"

مزید فرمایا۔

"ہمارا مشن یہ ہے کہ جس طرح ہم نے خدا کو پا لیا ہے ہمارے دوسرے بھائی بھی اس کو پا لیں۔ انسان کی پیدائش کی غرض جیسا کہ تمام مذاہب نے بیان کی ہے یہی ہے کہ خدا کو پا لیا جائے۔ خدا کا فیضان ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔ بے شک ہماری باتیں اس زمانہ کی عقل نہیں مانتی مگر خدا تعالیٰ کی جب بھی کوئی آواز اٹھتی ہے تو ایسے ہی حالات میں اٹھتی ہے۔ پس مبارک وہ جو کان دھرتے ہیں۔"

پہلا انگریزی لیکچر

حضور نے ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء کو ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین کے اجلاس منعقدہ گلڈ ہاؤس میں انگریزی میں ایک تقریر فرمائی۔ آپ نے ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین سوسائٹی کی اغراض سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ۔

"میں جس بزرگ کی پیروی پر فخر کرتا ہوں...... وہ سب دنیا کو سلامتی دینے آیا تھا۔...... پس طبعاً مجھے آپ کی ایسوسی ایشن سے ایک اُنس ہے۔"

اس موقع پر آپ نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ ہمیں ایک مرکز کی طرف بڑھنا چاہئے پھر ہم میں ساری جدائیاں ختم ہو جائیں گی اور اس تمام عالمِ خَلق کا مرکز خدا تعالیٰ ہے۔ جو لوگ اللہ کی محبت کو دوسری محبتوں پر ترجیح دیتے ہیں وہی رحمت کے سائے میں رہتے ہیں۔

"دنیا میں صلح اور امن ایسی ہستی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے جو جہات سے پاک ہو اور جو اس کی طرف سے آئے وہی ہم کو جمع کر سکتا ہے کیونکہ وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ مشرقی یا مغربی نہیں کہلا سکتا۔"

نیز فرمایا۔

"دنیا میں مذہبی، تمدنی یا علمی ترقی میں اختلافات پائے جاتے ہیں ایک گرے ہوئے بھائی یا ملک کی حالت دیکھ کر نفرت نہیں بلکہ ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر قوم باری باری کبھی شاگردی اور کبھی استادی اختیار کرتی ہے۔ پھر یہ منافرت کیوں؟ پس جس دن دنیا کا نقطہ نگاہ بدلا اسی دن سے صُلح اور امن کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ ہمارا کام یہ ہے کہ خلق خدا کو اس مرکز پر جمع کریں جو سب کو جمع کرنے والا ہے۔"

انگلستان کی روحانی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے

سفر انگلستان میں لکھا جانے والا یہ چوتھا مکتوب گرامی ہے جو حضور نے ۱۱۔ ستمبر کو احباب جماعت کے نام لندن سے ارسال فرمایا۔ شروع میں حضور نے لندن پہنچ کر تقاریر اور دیگر کاموں میں اپنی غیر معمولی مصروفیت کا ذکر کر کے بیان فرمایا کہ چونکہ یہ سفر الٰہی پیش خبریوں کے

مطابق ہے اس لئے اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی نمایاں طور پر کامیاب ہو گا۔ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ کی رؤیا سے مراد بھی ان کے جانشین کے انگلستان جانے سے تھی۔ اور میری رؤیا سے مراد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولایت جانے سے تھی۔ پس جب کہ مسیح موعود اپنے روحانی جانشین کے ذریعہ سے انگلستان پہنچ گئے تو اب اِنْشَآءَ اللّٰہُ اس فتح کا دروازہ بھی کھول دیا جائے گا جو کہ ہمیشہ سے مقدر ہے۔"

پھر حضور نے حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کی افغانستان میں شہادت کا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ ان کی یہ قربانی معمولی بات نہیں۔ جماعت کو ان لوگوں کی یاد کو تازہ رکھنا چاہئے تا کہ تمام افراد جماعت کے دلوں میں قربانی کیلئے جوش پیدا ہو۔

پیغام آسمانی

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے دورہ انگلستان کے دوران ۱۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کو پورٹ سمتھ کے مقام پر ایک لیکچر دیا جو "پیغام آسمانی" کے نام سے شائع ہوا۔

حضرت مصلح موعود نے اپنے لیکچر کے شروع میں متی باب ۱۲ آیت ۳۱، ۳۲ کے حوالہ سے سامعین کو بتایا کہ ہر زمانہ میں نبی کے ذریعہ جو الٰہی پیغام آیا اس کا انکار کرنے والوں کو سزا ملتی رہی۔ چونکہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنا پیغام بھیجتا رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں کہتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنی ہر قوم میں نبی آیا اور آج لوگوں کے دلوں میں الٰہی محبت کی بجائے مادی محبت ہے اس لئے دنیا کو آج بھی ایسے ہی پیغام کی ضرورت ہے۔

حضرت المصلح الموعود نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے متعدد حوالہ جات دے کر ان سے آٹھ ایسے امور کا استنباط کیا جو آپ کے پیغام کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ماضی کی طرح آج بھی لقائے الٰہی کیلئے نشانات کی ضرورت ہے۔ الٰہی ہدایت کی خواہش کے پیش نظر ہی آج ہزاروں Spiritual سوسائٹیاں قائم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ خدا خود ہمیں ہدایت دینا چاہتا ہے اور اس سے تعلق ممکن ہے مگر اس کیلئے بعض شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے۔ آپ کے ذریعہ ہزاروں انسانوں نے اللہ تعالیٰ سے عملاً تعلق قائم کیا۔ آپ کے پیغام پر تمام مذہبی اور دنیاوی طاقتوں نے مخالفت کی تاہم اب ۵۰

ممالک میں ایک ملین (دس لاکھ) کے قریب لوگ آپ کو قبول کر چکے ہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے محیّر العقول قربانیاں پیش کی ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے خود اس پیغام کی بدولت الٰہی کلام سنا اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور مجھے پیش خبریاں دیں جو پوری ہوئیں یہ چیز میری طرح ہر شخص حاصل کر سکتا ہے۔

حضور نے انگریز سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے پیغام کے مقابل میں دنیاوی فوائد ترک کر کے خدا تعالیٰ کی رحمت حاصل کرو۔ آپ نے ارل پورٹ سمتھ کو بتایا کہ خدائی خبر کے مطابق آپ کے ہاتھ پر انگلستان کی روحانی فتح ہوگی۔ اس لئے انہیں اس سلسلہ میں پہل کر کے اس ہدایت کو قبول کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہزاروں پیش گوئیوں میں سے جو پوری ہو چکی ہیں ایک یہ ہے کہ انگلستان میں آپ کی تعلیم پھیلنی شروع ہو گئی ہے۔ آج مسیح موعود علیہ السلام ہی لقائے الٰہی کا یقینی ذریعہ ہیں۔ آپ نے بتایا کہ یسعیاہ نبی نے بھی مشرق سے ایک راستباز کے برپا ہونے کی پیش گوئی کی تھی اور آپ ہی اس کے مصداق ہیں۔

پس اب یہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ خدا کے اس فرستادہ کے پیغام کو قبول کر کے خدا کے ان راستباز بندوں میں شامل ہو جاؤ جو دوسروں کے بھی ایمان لانے کا مُحرّک بنتے ہیں۔ اپنے اس نہایت مؤثر اور پُر شوکت خطاب کے آخر پر آپ نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

> "کیا میں امید کروں کہ تم اس کو دلی شوق سے قبول کرو گے اور اس کے پیغام کیلئے مغربی ممالک میں پہلے جھنڈا بردار ہو گے اور میں تم کو اس علم کے ماتحت جو خدا نے مجھے دیا ہے یقین دلاتا ہوں کہ سب قومیں تم سے برکت پائیں گی اور آئندہ آنے والی نسلیں تم پر برکت بھیجیں گی اور تم خدا میں ہو کر غیرفانی ہو جاؤ گے۔"
>
> "اسلام ہی سچا اور عالمگیر مذہب ہے جو دین فطرت ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ اصول بتایا ہے کہ **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان پر اپنی راہوں کو کھول دیتے ہیں۔"

ہندوستانی طلباء کا ایڈریس اور اس کا جواب

۱۵ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہندوستانی طلباء کی چائے کی دعوت میں شرکت فرمائی اس موقع پر ہندوستانی طلباء نے اپنے ایڈریس میں آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا نیز بتایا کہ آج یورپ عالمگیر مذہب کی تلاش میں ہے۔ نیز یہ کہ یورپ میں صداقت مذہب کیلئے بہت بڑی تلاش ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ۔

"آپ نے جن خواہشات کا اظہار کیا ہے ان کی روح کے ساتھ مجھے ہمدردی اور اتفاق ہے۔"

آپ نے اسلام کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا۔

"اسلام کی سچائی عقل اور تجربہ سے ثابت ہے اگر اسلام کو اصلی صورت میں پیش کیا جائے تو وہ ساری دنیا میں پھیلے گا۔ قرآن شریف میں پیشگوئی ہے۔ **هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ**۔ آپ نے فرمایا کہ

ہماری غرض یہی ہے کہ اسلام کا سچا چہرہ دنیا کو دکھایا جائے اور یہ بھی کہ ہم تو اشاعت اسلام کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔"

آخر میں آپ نے فرمایا کہ:۔

"کوئی شخص کبھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ہم نے گورنمنٹ سے کبھی کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی خواہش کی ہو۔"

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی عظیم قربانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ابھی لندن میں ہی قیام فرما تھے کہ آپ کو افغانستان میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کی خبر ملی۔ حضور نے مختلف ممالک کے سفراء و حکام کو حکومت افغانستان کی طرف سے مذہب کے نام پر ہونے والے اس ظلم سے آگاہ کیا۔ آپ کا ایک مضمون ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کے الفضل میں شائع ہوا جس میں آپ نے اس بہیمیت و درندگی کے متعلق تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے بتایا کہ افغان حکّام مختلف مواقع پر

مکمل مذہبی رواداری اور امن و امان قائم رکھنے کا اعلان کر چکے تھے اور یہ بھی کہ افغانستان میں سب احمدی محفوظ ہیں اور ان پر کوئی زیادتی نہیں کی جا رہی۔

جولائی ۱۹۲۴ء میں حکام نے مولوی نعمت اللہ صاحب شہید کو بُلا کر ان کا بیان لیا۔ ۱۶ ۔ اگست ۱۹۲۴ء کو علماء کونسل نے مرتد قرار دے کر قتل کا فتویٰ جاری کیا۔ ۳۱۔ اگست کو پا بہ جولاں کابل کی گلیوں میں پھرایا گیا اور پھر کمر تک زمین میں گاڑ کر پتھر مار مار کر شہید کر دیا۔ مرحوم نے اپنے عقائد پر ثابت قدمی اور راہ حق میں جان قربان کرنے کی بہت اچھی مثال قائم کی۔ آپ نے آخری خواہش اپنے والدین سے ملاقات کی بجائے اپنے رب کی عبادت کر کے پوری کی۔

لندن میں ہندوستانی طلباء سے گفتگو

لندن میں ہندوستان کے مسلمان طلباء نے حضور کے اعزاز میں دو دفعہ ٹی پارٹی کا انتظام کیا۔ جواباً حضور نے بھی انہیں ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء کو دعوت پر بلایا۔ چنانچہ بڑی تعداد میں نوجوان طلباء اس میں شامل ہوئے۔ چائے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو رات کے کھانے تک جاری رہا۔ طلباء نے غیر معمولی دلچسپی لی اور حضور کی شخصیت اور وسعت علم سے بہت متاثر ہوئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے یہ گفتگو مرتب کر کے الفضل ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں شائع کروادی۔ جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا

سوال کرنے والوں میں خلیفہ عبدالحکیم صاحب نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ حیدر آباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔

کانفرنس مذاہب میں کامیاب لیکچر اور اس کا اثر

۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضور نے احباب جماعت کے نام پانچواں مکتوب گرامی لندن سے تحریر فرمایا۔ اس میں آپ نے اپنے خدام کو یہ خوشکن خبر دی کہ کانفرنس مذاہب میں لیکچر بہت کامیاب رہا ہے۔ صدر اور دیگر معززین نے مبارکبادیں دیں۔ اس لیکچر سے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی بہت شُہرت ہوئی۔ خط کے دوسرے حصہ میں حضور نے حضرت میر صاحب کی وفات اور مرکز سے ملنے والی دیگر پریشان کن خبروں کا ذکر فرمایا ہے جو حضور کے ایک رؤیا کے مطابق

تھیں۔

ہندوستان کے حالات حاضرہ اور اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع

سیدنا حضرت مصلح موعود کا یہ لیکچر ڈنچ ہال لندن میں ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے انگریزی زبان میں پڑھا۔ اس لیکچر میں حضور نے ہندوستان کے حالات کا تجزیہ کر کے مختلف طبقوں میں اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع بیان فرمائے ہیں۔ حضور نے اپنے اس لیکچر میں مندرجہ ذیل نکات پر روشنی ڈالی ہے۔

(i) ہندوستان کے جغرافیائی' قومی اور مذہبی حالات

(ii) ہندوستان میں اردو اور ہندی کا مسئلہ

(iii) رواداری کا فُقدان جس سے قومی فوائد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

(iv) اہل مغرب سے میل جول اور اس کے اثرات' مغرب کی آزادی اور اقتصادی و علمی ترقی دیکھ کر یہاں کے لوگوں میں بھی ترقی کی امنگ پیدا ہوئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں یورپ کی قوموں کی طرح حکومت میں دخل حاصل ہو اور ہمارے ملک میں بھی مغربی طرز حکومت قائم ہو۔

(v) گذشتہ جنگ کا ہندوستان پر اثر۔

(vi) آزادی کے حصول کی خواہش۔

(vii) ریفارم سکیم۔

(viii) انگریز افسر کیسے ہوں۔

(ix) انگلستان کے پریس اور اخبارات کا کردار

حضور نے اپنے لیکچر کے آخر میں برطانوی حکومت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"جس قوم کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ہو اس کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی طبائع کا گہرا مطالعہ کرے ان سے ہمدردانہ سلوک کرے اور ٹھنڈے دل سے اختلافات کو دور کرنے کیلئے باہم مل کر غور کریں اس سے امن کی راہ ہموار ہوگی۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیم

انگلستان میں نوجوانوں کی ایک انجمن نے حضور کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیم کے بارہ میں ان کے اجلاس میں تقریر فرمائیں۔ اسے قبول کرتے ہوئے حضور نے یہ مضمون لکھا جو ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء کی شام کو ساؤتھ فیلڈ لندن میں بزبان انگریزی حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے پڑھا۔ نوجوانان انگلستان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے اس شخص کے حالات اور تعلیم بیان کرنے کا موقع دیا ہے جو انسانوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا اور عزیز ہے اور جو نہ صرف بڑی عمر کے لوگوں کا راہنما ہے بلکہ چھوٹے بچوں کا بھی راہنما ہے۔ ہر انسان کی زندگی کے کئی پہلو ہوتے ہیں اور کئی نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھ کر اس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ میں آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور آپ کی تعلیم کے متعلق اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے روشنی ڈالوں گا کہ نوجوان اور بچے اس سے کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔"

حضور نے اپنی خداداد لیاقت کے مطابق نہایت کامیابی سے اس اہم مضمون کہ جس پر اسلام کی صداقت کا دارومدار ہے کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اختصار کے باوجود یہ مشکل مضمون ایسے انداز میں بیان فرمادیا ہے کہ بچے بھی اسے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔

کانفرنس مذاہب کے اختتام پر لیکچر

۳۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء ویمبلے کی مذہبی کانفرنس میں حضور کا مضمون پڑھے جانے کے بعد منتظمین کی خواہش پر حضور نے یہ مختصر خطاب فرمایا جس میں اس کانفرنس کا انتظام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب کی دو ہی اغراض ہیں۔ ایک بندوں کا خدا سے اتحاد اور دوسرے بندوں کا خدا کے بندوں سے تعلق۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہوں اور اللہ کرے کہ اتحاد کی بدولت مشرق و مغرب باہم مل جائیں۔

لندن مشن کے متعلق ہدایات

۳۔اکتوبر ۱۹۲۴ء مجلس مشاورت میں یہ طے پایا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد کو احباب پٹنی (مشن ہاؤس) جاکر چھوڑ آئیں۔ ۴۔اکتوبر کی صبح حضرت خود بھی تشریف لے گئے۔ علاقہ پٹنی پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد کی سکیم کا مختصر ذکر فرمایا اور مشن کی صفائی وغیرہ کیلئے ہدایات دیں۔ پھر حضور نماز والے کمرہ میں تشریف لے گئے جہاں دعا کرائی۔

حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے مولانا درد صاحب کو کلید عطا فرمائی۔ یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو آج تک کسی مبلغ کے حصہ میں نہیں آیا تھا۔اس موقع پر حضور نے مبلغین کو باہم مل کر کام کرنے کے متعلق نہایت مفید نصائح سے نوازا اور آخر پر مبلغوں کے فرائض اور زمہ داریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

- وہ سوشل ہو اور لوگوں سے اپنے تعلقات بڑھائے۔
- تعلقات بڑھانے میں سوسائٹی کے اعلیٰ طبقوں کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔اعلیٰ طبقہ سے تعلقات ہونے چاہئیں۔
- دوسرے درجہ پر پولیٹیکل طبقہ سے تعلقات پیدا کرو۔
- اخباری، علمی اور منصف مزاج لوگوں سے' نیوز ایجنسیوں سے تعلقات بڑھائے جائیں۔
- خوش مذاق ہو۔ چڑے نہیں' Humorous (زندہ دل) ہو۔
- ناراض نہ ہو اختلاف کو بھی سنے۔اپنے کریکٹر کو مضبوط رکھے کہ اعتراض نہ کیا جاسکے۔
- اپنے اخلاق سے متأثر کرے۔
- طالب علموں کو شریعت کی پابندی کرائے۔

مکتوب بنام ایڈیٹر الفضل

یہ خط حضور نے لندن سے ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان کے نام ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو تحریر فرمایا۔ مکرم ایڈیٹر صاحب نے حضور کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی کابل میں سنگساری کے متعلق حضور نے جو تار یورپ کی بعض حکومتوں اور جمیعۃ الاقوام کو بھجوائے تھے اس پر چند غیر احمدی اخبارات نے اعتراض کیا ہے اور

کابل کی حمایت میں احمدیوں کو مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہرایا ہے۔ مکرم ایڈیٹر صاحب نے یہ اطلاع بھی دی کہ بہائیوں کے اخبار میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں حضور کے حیفا (فلسطین) تشریف لے جانے کا ذکر کر کے کچھ شکایات بیان کی گئی ہیں۔ اس خط کے جواب میں حضور نے اصل واقعات بیان کر کے معترضین کو مُسکت جواب دیئے ہیں۔

لندن کے نومسلموں کو پیغام احمدیت

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو لندن کے نومسلم حضرات کے نام حضور کا ایک پیغام سنایا گیا۔ جس کا رواں ترجمہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے بڑی عمدگی سے کیا۔ اس پیغام میں حضور نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کرواتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ' آپ پر ایمان لانے کی ضرورت اور جماعت کی دینی خدمات پیش فرمائیں۔ اس کے بعد ایک مجلس سوال و جواب بھی ہوئی جس میں حضور نے مختلف سوالات کا نہایت مؤثر انداز میں جواب دیا۔

مذہبی مسائل پر گفتگو

ایک نَو مُسلمہ کی دعوت پر حضور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس خاتون اور ایک اور معزز تعلیم یافتہ خاتون سے حضور کی مندرجہ ذیل اہم سوالات کے متعلق نہایت مفید اور مؤثر گفتگو ہوئی۔

- آپ دوسرے مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟
- اسلام کیا ہے؟
- اسلام کے اصول کیا ہیں؟

آخری سوال کے جواب میں حضور نے اسلام کی اخلاقی تعلیم کا دوسرے مذاہب سے مختصر موازنہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"....... یہ حقیقی تعلیم ہے جو علم النفس اور اصولِ اصلاح کے موافق عملاً جاری ہو سکتی ہے۔ اب آپ مقابلہ کر کے دیکھیں کہ انجیل کی تعلیم کو اس سے کیا نسبت۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی جامع تعلیم دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔"

تختہ جہاز پر لیڈی لٹن سے گفتگو

لندن سے واپسی پر حضور جس جہاز میں سفر کر رہے تھے اسی جہاز میں تھیوسافیکل سوسائٹی انگلستان کی صدر لیڈی لٹن صاحبہ اپنی بچیوں اور چند مدراسی طلباء کے ساتھ ہندوستان آ رہی تھیں۔ ان کی درخواست پر ۱۳۔ نومبر ۱۹۲۴ء کو ساڑھے پانچ بجے شام حضور سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ تین طالبعلم بھی تھے جب کہ حضور کے ساتھ اس مجلس میں حضرت حافظ روشن علی صاحب' حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب' حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب اور حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی کو شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس موقع پر جو گفتگو ہوئی وہ حضرت عرفانی صاحب نے سوال و جواب کی صورت میں مرتب فرما کر الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء میں شائع کروادی۔ اس ملاقات میں حضور نے اختصار کے ساتھ مؤثر رنگ میں لیڈی لٹن صاحبہ اور ان کے ساتھیوں کو پیغام حق پہنچایا نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائیں۔

سفر یورپ میں غیر معمولی کامیابی

۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء کو قادیان واپسی پر اہل قادیان کی طرف سے سپاس نامہ کے جواب میں حضور نے شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جماعت کی وہ محبت رکھی ہے کہ اسے باپ کی محبت سے نسبت نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ محبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کا ظل ہے۔"

حضور نے فرمایا اس سفر سے ایک عظیم الشان فائدہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے اپنے قلوب کو پڑھا ہے اور اس طرح پڑھا ہے جس طرح پہلے کبھی نہیں پڑھا تھا اور اس مطالعہ سے ہمارے ایمان میں بھی ترقی ہوئی ہے اور جماعت کے اتحاد میں بھی۔ حضور نے احباب کو اپنے حالات سفر سناتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ دمشق میں جہاز کا ڈاکٹر میری طرف دیکھ کر کہنے لگا "مسیح اور اس کے بارہ حواری"

اس سفر کے نتائج و برکات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"غرض اس سفر میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ جو انسانی وہم و خیال سے بالا تر ہے اور جس بات کی طرف میں سرزمینِ ہند پر قدم رکھتے ہوئے جماعت کو توجہ دلاتا آیا ہوں آج بھی دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ساری کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور وہی حقیقی شکریہ کا مستحق ہے اور جماعت کو تیار ہو جانا چاہئے کہ خدا نے جو بیج بویا ہے اس کی آب پاشی کریں۔ یہ بیج میسر نہ آسکتا تھا اگر ہم اس سفر کے بغیر کوشش کرتے رہتے۔"

جماعت کو مزید قربانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"پس میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سفر میں جو کامیابیاں ہوئی ہیں ان کے شکریہ کو عملی جامہ پہنائیں۔ اس وقت جو مالی مشکلات درپیش ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اب پہلے سے بھی زیادہ توجہ 'اخلاص' محبت اور اتحاد کی ضرورت ہے۔"

احمدی افغانانِ قادیان کے ایڈریس کا جواب

احمدی افغانانِ قادیان نے بھی ۲۶ نومبر کو حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا اس کے جواب میں آپ نے افغان بھائیوں کا شکریہ ادا کیا۔ مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"قیام انگلستان کے دوران بعض پادریوں نے مولوی صاحب کی شہادت کے واقعہ کے بعد کہا کہ اسی طرح کے حالات یا مسیحؑ کے متبعین پر آئے تھے یا آپ کی جماعت پر آئے ہیں گویا مسیح اول سے مشابہت دی گئی ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ۔

"انتقام لینے کا طریق یہ ہے کہ ہم ان غلط خیالات اور بد عقائد کو مٹائیں جن کی وجہ سے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں اپنے الہام میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس علاقہ کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ہماری غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ ان برائیوں کو مٹا دیں۔ چار حرف ک۔ ا۔ ب۔ ل ہماری آنکھوں کے سامنے رہنے چاہئیں۔"

کارکنان نظارت اور صدر انجمن احمدیہ کے ایڈریس کا جواب

۲۶ نومبر ۱۹۲۴ء کو کارکنان نظارت اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بھی ایڈریس پیش کیا گیا حضور نے ایڈریس پیش کرنے والوں کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنُ الْجَزَاءِ کہتے ہوئے بڑے مؤثر اور دلنشیں انداز میں یہ نصیحت فرمائی کہ:۔

"تم لوگ اپنے کاموں میں اخلاص اور نیتوں میں پاکیزگی اختیار کرو اور یہ کبھی خیال نہ کرو کہ لوگ تمہارے کاموں کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔ سب کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہوگی۔ جس نیت اور جس اخلاص سے کوئی کام کیا ہوگا اس کا بدلہ ویسا ہی ملے گا اور کسی کی محنت ضائع نہیں کی جائے گی۔"

اپنے اس خطاب کو حضور نے اس دعا پر ختم کیا کہ:۔

"خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے ہر ایک شخص کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اخلاص اور پاکیزہ نیت سے پورا کرے تاکہ جب وہ خدا کے حضور پیش ہو تو کہہ سکے کہ جو کام میرے سپرد کیا گیا تھا اسے میں نے کیا جہاں تک میری طاقت تھی۔"

ساکنان محلّہ دارالرحمت کے سپاس نامہ کا جواب

۲۷۔ نومبر ۱۹۲۴ء کی شام محلّہ دارالرحمت کے ایڈریس کے جواب میں آپ نے اہل محلّہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ محلّوں کی آبادی کا خیال میرے دل میں آیا تھا اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اس طرح جو آمد ہو اس سے قرآن مجید کا پہلا مترجم پارہ ہمارے خاندان کی طرف سے شائع ہو اور اس کی آمد سے دوسرا پارہ شائع ہو اور اس طرح سارا قرآن مجید ہمارے خاندان کی طرف سے شائع ہو جائے اور یہ وجہ بھی تھی کہ اس طرح قادیان کی ترقی اور وُسعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضور نے طاعون سے بچاؤ کے بارہ میں احباب جماعت کو احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے بارہ میں نصائح فرمائیں۔

انڈیکس

مرتبہ ——— مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

آیات قرآنیہ

احادیث

اسماء

کی جگہ کابل جانے پر خواہش
کا اظہار ۴۹۲، ۵۰۲
ظل الرحمٰن۔ مولوی ۲۳، ۳۱
ع

ابن خان محمد علی خان صاحب
جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی
دعا سے معجزانہ شفا ہوئی ۲۰۹
عبدالرحیم درد۔ مولوی

معجزانہ شفا پائی ۲۰۲
عبداللہ
(آنحضرتؐ کے والدماجد) ۵۳۸
عبداللہ سنوری۔ مولوی ۱۹۷
عبداللہ۔ سید محمد ۲۶، ۲۸

مقامات

انوار العلوم
تصانیف
سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی
9
فضل عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللّٰہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْہَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْہَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی پُر معارف تصنیفات کی نویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

اس جلد میں جو کتب شامل ہیں وہ دسمبر ۱۹۲۴ء تا ستمبر ۱۹۲۷ء کے زمانہ کی ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر اس وجود کی تحریرات و تقاریر نے جماعت کی روحانی ترقی اور تزکیۂ نفوس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ رُشد و ہدایت کا ایک ایسا یادگار خزانہ ہے جس کی افادیت اور عظمت دائمی حیثیت رکھتی ہے۔

زیر نظر مجموعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے قلب صافی کی ایک نہایت خوبصورت جھلک سامنے آتی ہے وہ ہے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق اور شیفتگی کے جذبات۔ یہ جذبات ایسے ہیں جو گہری عقل و دانش مندی اور پوری سنجیدگی سے معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور محض سطحی جوش یا جذباتیت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب بعض نادان ہندوؤں نے مسلمانوں کے پاک نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے دل چھلنی ہو گئے۔ عدالت عالیہ نے بھی ان کی تائید کی اور ایک مخلص احمدی سید دلاور علی شاہ صاحب نے اس عدالت کے فیصلہ پر تنقید کی تو ان کو اور ان کے ساتھی کو توہینِ عدالت کے جُرم میں چھ ماہ قید کی سزا سنا دی گئی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مشورہ کی تعمیل میں کسی قسم کی معذرت کرنے سے انکار کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند رکھنے کے معاملہ میں قید و بند کی صعوبت گوارا کرلی۔

جب بعد میں ان گستاخانِ رسول ہندوؤں کو بھی سزا ہو گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی نے اس پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہ فرمایا جیسا کہ مسلمانان ہند کر رہے تھے۔ بلکہ فرمایا:۔

"میرا دل غمگین ہے کیونکہ میں اپنے آقا اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہتک عزت کی قیمت ایک سال کے جیل خانہ کو قرار نہیں دیتا میں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے۔ ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا، میں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا۔ میں ایک دنیا کی موت کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا بلکہ میں اگلے اور پچھلے سب کفار کے قتل کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقا دنیا کو جِلا دینے کیلئے آیا تھا نہ کہ مارنے کیلئے، وہ لوگوں کو زندگی بخشنے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کیلئے، وہ زمین کو آباد کرنے کیلئے آیا تھا نہ کہ ویران کرنے کیلئے۔"

(فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض صفحہ ۱)

چشمِ فلک نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایسا بے نظیر عاشق کہاں دیکھا ہو گا؟ کہیں نہیں ہرگز کہیں نہیں۔ ان باتوں میں عشق کی والہانہ شیفتگی بھی ہے اور گہری محبت بھی مگر کسی بھی مرحلے پر یہ غیر معمولی محبت عقل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی۔ یہ مقام اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جس کا راہنما خود خدا ہو جس کو خدا نے اپنی تقدیر خاص سے اس وقت دنیا کی اصلاح پر خود مقرر فرمایا ہو۔ بلاشبہ حضرت مصلح موعود کا یہی مقام تھا۔

اس جلد میں ایک اہم کتاب "**منہاج الطالبین**" ہے جو جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء کی دو تقاریر پر مشتمل ہے اس میں حضور نے نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں وہ طریق بتائے ہیں جن سے انسان گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے اور نیکیوں کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

ایک خاص کتاب "مذہب اور سائنس" ہے یہ لیکچر حضور نے سائنس یونین اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو حبیبیہ ہال میں دیا۔ تقریب کی صدارت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کی۔ حضور نے یہ بنیادی نکتہ بتایا ہے کہ مذہب اور سائنس میں مقابلہ ہی کوئی نہیں کیونکہ مذہب خدا کا کلام ہے اور سائنس خدا کا فعل اور

کسی عقل مند کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہو سکتا۔

اس جلد میں "مذہبی رواداری کی ایک بے نظیر مثال" کے نام سے ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ قادیان کے کچھ سکھ صاحبان نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) کی کتاب "گرو بابا نانک کا مذہب" میں ان کے پیشواؤں پر حملہ کیا گیا ہے۔ حضور نے معاملہ کی تحقیق فرمائی تو فرمایا کہ اگرچہ یہ کتاب قانون کی زد میں نہیں آتی مگر سکھوں کا دل دکھانے کیلئے کافی ہے۔ لہٰذا سکھوں کی دلداری کیلئے حضور نے یہ غیر معمولی اور تاریخی اہمیت کا قدم اٹھایا کہ جماعتی طور پر اس کتاب کو ضبط کرنے کا حکم فرمادیا اور حکم فرمایا کہ کوئی احمدی اس کتاب کو اپنے پاس نہ رکھے۔ دنیائے مذاہب کی تاریخ میں اس قسم کے نادر واقعہ کی مثال شاید ہی کہیں مل سکے۔

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے بزرگوں اور مربیان سلسلہ نے دلی محبت اور اخلاص سے خدمات انجام دی ہیں۔ مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر، مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم منصور احمد صاحب ناصر مربیان سلسلہ نے مسودات کی ترتیب، پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش اور نظر ثانی کے سلسلہ میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔
فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

تعارف کتب مکرم عبدالستار صاحب اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربیان سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ خاکسار ان کا بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے افضال اور برکات سے نوازے۔ ان کے علم و معرفت میں برکت ڈالے۔ بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں اس اہم ذمہ داری سے صحیح طور پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
خاکسار
ناصر احمد شمس
سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی نویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء سے ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) افراد سلسلہ کی اصلاح و فلاح کیلئے دلی کیفیت کا اظہار

۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء کو حضور نے مسجد اقصیٰ میں ایک پُر اثر اور درد انگیز خطاب فرمایا۔ حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ کی وفات پر غیر معمولی رنج اور صدمہ کی وجہ بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مرحومہ کے وجود سے اس سکیم پر بہت اثر پڑا ہے جو میں نے یورپ میں تبلیغ و اشاعت اور سلسلہ کی مستورات کی ترقی اور تربیت کیلئے تیار کی تھی۔

بعض لوگوں نے حضور کے صدمہ اور غم کو دیکھتے ہوئے اسے ایک غیر معمولی بات سمجھا۔ تاہم حضور نے کسی غلط فہمی اور وہم کے ازالہ کیلئے اپنی بعض مثالیں پیش فرمائیں اور بتایا کہ باوجودیکہ آپ پر غم کی کیفیات تھیں تاہم جذبات پر پورا قابو تھا۔ فرمایا کہ جماعت کے غموں اور خوشیوں میں شامل ہونا میرا فرض ہے۔ غم کرنا اسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

حضور ﷺ کا اپنے چچا کی وفات پر غم، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری عمر یاد کرتے رہنا، صحابہؓ کی شہادت پر رقّت و غم۔ اسی طرح ایک غزوہ میں جب چار عَلَم بردار صحابہؓ شہید ہوئے اور بالآخر حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں فتح ہوئی اس کیفیت پر حضور ﷺ پر غم و رقّت کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آنسوؤں سے رونا انبیاء کی سنت ہے۔ حضرت یعقوبؑ کی مثال سامنے ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ کی زندگیوں سے آپ نے

مثالیں پیش فرمائیں۔ نیز صبر کی تعلیم پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے بعض تربیتی مسائل کی طرف توجہ دلائی۔

(۲) مستورات سے خطاب

۲۸ دسمبر ۱۹۲۴ء جلسہ سالانہ مستورات میں حضور انور نے عورتوں کو تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہماری عورتیں خدمت دین کا جذبہ رکھتی ہیں اور وہ عورتیں جو پہلے اپنے وقت کو لڑائی جھگڑوں یا غیبت میں گنواتی تھیں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر کے خدمت دین میں صرف کرتی ہیں۔

حضور نے یورپ کی عورتوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا۔

"وہاں ہر ایک عورت تعلیم یافتہ ہے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو تعلیم یافتہ نہ ہو اور کوئی عورت اس قسم کی نہیں مل سکتی جو اس بات کو سمجھتی نہ ہو کہ تعلیم کی کیا قدر ہوتی ہے۔"

حضور نے احمدی عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"وہ اپنی کمزوریوں کے خیال کو چھوڑ کر دینی اور دنیاوی تعلیم میں کوشش کریں۔ وہ یاد رکھیں کہ محض جوش کام نہیں آتے جب تک اس کے ساتھ علم و ہنر نہ ہو۔ بہتوں کے دل میں جوش ہے کہ وہ خدمتِ دین کریں مگر یہ جوش اس وقت کام آئے گا جب علم و تربیت کے ساتھ ہو۔ اگر تعلیم و تربیت نہ ہو تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔"

(۳) من انصاری الی اللہ

۱۹۲۴ء میں اشاعت اسلام کی غرض سے جو سفر ولایت اختیار کیا گیا اس میں تبلیغی کوششوں، کتب کی اشاعت اور سفر پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح اس سفر کے نتیجہ میں کام بڑھ جانے کی وجہ سے بھی اخراجات میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ حضور نے اس سلسلہ

میں ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء کو بعد از نماز عصر مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک لاکھ روپیہ چندہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بھائیو! میں اس سفر سے پہلے کئی دفعہ یہ خیال کرتا تھا کہ جماعت سے کام لیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ لوگ کام سے ملول نہ ہو جائیں اور ان کے دل تھک نہ جاویں لیکن اس سفر میں جو نازک حالت اسلام کی میں نے دیکھی ہے اور جو طاقت اور قوت اور ہوشیاری اس کے دشمنوں میں پائی ہے اس کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زمانہ ڈرنے کا زمانہ نہیں اور یہ وقت ادھوری کوششوں کا وقت نہیں جو بزدل ہے اسے واپس جانے دینا چاہئے اور صرف بہادروں کو لیکر جو اسلام کیلئے ہر ایک شے کو قربان کرنے کیلئے تیار ہیں آگے بڑھنا چاہئے۔"

اپنے خطاب کے آخر میں حضور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بھائیو! آپ لوگوں نے اس شخص کا زمانہ پایا ہے جس کے زمانہ کی خبر نوح سے لے کر رسول کریم ﷺ تک سب رسولوں نے دی تھی۔ ہاں اس کا زمانہ جو دنیا کیلئے منجی ہے اور سارے جہان کو ایک دین پر جمع کرنے کیلئے آیا ہے۔ جس کا زمانہ قیامت کا زمانہ ہے کیونکہ اس میں سب دنیا کو اکٹھا کرنے کیلئے خدا کی قرنا پھونکی گئی ہے۔ وہ آدم ثانی ہے کیونکہ اس کی قدسی تاثیرات سے اب دنیا کو ایک نئی پیدائش حاصل ہونے والی ہے۔ جس طرح پہلے آدم کے ذریعہ سے اس کو جسمانی پیدائش ملی تھی اب اس آدم ثانی کے ذریعہ سے ایک روحانی پیدائش ملے گی۔ دل بدل جائیں گے۔ علوم و عرفان کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے زندہ اور قدیر ہونے کے ثبوت اس طرح مہیا کئے جائیں گے کہ گویا انسان اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ لے گا۔"

اسلام کی اشاعت کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اشاعت کا زمانہ سخت مالی قربانیوں کو چاہتا ہے پس نہ صرف یہ کہ آپ کو ہر سال مالی امداد میں پہلے سالوں سے زیادہ حصہ لینا چاہئے بلکہ چاہئے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اپنی آمدنوں کو بڑھائیں اور اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ وہ خود بھی کام کرے

اور گھر کے ہر ممبر سے اس کی حیثیت اور اس کے علم کے مطابق کام لے کوئی شخص فارغ نہ رہے۔ تاکہ دین کو طاقت حاصل ہو۔ اور اسلام دوسرے دینوں پر غالب آ جائے۔ اور وہ کیسی خوش گھڑی ہوگی جب ایسا ہوگا۔"

(۴) حکومت کابل کی ظالمانہ کارروائیوں پر صبر سے کام لو

کابل افغانستان میں اوائل ۱۹۲۵ء میں دو احمدی (مولوی نعمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب) شہید کر دیئے گئے اس سلسلہ میں قادیان میں ایک میٹنگ منعقد ہوئی اس میں حضور نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا!

"یہ بات متواتر تجربات سے ثابت ہو چکی ہے کہ ظالم کے ظلم کا وبال آخر ظالم پر ہی پڑتا ہے آج تک کوئی ایک نظیر ایسی دنیا میں نہیں ملتی کہ کوئی ظالم ظلم کر کے پھر کامیاب ہو گیا ہو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔"

نیز فرمایا!

"یہ زمانہ نہیں رہے گا امیر بھی مٹ جائے گا اور اس کے معاون و مددگار بھی نہیں رہیں گے لیکن جس عقیدہ کی بناء پر انہوں نے ظلم کئے وہ عقیدہ دنیا میں رہے گا۔"

خطاب کے آخر میں احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ۔

"میں آئندہ آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ طاقت اور قوت کے زمانہ میں اخلاق کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ اخلاق اصل وہی ہیں جو قوت اور طاقت کے وقت ظاہر ہوں۔ اس لئے میں آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ ان کو ہماری حقیر خدمات کے بدلہ میں حکومت عطا کرے گا تو وہ ان ظالموں کے ظلموں کی طرف توجہ نہ کریں۔ وہ اخلاق دکھانے میں ہم سے پیچھے نہ رہیں بلکہ ہم سے بھی آگے بڑھیں۔"

(۵) جماعت احمدیہ کے عقائد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عقائد جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک پُر معارف مضمون تحریر فرمایا جو الفضل ۱۲/۱۴ مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں آپ نے احمدیت، ہستی باری تعالیٰ، ملائکۃ اللہ، کلام الٰہی، قرآن کریم، رسول کریم ﷺ اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے بارہ میں اپنے عقائد بیان فرمائے۔ رؤیتِ الٰہی کے عنوان کے تحت آپ فرماتے ہیں۔

"ہمارا یہ یقین اور وثوق ہے کہ انسانی روح ترقی کرتے کرتے ایسے درجے کو حاصل کرلے گی جب کہ اس کی طاقتیں موجودہ طاقتوں کی نسبت اتنی زیادہ ہونگی کہ اسے ایک نیا وجود کہا جاسکتا ہے۔........ اس وقت روح اس قابل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے جلوے کو دیکھے اور ایسی رؤیت اس کو حاصل ہو کہ باوجود اس کے کہ وہ حقیقی رؤیت نہ ہوگی مگر پھر بھی اس دنیا کے مقابلہ میں رؤیت اور یہ دنیا اس کے مقابلہ میں حجاب کہلانے کی مستحق ہوگی۔"

(۶) حج بیت اللہ اور فتنہ حجاز

۱۹۲۵ء میں عرب کے حالات خانہ جنگی کی وجہ سے خراب تھے۔ امیر ابن سعود حاکم نجد مکہ مکرمہ پر قابض تھے اور جدّہ کی بندرگاہ جہاں حاجیوں کے جہاز آکر ٹھہرتے تھے پر شریف علی کا قبضہ تھا۔ اور دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے۔ ان مخدوش حالات کی وجہ سے ہندوستان میں علمائے اسلام کے سامنے اس سال حج بیت اللہ کے جواز یا عدم جواز کا سوال پیش تھا۔ اس پر جون ۱۹۲۵ء میں مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے حضور نے یہ مضمون لکھا۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں اپنے تمام دوستوں کو شروع مضمون میں ہی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سال حج کرنا فتنہ کا موجب ہے اور شریعت کے حکم کے ماتحت اس حج کے ارادہ میں

التواء کرنا بہتر ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حج بہر صورت اور ہر حالت میں فرض نہیں ہے بلکہ اسی وقت اور اسی پر فرض ہوتا ہے جب اور جس شخص میں بعض شرائط پائی جائیں اور انہی شرائط میں سے ایک امن کا وجود بھی ہے۔"

۱۹۲۵ء میں حجاز عرب کی حالت اور امیر ابن سعود اور شریف علی کی باہم چپقلش اور اس کی وجوہ بیان کرنے کے بعد حضور نے ترکی کے جنگ عظیم میں شامل ہونے کے اثرات اور مغربی اقوام کے ردّ عمل کو عام فہم انداز میں بیان کرتے ہوئے آخر میں شریف مکہ اور انگریزوں کے تعلقات پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ خاندان ابن سعود کے تاریخی حالات اور اس ضمن میں مشہور عرب رہنما محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی تحریک کا ذکر کر کے فرمایا:۔

"مندرجہ بالا حالات سے یہ امور بخوبی روشن ہو جاتے ہیں کہ موجودہ جنگ حجاز کوئی نئی جنگ نہیں بلکہ یہ ایک ڈیڑھ سو سالہ پرانا قصہ ہے اور سنّیوں وہابیوں کی جنگ ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سو سال میں قریباً بغیر وقفے کے وہابیوں نے سب عرب پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر سنّیوں نے ان کا مقابلہ کیا ہے۔"

آخر میں حضور نے دعا فرمائی کہ:۔

"اللہ تعالیٰ اس فتنہ و فساد میں سے ایسے خیر و خوبی کے پہلو پیدا کرے کہ اسلام کا بول بالا ہو اور حجاز مسیحی اثر سے بالکل پاک رہے اور دجال کا رُعب خانہ خدا میں رہنے والے لوگوں کے دلوں سے دور رہے۔"

(۷) مخالفین احمدیت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کو نصیحت

یہ کتاب حضرت مصلح موعود کی ایک تقریر پر مشتمل ہے جو حضور نے مخالفین احمدیت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے اوائل جولائی ۱۹۲۵ء میں ارشاد فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ہم صداقت اور راستی کے سچے حامل بن جائیں۔ ہماری اپنی اصلاح ہو' ہمارے قلب صاف ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی محبت اور مخلوق خدا کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارنے لگ جائے تو یقیناً کسی مخالف کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صداقت اور راستی ایک ایسا حربہ ہے جو ہزاروں پردوں کو چیر کر سینوں کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اور

کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ خواہ کیسے ہی مضبوط قلعے ہوں اور کیسی ہی سخت دیواریں کیوں نہ ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ صداقت اور راستی کے سچے حامل بن سکیں۔ پس اگر آپ اپنے قلوب کی اصلاح کریں اپنے اندر جوش و اخلاص پیدا کریں تو یہ ناممکن ہے کہ تمہارے کلام میں وہ طاقت اور وہ تاثیر خدا تعالیٰ پیدا نہ کرے جو دلوں کو مسخر کرنے والی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضور نے غیر احمدیوں کے ایک مولوی کے بیان کا ذکر کیا جس میں اس نے کہا تھا کہ عیسائیوں سے' یہودیوں سے' آریوں سے' سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کافر اور مرتد ہیں۔ آریہ' سکھ' یہودی اور عیسائی ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ بیان سن کر مجھے سخت حیرت ہوئی اور میرا دل اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تھا کہ کوئی کس طرح ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا تسلیم کرتے ہیں اور حضور کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ان کو اس جماعت سے کیسے بہتر قرار دے سکتا ہے جو رسول کریم ﷺ کے دین کی سچی خادم ہو' آپ کا کلمہ پڑھنے والی ہو۔ یہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل بالکل سیاہ ہو چکا ہو' جو سخت تاریکی اور ظلمت میں پڑ گیا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اس کے مقابل ہماری یہ حالت ہے کہ گو عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے بہت امن اور انصاف ہے اس کے بالمقابل افغان حکومت میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا۔ کیونکہ امیر امان اللہ ہمارے اس رسول کی عزت کرتے ہیں جو ہمیں جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جب کہ کنگ جارج رسول اللہ کی صداقت کے قائل نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں مذہباً امیر امان اللہ کو کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد حضور نے غیر از جماعت احباب کے بعض اعتراضات کے نہایت مدلّل جوابات دیئے۔ اور آخر پر دیوبندیوں کے اس چیلنج کا ذکر کیا کہ جس میں انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ مرزا صاحب نے کوئی بھی نئے معارف قرآنیہ بیان نہیں کئے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ اگر دیوبندی اس دعویٰ پر قائم رہیں اور اس کو سچائی کا معیار سمجھیں تو میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایسے قرآنی

حقائق اور معارف پیش کروں جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے اور نہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کسی نے لکھے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے مولویوں کو یہ بھی چیلنج دیا کہ میں جو مسیح موعود علیہ السلام کا خادم ہوں مجھ سے مقابلہ کرلیں اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کرلیں اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا اور میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے۔ پھر دنیا خود دیکھ لے گی حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی، ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے اگر ان میں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں۔"

(۸) آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر

یہ پمفلٹ حضور نے آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں پیش کرنے کیلئے ۱۳ جولائی ۱۹۲۵ء کو تحریر فرمایا:۔

منتظمین کانفرنس کی خواہش تھی کہ امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس اس میں شریک ہوکر اپنے خیالات کا اظہار فرمادیں۔ حضرت مصلح موعود نے تحریر فرمایا کہ میں خود اس میں شمولیت سے معذور ہوں لیکن اپنے نمائندوں کے ذریعے اپنے خیالات تحریراً پیش کر دیتا ہوں۔ اس پمفلٹ میں حضور نے سب سے پہلے اسلام کی مذہبی اور سیاسی تعریف بیان فرمائی اور فرمایا کہ اسلام کی ایک تو مذہبی تعریف ہے جس کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے اس کی تعریف کرے۔ دوسری اسلام کی سیاسی تعریف ہے۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں؟ اس کا جواب صرف ہندو، عیسائی اور سکھ ہی دے سکتے ہیں جن سے مسلمانوں کا سیاسی واسطہ پڑتا ہے۔

کیونکہ اگر ایک جماعت کے پیرو جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کو دوسرے فرقہ کے لوگ خواہ غیر مسلم ہی سمجھیں لیکن سیاست میں ہندو اور سکھ جب ان سے معاملہ کریں گے تو ان سے ایک ہی معاملہ کریں گے اور جو کارروائی وہ ایک قوم کے خلاف کریں گے وہی دوسری قوم کے خلاف بھی کریں گے۔ پس سیاستاً ان کے مفاد ایک ہیں اور مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا تو دوسرے ایک ایک کر کے ان کو کھا جائیں گے اور ان کو اس وقت ہوش آئے گی جب ہوش آنے کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے حضور نے تمام مسلمان فرقوں کے سامنے یہ زریں اصول پیش کیا کہ سیاسی معاملات میں مسلمان مکمل اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ سیاسی لحاظ سے اگر آپ کسی قوم کو الگ کر دیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے وہ دوسری قوموں کی طرف رجوع نہ کرے۔

اس کے بعد اسلام کی ترقی اور ترویج اور اس کے سیاسی استحکام کے لئے بعض تجاویز دیں اور فرمایا کہ اسلام کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ تمام ملک ہند میں اسلام کی ترویج کے لئے تبلیغی نظام مقرر کیا جائے اور تبلیغی انجمنوں کے باہم اتحاد کی کوئی راہ نکالی جائے۔ کیونکہ اسلام کی زندگی تبلیغ پر ہی موقوف ہے۔ اور اس کے لئے مکمل نظام وضع کرنا ضروری ہے۔ نیز مسلمانوں کی صنعتی اور تعلیمی میدان میں ترقی کے لئے باقاعدہ صیغہ جات قائم کئے جائیں۔ ہر صیغہ کا ایک مطمع نظر ہو اور سال کے آخر پر بتایا جائے کہ مطمع نظر کو کس حد تک پورا کیا گیا ہے۔ نیز اس وقت فوری طور پر ایک ایسی کمیٹی کا قیام بھی ضروری ہے جو اس امر کا جائزہ لے کہ مسلمانوں کو دوسری قوموں کے اثر سے کس طرح آزاد کروایا جا سکتا ہے۔ اور کون کون سے شعبہ ہائے زندگی ایسے ہیں جن میں ماہر مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے پھر وہ کمیٹی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود نے مسلم بنک کے قیام کی ضرورت پر بھی زور دیا اور فرمایا کہ اگر بلا سود بنک کی صورت نکل سکے جو کہ نکل سکتی ہے تو ہماری جماعت بھی اس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے اور آپ نے بیت المال اور مسلم چیمبر آف کامرس کے قیام کی بھی تجویز دی۔ نیز فوجداری مقدمات کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر تنازعات کو عدالتوں میں لے جانے کی بجائے باہم مل کر تصفیہ کے لئے بھی پنچائتی نظام وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ قیام امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی معاملات

میں دخل نہ دیا جائے۔ وسعت حوصلہ کے ساتھ دوسروں کو ان کے عقیدہ کے مطابق کام کرنے دیں اور خود اپنے عقیدہ کے مطابق کام کریں۔ حضور نے تجارت اور صنعت و حرفت کے متعلق فرمایا کہ تجارت ایسا شعبہ ہے جس سے مسلمانوں نے سب سے زیادہ تغافل برتا ہے اور تجارتی لحاظ سے وہ ہندوؤں کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ تجارت اور صنعت و حرفت میں بھی مسلمانوں کی ترقی کے لئے خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آخر پر حضرت مصلح موعود نے مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ختم کرکے باہم اتحاد اور یگانگت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ:۔

"پھر ایک دفعہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ سب محنت رائیگاں اور سب تدبیریں عبث جائیں گی اگر اس امر کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا کہ ہم باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں۔ اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتوؤں کو نظرانداز کر دینا چاہئے۔ کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضروریات کے لئے ان لوگوں سے مل کر کام نہیں کر سکتے جن کو تم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر رسول کریم ﷺ مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ کہو کہ سیاسی حفاظت کے لئے اس میں مل کر کام نہ کر سکیں۔ اگر ہم اس موقعہ پر اتحاد نہ کر سکیں گے تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہو گا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے ہے۔ اپنے نفسوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔" آمین

(۹) جماعت احمدیہ کا جدید نظامِ عمل

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو کارکنان سلسلہ احمدیہ کے ایک اجتماع میں جماعت کے جدید نظام عمل کے بارہ میں حضور نے ایک مفصّل تقریر فرمائی جس میں مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق مجلس معتمدین اور صیغہ ہائے نظارت کے باہمی الحاق کا اعلان فرمایا۔ کارکنان کو مخاطب کرتے

ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"اس وقت سلسلہ کے کام دو طریق پر چل رہے ہیں۔ کچھ حصہ کاموں کا مجلس معتمدین کے ذریعہ جو انجمن احمدیہ کہلاتی ہے' انجام پاتا ہے اور کچھ نظارت کے ذریعہ ہوتا ہے۔......... آئندہ کیلئے یہ کیا گیا ہے کہ نظارت کے کام مجلس معتمدین کے قواعد میں تبدیلی کر کے اس میں شامل کر دئے گئے ہیں اور صدر انجمن اس جماعت کا نام رکھا گیا ہے جس میں تمام جماعت کے نمائندے شامل ہونگے۔ پہلے صدر انجمن ایک ذہنی وجود تھا مگر آئندہ اسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ امور جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہونگے اور جن کی ذمہ داری ساری جماعت پر عائد ہوگی وہ اس کے مشورہ کے بغیر نہ ہونگے۔"

حضور نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ دونوں طریقوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے جو نقصانات ہو رہے تھے اب وہ انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائیں گے اور سلسلہ کا کام بہتر طریق پر چلے گا۔ آخر میں حضور نے فرمایا:۔

"ہمیں سادہ زندگی بسر کرنی چاہئے اور کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ پھر یہ کام چونکہ سب کے اتحاد سے ہو سکتے ہیں اس لئے میں سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اتحاد اور محبت بڑھانے کی کوشش کریں۔ پھر چونکہ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہیں اس لئے میں دوستوں سے چاہتا ہوں کہ اپنی اور سب کی روحانی ترقی' سلسلہ کے کاموں اور ترقی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔"

(۱۰) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء

۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت کے کاموں میں ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ ہماری جماعت کے کام تقدیر عام کے ماتحت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی ترقی اور کامیابی کے لئے اسی سے مدد مانگنی چاہئے۔ دعائیں کرتے ہوئے جلسہ کی کارروائی میں شامل ہوں اور جلسہ کے اوقات کو ضائع نہ ہونے دیں بلکہ ان سے پورا فائدہ اٹھائیں۔

(۱۱) منہاج الطالبین

یہ کتاب حضرت مصلح موعود کی دو تقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ستائیس اور اٹھائیس دسمبر ۱۹۲۵ء کو قادیان میں فرمائیں۔ ابتداءً حضور نے احباب جماعت کو چند متفرق امور کی طرف توجہ دلائی جو جماعت کی اصلاح اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے جو ہمیشہ انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچتا رہا ہے۔ یعنی وہ کونسے ذرائع ہیں جن پر عمل کر کے انسان گناہوں سے پاک ہو جائے اور نفس میں نیکیاں پیدا ہو جائیں۔ تزکیہ نفس ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں لوگوں نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ہندو جوگی جنگلوں میں مارے مارے پھرے اور شدید ریاضتیں کر کے اپنے اعضاء بے کار کر بیٹھے لیکن حاصل کچھ نہ ہوا۔ مسلمانوں میں سے بھی بعض صوفی کہلانے والے افراد نے لمبے لمبے اذکار اور وظیفے ایجاد کئے لیکن منزل سے دور ہی رہے۔ حضرت مصلح موعود نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں اس مضمون کی سادہ اور عام فہم طریق پر ایسی وضاحت فرمائی ہے کہ عام انسان بھی اس کو سمجھ سکتا ہے اور ان ذرائع پر آسانی سے عمل کر سکتا ہے۔ یہ کتاب انسان کے اپنے نفس کی اور آئندہ نسلوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کیلئے اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ شروع میں حضور نے اس مضمون کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اپنی ایک رؤیاء کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"رؤیا یہ تھی کہ ایک مصلّی ہے جس پر میں نماز پڑھ کر بیٹھا ہوں میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کی ہے اس کا نام منہاج الطالبین ہے یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے والوں کا راستہ۔ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا کہ پھر یکدم خیال آیا کہ یہ کتاب حضرت خلیفہ اوّل کو دینی ہے۔ اس لئے میں اسے ڈھونڈنے لگا ہوں مگر وہ ملتی نہیں۔ ہاں اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک اور کتاب مل گئی۔ اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ **وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ** اور تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے اس خیال سے کہ اگر شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کی کوئی کتاب اس نام کی ہو تو اسے تلاش کروں حضرت خلیفۃ المسیح اول سے پوچھا

تو آپ نے فرمایا کہ ان کی اس نام کی تو کوئی کتاب نہیں البتہ غنیۃ **الطالبین** نام کی کتاب ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ اس نام کی کسی اور کی کتاب بھی نہیں ہے۔ پھر خیال آیا کہ ممکن ہے کہ کسی وقت مجھے ہی اس نام کی کتاب لکھنے کی توفیق ملے۔ اور عبدالقادر سے یہ مراد ہو کہ اس میں جو کچھ لکھا جائے وہ میرے دماغ کا نتیجہ نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی سمجھائی ہوئی باتیں ہوں۔ اس وجہ سے میں نے اس مضمون کا نام منہاج **الطالبین** رکھا ہے۔"

حضور انور نے گناہوں سے بچنے کیلئے بنیاد تزکیہ نفس اور تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ پھر انسان کامل بننے کے لئے فرمایا کہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انسان کا تعلق مخلوق سے بھی درست ہو اور خدا سے بھی درست ہو۔ حضور نے یہ نکتہ بیان فرمایا کہ دین دو شقوں میں منقسم ہے۔ (۱) اخلاق (۲) روحانیت۔ انسان کے اعمال کا وہ حصہ جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اخلاق کہلاتا ہے اور وہی معاملہ جب خدا تعالیٰ سے کیا جائے تو اسے روحانیت کہتے ہیں۔ اسی حوالے سے اخلاق پر بحث کرتے ہوئے آپ نے اخلاق کی تعریف' اعلیٰ اخلاق کا خیال کیوں رکھا جائے یا اخلاق کسے کہتے ہیں؟ اور کیا اخلاق کی اصلاح ممکن ہے؟ جیسے موضوعات پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ پھر گناہ کیا ہے؟ گناہ کے اقسام' گناہ کہاں سے آتا ہے گناہ آلود حالتیں اور اسلام نے گناہ کا کیا علاج بیان فرمایا جیسے مضامین مدلّل بیان فرمائے۔ اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ گناہ کا سلسلہ روکنا چاہتے ہیں تو جس طرح **سیگریگیشن** کیمپ (Segregation Camp) ہوتا ہے اس طرح بناؤ اور آئندہ اولاد سے گناہ کی بیماری دور کر دو تاکہ آئندہ نسلیں محفوظ رہیں۔ اولاد سے گناہ کی بیماری کو دور کرنے کے لئے حضور نے تربیت کے ۲۷ عظیم الشان طریق بیان فرمائے۔

نیز فرمایا کہ اصل نیکی دل کی پاکیزگی ہے اور جس فطرت پر زنگ نہ ہو اس کے لئے گناہوں سے بچنے کے تین علاج ہیں۔ (۱) یہ کہ اسے بدیوں کا علم اور نیکیوں کی خبر ہو۔ (۲) اسے معلوم ہو کہ بدیوں سے اجتناب اور نیکیوں پر عمل کرنے کے مواقع کیا کیا ہیں۔ (۳) اسے معلوم ہو کہ کونسی بدیاں میرے اندر ہیں جنہیں میں نے دور کرنا ہے۔ اس کے بعد حضور نے بڑی بڑی بدیوں کی ایک لسٹ بیان فرمائی جس میں ان بدیوں کی جو انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی جو انسانوں کے سوا دوسری مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں کی تفصیلات ہیں تا کہ ان کے ذہن میں آنے سے ان سے بچنے کی طاقت پیدا ہو۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے

نیکیوں کی تفصیلی لسٹ بیان فرمادی تاکہ ان پر عمل کیا جا سکے۔
آخر میں حضور نے فرمایا:۔
"کوشش کے علاوہ ایک اور گُر ہے اور وہ دعا کا گُر ہے۔ جب انسان سے اپنی کوششوں کے ذریعہ کچھ نہ بنے تو اسے بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی چیز اپنی کوشش ہوتی ہے جو اندرونی امداد ہوتی ہے اور دوسری بیرونی امداد ہوتی ہے۔ انسان اپنی طرف سے کوشش کرے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ مجھ سے تو جو کچھ ہو سکتا ہے کر رہا ہوں۔ اب آپ ہی مدد دیں تو کامیاب ہو سکتا ہوں۔"

(۱۲) مستورات سے خطاب

(فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بر موقع جلسہ سالانہ)

اس تقریر میں حضور نے سورۃ الدھر کی ابتدائی آیات کی پُر معارف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ احمدی مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے ابتدائی، درمیانی اور آخری انجام بتائے ہیں۔ گویا اس کی کمزور ہستی کا مکمل نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ انسان اگر اس پر غور کرے تو وہ تکبر کر ہی نہیں سکتا جس کی وجہ سے انسان دنیا میں گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔
آخر میں حضور نے احمدی عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔
"جب تک تم احمدیت کی تعلیم کو پورا نہیں کرو گی احمدی کہلانے کی مستحق نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پوری احمدی بنو تاکہ اگر ایسا وقت آئے جب ہمیں خدا کے دین کے لئے تم سے جدا ہونا پڑے تو تم ہمارے بچوں کی پوری پوری تربیت کر سکو۔ دنیا اس وقت جہالتوں میں پڑی ہوئی ہے۔ تم قرآن کو سمجھو اور خدا کے حکموں پر چلو۔"

(۱۳) احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت

مئی ۱۹۲۶ء میں مبلّغ امریکہ حضرت مولوی محمد الدین صاحب کی کامیاب مراجعت پر لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے ان کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے یہ تقریر فرمائی۔ عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ عورتوں کیلئے کوئی باہر کا کام کرنا یا ملازمت کرنا ناجائز ہے۔ مگر اس میں بھی شُبہ نہیں کہ عورتوں کے کثیر حصہ کا کام گھر میں ہی ہے۔ یورپ میں جہاں اتنی آزادی اور اتنی تعلیم ہے وہاں بھی نوے فی صدی عورتیں گھروں میں کام کرتی ہیں۔.......... پس جب یورپ کی عورتیں انتہائی تعلیم پاکر بھی زیادہ تر گھر کا ہی کام کرتی ہیں تو معلوم ہوا عورتوں کی تعلیم کا جزو اعظم تربیت اولاد اور گھر کا کام ہی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچوں کے کپڑے سینا اور پہنانا ہی عورتوں کا کام ہے بلکہ بچوں کو تعلیم دینا بھی ان کا فرض ہے اور اس کے لئے ان کا خود تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔"

(۱۴) حق الیقین

ایک شیعہ مرزا احمد سلطان صاحب نے ایک کتاب مسمّٰی بہ "ہفوات المؤمنین" لکھی جو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ مصنف کا مقصد حق جوئی اور صداقت طلبی معلوم نہیں ہوتا بلکہ درپردہ وہ آئمہ اسلام اور بزرگان دین کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب کے مضمون سے جس میں بعض روایات کو بنیاد بنایا گیا ہے رسول کریم ﷺ، آپ کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی ذات پر ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے سارے ملک میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اس لئے اس کا تدارک ضروری تھا۔ اخبار "اہلحدیث" نے اس کا جواب لکھنا شروع کیا لیکن جلد ہی خاموشی اختیار کرلی۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعود نے مناسب سمجھا کہ حضور خود اس کا جواب لکھیں۔ چنانچہ ۱۹۲۶ء میں آپ نے اس کا جواب لکھا۔ آپ

فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تصنیف کے اصل مخاطب اہلحدیث صاحبان ہیں اور اگر وہی مسلک ہم اختیار کرتے جو وہ لوگ ہمارے متعلق اختیار کیا کرتے ہیں تو شاید ہمارا طریق بھی یہ ہوتا کہ ہم اس جنگ کا لطف دیکھتے اور ایک دوسرے کی فضیحت اور تحقیر کو خاموشی سے ملاحظہ کرتے۔ لیکن چونکہ ہمارا رویہ تقویٰ پر مبنی ہے اور اسلام کی محافظت اور اس کے خزائن کی نگرانی کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس لئے میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ یہ کتاب بلا جواب کے رہے اور اسلام کے چھپے دشمن اسلام کے ظاہری دشمنوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر رخنہ اندازی کرنے کا کام بلا روک ٹوک کرتے چلے جائیں۔"

مصنف ہفوات نے بعض روایات کو بنیاد بنا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ گویا احادیث کے تمام مجموعے اعتبار کے قابل نہیں۔ حضور نے ابتداءً علم حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ احادیث کی صحت ان کی ضرورت اور فوائد تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ حدیث کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"غرض بعض روایات کی غلطی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کام ہی عبث تھا اور نہ محدثین کی خدمتِ اسلام میں کوئی شبہ لاحق ہوتا ہے اور نہ ان کی شان میں کوئی کمی آتی ہے۔ انہوں نے فوق العادت محنت سے رسول کریم ﷺ کی مجلس کے نقشہ کو ہمارے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی ان کی بشری غلطیوں سے ٹھوکر کھاتا ہے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ اگر وہ اس قسم کی غلطیوں سے ڈر کر اس کام کو چھوڑ دیتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور میں مجرم ہوتے اور ان سے پوچھا جاتا کہ کیوں انہوں نے ایک مفید علم کو زندہ گاڑ دیا۔"

مصنف ہفوات نے لکھا ہے کہ چونکہ بعض ایسی احادیث مروی ہیں جو رسول کریم ﷺ کی شان کے خلاف ہیں اس لئے ان کتب کو جلا دینا چاہئے اور مٹا دینا چاہئے۔ حضور نے ان کے اس خیال کی تردید کی ہے اور اسے ان کی کم علمی اور جہالت پر مبنی قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں کہیں بھی ایسا قاعدہ نہیں کہ جس کتاب میں کوئی غلطی ہو جائے اسے جلا دیا جائے یا اس حصہ کو کتاب سے نکال دیا جائے۔ اگر اس طریق پر عمل کیا جائے تو دنیا سے علوم کا خاتمہ ہو

جائے اور کسی کتاب پر اعتبار باقی نہ رہے۔

پس غلطیوں اور کمیوں کے باوجود احادیث کی اہمیت اور افادیت کم نہیں ہوتی۔ کتب احادیث مخلص خادمانِ اسلام کی دیانتدارانہ اور ان تھک کوششوں کا خوبصورت اور شیریں پھل ہیں جن سے مسلمانوں کو خصوصاً اور دوسرے لوگوں کو عموماً بہت فائدہ پہنچا ہے اور پہنچتا رہے گا۔ اس اصولی بحث کے بعد حضور نے مصنف ہفوات کے اعتراضات کی نمبروار تردید کی ہے اور ایسی عمدہ کہ سب اعتراضات کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ جن احادیث کو قابل اعتراض سمجھا گیا ہے حضور نے ان کی ایسی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ معارف کا خزانہ نظر آنے لگتی ہیں۔ آپ کی یہ تحریر علم و عرفان کا ایک دلکش مرقع ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

(۱۵) تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء

حسب معمول حضور نے جلسہ سالانہ کے دوسرے دن ۲۷ دسمبر کی تقریر میں احباب جماعت کے سامنے بعض متفرق امور بیان کئے۔ یادرفتگان کے سلسلہ میں آپ نے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب کی وفات کا ذکر کر کے ان کے بلند مقام اور صفاتِ حسنہ کا تذکرہ فرمایا اور احباب کو ان کی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی نصیحت فرمائی۔ جماعتی لحاظ سے اس سال کا ایک اہم واقعہ یعنی افتتاح مسجد فضل لندن کی تفصیل حضور نے بیان فرمائی کہ کس طرح شاہ ابن سعود کے بیٹے امیر فیصل مسجد کے افتتاح کے لئے لندن پہنچ گئے لیکن بعد میں ہندوستان اور مصر کے مخالف مولویوں کے شور سے ڈر کر انہیں افتتاح سے روک دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس امر کو بھی خدا تعالیٰ نے مسجد اور جماعت احمدیہ کی شہرت کا موجب بنا دیا۔ اخبارات نے خوب خبریں دیں اور تبصرے لکھے۔ اس طرح جماعت کا ذکر یورپ کے دیگر ممالک کے علاوہ امریکہ تک پہنچ گیا۔ حضور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے تقویٰ کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے تقویٰ کی تعریف' اس کے حصول کے ذرائع اور اس کے فوائد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز فرمایا:۔

"پس پورے جوش اور پوری ہمت کے ساتھ تقویٰ پر نہ صرف خود قائم ہو جاؤ بلکہ اسے دنیا میں قائم کرو اور دین کی نصرت کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرو۔

مل کر کام کرو۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آؤ۔ ہر بھائی کے ساتھ محبت کا سلوک کرو۔ جھگڑوں کو چھوڑ دو اور مصیبتوں میں ایک دوسرے کے کام آؤ۔"

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن ۲۸ دسمبر۱۹۲۶ء کو حضور نے جو تقریر فرمائی اس میں بھی اصل مضمون سے پہلے آپ نے بعض متفرق امور کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ آپ نے جلسہ سالانہ پر آنے والے دوستوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ پوری دلجمعی اور انہماک سے تقاریر سنا کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اِدھر اُدھر پھر کر وقت ضائع نہ کریں۔ اگر کسی وقت ضروری حاجت کیلئے باہر جانا پڑے تو فارغ ہوتے ہی جلسہ گاہ میں واپس آ جانا چاہئے۔ اس کے بعد حضور نے اسی سال شائع ہونے والی اپنی دو کتب "منہاج **الطالبین**" اور "حق الیقین" کا تعارف کروایا کہ یہ نہایت اہم مضامین پر مشتمل ہیں اور بہت مفید علمی معلومات کا ذخیرہ اپنے رکھتی ہیں۔ احباب کو چاہئے کہ وہ انہیں خرید کر خود بھی مطالعہ کریں اور کثرت سے شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ حضور نے بعض احمدی مصنفین کی کُتب کا بھی تعارف کروایا اور انہیں خریدنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب جماعت کو وصیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص وصیت نہیں کرتا اس کے ایمان میں نفاق کا حصہ ہے اس لئے دوستوں کو وصیت کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے تاکہ جماعت کے بڑھتے ہوئے کاموں کیلئے روپیہ مہیا ہو سکے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت کے سب افراد کو کام کرنا چاہئے اور کوئی دوست بے روزگار نہیں رہنا چاہئے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر انتظامِ ضیافت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ قادیان کی آبادی محدود ہے اس لئے مہمانوازی کے سلسلہ میں باہر سے آنے والے دوستوں کو بھی شامل کر لینا چاہئے تاکہ سب مہمانوں کو وقت پر کھانا مہیا کیا جا سکے اور وہ بروقت جلسہ کی کارروائی میں شامل ہو سکیں۔ آخر میں حضور نے مسجد لندن کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک تازہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج مسجد لندن کے متعلق ایک اور شہادت ملی ہے کہ ولایت کے ایک بڑے آدمی نے لکھا ہے کہ ابن سعود نے ایک نادر موقع ہاتھ سے کھو دیا اس کے لئے موقع تھا کہ وہ یہ دکھاتا کہ اس کا تعلق اس جماعت سے ہے جو اسلام کو خوبصورتی کے ساتھ

پیش کرتی ہے۔ میرے نزدیک اس کے بیٹے کو جو ولایت سے دُنیوی فوائد پہنچے ہیں وہ آپ کی جماعت کے طفیل ہی پہنچے ہیں۔ اگر آپ اسے نہ بلاتے تو اس کو یہ فوائد کیسے پہنچتے۔"

یاد رہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ ابن سعود کے بیٹے شہزادہ فیصل (جو بعد میں شاہ فیصل ہوئے) مسجد لندن کے افتتاح کی خاطر لندن پہنچ گئے تھے لیکن پھر مولویوں کی مخالفت اور شور کی وجہ سے انہیں مسجد کا افتتاح کرنے سے شاہ ابن سعود نے روک دیا تھا۔

(۱۶) ہندو مسلم فسادات' ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریقِ عمل

ہندوستان میں فرقہ وارانہ نزاع بڑھ رہا تھا۔ کلکتہ' الٰہ آباد' سہارنپور اور کوہاٹ میں فسادات ہو چکے تھے۔ ان کشیدہ حالات میں بجائے اصلاح اور امن قائم کرنے کے بعض لوگ اپنے مخصوص مفادات کی خاطر مذہبی تعصب کو مزید بڑھا رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعود نے یہ تقریر کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ حضور کی یہ تقریر ۲مارچ ۱۹۲۷ء کو بریڈلا ہال' لاہور میں ہوئی۔ صدارت کے فرائض ایک اہم مسلمان لیڈر سر محمد شفیع صاحب نے ادا کئے۔ آپ نے اپنے ابتدائی ریمارکس میں فرمایا:۔

"حضرات! ہمارے محترم مرزا صاحب نے آج اپنی تقریر کے لئے ایک ایسا عنوان تجویز کیا ہے جس کے ساتھ قدرتاً موجودہ حالات میں ہر بہی خواہ ملک کو دلچسپی ہے۔...... میں سمجھتا ہوں وقت آگیا ہے کہ ایسے خیرخواہ اور ہمدرد لوگ اپنی آواز بلند کریں اور بتائیں کہ ہندوستان میں جو لوگ قوموں کو لڑا رہے ہیں وہ ملک کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ چونکہ اس وقت ہندوستان میں اس قسم کی مشکلات ہیں اس لئے مرزا صاحب آج آپ کو ان سب کا صحیح حل بتائیں گے جس سے امید ہے کہ ملک کے حالات درست ہو جائیں گے۔"

حضور نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے ہندو مسلم فساد کی وجوہات بیان کیں۔ آپ نے فرمایا کہ سیاسی اور مذہبی رواداری کا فقدان اس فساد کی بنیادی وجہ ہے۔ جب تک یہ نقص دور نہ ہو دونوں قوموں میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ ہندو بھی رواداری پر عمل کریں تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کے بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ باہمی رواداری پیدا کرنے کا یہی طریق ہے۔ حضور نے اس خیال کی تفصیل سے تردید فرمائی کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے یا جبر کی تائید کرتا ہے۔ آخر میں آپ نے مسلمانوں کو اپنی اصلاح، اتحاد اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی کہ یہ امور ان کی حفاظت اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

(۱۷) مذہب اور سائنس

یہ لیکچر حضور نے سائنس یونین اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو حبیبیہ ہال میں زیر صدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب دیا۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے متصادم ہیں۔ حضور نے اس خیال کی تردید کی اور فرمایا کہ سچے مذہب اور درست سائنس میں کوئی تصادم نہیں۔ فرمایا۔

"مذہب اور سائنس میں مقابلہ ہی کوئی نہیں۔ کیونکہ مذہب خدا کا کلام ہے اور سائنس خدا کا فعل اور کسی عقلمند کے قول اور فعل میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی جھوٹا ہو یا پاگل ہو تو اختلاف ہو گا خدا کے متعلق دونوں باتیں ممکن نہیں۔ کیونکہ خدا ناقص العقل یا ناقص الاخلاق نہیں۔ پس خدا کے قول اور فعل میں فرق نہیں۔ اس لئے مذہب اور سائنس میں بھی تصادم نہیں۔"

حضور نے مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"دراصل بعض دفعہ انسان کا دماغ خدا تعالیٰ کے فعل کو اور بعض دفعہ خدا تعالیٰ کے قول کو سمجھنے میں غلطی کر جاتا ہے جس سے سائنس اور مذہب میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں تو سائنس ہمیشہ مذہب کی تائید کرتی ہے۔ حضور نے مثالیں دے کر واضح کیا کہ اسلامی تعلیم کی سائنس سے تائید ہوتی۔ صفائی اور صحت

کے سلسلہ میں اسلام نے جو تعلیم چودہ سو سال قبل دی آج سائنس اسے درست تسلیم کر رہی ہے۔

مثال کے طور پر حضور فرماتے ہیں:۔

"حدیث شریف میں آتا ہے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ۔

یعنی جس برتن کو کتا چاٹ جائے اس کو سات دفعہ مٹی سے مل کر دھونا چاہئے۔ ڈاکٹر کاخ جو جرمنی کے مشہور پیتھالوجسٹ ہیں انہوں نے Postwar Institute میں جب کام شروع کیا تو انہیں چونکہ اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق تھا اس لئے خیال آیا کہ حدیث میں جو آتا ہے کہ کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو مٹی سے ملنا چاہئے اس میں ضرور کوئی حکمت ہوگی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دانا آدمی تھے انہوں نے ضرور اچھی بات کہی ہوگی۔ پس انہوں نے تحقیقات شروع کی تو معلوم کیا کہ مٹی کے اندر ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جو Rabies (کتے کا زہر) کیلئے مفید ہیں اور اس کے مصلح ہیں گویا ان کو حدیث نے اس طرف توجہ دلائی۔"

آخر میں حضور نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اسلام کا خود مطالعہ کریں۔ قرآن ہاتھ میں لیں اور اس پر غور کریں انہیں خود یقین آجائے گا کہ سائنس اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تعلیم کو سچا ثابت کرتی ہے۔

(۱۸) فسادات لاہور پر تبصرہ

مئی ۱۹۲۷ء میں ایک دن جب کہ مسلمان لاہور کی ایک مسجد میں نماز پڑھ کر باہر نکلے تو بِلا اشتعال بعض ہندوؤں اور سکھوں نے انہیں قتل کر دیا۔ نتیجۃً دونوں قوموں میں فساد شروع ہو گیا۔ اس موقعہ پر حضور نے یہ اشتہار لکھا جو لاہور میں کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ حضور نے دونوں فریق کو جذبات پر قابو پانے کی اور فساد سے بچنے کی تلقین کی۔ نیز مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمیں اپنا بدلہ اس تعلیم سے اور اس تعصب سے لینا چاہئے جس کے نتیجہ

میں یہ واقعات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہندوستان کے ہر گھر میں اسلامی تعلیم کو قائم کر دیں تا نہ یہ اختلاف مذاہب رہے اور نہ یہ خونریزیاں ہوں۔ ان تمام فسادات کا علاج صرف تبلیغِ اسلام ہے۔"

(۱۹) آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں

ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت دن بدن کمزور ہو رہی تھی۔ ان کے معاشی اور تمدنی حالات روبہ تنزّل تھے۔ تجارت اور صنعت و حرفت ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ ہر شعبہ زندگی میں وہ ناکام ہو رہے تھے اور ہندو ترقی پر ترقی کر رہے تھے۔ ہندوؤں نے معاشی، تمدنی اور سیاسی برتری حاصل کرنے کے بعد اب مسلمانوں کے مذہب پر بھی دست درازی شروع کر دی۔ شدھی اور سنگھٹن کی تحریک جاری کر کے ہندو لیڈروں نے صاف اعلان کر دیا کہ ہندوستان میں ہندو ہی رہ سکتے ہیں مسلمان ہندو ہو جائیں یا ملک چھوڑ جائیں۔ ان کٹھن حالات میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے حضور نے مسلمانوں کو بیدار کرنا ضروری سمجھا۔ اس غرض کے لئے آپ نے "صیغہ ترقی اسلام قادیان" قائم کیا۔ محترم چوہدری فتح محمد سیال صاحب اس کے سیکرٹری تھے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے حضور نے بتیس نکات پر مشتمل ایک سکیم تیار کی جو ۱۷اور ۲۴ مئی ۱۹۲۷ء کے الفضل میں شائع ہوئی۔ اس سکیم کی روشنی میں مسلمانوں سے رابطہ رکھنا اور ان کی راہنمائی کرنا اس صیغہ کا کام تھا۔ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"وقت نازک ہے اور حالات دم بدم بدل رہے ہیں۔ ایک ایک منٹ کی دیر خطرناک ہے۔ آپ سوچ لیں کہ کیا آپ سپین کی طرح اسلام اور مسلمانوں کا نام ہندوستان سے مٹ جانے پر راضی ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس جدوجہد کیلئے تیار ہو جائیں۔"

(۲۰) اسلام کی آواز

ہندوؤں کی تحریک شدھی کے مقابلہ کے سلسلہ میں ہی یہ پمفلٹ حضور نے ۵ مئی ۱۹۲۷ء کو لکھ کر شائع کیا۔ فرمایا کہ مسلمانوں کو صرف اس صورت میں امن نصیب ہو سکتا ہے کہ اپنے لوگوں کی تربیت کریں اور انہیں مرتد ہونے سے بچائیں نیز دیگر مذاہب کے لوگوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ اس سلسلہ میں لٹریچر صیغہ ترقی اسلام قادیان سے حاصل کریں۔

(۲۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہونگے

ایک ہندو دیوی شرن شرما نے رسالہ ورتمان امرتسر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارہ میں ایک لغو اور انتہائی ہتک آمیز مضمون لکھا۔ ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء کو حضرت مصلح موعود نے مسلمانوں کو اس مضمون کے بارہ میں مطلع کر کے نصیحت فرمائی کہ اگر وہ اب بھی بیدار نہ ہوئے تو یہاں بھی سپین کے سے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ انہیں وقتی جوش دکھانے کی بجائے بیدار مغز ہو کر مستقل عمل اور قربانی سے ہندوؤں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اول وہ اپنی اصلاح کریں اور دین کے سلسلہ میں بے پرواہی چھوڑ دیں۔ دوم پوری دلچسپی سے اسلام کی تبلیغ کریں۔ سوم۔ مسلمانوں کو تمدنی اور اقتصادی غلامی سے بچانے کیلئے سر توڑ کوشش کریں۔ تب ہی وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(۲۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض

۱۹۲۷ء میں ایک دریدہ دہن شخص راجپال نے ایک کتابچہ بنام "رنگیلا رسول" شائع کیا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر ناپاک حملے کئے گئے۔ اس سے مسلمانوں کو شدید ذہنی

اور روحانی اذیت پہنچی۔ حکومت کی طرف سے مصنف پر مقدمہ چلایا گیا۔ ابتدائی عدالت سے اسے کچھ قید کی سزا ہوئی جو اپیل میں بھی قائم رہی لیکن ہائی کورٹ میں نگرانی کی درخواست پر جج کنور دلیپ سنگھ نے قرار دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی توہین قانون کی زد میں نہیں آتی اور ملزم کو بری کر دیا۔ ان دنوں لاہور سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ "مسلم آؤٹ لک" میں ایک اداریہ شائع ہوا جس میں جج کے فیصلہ پر تنقید کی گئی۔ اس پر اخبار کے مالک مولوی نورالحق صاحب اور پرنٹر سید دلاور شاہ صاحب (احمدی) کے نام توہین عدالت کا نوٹس جاری ہوا۔ سماعت کے بعد انہیں چھ ماہ قید اور جرمانہ کی سزا ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ مضمون (تحریر فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۲۷ء) اس واقعہ کے متعلق ہے۔ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے آپ نے اس سزا کو نادرست قرار دیا کیونکہ مسلم آؤٹ لک کا اداریہ جائز تنقید سے تجاوز نہ تھا۔

حضور نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وقتی جوش سے کام نہیں چلتے۔ استقلال کے ساتھ کام کر کے ہی مسلمان موجودہ حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک تو تبلیغ کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے تا کہ ہماری تعداد بڑھے۔ دوسرے جس طرح ہندو ہم سے چھوت چھات کرتے ہیں ہمیں بھی ان سے یہی سلوک کرنا چاہئے اور ان کی دکانوں سے کھانے پینے کی چیزیں نہیں خریدنی چاہئیں۔ بلکہ خود ایسی دُکانیں بنائیں تا کہ مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہو سکے۔ تیسری بات اپنے سیاسی حقوق کا مطالبہ اور ان کا حصول ہے۔ اس کے لئے بھی پوری کوشش کی ضرورت ہے۔ تب ہی مسلمان ترقی کر سکتے ہیں۔

(۲۳) مذہبی رواداری کی بے نظیر مثال

قادیان کے کچھ سکھ صاحبان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) کی کتاب "گورو نانک صاحب کا مذہب" میں ان کے پیشواؤں پر حملہ کیا گیا ہے۔ اس پر حضور نے صیغہ تالیف و تصنیف سے رپورٹ طلب فرمائی۔ رپورٹ پڑھ کر حضور اس نتیجہ پر پہنچے کہ گو یہ کتاب قانون کی زد میں نہیں آتی مگر سکھوں کا دل دکھانے کیلئے کافی ہے۔ اس پر حضور نے اس کتاب کو ضبط کر کے بے نظیر رواداری کی مثال قائم کی۔ آپ نے مؤرخہ ۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو "مذہبی رواداری کی بے نظیر مثال" کے عنوان پر

ایک مضمون تحریر فرمایا آپ فرماتے ہیں:-

"میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ سلسلہ کے نام پر میں اس کتاب کو ضبط کرتا ہوں آئندہ کسی سلسلہ کے اخبار میں اس کا اشتہار نہ چھپے کوئی احمدی اسے نہ خریدے اور جو خرید چکے ہیں وہ فوراً اس کتاب کو تلف کر دیں اور جب تک اس کتاب کے سخت الفاظ بدل کر مہذب طریق سے مضمون کو پیش نہ کیا جائے' اس کتاب کی بندش رہے۔"

(۲۴) کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں

راجپال کی کتاب "رنگیلا رسول" اور اس کے بعد کے واقعات کی وجہ سے ہندوستان میں جو حالات پیدا ہو گئے تھے حضور ان کے بارہ میں متواتر مسلمانوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔ یہ اور اس کے بعد آنے والے چند مضامین آپ نے اسی سلسلہ میں تحریر فرمائے۔ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"پس اے مسلمانو! اپنے حال پر غور کرو اور اپنے مشکلات پر نظر ڈالو۔ ایک دن وہ تھا کہ خدا کی نصرت تم کو کرہ ارض کے کناروں تک لے جا رہی تھی اور آج تم دوسری قوموں کا فٹ بال بن رہے ہو۔ جس کا جی چاہتا ہے پیر مار کر تمہیں کہیں کا کہیں پھینک دیتا ہے۔"

پھر فرمایا کہ بغیر عقل اور تدبیر سے کام لینے کے مسلمانوں کی موجودہ مشکلات دور نہیں ہو سکتیں۔ جوش کی بجائے ہمیں ہوش سے کام لے کر اپنے قیدیوں کو چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارا فرض ہے کہ عدالت کے فیصلہ کو جلد بدلوائیں نیز قانون کی اصلاح کروائیں تاکہ آئندہ ایسے مجرم بری نہ کئے جا سکیں۔

(۲۵) اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے

۱۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو حضور نے یہ مضمون تحریر فرمایا جس میں مسلمانوں کو اس امر کی

طرف توجہ دلائی کہ وہ سب متحد ہو کر اپنے مشترکہ کام کریں اور اختلافات میں اپنی طاقت کو ضائع نہ کریں۔ اس وقت ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہندوؤں نے کی ہے اس لئے ان کا مقابلہ کریں نہ کہ گورنمنٹ کا۔ گورنمنٹ تو ہماری مدد کے لئے کھڑی ہے اس لئے ہمیں اس سے تعاون کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہئے۔ فرمایا:۔

"پس اے دوستو یہ کام کا وقت ہے' جیل خانہ میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں میں اس وقت بیداری پیدا کر دی ہے۔ اس بیداری سے فائدہ حاصل کرو' یہ دن روز نصیب نہیں ہوتے......... اب جلد سے جلد اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے کاموں میں لگ جاؤ۔"

(۲۶) اسلام کے غلبہ کیلئے ہماری جدوجہد

کچھ عرصہ قبل حضور نے یہ تحریک فرمائی کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کیلئے ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء کو ملک بھر میں جلسے کئے جائیں۔ یہ مضمون حضور نے اس غرض کیلئے تحریر فرمایا کہ ان جلسوں میں مسلمانوں کو سنایا جائے تاکہ ان میں بیداری پیدا ہو اور وہ ترقی کے راستوں پر گامزن ہوں۔ فرمایا کہ ہندو مسلمانوں کو اس ملک میں اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ کیلئے ضروری ہے کہ پورے جوش اور مستقل ارادہ کے ساتھ تبلیغ اور اتحاد باہمی کی تحریکات کو جاری رکھا جائے۔ اس کام کے لئے ہر شہر' قصبہ اور گاؤں میں کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں ہر فرقہ کے آدمی شامل ہوں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تاکہ متحد ہو کر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کام ہو سکیں۔

(۲۷) سرحد سے ہندوؤں کا اخراج

صوبہ سرحد کے متعلق اخباروں میں یہ خبر چھپی کہ راجپال کی کتاب اور ورتمان کی تحریرات کی وجہ سے وہاں کے خوانین نے ان ہندوؤں کو جو سرحد پر تجارت کرتے ہیں اس علاقہ سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر اخبار ملاپ کے ایڈیٹر نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

حضور نے اس کے جواب میں ۲۸ جولائی ۱۹۲۷ء کو یہ مضمون تحریر فرمایا کہ ہم ان ہندوؤں کی حفاظت کے سلسلہ میں پوری کوشش کر رہے ہیں۔ حضور نے سرحد کے خوانین سے اپیل کی کہ وہ ہندوؤں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا ایک اور موقع فراہم نہ کریں۔ ہاں مسلمانوں کی ترقی کیلئے ٹھوس کام کریں۔ نیز آپ نے تحریر فرمایا کہ ہندوؤں کو بھی چاہئے کہ وہ اشتعال انگیزی سے کام نہ لیں بلکہ حالات کو پر سکون بنانے میں گورنمنٹ کی مدد کریں۔

(۲۸) موجودہ بے چینی کے چند شاخسانے

راجپال کی دل آزار کتاب کے متعلق مسلمانوں میں جو بے چینی پیدا ہوئی وہ قدرتی تھی۔ پھر اس کے ساتھ چند ضمنی امور بھی پیدا ہو گئے۔ سر جیفرے مانٹ مورنسی وزیر مال نے چوہدری افضل حق صاحب کی تقریر کے بارہ میں کچھ طنزیہ ریمارکس دئے۔ اس پر ان کے حامیوں میں سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اس موقع پر حضور نے یہ مضمون لکھ کر حالات کو پُر سکون بنانے کی تلقین کی۔ فرمایا:۔

"میرے نزدیک اس قضیۂ نامرضیہ میں دونوں فریق کی غلطی ہے........ ہمیں اپنی تحریر و تقریر میں اخلاق کے قوانین کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔"

(۲۹) فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض

ہندو رسالہ "ورتمان" میں ایک مضمون "سیرِ دوزخ" کے عنوان سے چھپا جو حضرت رسول کریم ﷺ کی ہتک عزت پر مشتمل تھا۔ مسلمانوں کے احتجاج پر ایڈیٹر رسالہ اور مضمون نگار پر مقدمہ چلا اور عدالت سے انہیں سزا ہوئی۔ اس موقع پر ۱۰۔ اگست ۱۹۲۷ء کو حضور نے مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے یہ مضمون تحریر فرمایا۔ آپ نے لکھا کہ بعض لوگ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں لیکن میرا دل غمگین ہے۔

"کیونکہ میں اپنے آقا اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہتک عزت کی

انڈیکس

مرتبہ ——— مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

کلید مضامین

م

ن

آیات قرآنیہ

احادیث

شیعہ کتب سے احادیث

احادیث بالمعنی

احادیث پر بعض اعتراضات

اسماء

مقامات

کتابیات

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

10

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

KHUTUBAT-I-MAHMUD

by HADRAT MIRZA BASHIR-UD-DIN MAHMUD AHMAD
KHALIFATUL MASIH II

Published by:
Islam International publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU 10 2 AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford , Surrey.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡہَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡہَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی پُر معارف تصانیف "انوار العلوم" کی دسویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

اس جلد میں سیدنا حضرت المصلح الموعود کی ستمبر ۱۹۲۷ء سے اگست ۱۹۲۹ء تک کی تحریرات اور تقاریر شامل ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کا اظہار اس جلد سے بھی ہو رہا ہے۔ اور ان دو سالہ تحریرات سے بھی اس نشان آسمانی کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس مجموعہ کی تئیس تحریرات و تقاریر میں سے چھ ملک کے اہم سیاسی امور کے بارہ میں، چھ سیرۃ النبی ؐ کے موضوع پر، دو قرآن کریم کے فضائل اور آیات قرآنی کی تفسیر کے بارہ میں ہیں اور کچھ متفرق موضوعات بھی شامل ہیں۔

زیر نظر مجموعہ میں دو اہم کتب شامل ہیں ایک "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" اور دوسری "نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے کے عنوان سے حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۷ء پر تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پندرہ کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ درحقیقت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے ہزاروں ہیں اگر کوئی ان پر کتاب لکھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ منشاء پورا ہو سکتا ہے جو آپ نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت بیان فرمایا تھا کہ حضور یہ چاہتے تھے کہ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صد خوبیاں یعنی دلائل صداقت بیان کئے

جائیں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کرے تو یہ ایک اچھا کام ہوگا۔ حضرت مصلح موعود کا یہ ارشاد آج بھی جماعت احمدیہ کے قلم کاروں اور ریسرچ سکالروں کو صلائے عام دے رہا ہے خدا کرے کہ کوئی احمدی اس نیک کام کا بیڑا اٹھانے والا ہو۔

اس مجموعہ میں دوسری اہم کتاب "نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح" ہے یہ کتاب دراصل ہندوستان کی تاریخ آزادی کا ایک اہم باب اور ایک فیصلہ کن موڑ ہے۔ یہ کتاب آج بھی حضرت مصلح موعود کی سیاسی بصیرت کا شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو نظر انداز کرنے اور گویا ان کا مستقبل تاریک کرنے کے خیال سے نہرو رپورٹ شائع کی تھی تا کہ انگریز حکمران اس کی روشنی میں ہندوستان کے سیاسی مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرلیں۔ بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی اس رپورٹ کے حامی ہوتے نظر آرہے تھے ان میں جناب محمد علی جناح بھی شامل تھے۔ لیکن حضرت مصلح موعود بروقت مسلمانان ہند کی سیاسی راہنمائی کیلئے میدان عمل میں اُترے اور اس کتاب یعنی "نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح" کے ذریعہ نہرو رپورٹ کے مسلمان دشمن کردار کو ایسے ناقابلِ تردید دلائل سے واضح فرمایا کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور مسلمانوں کے لیڈر جناب محمد علی جناح جن کو بعد میں مسلمانانِ ہند نے قائداعظم کا خطاب دیا وہ بھی نہرو رپورٹ کی حقیقت جان گئے اور آخر کار ان کی قیادت میں مسلم لیگ نے اس رپورٹ کو مسترد کر دیا۔ مسلمانوں کی سیاسی رائے بدلنے میں اس رپورٹ نے ایک فیصلہ کُن کردار ادا کیا اور رائے عامہ کا دھارا موڑ کر رکھ دیا۔

اسی مجموعہ میں سائمن کمیشن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود کے چار مضامین بھی درج ہیں یہ بھی ہندوستان کی تاریخِ آزادی کا ایک اہم موڑ تھا مسلمان اپنی بے بصیرتی سے اس کا بائیکاٹ کر کے رہے سہے فوائد سے بھی محروم ہو رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود نے ان مضامین کے ذریعہ مسلمانوں کے اہم مطالبات انگریزوں کے سامنے رکھے جن میں جُداگانہ انتخاب کا معاملہ بے حد اہم تھا جس کو بعد ازاں مسلم لیگ نے زبردست جدوجہد

سے منوالیا اور قیام پاکستان کی رائے ہموار ہو گئی۔ حضور نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ یہ امر قانون اساسی میں داخل کیا جائے کہ قوموں کی مذہبی آزادی کو کسی قانون کی آڑ میں محدود نہیں کیا جائے گا۔

اس مجموعہ کی آخری قابل ذکر بات اس میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر چھ تحریرات و تقاریر ہیں یہ وہ دور تھا جب بعض متعصب ہندوؤں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دلآزار کُتب لکھیں اور جواب میں حضرت مصلح موعود نے عالمگیر سطح پر سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں کے انعقاد کا اعلان فرمایا۔ یہ تاریخِ احمدیت کا ایک سنہری دور تھا جب مسلمان اور غیر مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی حضرات بھی یکجا ہو کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تقاریر کر رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود کے کارناموں میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا اجراء بِلاشُبہ ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے۔

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔

مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے ابتدائی پروف ریڈنگ، مسودات کی ترتیب اور اصلاح کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبد الرشید صاحب طاہر اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم فضل احمد صاحب شاہد (مربیان سلسلہ) نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، ان کی نظرِ ثانی، اعراب کی درستگی اور Re-Checking کے سلسلہ میں دلی لگن اور بشاشت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب کا بھی خاکسار دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس جلد کی فائنل پروف ریڈنگ اور تیاری کے مختلف مراحل میں ان کے گرانقدر مشوروں اور

راہنمائی سے ہم نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

تعارف کتب مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔
خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان ہے اور دعاگو ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے' بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں ان اہم ذمہ داریوں سے احسن طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انوار العلوم کی یہ جلد بھی ہر احمدی کے دل کو نور ایمان سے منور کرنے والی کتاب ہے۔ جس کا مطالعہ روحانی لطف و مسرت کا ایک حسین باب ہے۔ امید ہے احبابِ جماعت حسبِ سابق پوری طرح تعاون فرماتے ہوئے اس علمی اور روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں گے۔

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعارفِ کُتب

یہ انوارالعلوم کی دسویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ستمبر ۱۹۲۷ء تا اگست ۱۹۲۹ء مختلف تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔

(۱) مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریاں

۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء کو الفنسٹن ہال شملہ میں نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب کی صدارت میں ایک وسیع جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے "مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریاں" کے موضوع پر ایک بصیرت افروز لیکچر دیا جو تین گھنٹے تک جاری رہا۔ حضور کی اس تقریر کو حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اختصار کے ساتھ قلمبند کیا اور بعد ازاں دسمبر ۱۹۲۷ء میں "لیکچر شملہ" کے نام سے شائع کردیا۔

حضور نے اس خطاب میں نہایت مدلّل اور مؤثر انداز میں مسلمانوں کو ان کی انفرادی اور قومی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں حقیقی اور عملی مسلمان بننے کی تلقین فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:-

> "یاد رکھنا چاہیئے کہ قومی ترقی، انفرادی ترقی اور قومی ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ جب تک وہ ذمہ داری جو ہم میں سے ہر ایک پر قوم کا ایک ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہے اُسے پورا نہ کریں اور اس ذمہ داری کو جو قومی حیثیت سے سب پر ہے پورا نہ کیا جائے قوم میں زندگی کے آثار پیدا نہیں ہوسکتے۔"

حضور نے ذمہ داریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنے اندر استقلال، ادب، خدمتِ خلق، خواہشِ مقابلہ، صفائی، پابندیٔ وقت، جفاکشی، رواداری، قومی نظام، قومی آزادی اور تبلیغی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں مشترکہ امور میں متحد ہو کر ایک ہوجانا چاہیئے اور باہمی اختلاف کو نظرانداز کردینا چاہیئے۔ اس زرّیں اصول کو اُجاگر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

> "پس ہم کو ایسے معاملات میں بِلا خیال فرقہ کے ایک ہوجانا چاہیئے تاکہ ہمارے مطالبہ میں قوت اور اثر پیدا ہو۔ سنی کو سب سے زیادہ پھر شیعہ کو پھر ہم کو پھر اہل حدیث کو، جب تک باوجود اختلاف کے مل کر نہ رہیں گے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ اختلاف مٹا نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ جیسے رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وجود کے آنے پر بھی اختلاف رہا اس لئے کہ وہ طبعی چیز ہے۔ صحابہؓ میں بعض مسائل میں اختلاف ہوتا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے عظیم الشان صحابہ میں بھی اختلاف ہوا مگر وہ فورًا صاف دل ہوگئے۔ اس لئے اختلاف سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ اختلاف علماء، صلحاء اور اولیاء میں ہوتے رہے اس کی پرواہ نہ کرو۔ آنحضرت ﷺ نے جب اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ فرمادیا تو اس سے ڈرنا اور گھبرانا کیوں؟ اختلاف کو رحمت بناؤ نہ کہ لعنت۔ اب میں بتاتا ہوں کہ یہ اختلاف رحمت کیوں ہے؟ دیکھو اگر سائنس دانوں میں اختلاف نہ ہوتا تو یہ ایجادات جو آئے دن ہو رہی ہیں اور جن سے ملک اور قوم کو نفع پہنچتا ہے کیونکر ہوتیں۔ اسی اصول پر اگر امت میں رہ کر اختلاف کریں تو رحمت کا موجب ہوگا۔ اس نکتہ کو سمجھ لو۔ اگر تم باوجود اختلاف کے اتحاد کروگے تو کیوں رحمت نہ ہوگا۔"

(۲) مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت

۱۹۱۷ء میں حکومتِ برطانیہ کے وزیرِ ہند اس غرض سے ہندوستان آئے کہ وائسرائے ہند

سے مل کر حالات کا جائزہ لیں اور رپورٹ کریں کہ ہندوستانیوں کو کہاں تک اختیاراتِ حکومت دیئے جاسکتے ہیں۔ اس رپورٹ کی روشنی میں چیمسفورڈ ریفارم سکیم تیار ہو کر قانون کی صورت میں منظور ہوئی اور ۱۹۱۸ء میں ہندوستان میں نافذ کی گئی۔ اس سکیم کے مطابق حکومتِ برطانیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ ہر دس سال کے بعد ایک کمیشن ہندوستان بھیجا جایا کرے جو حالات کا جائزہ لے کر رپورٹ کرے کہ کیا ہندوستان مزید حقوق حاصل کرنے کے قابل ہوگیا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء کے آخر میں برطانوی حکومت کی طرف سے ایک کمیشن بھجوانے کا اعلان ہوا جس کے صدر انگلستان کے نہایت زیرک اور ہوشیار بیرسٹر سر جان سائمن مقرر ہوئے۔ انہی کے نام پر یہ کمیشن "سائمن کمیشن" کہلایا۔

اس کمیشن میں کسی ہندوستانی کو بطور ممبر نامزد نہیں کیا گیا تھا اس لئے کانگرس اور دیگر سیاسی جماعتوں نے اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کرلیا۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے سیاست دان جیسے مسٹر محمد علی جناح صاحب اور مولانا محمد علی جوہر صاحب بھی بائیکاٹ کے حامی بن گئے۔ حضور نے ان سے ملاقات کرکے اپنا نکتۂ نظر بتایا کہ اس موقع پر بائیکاٹ مناسب نہیں اس سے مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔ لیکن یہ حضرات قائل نہ ہوئے۔ حضور ان اصحاب کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر اس اقدام سے چونکہ مسلمانوں کے اقتصادی اور سیاسی مفادات خطرہ میں پڑتے تھے اس لئے آپ نے بروقت انتباہ کیلئے ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء کو "مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت" کے عنوان سے یہ رسالہ تحریر فرمایا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ اس کمیشن کا بائیکاٹ کرنے سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا:۔

> "بائیکاٹ کا اثر زیادہ تر مسلمانوں پر پڑے گا اور ہندوؤں پر بہت ہی کم پڑے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سے ریفارم سکیم منظور ہوئی ہے ہندو اس امر کو سمجھ چکے ہیں کہ ہندوستان کا مستقبل انگریز قوم سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے لیڈر برابر آٹھ سال سے گرمیوں میں انگلستان جاتے ہیں اور بڑے بڑے انگریزوں' ہندوؤں کے فائدہ کی باتیں کرکر کے انہیں اپنا ہم خیال بنا چکے ہیں۔ اسی طرح وہ کوشش کرکے پارلیمنٹ کے ممبروں کو ہندوستان لاتے ہیں اور ہندوؤں کے گھر مہمان ٹھہراتے ہیں اور ہر وقت ان کے کان ان باتوں سے بھرتے ہیں جو ہندوؤں کے حق میں مفید ہیں اور مسلمانوں کیلئے

نقصان دہ۔ مگر مسلمانوں کے پاس نہ دولت ہے اور نہ ان کے اندر قربانی کا مادہ۔ چنانچہ وہ ان آٹھ سال کے عرصہ میں بالکل سوتے رہے ہیں۔ اور صرف اس سال عزیزم چوہدری ظفراللہ خان صاحب احمدی بیرسٹر لاہور ممبر پنجاب کونسل اور ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب بیرسٹر ممبر یو۔پی کونسل اس غرض سے ولایت گئے تھے اور انہیں کئی بڑے بڑے آدمیوں نے کہا کہ ہمیں تو آج ہی معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کی جُداگانہ حفاظت کی ضرورت ہے ورنہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہندو لیڈر جو باتیں کہتے رہے ہیں مسلمان ان سے متفق ہیں ورنہ مسلمان کیوں نہ آکر ہم سے اپنے حقوق کے متعلق بات کرتے۔"

اس رسالہ میں حضور نے راہنمائی کی خاطر مسلمانوں کے اہم مطالبات اور ان کی افادیت و ضرورت کا ذکر فرمایا ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

۱۔ انگریزوں کے نزدیک اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ وہاں پارٹیوں کی بنیاد سیاسی خیالات پر ہوتی ہے جو بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں پارٹیوں کی بنیاد مذہب ہے اور اس میں تبدیلی بہت ہی کم آتی ہے۔ اس فرق کو کمیشن پر واضح کرنا چاہیئے تاکہ انکا تعصّب کم ہو۔

۲۔ ہندو ادنیٰ اقوام کو حقوق تو کوئی نہیں دیتے تاہم انہیں ہندو قرار دے کر ان کے ووٹ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں اُبھاریں۔ ان کا معاملہ کمیشن کے سامنے پیش کریں اور اس طرح ان کا تعاون حاصل کریں۔

۳۔ ہندوستان کے موجودہ حالات کے لحاظ سے مسلمانوں کیلئے جُداگانہ انتخاب کی سخت ضرورت ہے۔ اسے قانون اسی میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۴۔ پنجاب اور بنگال جو آئندہ مسلم اکثریت کے صوبے بنیں گے ان میں مسلمانوں کو اس قدر حقوق ضرور ملنے چاہئیں کہ ان کی کثرت قلّت میں نہ بدل سکے۔

۵۔ صوبہ سرحد میں اصلاحی طریق حکومت کیلئے کوشش ہونی چاہیئے اور سندھ کے متعلق یہ کوشش ہو کہ وہ بمبئی سے الگ ایک مستقل صوبہ بن جائے۔

۶- یہ امر قانون اساسی میں داخل کروانا چاہیئے کہ قوموں کی مذہبی آزادی کو کسی قانون یا اصلاح کی آڑ میں محدود نہیں کیا جاسکے گا۔

۷- تبلیغ کی ہروقت ہر قوم کو پوری پوری آزادی ہوگی۔

۸- جن صوبوں میں اردو رائج ہے ان میں اردو زبان قانونی زبان کی حیثیت سے ہمیشہ برقرار رہے گی۔ مسلمانوں کو اردو زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔

آخر میں حضور نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

> "ہر قوم کی حالت اس کی اپنی کوششوں سے بدلتی ہے۔ جو قوم یہ چاہتی ہے کہ دوسرے لوگ ہماری حالت کو بدلیں اور ہمیں اُبھاریں وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ کمیشن کا موقع بے شک ایک اچھا موقع ہے اور اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا بھر کی کمیشنیں بھی فائدہ نہیں پہنچاسکتیں جب تک ہم پختہ ارادہ اور عقدِ ہمت کے ساتھ اپنی اصلاح کیلئے خود آپ کھڑے نہ ہوجائیں۔"

(۳) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء جلسہ سالانہ کے پہلے روز افتتاحی خطاب میں حضور نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیان کوئی سیر و تفریح کا مقام نہیں دنیوی سازوسامان کے لحاظ سے یہ کوئی کشش اپنے اندر نہیں رکھتا۔ مرکزی مقامات سے یہ دور ہے۔ پس آپ لوگ اگر یہاں آئے ہیں تو صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِحیائے اسلام کیلئے یہاں ایک بندہ کو کھڑا کیا اور اُس نے کہا کہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے آیا ہوں اور میں اس میں کامیاب ہوجاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد میرے ساتھ ہے۔

آپ کی اس آواز پر رشتہ داروں نے نفرت کی ہنسی ہنسی۔ گاؤں والوں نے نفرت کا اظہار کیا۔ ملک کے لوگوں نے اسے حقارت سے دیکھا اور مونہہ موڑ لیا۔ لیکن اس بندہ خدا نے

کسی کی پرواہ نہ کی اور خداتعالیٰ کی مدد اور نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرتا گیا- آپ کی اس آواز سے ایک گونج پیدا ہوئی جو جنگلوں اور بیابانوں کو عبور کرتے ہوئے دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی- یہاں تک کہ لوگ اُس کے پیغام کو قبول کرکے آپ کے گرد جمع ہونے لگ گئے-

آج ہم بھی اُسی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ آپ کے جاری کردہ کام کو آگے بڑھائیں- چونکہ یہ کام ہماری ہمت اور طاقت سے بالا ہے اور خداتعالیٰ کی نصرت کے بغیر سرانجام نہیں دیا جاسکتا اس لئے آؤ ہم سب مل کر اُسی سے دعا کرتے ہیں:-

"اے خدا تُو آپ ہی ہماری زبانوں' ہمارے قلوب' ہمارے افکار' ہمارے کاموں' ہمارے وقتوں' ہماری سعی' ہمارے خیالات' ہمارے احساسات' ہمارے جذبات' ہمارے دین اور ہماری دنیا میں برکت دے تاکہ تیرے نام کو بلند کرنے میں ہم کامیاب ہوسکیں- ہم دنیا میں ہوں یا نہ ہوں مگر محمد ﷺ کا لایا ہوا دین دنیا میں قائم ہوجائے- تیرا کلام دنیا میں قائم ہو- شیطان کی حکومت جاتی رہے اور تیری ہی حکومت قائم ہو-" آمین-

(۴) تقریر دلپذیر

یہ وہ تقریر ہے جو حضور نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۷ء کو فرمائی- حسبِ معمول حضور نے دوران سال جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے متفرق امور کا ذکر فرمایا-ابتداء میں حضور نے جلسہ گاہ کی تنگی کا ذکر کرکے کارکنان کو ہدایت فرمائی کہ وہ ہر سال جلسہ گاہ پہلے کی نسبت بڑی تیار کیا کریں کیونکہ خداتعالیٰ کے فضل سے ہر سال آنے والوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے- جگہ اتنی وسیع ہونی چاہیئے کہ دوست آرام سے بیٹھ کر تقاریر سن سکیں- اس سال پہرہ کا خاص انتظام کیا گیا تھا- حضور نے اس کی ضرورت اور اہمیت سے احباب کو

آگاہ فرمایا اور اس سلسلہ میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

دورانِ سال فوت ہونے والے چند اصحاب کی دائمی جدائی پر حضور نے رنج و ملال کا اظہار فرمایا۔ آپ نے خاص طور پر حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کا ذکر کیا جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے ساتھی تھے بلکہ اپنے ساتھ حضور کا ایک بڑا نشان بھی رکھتے تھے۔ سُرخ چھینٹوں والا حضور کا کُرتہ ان کے پاس تھا جو ان کے دفن ہونے کے ساتھ ہی دفن ہوگیا۔

راجپال کے واقعہ کا ذکر کرکے حضور نے فرمایا کہ مذاہب میں حقیقی صلح تب ہی ہوسکتی ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کیا جائے گا اور وہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں دوسروں کی عیب جوئی نہ کریں۔ دوسروں کا نقص بیان کرنے سے اپنے مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اس سال تبلیغی کام بہت اچھا ہوا ہے۔ آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے دورہ کولمبو اور حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے حیدرآباد دکن جانے اور وہاں ان کی کامیابیوں کا ذکر فرمایا۔ حضور نے بیرونی ممالک میں کام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ لندن میں مسلم پولیٹیکل لیگ کا قیام اہم بات ہے تاکہ مسلمانوں کے مطالبات انگریز قوم تک پہنچائے جاسکیں۔ فرمایا کہ اس سال جو لوگ انگلستان میں مسلمان ہوئے ہیں وہ علمی لحاظ سے خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ دیگر کئی ممالک سے بھی خوشکن تبلیغی رپورٹیں وصول ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ افریقہ میں بھی اس سال اچھا کام ہوا ہے۔ کئی جگہ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں وہ لوگ تعلیم میں ترقی کررہے ہیں۔ گورنمنٹ نے ہمارے مبلّغ کی تعلیمی کوششوں کو قابل تعریف قرار دیا ہے۔ ماریشس کے متعلق فرمایا کہ جب ہمارے مبلّغ وہاں گئے تھے تو وہاں صرف ایک احمدی تھا۔ اب ہزاروں ہیں اور بہت سی جگہ اپنی مساجد بن گئی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان خوشیوں کے ساتھ ایک رنج کی بات کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ آپ نے فتنۂ مستریان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے واقعات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ الٰہی سلسلوں میں ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ہاں ان فتنہ پردازوں کی شرارتوں اور چالوں سے واقف رہ کر اصلاح کی کوشش ضرور ہونی چاہیئے۔ جماعت اگر اپنی اصلاح کرلے تو انہیں کوئی نقصان

پہنچاسکتا- اصلاحِ نفس کیلئے حضور نے قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ہرروز مطالعہ ضروری قرار دیا- اس کے بغیر اصلاح نہیں ہوسکتی- فرمایا کہ ہر جگہ باقاعدگی سے درس جاری کئے جائیں-

حضور نے فرمایا کہ مسلمانوں کے باہمی تعاون کیلئے بھی کوشش کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں غلط فہمیاں دُور کرنے کی ضرورت ہے- اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"ابھی تک مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے دشمن ہیں- حالانکہ خداتعالیٰ جانتا ہے ہم سے زیادہ مسلمانوں کا خیرخواہ اور کوئی نہیں ملے گا- جس طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو چلایا ہے اور جو روح اس میں پیدا کی ہے اس کی وجہ سے ہم مسلمانوں کے اتنے خیرخواہ ہیں کہ وہ خود بھی اپنے اتنے خیرخواہ نہیں ہیں- اس بات کو ثابت کرنے کیلئے ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ جہاں اُن پر سختی ہو وہاں بھی صبر سے کام لیں- اگر کوئی گالیاں دے تو اس کے جواب میں گالی نہ دیں بلکہ یہ کہیں کہ ہم اس کیلئے تیار نہیں- ہاں مسائل پر اگر چاہو تو گفتگو کرلو- کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ کہیں فتنہ و فساد نہ پیدا ہو بلکہ معمولی رنجش اور کبیدگی بھی پیدا نہ ہو کیونکہ لڑائی جھگڑے سے تبلیغ کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان ہوتا ہے- ہاں دوسروں کی جس قدر ہمدردی کروگے اور اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ گے اسی قدر زیادہ ترقی کروگے-"

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

یہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر۲۸ دسمبر ۱۹۲۷ء کو فرمائی- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں کا شمار مشکل ہے- آپ کی

ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی میں خدمت دین اسلام میں گزری- حضور نے اسلام کی برتری اور غلبہ کیلئے دن رات ایک کردیا- پس آپ کے کارناموں کی تفصیل بہت لمبی ہے- اس تقریر میں حضرت مصلح موعود نے مثال کے طور پر حضور کے پندرہ کارناموں کا ذکر فرمایا ہے- مضمون کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

> "یہ مضمون جماعت سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ اسے زندگی اور موت کا سوال کہا جاسکتا ہے- اور جس طرح میں اس مضمون کو اپنی جماعت کے لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں اگر وہ اس طرح ذہن نشین کرلیں تو تبلیغ میں انشاء اللہ بہت بڑی آسانی ہو سکتی ہے.................. مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت نے اِس وقت تک اس مسئلہ کے متعلق بہت بے پروائی سے کام لیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں پر تفصیلی طور سے نظر نہیں ڈالی گئی- میں نے بارہا لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ بتاؤ تو مرزا صاحب کے آنے کی ضروت کیا تھی؟اگر ہم مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں پر تفصیلی نظرڈالیں تو وہ تمام باتیں موجود نظر آتی ہیں جن کیلئے آپ کا آنا ضروری تھا- اور اس سوال کا جواب ایسا اہم اور اتنا وزنی ہے کہ اگر اسے بتفصیل بیان کیا جائے تو کوئی حق پسند اس کا انکار نہیں کرسکتا یہ سوال ایسا اہم ہے کہ اس کے سمجھے بغیر کوئی سمجھدار شخص سلسلہ کی طرف مائل نہیں ہوسکتا-"

حضور نے وضاحت فرمائی کہ انبیاء نہایت باریک روحانی اثر دنیامیں چھوڑتے ہیں جو مادی طور پر نہیں دیکھا جاسکتا ہاں عقلی طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ نبی نے بیج کے طور پر ایسی چیز چھوڑی ہے جو عظیم الشان نتیجہ پیدا کرے گی-

حضورنے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے پندرہ کارناموں کاتفصیل سے ذکر فرمایا ہے-

(۱) خداتعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اور اس کی صفاتِ کاملہ کا بیان-

(۲) کام کرنے والی جماعت قائم کردی-

(۳) صفاتِ الٰہی کے بارہ میں غلط خیالات کا رد فرمایا-

(۴) کلامِ الٰہی کی عظیم الشان فضیلت کو ظاہر کیا۔
(۵) ملائکہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔
(۶) انبیاء کے بارہ میں غلط خیالات کو دور کیا۔
(۷) معجزات کی حقیقت کو واضح فرمایا۔
(۸) شریعت کی عظمت کو قائم کیا۔
(۹) عبادات کے سلسلہ میں غلطیوں کی اصلاح فرمائی۔
(۱۰) مسائلِ فقہ کی اصلاح کی۔
(۱۱) عورتوں کے حقوق قائم کئے۔
(۱۲) انسانی اعمال کی اصلاح اور درستی فرمائی۔
(۱۳) اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے سامان کئے۔
(۱۴) امن عالم قائم کیا۔
(۱۵) حیاتِ آخرت کے متعلق خیالات کی اصلاح فرمائی۔

حضرت مسیح موعود کے ان کارناموں کو آپ نے دلائل سے ثابت کیا اور ان کی پوری وضاحت کرنے کے بعد فرمایا:-

"مَیں نے آپ کے کاموں کی تعداد پندرہ بتائی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کا کام یہیں ختم ہوگیا ہے۔ آپ کا کام اس سے بہت وسیع ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے یہ اصولی ہے اور اس میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے۔ اگر آپ کے سب کاموں کو تفصیل سے لکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد سے بھی بڑھ جائیں گے۔ اور میرے خیال میں اگر کوئی شخص انہیں کتاب کی صورت میں جمع کردے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ منشاء پورا ہو سکتا ہے جو آپ نے براہینِ احمدیہ میں ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں اسلام کی تین سَو خوبیاں بیان کی جائیں گی۔"

حضور نے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں تین سَو سے کہیں زیادہ اسلام کی خوبیاں بیان فرمادی ہیں اور اس طرح اپنا وعدہ پورا کردیا۔ اب اگر کوئی

شخص حضور کی متفرق کتب سے ان خوبیوں کو جمع کرکے ایک کتاب کی صورت میں مرتّب کردے تو یہ ایک اچھا کام ہوگا۔

(۶) جامعہ احمدیہ کے افتتاح کے موقع پر خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کوابتداء سے ہی یہ خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی و تربیتی ضروریات کیلئے مدرسہ احمدیہ کو ترقی دے کراسے ایک عربی کالج تک پہنچانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نے سکیم تیار کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ انجام کار اپریل ۱۹۲۸ء میں جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارہ قائم کیا گیا۔ مدرسہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس کو اس نئے ادارہ میں منتقل کردیا گیا۔جامعہ احمدیہ کے درجہ اولیٰ اور ثانیہ میں امتحان مولوی فاضل کی تیاری کرائی جانے لگی۔ اوردرجہ ثالثہ و رابعہ میں مبلّغین کی کلاس کی۔ ابتدائی طور پرجامعہ احمدیہ اس کوٹھی میں شروع ہوا جو گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ پھر انتظامات مکمل ہونے پر ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کو حضور نے اس کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اس نئے ادارہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:-

> "خدا تعالیٰ کے مأمور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت مدرسہ احمدیہ قائم کیا گیا تا کہ اس میں ایسے لوگ تیار ہوں جو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ کے منشاء کو پورا کرنے والے ہوں بے شک اس مدرسہ سے نکلنے والے بعض نوکریاں بھی کرتے ہیں .... مگر یہ اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس سے تعلیم حاصل کرنے والے نوکریاں کریں بلکہ اصل مقصد یہی ہے کہ مبلّغ بنیں۔ اب یہ دوسری کڑی ہے کہ ہم اس مدرسہ کو کالج کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ تبلیغ کے لحاظ سے یہ کالج ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں نہ صرف دینی علوم پڑھائے جائیں

بلکہ دوسری زبانیں بھی پڑھائی جانی ضروری ہیں۔ ہمارے جامعہ میں بعض کو انگریزی، بعض کو جرمن، بعض کو سنسکرت، بعض کو فارسی، بعض کو روسی، بعض کو سپینش وغیرہ زبانوں کی اعلیٰ تعلیم دینی چاہیئے۔"

حضور نے جامعہ احمدیہ کے ابتدائی طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ فرمایا کہ ان کے سامنے عظیم الشان کام اور بہت بڑا مستقبل ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے اعمال، کردار اور قربانیوں سے ایسی بنیاد رکھیں کہ آئندہ اس پر عظیم عمارت تعمیر ہوسکے۔ ان کے سامنے ایک ہی مقصد اور ایک ہی غایت ہو اور وہ یہ کہ اسلام کا کلمہ بلند ہو۔

آخر میں حضور نے دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ جامعہ میں برکت دے۔ طالبعلموں کا حامی و ناصر ہو اور انہیں توفیق عطا کرے کہ وہ اپنے اعلیٰ مقصد اور مدعا میں کامیاب و کامران ہوں۔

(۷) سائمن کمیشن اور پنجاب کونسل

سائمن کمیشن کے پنجاب آنے پر پنجاب کونسل کے ممبران نے فیصلہ کیا کہ وہ کمیشن سے تعاون کرے گی۔ نمائندگی کیلئے کونسل نے سات ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی کا انتخاب کیا۔ ان سات میں سے صرف دو ممبر مسلمان تھے۔ اس پر مسلم اخبارات اور پبلک میں اظہارِ ناراضگی کیا گیا۔ کیونکہ مسلمان جو صوبہ میں پچپن فیصد تھے انہیں تیس فیصدی سے بھی کم نمائندگی ملی اور ہندو جن کی آبادی صوبہ میں اٹھائیس فیصد تھی انہیں بیالیس فیصدی نمائندگی دے گی گئی۔

اس موقع پر حضور نے (۲۱ مئی ۱۹۲۸ء کو) یہ پمفلٹ تحریر فرمایا۔ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے حضور نے مسلمانوں کی ناراضگی کو درست قرار دیا تاہم فرمایا کہ اگر اس بناء پر مسلمان ممبروں کو استعفاء دینے پر مجبور کیا گیا تو بھی کوئی مفید تبدیلی نہیں ہوسکے گی اور انجام کار مسلمان ہی نقصان میں رہیں گے۔ حضور نے تجویز پیش فرمائی کہ اس صورتِ حال پر غور کرنے کیلئے مسلمان نمائندوں کا ایک اجلاس بلایا جائے جس میں کونسل اور مُقتدر اسلامی اخبارات کے نمائندے بھی شامل ہوں۔ اس اجلاس میں غور و فکر کرکے آئندہ کیلئے لائحہِ عمل تیار کیا جائے۔

حضور کا یہ مضمون اتنا بروقت اور مؤثر تھا کہ "انقلاب" اخبار نے بھی اس کی تائید کی

اور اسے اپنے ۲ جون ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں شائع کیا۔

(۸) عورتوں کو غلامی سے نجات دلانے والا نبی

رسول کریم ﷺ کی پاک سیرت اور ارفع شان کے اظہار کیلئے ادارہ "الفضل" نے ۱۲ جون ۱۹۲۸ء کو نہایت شاندار اور ضخیم "خَاتَمَ النَّبِیّٖن نمبر" شائع کیا۔ یہ نمبر ممتاز علماء سلسلہ، مشہور غیراز جماعت زعماء اور غیر مسلم اصحاب کے بلند پایہ مضامین پر مشتمل تھا۔ ادارہ الفضل کی خواہش پر اس نمبر کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ مضمون رقم فرمایا۔ اس میں حضور نے نبی کریم ﷺ کے اُس احسان عظیم کا ذکر فرمایا ہے جو آپ نے مظلوم طبقۂ نسواں کی آزادی اور نجات کے سلسلہ میں سرانجام دیا۔ مضمون کے شروع میں حضور تحریر فرماتے ہیں:-

> "رسول کریم ﷺ کی آمد سے پہلے عورتیں ہر ملک میں غلام اور مملوک کی طرح تھیں۔ اور ان کی غلامی مردوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ لونڈیوں کے بچے آزادی کی روح کو کامل طور پر جذب نہیں کرسکتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت اپنی خوبصورتی یاخوبصیرتی کے زور سے بعض مردوں پر حکومت کرتی چلی آئی ہے لیکن یہ آزادی حقیقی نہ تھی کیونکہ یہ بطور حق کے حاصل نہ تھی بلکہ بطور استثناء کے تھی اور ایسی استثنائی آزادی کبھی صحیح جذبات پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوسکتی۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہوئی ہے۔ اُس وقت تک کسی مذہب اور قوم میں عورت کو ایسی آزادی حاصل نہ تھی کہ اُسے بطور حق کے وہ استعمال کرسکے۔"

اس کے بعد حضور نے عورت کی محرومیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا کہ نہ وہ جائیداد کی مالک ہوسکتی تھی نہ ترکہ سے اُسے کوئی حصہ ملتا تھا۔ خاوند کے ظلم و جَور کے باوجود اسے علیحدگی کا حق حاصل نہیں تھا لیکن مرد جب چاہے بغیر کسی قسم کے حقوق کی ادائیگی کے اُسے الگ کردیتا تھا۔ خاوند کی وفات پر وہ اس کے رشتہ داروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی وہ جس سے چاہتے اس کی شادی کردیتے یا دوسروں کے ہاتھ فروخت کردیتے۔ بے شمار ظلم تھے جو اس

بے کس جان پر کئے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے عورت کو ان ظلموں سے نجات ملی۔ آپ نے یک قلم ان کو مٹادیا اور فرمایا کہ مرد اور عورت بلحاظ انسانیت برابر ہیں جس طرح مرد کو بعض حقوق عورت پر حاصل ہیں اسی طرح عورت کو مرد پر حقوق حاصل ہیں۔ حقوق کی قدرے تفصیل بیان کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں:-

> "یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم ﷺ نے اُس وقت دی جب اس کے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ آپ نے ان احکام کے ذریعہ عورت کو اُس غلامی سے آزاد کرادیا جس میں وہ ہزاروں سال سے مبتلا تھی جس میں وہ ہر ملک میں پابند کی جاتی تھی۔ جس کا طوق ہر مذہب اس کی گردن میں ڈالتا تھا۔ ایک شخص نے ایک ہی وقت اِن دیرینہ قیود کو کاٹ دیا اور دنیا بھر کی عورتوں کو آزاد کردیا۔"

(۹) دنیا کا محسن

ہندوستان میں رسول کریم ﷺ کی شانِ اقدس کے خلاف ہندوؤں کی گستاخیاں دن بدن بڑھتی جارہی تھیں۔ ۱۹۲۷ء میں انہوں نے کتاب "رنگیلا رسول" اور رسالہ "ورتمان" شائع کرکے حضور کے خلاف زبان درازی میں انتہاکردی۔ اس کے نتیجہ میں ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی نہایت خطرناک شکل اختیار کرگئی ۔ اس موقع پر الٰہی القاء کے مطابق حضرت مصلح موعود نے نبی کریم ﷺ کی ناموس و حرمت کی حفاظت کیلئے "سیرۃ النبی ؐ" کے جلسوں کی بنیاد رکھی اور ارشاد فرمایا کہ ملک بھر میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی جہاں احمدی موجود ہیں ہر سال یہ جلسے منعقد کئے جائیں اوران میں آنحضرت ﷺ کی پاک سیرت اور ارفع شان کھول کر بیان کی جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اس مقدس رسول نے انسانیت پر کیاکیااحسان کئے اوران کی بہتری کیلئے کیاکیا قربانیاں دیں۔ آپ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پراس کثرت سے اوراس قدر زوردار لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کابچہ بچہ آپ کی شان اور آپ کی پاکیزہ زندگی سے آگاہ ہوجائے اور کسی کو آپ کے خلاف زبان درازی کی جرأت نہ رہے۔ فرمایاکہ بہتر طریق یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے اہم شعبوں کو

لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے۔

حضور نے تحریک فرمائی کہ اس سلسلہ میں ۱۷جون ۱۹۲۸ء کو ملک بھر میں جلسے منعقد کرکے اس نیک اور مقدس کام کی ابتداء کی جائے۔ چنانچہ سارے ہندوستان میں اور بعض بیرونی ممالک میں بھی سیرۃ النبیؐ کے جلسے کئے گئے اور مسلمان اور غیر مسلم دونوں نے نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ پر کمال حسن و خوبی سے تقاریر کیں اور خدمتِ انسانیت کے بارہ میں حضور کے زریں کارنامے بیان کئے۔ اس دن قادیان میں بھی ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے آخری اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تقریر فرمائی جو تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ یہی تقریر بعد ازاں بعنوان "دنیا کا محسن" کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ اس پُرمعارف تقریر میں حضور نے آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت، بنی نوع انسان پر آپ کے عظیم احسانات اور بے نظیر قربانیوں کا نہایت مدلّل اور اچھوتے انداز میں تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ نیز ان اعتراضات کا جو نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی پر مخالفین کی طرف سے کئے جاتے ہیں محکم دلائل اور تاریخی واقعات کی بناء پر رد فرمایا ہے۔ آپ نے حضرت رسول کریم ﷺ کے تقدّس، احسانات اور قربانیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا:-

> "یہ وہ وجود ہے جسے آج دنیا برا بھلا کہتی ہے اور جس کے روشن وجود کو چُھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ تمام مذاہب کے سنجیدہ اور شریف آدمی آنحضرت ﷺ کے احسانات اور قربانیوں اور پاکبازیوں کا علم حاصل کرکے آپ کا ادب کرنا سیکھیں گے اور آپ کو بنی نوع انسان کا مُحسن سمجھ کر آپ کو اپنا ہی سمجھیں گے جس طرح کہ وہ اپنے قومی نبیوں کو سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان آپ کی زندگی کے حالات معلوم کرکے آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اس عظیم الشان نعمت کی جو خدا تعالیٰ نے انہیں دی ہے ناشکری نہیں کریں گے۔"

(۱۰) دین کی راہ میں قربانی سے نہ گھبراؤ

حضور نے یہ مضمون احباب جماعت کو مالی قربانیوں کی طرف خاص توجہ دلانے کیلئے ۲۳ جون ۱۹۲۸ء کو تحریر فرمایا۔ دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! اب ہمارا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اور جیسا کہ میں پہلے اعلان کر چکا ہوں جب تک ہمارے خزانہ کی مالی حالت درست نہ ہو جائے اُس وقت تک ہماری جماعت کیلئے ضروری ہے کہ وہ علاوہ معمولی چندوں کے ہر سال ایک خاص چندہ بھی دیا کریں تاکہ معمولی چندوں کی کمی پوری ہو سکے اور سلسلہ کے کاموں میں کسی قسم کی رُکاوٹ نہ ہو۔"

حضور نے چندہ خاص کی ضرورت اور اس کی تفصیل بیان فرمائی اور احباب جماعت کو وقت کے تقاضا کو سمجھ کر قربانی کرنے کی تلقین فرمائی۔ مضمون کو ختم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"میں آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے سینوں کو میری آواز پر لبّیک کہنے کیلئے کھول دے اور ہر ایک جو اس اعلان کو پڑھے نہ صرف اُسے اس پر لبّیک کہنے کی توفیق دے بلکہ وہ درد اور اخلاص سے دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کرے تاکہ خدا کے فضل کے دروازے کُھل جائیں اور اس کی رحمت کی چادر ہمیں ڈھانپ لے۔ اے میرے خدا تو ایسا ہی کر۔"

(۱۱) "پیغامِ صُلح" کا پیغام جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جب ملک بھر میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی ؐ کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس بابرکت تحریک کو کامیاب وکامران کیا تو غیر مبائعین کی لاہوری جماعت نے حسد کی وجہ سے اس نیک کام کی بھی مخالفت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے "پیغام صلح" ۱۷ جولائی ۱۹۲۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

"ان کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں صُلح کریں یا جنگ کریں ہم دونوں

حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں ہر حال میں جنگ کریں گے۔"

اس کے جواب میں حضور نے ۱۸ جولائی ۱۹۲۸ء کو یہ مضمون تحریر فرمایا۔ آپ نے واضح کیا کہ ہم تو صرف مدافعانہ لکھتے ہیں پہل نہیں کرتے۔ "پیغامِ صُلح" جو کچھ ہمارے خلاف لکھتا ہے اور جس طرز سے لکھتا ہے اس سے بیسواں حصہ بھی ہم نہیں لکھتے۔ تعصّب کی وجہ سے ان کو ہمارے اچھے کام بھی بُرے نظر آتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"حضرت خلیفہ اول نے ایک دفعہ تحریر فرمایا تھا کہ پیغام صلح نہیں وہ پیغام جنگ ہے۔ اور آج کھلے لفظوں میں پیغام صلح نے ہمیں پیغام جنگ دیا ہے اور صرف اس بات سے چڑ کر کہ کیوں ہم نے رسول کریم ﷺ کی حفاظت کیلئے اور آپ کے خلاف گالیوں کا سدِّ باب کرنے کیلئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے۔ میں اس جُرم کا مجرم بے شک ہوں اور اس جرم کے بدلہ میں ہر ایک سزا خوشی سے برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور چونکہ اس اعلان جنگ کا موجب ہمارے عقائد نہیں کیونکہ انہیں عقائد کے معتقد خود مولوی محمد علی صاحب بھی رہے ہیں اور سب فرقہ ہائے اسلام ان کے معتقد ہیں بلکہ ہماری خدماتِ اسلام ہیں اس لئے میں اس چیلنج کو خوشی سے منظور کرتا ہوں۔"

حضور نے احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب ان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ دفاع کیلئے تیار ہوجائیں اور ایک سچے مسلمان کی طرح جو بُزدل نہیں ہوتا اس سلسلہ میں ہر قربانی کیلئے تیار رہیں۔ آپ نے جماعت کو ہوشیار ہوکر کام کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

"پس خداتعالیٰ کیلئے نہ کہ اپنے نفسوں کیلئے ان صداقتوں کے پھیلانے کیلئے مستعد ہوجاؤ جو خداتعالیٰ نے آپ کو دی ہیں۔ اور اس بُغض اور کینہ کو انصاف اور عدل کے ساتھ مٹانے کی کوشش کرو جس کی بنیاد ان لوگوں نے رکھی ہے۔ اور اس فتنہ اور لڑائی کا سدباب کرو جس کا دروازہ انہوں نے کھولا ہے۔ اور کوشش کرو کہ مسلمانوں کے اندر اس صحیح اتحاد کی بنیاد

پڑ جائے جس کے بغیر آج مسلمانوں کا بچاؤ مشکل ہے۔"

(۱۲) اظہارِ حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جب ملک بھر میں جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ منعقد کرنے کی تحریک فرمائی تو جونہی اس کی کامیابی کے آثار نظر آنے لگے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے اس تحریک کی مخالفت شروع کردی۔ اس مخالفت کی حقیقت کو ظاہر کرنے کیلئے حضور نے ۲۸ جولائی ۱۹۲۸ء کو یہ مضمون تحریر فرمایا جو "اظہارِ حقیقت" کے نام سے ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اہل پیغام کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ وہ ہراس تحریک کی جو میری طرف سے ہو مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک اگر ہماری جماعت سے کوئی نیک کام سرانجام پائے گا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوجائیں گے اوراس سے ان کے کام کو نقصان پہنچے گا۔ ان کا یہی خوف دراصل ان کی موجودہ مخالفت کا سبب ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اوران کے رفقاء نے ۱۷جون ۱۹۲۷ء کے جلسہ ہائے یوم خَاتَمَ النَّبِیّٖن کی مخالفت کے دو اسباب بیان کئے ہیں:-

۱- مرزا محمود احمد اور ان کے احباب رسول کریم ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖن نہیں مانتے اسلئے ان کا یہ حق نہیں کہ وہ خَاتَمَ النَّبِیّٖن کی تائید میں جلسے کریں۔

۲- مولوی صاحب کے عقیدہ کے مطابق عام مسلمان رسول کریم ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖن مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کے قائل نہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ خاتَمَ النّبیّٖن کی تائید میں جلسوں کا اعلان کرنا گویا غیر احمدی مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینا تھا۔

حضرت مصلح موعود نے اس ٹریکٹ میں ان امور کی مدلّل تردید فرمائی ہے۔ آپ نے خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ ان کی یہ باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اپنے عقیدہ کو واضح کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں:-

> "میرے نزدیک رسول کریم ﷺ خَاتَمَ النَّبِیّٖن ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں لکھاہے۔ اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میرا یہی عقید ہے۔ .... اور میں اس دعویٰ پر اللہ تعالیٰ کی غلیظ سے غلیظ

قسم کھاتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اگر میں دل میں یا ظاہر میں رسول کریم ﷺ کے خَاتَمَ النَّبِیِّین ہونے کا منکر ہوں اور لوگوں کو دکھانے کیلئے اور انہیں دھوکا دینے کیلئے ختم نبوت پر ایمان ظاہر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت مجھ پر اور میری اولاد پر ہو اور اللہ تعالیٰ اس کام کو جو میں نے شروع کیا ہوا ہے تباہ و برباد کردے۔ مَیں یہ اعلان آج نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ میں نے اس عقیدہ کا اعلان کیا ہے۔ اور سب سے بڑا ثبوت اس کا یہ ہے کہ میں بیعت کے وقت ہر مبائع سے اقرار لیتا ہوں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو خَاتَمَ النَّبِیِّین یقین کرے گا۔ مولوی محمد علی صاحب بھی میرے اس عقیدہ اور میرے اس فعل سے اچھی طرح واقف ہیں باوجود اس کے مولوی صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ شائع کرنا کہ میں ختم نبوت کا منکر ہوں تقویٰ اور دیانت کے خلاف فعل ہے۔ اور ہر شریف انسان ان کے اس فعل پر انہیں ملامت کرے گا۔"

(۱۴) نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح

(مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ)

ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگرس نے ۱۹ مئی ۱۹۲۸ء کو بمبئی میں ایک آل پارٹیز کانفرنس طلب کی جس میں ہندوستان کا دستورِ اساسی تیار کرنے کیلئے پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کمیٹی کے دس ممبران میں سے صرف دو ممبر مسلمان تھے وہ بھی ہندو اکثریت کے یک طرفہ فیصلوں سے مایوس ہو کر بعد میں عملاً علیحدہ ہوگئے۔

اس کمیٹی کا مجوزہ دستور "نہرو رپورٹ" کے نام سے کانگرس کی طرف سے ۱۲۔ اگست ۱۹۲۸ء کو سارے ہندوستان کیلئے نمائندہ دستور کی حیثیت سے شائع کیا گیا۔

نہرو رپورٹ دراصل صرف ہندوؤں کی نیابت کرتی تھی۔ چند آدمی ایک جگہ جمع ہوگئے اور کچھ ہم خیال لوگوں کو ساتھ ملا کر رپورٹ تیار کردی۔ نہ اس میں مسلمان جماعتوں کی

نمائندگی ہوئی اور نہ صحیح طور پر صوبوں کی اسی لئے انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات نظرانداز کر دیئے۔

چونکہ یہ ہندوؤں کے مفاد کی بات تھی اس لئے انہوں نے تو اس رپورٹ کی حمایت کرنی ہی تھی لیکن حیران کُن امر یہ ہے کہ پڑھے لکھے مسلمان راہنماؤں کا ایک حصہ بھی اس کی تائید میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ ان کے لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ ہندوؤں کی چرب زبانی کا اثر مسلمان زعماء پر اتنا زیادہ تھا کہ ابتداءً جناب محمد علی جناح بھی نہرو رپورٹ کے حامی تھے۔

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محسوس کیا کہ اگر مسلمانوں کی بروقت راہنمائی نہ کی گئی اور نہرو رپورٹ کی حقیقت واضح کرکے اس کے خلاف احتجاج پر انہیں آمادہ نہ کیا گیا تو قوی خطرہ ہے کہ رپورٹ دستور کی شکل میں نافذ ہوجائے گی اور مسلمان اپنے حقوق سے محروم رہ جائیں گے۔ اس موقع پر اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ نہرو رپورٹ کا علمی و عملی رنگ میں تجزیہ کرکے مسلمانوں کو اس کی مخالفت میں مضبوط پلیٹ فارم پر کھڑا کردیا جائے تاکہ وہ ہندوؤں کے ناپاک عزائم سے محفوظ رہ کر اپنی قومی زندگی شاہراہ ترقی پر ڈال سکیں۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے "نہرو رپورٹ" کی کاپی ملتے ہی مطالعہ کے بعد اس کا رد لکھنا شروع کردیا جو الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے ۲ نومبر ۱۹۲۸ء تک سات قسطوں میں مکمل ہوا اور بعد ازاں "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ جب قانون اساسی کے بناتے ہوئے مسلمانوں کی نیابت کا خیال نہیں رکھا گیا تو آئندہ چھوٹے قوانین بناتے ہوئے مسلمانوں کے احساسات کا خیال کیسے رکھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ اس پر غور کرنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سکیم ہرگز ملک کیلئے مفید نہیں ہوسکتی خصوصاً مسلمانوں کو تو اس سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا مستقبل محفوظ کرنے کیلئے انہیں خاص قانونی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے سات اصولی مطالبات پیش کئے اور ہر مطالبہ کی معقولیت کو دلائل سے ثابت کیا۔ آپ نے مسلمانوں کو ہوشیار کیا کہ وہ یہ خیال چھوڑدیں کہ اب جو کچھ بھی فیصلہ ہوجائے بعد میں اگر اس میں نقص معلوم ہوا تو اسے بدل دیا جائے گا۔ فرمایا کہ ایسا کرنا ممکن نہیں رہے گا کیونکہ مسلمان اقلیت میں ہوں گے اور ہندو اکثریت میں۔

ہندو اکثریت ہرگز ان کی بات نہیں مانے گی۔ حضور نے مسلمانوں کو بروقت انتباہ کے طور پر فرمایا:۔

> ''مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہندوستان کی آزادی کیلئے کوشش نہ کرو۔ اب جبکہ انگلستان نے خود فیصلہ کردیا ہے کہ ہندوستان کو نیابتی حکومت کا حق ہے اس کیلئے جو جائز کوشش کی جائے میں اس میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شریک ہوں۔ مگر جو چیز مجھ پر گراں ہے اور میرے دل کو بٹھائے دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کئے بغیر آئندہ طریقِ حکومت پر راضی ہوجائیں اس کے نتائج نہایت تلخ اور نہایت خطرناک نکلیں گے اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب تک کہ دونوں مسلم لیگز کی پیش کردہ تجاویز کو قبول نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ کسی صورت میں بھی سمجھوتے پر راضی نہ ہوں ورنہ جو خطرناک صورت پیدا ہوگی اس کا تصور کرکے بھی دل کانپتا ہے۔''

اس کتاب میں حضور نے یہ بھی بتایا ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے چار تجاویز پر مشتمل ایک لائحہ عمل پیش فرمایا تاکہ مسلمان اس پر عمل پیرا ہوکر کامیابی حاصل کرسکیں:۔

۱۔ ایک آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد کی جائے جس میں اصولی غور و فکر کرنے کے بعد ایک سب کمیٹی بنائی جائے جو نہرو رپورٹ کا جائزہ لے کر اس کی خامیوں کو دور کرے اور ایک مکمل قانونِ اساسی پیش کرے۔

۲۔ ہر شہر اور قصبے میں جلسے کرکے ریزولیوشن پاس کئے جائیں کہ ہم نہرو کمیٹی کی رپورٹ سے متفق نہیں۔ یہ ریزولیوشن گورنمنٹ کو بھجوائیں جائیں۔

۳۔ جمہور مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کی خرابیوں سے آگاہ کیا جائے۔

۴۔انگلستان کی رائے عامہ پر بھی اثر ڈالنے کی کوشش کی جائے تاانہیں معلوم ہوجائے کہ نہرورپورٹ لکھنے والے فرقہ وارانہ تعصّب سے بالا نہیں رہ سکے۔

اس کتاب کی وسیع اشاعت کی گئی۔ حضور کی اس بروقت راہنمائی سے اونچے طبقہ کے مسلمان زعماء بہت ممنون ہوئے اور مسلم سیاسی حلقوں میں اسے بہت پسند کیا گیا۔ کئی بڑے

لیڈروں نے اسے سراہا اور تعریفی خطوط لکھے۔ نیز شکریہ ادا کیا کہ حضرت امامِ جماعت احمدیہ نے نہایت اہم ضرورت کے وقت مسلمانوں کی دستگیری کی ہے۔

حضور کی اس کتاب نے "نہرو رپورٹ" کا طلسم توڑدیا اور مسلمان عوام اور ان کے لیڈروں کو صاف نظر آگیا کہ اس رپورٹ کے پوشیدہ مقاصد کیا ہیں۔ دراصل ہندو اس دستور کے ذریعہ مسلمانوں کو حقوق سے محروم رکھ کر خود اُن پر ہمیشہ کیلئے حکومت کرنا چاہتے تھے۔ حضور کے بیان فرمودہ دلائل اور وضاحت سے مسلمان لیڈروں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُن کی غالب اکثریت نہرو رپورٹ کے خلاف ہوگئی یہاں تک کہ مسٹر محمد علی جناح جو پہلے اس کے حق میں تھے وہ بھی آخر اس کے مخالف بن گئے۔ چنانچہ ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء کو روشن تھیٹر دہلی کے اجلاس زیر صدارت جناب (محمد علی) جناح صاحب مسلم لیگ نے فیصلہ کیا کہ وہ نہرو رپورٹ منظور کرنے سے قاصر ہے۔ ("حیات محمد علی جناح" صفحہ ۱۸۳)

اس طرح حضور کی مساعی بفضلِ خدا کامیاب ہوئی اور مسلمان ہندوؤں کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے اور اپنے مطالبات پر مضبوطی سے قائم ہوگئے اور اس طرح حصول پاکستان کی راہ ہموار ہوئی۔

(۱۴) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیماری اور نقاہت کی وجہ سے اس موقع پر لمبی تقریر نہ فرماسکے۔ حضور نے مختصر طور پر احبابِ جماعت کو خلوصِ دل سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا:-

> "میری غرض اس وقت یہاں آنے سے صرف یہ ہے کہ میں دعا کے ساتھ اس جلسہ کا افتتاح کروں۔ میں اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں کہ اُس نے مجھے آج اس موقع پر یہاں آنے کی توفیق دی ورنہ پرسوں شام تک میں امید نہیں کرتا تھا کہ آکر جلسہ کا افتتاح کرسکوں گا۔"

حضور نے دوستوں کو توجہ دلائی کہ ہماری دعائیں حقیقی دعائیں ہونی چاہئیں۔ آپ دردبھرے الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"اے میرے دوستو! بھائیو اور عزیزو! ہماری دعا ہمارے دلوں سے نکلے۔
خدا تعالیٰ پر یقین اور ایمان رکھتے ہوئے نکلے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول
ہو ہمارے لئے بابرکت ہو اور ہماری کوششیں اور محنتیں ضائع نہ ہوں۔"

(۱۵) فضائل القرآن (۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم فرزند کی خوشخبری دی تو اس پیشگوئی میں یہ بیان کیا گیا کہ وہ فرزندِ دلبند علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور اس کے آنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

حضرت مصلح موعود کی ساری زندگی اس مقصد کو پورا کرتے ہوئے گزری اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی علم دیا اور آپ نے اسے کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے میں پوری تندہی سے صرف کیا۔ تفسیر کبیر، تفسیر کبیر، فضائلِ قرآن اور بے شمار تقاریر اس کا واضح ثبوت ہیں۔

۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے فضائل القرآن کے موضوع پر عظیم الشان تقاریر کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جو کئی سال تک چلتا رہا۔ اس سلسلہ کی چھٹی اور آخری تقریر حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کو فرمائی۔ ان تقاریر میں آپ نے قرآن شریف کے علوم و معارف اور انوار و محاسن کچھ اس انداز میں بیان فرمائے ہیں کہ پڑھنے والے پر قرآنی فضیلت آشکار ہوجاتی ہے اور وہ اس کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔

اِس جلد میں صرف پہلی تقریر شامل ہے جو حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان میں فرمائی۔ اس تقریر میں آپ نے مختصر طور پر اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اس کے مطالبِ عالیہ کو سمجھنے کیلئے کن امور پر غور کرنا ضروری ہے۔ اور یہ کہ مستشرقین یورپ اور دوسرے غیر مسلم اسلام اور قرآن کریم کے خلاف کیا کوششیں کررہے ہیں جبکہ اکثر مسلمان اس طرف سے غافل اور لاپرواہ بیٹھے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کے نزدیک قرآن کریم پر مجموعی نظر ڈالنے کیلئے درج ذیل امور

پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد آپ نے ضرورتِ قرآن، نزولِ قرآن، حفاظتِ قرآن وغیرہ چوالیس امور بیان فرمائے کہ جن پر غور و فکر اور بحث کرنا اشد ضروری ہے جو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت کی جائے گی۔ حضور نے مستشرقین یورپ کے اس اعتراض کا کہ قرآن مجید ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہ ہوا کا تفصیل سے جواب دیا۔ اسی طرح کئی دوسرے اعتراضات کو بھی آپ نے بڑے بدلائل ادا کیا۔ آخر میں حضور نے محکم اور متشابہ آیات کے بارہ میں بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔

(۱۶) لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کی تفسیر

حضور نے یہ تقریر ۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ سوال کیا گیا تھا کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کہ قرآن کو پاک اور مطہر لوگ ہی چھوئیں گے دوسرے لوگ اس تک پہنچ نہیں سکیں گے۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں دنیا میں گندے سے گندے لوگ قرآن کریم کو ہاتھ لگا لیتے ہیں اور طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ حضور نے فرمایا کہ چونکہ یہ سوال میری تقریر سے متعلق نہیں تھا اس لئے میں نے جلسہ پر اس کا جواب نہ دیا اب اس موقع پر احباب کے فائدہ کیلئے اس آیت کا مفہوم بیان کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ بعض لوگوں نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ کوئی ناپاک انسان قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی ناپاک انسان قرآن مجید کو نہ چھوئے۔ یعنی یہ ایک حکم ہے کہ قرآن مجید کو باوضو ہو کر ہاتھ لگایا جائے۔ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے۔

حضور نے فرمایا کہ سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ مفہوم درست نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہؓ میں بھی اس بارہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حائضہ عورت قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ کئی دیگر آئمہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔ اس کے بعد حضور نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق اس آیت کی بہت لطیف تفسیر فرمائی ہے اور تفصیل سے اس کے کئی پہلو بیان فرمائے ہیں جن سے انسان کا ذہن مطمئن ہو جاتا ہے۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں ایک مفہوم درج کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یہاں مَسّ سے مراد ظاہری طور پر چھونا نہیں۔ ایک نجاست سے بھرا ہوا انسان بھی قرآن کو چھولیتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوگا تو گناہ گار ہوگا اور اگر کافر ہے تو وہ تو قرآن کو مانتا ہی نہیں۔ پس لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی برکات' اس کے فضائل اور اس کی رحمتوں سے حصہ نہیں پاتے مگر مطہّر لوگ۔ جو لوگ اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں وہی اس کی برکات اور رحمتوں سے حصہ پاتے ہیں۔"

پس مطہّر اور پاک لوگ ہی قرآن مجید کی برکات اور فیوض سے حصہ پاسکتے ہیں یہ نہیں کہ جو کوئی بھی قرآن کے الفاظ پڑھے وہ حقیقی فائدہ اٹھالے۔ مطہّر لوگ ہی ایسا کرسکتے ہیں۔

(۱۷) رسولِ کریم ﷺ ایک انسان کی حیثیت میں

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ادارہ الفضل نے شاندار خَاتَمَ النَّبِیّٖن نمبر شائع کیا۔ اس میں جماعت کے بزرگوں کے علاہ غیراحمدی اکابر اور غیر مسلم انشاء پردازوں نے بھی اُسوۂ حسنہ رسول کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر قابل قدر مضامین لکھے۔ حضرت مصلح موعود نے اس نمبر کیلئے مندرجہ بالا عنوان سے یہ مضمون تحریر فرمایا اور بحیثیت انسان اُسوۂ رسول کو اُجاگر کیا۔ عنوان کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"بظاہر یہ ایک عجیب بات معلوم دیتی ہے کہ وہ شخص جسے انبیاء کے سردار کے طور پر پیش کیاجاتا ہے اسے ایک انسان کی حیثیت میں بھی پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہو لیکن حق یہ ہے کہ باوجود نبوت کے دعوٰی کے کوئی شخص اس سے بالا نہیں ہوسکتا کہ اس کی انسانیت پر بحث کی جائے کیونکہ نبوت کمالاتِ انسانی میں سے ایک کمال ہے اور انسانیت ہی کے کمالات کے ظہور کیلئے اس کا وجود پیدا کیاگیا ہے۔"

حضور نے وضاحت فرمائی کہ کامل نبی کا کامل انسان ہونا ضروری ہے جب تک انسانیت کے تمام لطیف خواص کسی انسان میں صحیح طور پر نشوونما نہ پائیں وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کامطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جس طرح آپ

کامل نبی تھے اسی طرح آپ ایک کامل انسان بھی تھے۔ اپنے اہم کاموں کی وجہ سے آپ نے انسانی جذبات کو نظرانداز نہیں کیا۔ بلکہ اُن کو بھی آپ نے انسانی تقاضوں کے مطابق ایسے رنگ میں پورا کیا کہ تمام انسانوں کیلئے ایک کامل نمونہ قائم ہوگیا۔ مثال کے طور پر حضور نے فرمایا کہ اچھا کھانا' ہنسی مذاق' صفائی پسندی انسانی تقاضے ہیں۔ آپ نے جاہل زاہدوں کی طرح انہیں ترک نہیں کیا تاہم حدود اور قیود کا خیال رکھا۔اس بارہ میں عمدہ تعلیم دی اور ساتھ ہی اپنا عمدہ اُسوہ پیش کیا۔ اسی طرح دوسرے انسانی تقاضے جیسے میاں بیوی کا تعلق' اولاد کی پرورش وغیرہ میں بھی آپ نے بحیثیتِ انسان کامل نمونہ قائم فرمایا تاکہ دوسرے انسان آپ کے نقش قدم پر چل کر کامیابی حاصل کریں۔ تفصیل بیان کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں:۔

"محمد رسول اللہ ہم میں سے ایک انسان ہے اسی لئے اس کے نقشِ قدم پر چلنے میں ہمیں کوئی عُذر نہیں ہوسکتا۔ جوامراس کیلئے ممکن ہے وہ دوسرے انسانوں کیلئے بھی ممکن ہے۔ وہ ایسانبی نہیں جوانسانیت کو نظرانداز کرکے اپنے مقام کو حاصل کرتا ہے بلکہ ایسا نبی ہے جو انسانیت کو کامل کرتے ہوئے اور اس کے دروازہ سے گزرتے ہوئے نبی بنتا ہے۔ اس کاایک ہاتھ خدا کی طرف ہے جو اس کاپیداکرنے والااوراسے ترقیات عطا فرمانے والا ہے اوروہ اس کی برکتوں اوراس کے فضلوں کومانگتا ہے۔ اوردوسراہاتھ اپنے ہم جنسوں اور بھائیوں کی طرف ہے جنہیں وہ ہمت کرنے اور اپنے پیچھے چلے آنے اور خداتعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کاوعدہ دے رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کامظہر ہے۔ خدا کی لاکھوں کروڑوں برکتیں نازل ہوں تجھ پر اے کامل انسان۔"

(۱۸) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی حیثیت میں

شروع میں حضور نے وضاحت فرمائی کہ اخبار میں اہم مضامین پر قلم اٹھانے کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ کسی ایک پہلو پر روشنی ڈال دی جائے ورنہ جو مضامین سینکڑوں صفحات کے محتاج ہیں انہیں ایک دو صفحات میں لے آنا انسانی طاقت سے بالا کام ہے۔ اس لئے اختصار کے

پیش نظر اس مضمون میں یہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔

فرمایا کہ قرآن کریم میں نبی کے چار کام بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا سنانا ۲۔ کتاب کا سکھانا

۳۔ حکمت کی باتوں کی تعلیم دینا ۴۔ لوگوں کے نفوس کو پاک کرنا

نبی کریم ﷺ نے یہ چاروں کام بااحسن طریق سرانجام دیئے۔ آیات سنانے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ایسی باتیں لوگوں کو بتاتا ہے جو امورِ غیبیہ پر ایمان لانے کا موجب ہوں۔ آنحضرت نے ہر ایک مخفی مسئلہ کو جس پر ایمان کی بنیاد تھی وہم اور شک کے بادلوں سے نکال کر چمکتے ہوئے سورج کی روشنی میں رکھ دیا. تاکہ ہر شخص اُسے اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے صحابہ کا خدا تعالیٰ کی ہستی' اس کی اعلیٰ صفات' ملائکہ' رسالت اور بَعْث بَعْدَالْمَوْتِ وغیرہ امورِ غیبیہ پر نہایت مُحکم یقین تھا۔ اسی طرح آپ نے تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفس کے کام بھی نہایت اعلیٰ طور پر پورے کئے۔ آپ کے زمانہ کی حالتِ زار کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"غرض ہر ایک عیب اُس وقت موجود تھا اور اس کے مقابل ہر ایک نیکی مفقود تھی یہاں تک کہ بدی کا احساس بھی مٹ گیا تھا اور اس کے ارتکاب پر بجائے شرمندگی محسوس کرنے کے فخر کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں پیدا ہو کر رسول کریم ﷺ نے اس قوم کو اپنی تربیت کیلئے چُنا جو اس تاریک زمانہ میں بھی سب قوموں سے گناہ اور بدی میں بڑھی ہوئی تھی۔ نظامِ حکومت اس کے اندر اس قدر مفقود تھا کہ اسے سب سے زیادہ فخر اپنی لامرکزیت پر تھا۔ اس قوم کے اندر اپنی پاکیزگی کی روح آپ نے پھونکنی شروع کی .... آپ نے اپنے نیک نمونہ سے اور مؤثر وعظ سے دنیا کی اصلاح کا کام جاری رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دن آگیا کہ پاکیزگی اور طہارت کی خوبی کے دل قائل ہوگئے۔ روحانی مُردوں نے اپنے اندر ایک نئی روح' سوئے ہوؤں نے تمازتِ آفتاب' بیماروں نے صحت کے آثار اور کمزوروں نے ایک طاقت کی لہر اپنے اندر محسوس کرنی شروع کی۔ دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ جہاں ظلم اور تعدّی کی حکومت تھی وہاں عدل اور انصاف کا دور دورہ

ہو گیا- جہاں جہالت کے بادل چھا رہے تھے وہاں علم کا سورج چمکنے لگا- دنیا نے اس معجزانہ تغیّر پر نظر ڈالی جو محمد رسول اللہ کی بے نفس جدوجہد نے پیدا کردیا تھا اور بے اختیار ہو کر چلّا اٹھی کہ بے شک تُو نبی ہے بلکہ نبیوں کا سردار- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ......-"

(۱۹) توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے ہر سال منعقد کرنے کی جو عالمگیر تحریک فرمائی وہ بفضلِ خدا بہت مقبول ہوئی اور ملک کی دو بڑی قوموں یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا موجب بنی- ۱۹۲۹ء میں حضور نے اس غرض کیلئے ۲ جون کی تاریخ مقرر فرمائی کہ اس دن ہر جگہ جلسے کئے جائیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرتِ پاک بیان کی جائے- حضور نے ان جلسوں میں تقاریر کے دو موضوع بھی مقرر فرمائے-

۱- توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی تعلیم

۲- غیر مذاہب کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور تعامل

اس کے مطابق ۲ جون ۱۹۲۹ء کو سارے ملک میں نہایت شاندار جلسے منعقد ہوئے جن میں معزز غیر مسلم اصحاب نے بھی رسول کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر پُرخلوص تقریریں کیں- ان تقریروں سے رسول پاک ﷺ سے ان کی عقیدت کا اظہار ہوتا تھا- اس دن قادیان میں بھی ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا- اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مقررہ موضوع پر ایک مبسوط اور نہایت اہم تقریر فرمائی- حضور نے فرمایا کہ مختلف مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ساری اقوام اور تمام مذاہب توحید کے لفظ پر جمع ہیں ہاں تشریحات میں اختلاف ہے- ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مذاہب قائم ہیں وہ سب خدا کی طرف سے قائم کئے گئے ہیں- اس عقیدہ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ پہلے توحید نہ تھی درست نہیں- جب ہر قوم میں نبی آئے تو یقیناً ہر قوم میں توحید بھی قائم ہوئی- تاہم جس زمانہ میں رسول کریم ﷺ مبعوث ہوئے اُس وقت توحید مٹ چکی تھی- آپ ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے جس کا کوئی مذہب نہ تھا- اس قوم میں پیدا ہو کر آپ نے توحید کو

ایسے کامل اور اعلیٰ رنگ میں پیش کیا کہ جس کی اور کہیں مثال نہیں ملتی- یہاں تک کہ آپ کی اس عظیم کامیابی کی وجہ سے مخالف بھی آپ کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کرتے ہیں-

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو توحیدِ کامل کی تعلیم دی- فرمایا کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان کاخداتعالیٰ سے کامل اتحاداوروصال ہوجائے جب کوئی خداتعالیٰ کو پالے تواسے توحیدِ کامل حاصل ہوجاتی ہے- کیونکہ اس صورت میں اس کی اپنی خواہشات' اپنا وجود مٹ جاتاہے اور خدا ہی خدا باقی رہ جاتا ہے- توحید کے معنی ہیں خدا کو ایک بتانا اور ایک قرار دینا- یعنی اپنی زبان کے اقرار کے علاوہ اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کرنا کہ خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں- آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان اور عمل دونوں سے توحید کو دنیا میں قائم کرکے دکھادیا تاکہ لوگ آپ کے اُسوہ پر چل کر توحیدِ کامل حاصل کرسکیں-

مضمون کا دوسرا حصہ یعنی رسول کریم ﷺ کی غیرمذاہب کے بارہ میں تعلیم اور تعامل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایاکہ آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر تعلیم دی ہے کہ کسی کی خوبی کاانکار نہیں کرنا چاہیئے- جو شخص کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں کوئی خوبی نہیں وہ غلطی کرتا ہے- یہ اصول پیش کرکے آپ نے تمام قوموں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس طرح ان کے باہمی تعلقات بہتر ہوسکتے ہیں-

پھر آپ نے تعلیم دی کہ سب اقوام میں نبی آئے ہیں- اس طرح گویا سب مذاہب کی بنیاد کو درست تسلیم فرمالیااوراپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ سب اقوام کے ان انبیاء کی سچائی کو تسلیم کرواوران پراجمالی طور پر ایمان لاؤ- یہ ایک بہت بڑا حق ہے جو آنحضرت ﷺ نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو دیا- ایک اصولی تعلیم آپ نے یہ دی کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہ کیا جائے- صرف حملہ آور کا دفاع کیا جاسکتا ہے- مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے- آپ نے مسلم اور غیر مسلم کے تمدنی حقوق ایک قرار دیئے- تمدنی سلوک کے بارہ میں سب کو برابر قرار دیا-

غلاموں کی آزادی کی آپ نے آواز اٹھائی تو اس سلسلہ میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا فرق ملحوظ نہیں رکھا- اسی طرح ہمسائیوں کے بارہ میں بھی کوئی امتیاز روا نہیں رکھا- سب سے حسن سلوک کی تعلیم دی- آخر میں غیرمذہب والوں سے نبی کریم ﷺ کے حسن سلوک کے سلسلہ میں حضور نے فتح مکہ کے حالات بیان فرمائے کہ کس طرح آپؐ نے جانی دشمنوں اور

انتہائی ظلم کرنے والوں کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف کردیا- اور فرمایا کہ جاؤ تم آزاد ہو تم پر کوئی گرفت نہیں کی جاتی- آنحضرت ﷺ کے اس عظیم الشان احسان کاذکر کرنے کے بعد حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا وہ سن لیں اگر کوئی شخص یہ کہلانے کا مستحق ہے کہ اس نے تلوار کے مقابلہ میں عفو سے کام لیا تو وہ محمد ﷺ ہی ہے- اگر عمر بھر کے ظلموں اور دکھوں کو کسی نے بخش دیا تو وہ محمد ﷺ ہی کی ذات تھی- میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے مقدّس وجود پر کوئی اعتراض کرنے کی بجائے اس کے مخالف بھی اس کی تقدیس کریں گے-"

(۲۰) کامیابی

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب کے زیرانتظام دہلی سے ایک نیا رسالہ "کامیابی" کے نام سے جاری ہوا جس کا مقصد مسلمانوں میں تجارتی کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرنا تھا- مکرم خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے درخواست کی کہ حضوراس کی پہلی اشاعت کیلئے مضمون عنایت فرمائیں- حضور ان دنوں خود مسلمانوں کو تجارت کی طرف بار بار رغبت دلا رہے تھے- چنانچہ اس نیک مقصد کیلئے حضور نے ایک مختصر مضمون تحریر فرمایا جو رسالہ "کامیابی" کے پہلے پرچہ میں شائع ہوا- یہ مضمون اخبار الفضل ۱۲- جولائی ۱۹۲۹ء میں بھی شائع کردیا گیا-

اس مضمون میں کامیابی کا گُر بتاتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گُر بتایا ہے اور میں اس کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اول رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان لوگوں میں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر چیز قربان کردیتے ہیں یا ایسے لوگوں کے مد اور معاون ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقش قدم پر چلنے کی

کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں خود مقصود بالذّات نہیں ہوتے۔ نیز یہ بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا گُر یہ ہے کہ کوئی قوم اِن مقاصدِ عالیہ کے حصول کیلئے جو قربانی چاہتے ہیں اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو پہنچتا ہے دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اول رہنے کی کوشش کرے۔ یہی وہ گُر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کر دیا ہے اور یہی وہ گُر ہے جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔"

(۲۱) نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے کئے جاتے ہیں

۱۹۲۹ء کی گرمیوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کشمیر کے سفر پر تشریف لے گئے۔ آپ کا یہ سفر ۵ جون سے شروع ہو کر ۳۰ ستمبر کو ختم ہوا۔ سرینگر میں حضور نے ہاؤس بوٹ میں قیام فرمایا۔

جماعتِ احمدیہ باڑی پورہ کی دعوت پر حضور ان کے جلسہ میں شرکت کیلئے وہاں تشریف لے گئے۔ ۱۶۔اگست ۱۹۲۹ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضور نے اس جلسہ میں ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی جو مندرجہ بالا عنوان سے الفضل مؤرخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ حضور نے اس تقریر میں بتایا کہ نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں اور بڑے چھوٹے۔ فرمایا کہ جب دنیا میں خدا تعالیٰ کے نبی آتے ہیں تو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ نبی کی مقبولیت کی وجہ سے وہ حکومت اور سرداری جو انہیں حاصل ہے جاتی رہے گی۔ ان کی مخالفت کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔ ایسے مخالف لوگوں کو انجام کار چھوٹا بنا دیا جاتا ہے اور وہ لوگ جو نبی کو قبول کر لیتے ہیں انہیں ادنیٰ حالت سے بڑا بنا دیا جاتا ہے۔ ہمیشہ ہر نبی کے وقت ایسا ہوتا آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا۔ ایک وقت تو وہ تھا کہ آپ

اور آپ کے صحابہ کو گھروں سے باہر نکلنا دُشوار تھا۔ دشمنوں کے شر سے بچنے کیلئے انہیں گھروں میں بیٹھنا پڑتا تھا۔ پھر وہ زمانہ بھی آیا کہ آنحضرت ﷺ فاتح کی حیثیت سے ایک لشکر جرار کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح وہ دن آیا کہ دشمن کو جان بچانے کیلئے اپنے دروازے بند کرنے پڑے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ گھر سے باہر نکل سکے۔ اُس وقت وہ لوگ جو غریب اور کمزور سمجھے جاتے تھے فاتح اور طاقتور کی حیثیت سے شہر میں داخل ہو رہے تھے۔ اُس دن خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ کس طرح چھوٹے بڑے بنائے جاتے ہیں اور بڑے چھوٹے کر دیئے جاتے ہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک مأمور بھیجا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کے ہاتھ پر ہم سب احمدیوں نے بیعت کی ہے اور جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں یہ جماعت بھی پہلے الٰہی سلسلوں کی طرح بہت کمزور سمجھی گئی۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا جارہا ہے یہ ترقی کر رہی ہے اور اس کی عظمت لوگوں کے دلوں پر بیٹھتی جاتی ہے۔ اس لئے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر جماعت پوری اصلاح کرلے تو اُسے ترقی پر ترقی ملتی جائے گی۔ حضور نے احبابِ جماعت کو خاص طور پر تبلیغ احمدیت اور جماعتی چندہ جات کی طرف توجہ دلائی کیونکہ جماعتی ترقی کیلئے یہ بنیادی باتیں ہیں۔ آخر میں حضور نے فرمایا:۔

> "میں جماعت کے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ خواہ کوئی تاجر ہو یا واعظ' زمیندار ہو یا گورنمنٹ کا ملازم' خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کو سب سے اول اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور لوگوں کے سامنے اپنا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے کہ جو کوئی دیکھے پکار اُٹھے کہ خدا رسیدہ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو پھر دیکھ لو کہ احمدیت کی ترقی کیلئے کس طرح رستہ کھُل جاتا ہے اور کتنی جلدی ترقی ہوتی ہے۔"

(۲۲) پنجاب سائمن کمیٹی کی رپورٹ پر تبصرہ

پنجاب کونسل کی قائم کردہ سائمن کمیشن کمیٹی میں مسلمانوں کو ان کی اپنی غفلت کی وجہ

سے اپنے تناسب کے لحاظ سے بہت کم نمائندگی ملی- اس موقع پر بھی حضور نے مسلمانوں کو ہوشیار کیا تھا- اب مزید اُلجھن یہ پیدا ہوئی کہ کمیٹی کے مسلمان ممبروں نے تعاون کے پیشِ نظر یہ تجویز قبول کرلی کہ پنجاب کونسل کل ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ممبروں پر مشتمل ہو اور ان میں سے تراسی (۸۳) ممبر مسلمان ہوں اور باقی ہندو' سکھ اور عیسائی وغیرہ- اس تجویز کے نتیجہ میں مسلمانوں کی پچپن فیصدی کی اکثریت اکاون فیصدی ہوجاتی تھی- اس طرح پنجاب کے مسلمانوں کو سیاسی لحاظ سے نقصان پہنچتا تھا- اس لئے حضور نے کمیٹی کی تجویز کے خلاف یہ مضمون تحریر فرمایا- جو الفضل مورخہ ۳۰- اگست ۱۹۲۹ء کے علاوہ دیگر اخبارات میں بھی شائع ہوا-

حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمان ممبران کمیٹی کو بعض اصولی غلط فہمیاں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے انہوں نے ایسی سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے- ان کو یقین دلایا گیا کہ گورنمنٹ موجودہ صورت میں ان کی تائید کرے گی- اس خیال سے کہ ان کے مطالبات ضرور منظور ہو جائیں اور کم سے کم وہ اکثریت جو اب غیر مسلموں کو حاصل ہے دور ہوجائے انہوں نے اس تجویز کو قبول کرلیا- حضور نے فرمایا کہ اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس غلطی کا ازالہ کس طرح ہوسکتا ہے- آپ نے تحریر کیا کہ اس کے ازالہ کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں-

۱- کمیٹی کے مسلمان ممبر سائمن کمیشن کو مطلع کریں کہ اس تجویز کو صرف ہماری ذاتی رائے قرار دیا جائے کیونکہ مسلمان اکثریت اس کے مخالف ہے-

۲- اگر وہ ایسا نہ کریں تو پنجاب کونسل کے دوسرے مسلمان ممبر ایک میموریل تیار کرکے سائمن کمیشن اور گورنمنٹ کو ارسال کریں کہ ہماری رائے میں مسلمان نمائندوں نے ہماری نمائندگی نہیں کی بلکہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے- مسلمان اس تجویز کو قبول نہیں کرسکتے-

۳- مختلف سیاسی انجمنیں اور نمائندہ جماعتیں بھی ایسے ریزولیوشن پاس کرکے بھجوائیں تاکہ مسلمانوں کی صحیح ترجمانی ہوجائے-

آخر میں حضور نے کمیٹی کی ایک مفید تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:-

> "ایک اور تجویز ہے جس کے خلاف مسلمان اخبارات نے آواز اٹھائی ہے- اور وہ کمیٹی کی یہ تجویز ہے کہ ایک حصہ مرکزی مجلس کا صوبہ جات کی کونسلوں کے توسط سے چُنا جائے- میں اس امر میں ان اخبارات کی رائے سے متفق نہیں میرے نزدیک انہوں نے غور نہیں کیا کہ صوبہ جات کی

کونسلوں کی خود اختیاری کو قائم رکھنے کیلئے اور مرکزی مجلس کو اس کی حدود کے اندر رکھنے کیلئے یہ تجویز ایک نہایت مفید آلہ ہو سکتی ہے۔ ممالک متحدہ میں اس غرض کو پورا کرنے کیلئے سینٹ کام دیتی ہے۔ اگر کونسل آف سٹیٹ کا انتخاب اسی اصول پر نہ ہو تو کسی قدر تعداد اسمبلی کے ممبروں کی ضرور اس طرح چُنی جانی چاہیئے۔ اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے نہ کہ نقصان۔"

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

فتویٰ

فرض

فسادات

فطرت

فضیلت

فلاح

فیڈرل حکومت

ق

قانون۔ قوانین

قانونِ اساسی

قانونِ قدرت

قتل و غارت

قرآن کریم

ک

گ

ل

م

مذاہب میں صلح کے طریق

مذہبی بزرگ

مساوات

مسلمان

مسلمانوں کے فرائض

مسلمانوں کی انفرادی ذمہ داریاں

مسلمانوں کی قومی ذمہ داریاں

نیکی اور بدی

وقف

ووٹ

ھ

ہمدردی

ہندو

ی

یورپین

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

اسماء

سادگی اور قربانی

آپ کے اخلاق وکردار کے بارہ میں شہادتیں

عورتوں سے معاملات

حضورؐ کے احسانات

حضورؐ کی تعلیمات

متفرقات

مقامات

کتابیات

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی پُر معارف تصانیف ''انوار العلوم'' کی گیارہویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ فالحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں سے پیشگوئی مصلح موعود کا مقام اپنی جگہ پر ایسا پُر عظمت اور پُر شوکت ہے کہ اس کے جس پہلو پر جتنا جتنا غور کرتے چلے جائیں روحانی عظمت و شان کے حیرت انگیز پہلو سامنے آتے رہتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل انوار العلوم کی اشاعت کا جو سلسلہ جاری ہے اس کا لفظ لفظ اور سطر سطر اس رفیع الشان پیشگوئی کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

زیر نظر مجموعہ (میں جو انوار العلوم کی گیارہویں جلد ہے) حضور کی ستمبر ۱۹۲۹ء سے دسمبر ۱۹۳۰ء تک کی تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔ اس میں دو جلسہ ہائے سالانہ ۱۹۲۹ء'۳۰ کی تقاریر سمیت کل بیس خطابات و تحریرات شامل ہیں۔

یوں تو ایک ایک تحریر اور ایک ایک تقریر روحانی لطف و مسرت کا ایک نمونہ ہے لیکن بعض بعض باتیں ایسی سامنے آجاتی ہیں جو ہر احمدی کو چونکا کر رکھ دیتی ہیں۔ قادیان میں مذبح خانہ کے انہدام کا جو واقعہ ہوا اور مقامی ہندوؤں اور سکھوں نے جس ظالمانہ طریق پر یہ مذبح خانہ گرایا اس پر حضور نے جو ردِّ عمل دکھایا اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔ آپ نے فرمایا:

''مؤمن اگر ایک وقت اپنی نرمی، آشتی اور صلح جوئی کے ثبوت کیلئے ہر ایک قربانی کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے تو جس وقت اس کی اس آزمائش اور اس امتحان کو ایسے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جہاں سے آگے چلنے سے شریعت اسے روک دیتی ہے

اس وقت اس سے بڑھ کر بہادر اور جری بھی کوئی نہیں ہوتا۔ اس وقت اسے بہادری اور شجاعت دکھانے سے نہ دنیا کی حکومتیں روک سکتی ہیں نہ گورنمنٹیں اس کا کچھ کر سکتی ہیں''۔

حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک اہم ترین پہلو آپ کی حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے انوار العلوم کی قریباً ہر جلد میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور پُر لطف اور پُر لذت تحریرات ملتی ہیں۔ اس جلد میں بھی ایسی تین قیمتی تحریریں شامل اشاعت ہیں۔ پہلی ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ملہم کی حیثیت میں'' اس میں حضور نے بیان فرمایا ''ملہم ہونے کی حیثیت میں بھی آپ سب انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ آپ کا الہام محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا۔ دوسری تحریر ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دشمن کی نظر میں'' اس میں سرولیم میور کے اس اعتراف کو واضح کیا گیا ہے'' دنیا نے محمد کو پیدا نہیں کیا۔ محمد نے ایک نئی دنیا پیدا کی'' تیسری تحریر ''عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا وہ عالی مرتبہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو قائم کرنا چاہتے تھے'' اس میں حضرت مصلح موعود نے واضح فرمایا کہ کامل عرفان اسی کو حاصل ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کرے گا۔

اس مجموعہ میں جلسہ سالانہ کی تقاریر کے سلسلہ میں ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کی تقریر شامل ہے جو فضائل القرآن کے سلسلہ مضامین کی دوسری تقریر ہے۔ اس میں حضور نے قرآن کریم کی کتب سابقہ پر افضلیت کے عقلی اور نقلی شواہد بیان فرمائے ہیں اور قرآن کریم کی فضیلت کی چھبیس وجوہات بیان کی ہیں لیکن وقت کے لحاظ سے صرف چھ فضائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء کی تقریر فضائل القرآن کے سلسلہ مضامین کی تیسری تقریر ہے۔ اس میں حضور نے صدقہ وخیرات اور مرد وعورت کے تعلقات کے متعلق اسلام کی جامع تعلیم بیان فرمائی ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا ایک اہم نقطہ یہ بھی تھا کہ وہ ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' اس لئے ضروری تھا کہ دنیاوی علوم کے بارہ میں مصلح موعود کی ذہانت و فطانت کی چمکار سے دنیا دار نظریں خیرہ ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس جلد میں ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال پر تین اہم تحریریں شامل ہیں جن میں اہل وطن کی بہترین سیاسی رہنمائی کی گئی ہے۔ پہلی تحریر ''نہرو کمیٹی کی

تتمہ رپورٹ پر مختصر تبصرہ'' ہے۔ جس پر حضور نے زبردست تنقید فرمائی ہے اور مسلمانوں کے مفادات کا جس زبردست سیاسی بصیرت سے حضرت مصلح موعود نے دفاع کیا یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ہندوستان کا اور کوئی دینی یا دنیاوی رہنما اس شاندار علمی و قلمی خدمت میں آپ کے پاسنگ بھی نہیں ٹھہرتا۔ اس تحریر میں بھی جو تتمہ رپورٹ پر تبصرہ تھا حضرت مصلح موعود نے بڑی جرأت اور دلیری سے انگریزوں کو یہ بات سمجھا دی کہ

''انگریز آٹھ کروڑ مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے ہندوؤں کا غلام بنا دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے''۔

سیاسی رہنمائی کی دوسری تحریر گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کے بارہ میں تھی اہم مسئلہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے صحیح نمائندے کانفرنس میں جائیں۔ حضور نے واضح فرمایا کہ

''مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ مسلمانوں کے منتخب نمائندوں اور ان کی اہم سیاسی انجمنوں کے ذریعے ہو''۔

حضور کی یہ کوشش کامیاب رہی اور قائداعظم محمد علی جناح، حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان اور علامہ اقبال وغیرہ مسلمانوں کے اہم نمائندے شامل ہوئے۔

تیسری اہم تحریر ''ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل'' تھی اس میں گول میز کانفرنس کی آمد کے پیش نظر مسلمانوں کے اہم مسائل کو پوری طرح کھول کر واضح کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اردو اور انگریزی میں شائع کی گئی تھی اور خود انگریزوں نے اعتراف کیا کہ اس کے ذریعہ سے ہندوستان کے سیاسی مسائل اور خصوصاً مسلمانوں کے حقوق نہایت مدلل طریق سے واضح ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔

اس کتاب کی ایک اہم تحریر ندائے ایمان کے اشتہارات کا پہلا اشتہار ہے جو ہندوستان بھر میں چھیاسٹھ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ یہ اشتہارات حضرت مصلح موعود کی اس ازلی تڑپ کے آئینہ دار تھے کہ دعوت الی اللہ کسی صورت میں مدھم نہ پڑے۔ حضور بار بار مختلف طریقوں سے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کو جماعت کے سامنے پیش کرتے رہتے تھے۔ یہ سلسلہ اشتہارات بھی دعوت الی اللہ کی آسمانی مہم کی ایک کڑی ہے۔

الغرض یہ جلد بھی پیشگوئی مصلح موعود کے نشان ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا'' کی مصداق

ہے۔ قارئین اس کی سطر سطر اور لفظ لفظ سے روحانی لطف و مسرت اٹھائیں گے۔ انشاء اللّٰہ

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم کام میں ادارہ کی عملی معاونت فرمائی ہے ان میں خصوصیت سے مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر، مکرم چوہدری رشید الدین صاحب، مکرم عبدالرشید صاحب طاہر اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ، مکرم فضل احمد صاحب شاہد اور مکرم تنویر احمد چوہدری (مربیان) قابل ذکر ہیں۔ مسودہ کی ترتیب، پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، ان کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی اور Re-Checking کے سلسلہ میں انہوں نے نہایت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**

خاکسار محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اپنا بہت سا قیمتی وقت دے کر اس جلد کی فائنل پروف ریڈنگ کی اور اس کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں گرانقدر اور قیمتی مشوروں سے نوازا اور بعض بنیادی امور کے سلسلہ میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی۔ **فجزاہ اللّٰہ احسن الجزاء**

تعارف کتب مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان ہے اور دعا گو ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے۔ بے انتہاء فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ اور ہمیں ان اہم ذمہ داریوں سے احسن طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی گیارہویں جِلد ہے جو سیدنا حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ستمبر ۱۹۲۹ء سے دسمبر ۱۹۳۰ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(ا) مسئلہ ذبیحہ گائے

قادیان کے احمدی اور دوسرے مسلمان اپنی ضرورت کیلئے عید اور دوسرے مواقع پر گائے ذبح کیا کرتے تھے۔ جب یہاں حکومت کی طرف سے ٹاؤن کمیٹی قائم ہو گئی تو اس کام کو ایک باضابطہ شکل دینے کیلئے کمیٹی کی معرفت مذبح خانہ بنانے کیلئے درخواست دی گئی۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی منظوری کے بعد بھینی متّصل قادیان میں منظور شدہ جگہ پر مذبح تعمیر کیا گیا۔ جب اس میں باقاعدہ کام شروع ہوا تو قادیان کے بعض ہندوؤں اور سکھوں نے اردگرد کے سادہ مزاج دیہاتی سکھوں کو اس کے خلاف اُکسانا اور بھڑکانا شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں ۷۔ اگست ۱۹۲۹ء کو شوریدہ سکھوں کا ایک بڑا ہجوم جمع ہو گیا اور انہوں نے مذبح خانہ مسمار کر دیا۔ پھر انہی فتنہ پرداز عناصر نے سکھوں کو آلہ کار بنا کر ڈپٹی کمشنر صاحب کی اجازت کے خلاف کمشنر صاحب کے پاس اپیل دائر کر دی۔ ڈپٹی کمشنر نے مرعوب ہو کر مذبح کا لائسنس منسوخ کر دیا۔

مذبح کے متعلق جب یہ فتنہ برپا کیا گیا اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سرینگر میں قیام پذیر تھے۔ وہاں حضور کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے سرینگر سے ہی ۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو یہ مفصّل خط ہندو، سکھ اور مسلمان لیڈروں کے نام تحریر فرمایا جو روزنامہ الفضل

۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔

شروع میں حضور نے قادیان کے مختصر تاریخی حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قصبہ میرے آباؤ اجداد کا آباد کردہ ہے۔ یہاں کی ساری زرعی زمین کے مالک ہم ہیں۔ غیر مسلم بطور مزارع یا غیر مالکان یہاں آباد ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے بھی ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس کے باوجود ہم ہمیشہ ان کے مذہبی جذبات کا خیال رکھتے آئے ہیں۔ مسلمان آبادی کی ضرورت اور خواہش کے باوجود لمبا عرصہ مَیں نے صرف غیر مسلم لوگوں کے احساسات کا خیال کرتے ہوئے مذبح کی اجازت نہ دی۔ لیکن اب جب کہ اقتصادی حالات کے لحاظ سے ضرورت شدت اختیار کر گئی تو مَیں نے مذبح کے لئے درخواست کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سب قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد کمیٹی نے مذبح خانہ بنوایا جسے انتہائی ظالمانہ طریق پر مسمار کر دیا گیا اور اس طرح ہمارے جذبات اور وقار کو ٹھیس پہنچائی گئی۔ حضور نے غیر مسلم لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"ان حالات کو آپ کے سامنے پیش کر کے مَیں آپ سے چاہتا ہوں کہ آپ کے نزدیک اگر کوئی ایسی راہ ہے کہ مسلمان اپنی ضروری غذا کو بھی حاصل کر سکیں اور ان کی مذہبی اور اخلاقی حالت بھی درست رہے اور ان کے ہمسایوں کے جذبات بھی ناواجب طور پر زخمی نہ ہوں تو آپ مجھے اس سے مطلع کریں میں ہر معقول تجویز پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوں"

حضور نے اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی ضرورت اور قانون کے لحاظ سے مذبح خانہ بنانا ہمارا حق ہے۔ ہم اسے آج نہیں تو کل لے کے رہیں گے۔ سوال صرف یہ ہے کہ جو فتنہ برپا کیا جا رہا ہے اس کا اثر ہندوستان کی تین قوموں پر کیا پڑے گا۔ اس کے ازالہ کی صورت ہونی چاہئے تاکہ سب لوگ یہاں امن و امان اور محبت و پیار سے رہ سکیں۔

(۲) ہدایت کے متلاشی کو کیا کرنا چاہئے

کشمیر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد سرینگر سے واپس آتے ہوئے حضور ایک دن کے لئے جموں میں ٹھہرے۔ احباب جماعت نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کو

حضور کی تقریر کا انتظام کیا۔ غیر از جماعت احباب کثرت سے تشریف لائے۔ حسبِ موقع حضور نے ایک اہم تبلیغی تقریر فرمائی جس میں طالبانِ حق کو توجہ دلائی کہ وہ سچے مذہب اور سچی جماعت کی تلاش میں خدا تعالیٰ سے بذریعہ دعا راہنمائی حاصل کریں۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک بہترین ذریعہ سچائی طلب کرنے کا یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے کہ میں سچے مذہب کو تلاش کر کے صرف تیری خاطر ماننا چاہتا ہوں اس لئے تُو ہی مجھے سچے مذہب کا علم دے۔ جب کوئی یہ طریق اختیار کرے گا تو ضرور خدا اس کی راہنمائی کرے گا۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ میں مسیح موعود ہوں اور خدا کی طرف سے مأمور و مرسل ہوں۔ میرا کام یہ ہوگا کہ میں اسلام کو دنیا میں قائم کروں اور غیر مذاہب کے حملوں سے اسے بچاؤں۔ اعتراضات کا قلع قمع کروں اور حقیقتِ اسلام پیش کروں۔"

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کام احسن طریق پر پورا کر دیا مخالفینِ اسلام کے سب اعتراضات کا مُسکت جواب دیا اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کر کے اسے سب ادیان پر غالب کر دکھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں کا یہ الزام کہ آپ نے "بزورِ شمشیر اپنا دین پھیلایا" کی پُر زور تردید کی اور ثابت کیا کہ آپ کا دین آپ کی اعلیٰ قوتِ قدسیہ کی وجہ سے پھیلا۔ فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام قرار دیا ہے۔ آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پھر سامعین کو نصیحت فرمائی کہ وہ ہدایت کیلئے بذریعہ مخلصانہ دعا خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کریں۔

(۴) مذبح قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کشمیر کے سفر کے بعد جب واپس قادیان تشریف لائے تو مقامی جماعت احمدیہ نے حضور کو خوش آمدید کہنے کیلئے یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ایک تقریب منعقد کی اور آپ کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا۔ اس میں دیگر باتوں کے علاوہ انہدام مذبح کا بھی ذکر تھا۔ اس ایڈریس کے جواب میں حضور نے یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا جانتی ہے کہ ہم امن اور آشتی قائم رکھنے کیلئے ہر قسم کی کوشش کرتے ہیں حتّٰی کہ لوگوں کے طعنے سن کر بھی اشتعال سے بچتے ہیں لیکن ایک بات میں اپنے دوستوں کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مومن اگر ایک وقت دینی نرمی، آشتی اور صلح جوئی کی خاطر قربانی کرتا ہے تو دوسرے وقت جب کہ اس کی آزمائش اور امتحان کو آخری حد تک پہنچا دیا جاتا ہے تو اس وقت اس سے بڑھ کر بہادر اور جری بھی کوئی نہیں ہوتا۔ اُس وقت بہادری اور شجاعت دکھانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کیونکہ خدا کے بندے کبھی بُزدل نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا:-

"مذبح کے سوال پر مَیں نے ٹھنڈے دل سے غور کیا تو مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سوال یہ نہیں کہ سکھوں اور ہندوؤں نے اینٹوں کی ایک چار دیواری گرا دی۔ یا یہ کہ ایک خاص غذا کھانے سے مسلمانوں کو روک دیا بلکہ سوال یہ ہے کہ کوئی قوم اپنی نجابت اور شرافت کو ثابت کرنے کیلئے کبھی ایسی زندگی برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک دوسری قوم اسے کہے کہ جو مَیں کہوں وہ کرے اور جس کی میں اجازت دوں وہ کھائے۔ اس قوم سے بڑھ کر بے غیرت قوم اور کوئی نہیں ہو سکتی جو اپنے کھانے پینے کو دوسری قوم کے اختیار میں دے دے۔"

حضور نے وضاحت فرمائی کہ موجودہ حالات میں ذبیحہ گائے کا سوال مسلمانوں کیلئے ایسا اہم ہے کہ اس پر ان کی اولادوں کی غلامی اور آزادی کا انحصار ہے اس وجہ سے ہم اسے حل کرنے کیلئے مجبور ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں ایک سکیم میرے ذہن میں ہے ارادہ ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے یہ سکیم ان کے سامنے پیش کروں اور پھر کارروائی شروع کی جائے۔ اس غرض کیلئے ۶۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو بعد نماز عصر مسجد نور میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس

میں احبابِ قادیان کثرت سے شامل ہوئے۔ اس موقع پر حضور نے بصیرت افروز تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہاں دو قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مذبح کا معاملہ اب ختم ہو چکا ہے اور مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور بعض کا خیال یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہماری طرف سے سستی ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ یہ دونوں خیال غلط ہیں۔ دراصل کام کا وقت اب شروع ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام ضروری باتیں اور حالات کمشنر تک پہنچا دیئے ہیں۔ اب دیکھیں گے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ موجودہ حالات بتاتے ہیں کہ ہندو امن و امان سے رہنے کے متمنّی نہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ مسلمان چوہڑے چمار اور گونڈ بھیل کی طرح بن کر رہیں۔ ان حالات میں اب مسلمان سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں کہ وہ ایسی زندگی بسر کرنے کیلئے تیار ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو انہیں باوقار زندگی گزارنے کیلئے قربانیاں دینی ہونگی۔

حضور نے مذبح کے سلسلہ میں مقامی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس راہ میں کئی مشکلات ہونگی۔ آپ کو بھوکا پیاسا رہنا پڑے گا۔ سپاہیانہ زندگی کی مشق کرنی ہوگی۔ راتوں کو جاگنا ہوگا پہرے دینے ہونگے۔ حضور نے فرمایا کہ ان سب باتوں کو ملحوظ رکھ کر بتائیں کہ کیا آپ اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے تیار ہیں اور اس کام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ حضور کے اس سوال پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ وہ پوری طرح اس کام کیلئے تیار ہیں۔

حضور نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے احباب کو نصیحت فرمائی کہ چونکہ مسلمان قانون سے ناواقف ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ انہیں واقف کریں۔ انہیں بتائیں بلکہ اشتہار دیں کہ گائے کا گوشت کھائیں۔ یہ کوئی جُرم نہیں۔ صرف یہ شرط ہے کہ پردہ کے اندر ذبح کیا جائے اور نمائش نہ ہو۔ نیز فرمایا کہ ہمیں ابھی سے سکیم تیار کر لینی چاہئے کہ اگر کمشنر صاحب نے خلاف فیصلہ دیا تو پھر ہمیں کیا کرنا ہے۔

(۴) احمدی خواتین کے فرائض اور ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کشمیر سے واپسی پر ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو لجنہ اماء اللہ کی طرف

سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا اس کے جواب میں آپ نے یہ خطاب فرمایا اور لجنہ کو اس کی بعض ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ فرمایا مجھے خوشی ہے کہ لجنہ استقلال کے ساتھ اپنے لئے کام کے نئے میدان تلاش کر رہی ہے۔ اب جب کہ کام میں وسعت ہو رہی ہے تو میں ایک نہایت اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ فرمایا:۔

"انجمنوں کی زندگی دراصل قانون کی زندگی ہوتی ہے۔ کسی ایک فرد سے کام لے کر بہت سے افراد کے ہاتھوں میں کام دینے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ افراد متحدہ جدوجہد کے احترام کے عادی ہو جائیں اور ان کے اندر یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ اگر کسی وقت ایک لیڈر سے انجمن محروم ہو جائے تو کام کے تسلسل میں فرق نہ پیدا ہو۔ اس غرض کو پورا کرنے کیلئے یہ اہم اور ضروری بات ہوتی ہے کہ ہمیشہ قانون کی پابندی کی جائے اور قانون کی پابندی کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ قانون مقررہ الفاظ میں موجود ہو..... پس ممبرات لجنہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ قانون پاس کرنے سے قبل کوئی کام نہ شروع کریں خواہ کتنا بڑا اور کتنا مفید ہی کیوں نہ ہو"۔

لجنہ کی توجہ کیلئے دوسری اہم بات حضور نے یہ بیان فرمائی کہ اختلافات سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ کیونکہ جب کوئی جماعت نظام کے ماتحت کام شروع کرتی ہے تو کام کرنے والوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے اختلاف سے نظام کی خامیاں ظاہر ہوتی ہیں جو ابتدائی کاموں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ ان خامیوں کو دُور کرنے سے اصلاح ہو جاتی ہے نیز قانون مکمل ہوتا جاتا ہے۔ اور قانون کے مکمل ہونے سے کام کو پختگی حاصل ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کہ میری امت میں اختلاف رحمت ہے۔ یہ ایسا ہی اختلاف ہے جو ایک نظام کے ماتحت، ایک انجمن کے ماتحت اور خلافت کے ماتحت کیا جائے۔ ہاں جو اختلاف اس کے مقابل اور اس کے باہر ہو کر کیا جائے وہ تباہی کا موجب ہوتا ہے۔

آخر میں حضور نے نصیحت فرمائی کہ ہماری عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے نمونہ اور تربیت سے اپنے بچوں کو دلیر اور بہادر بنائیں تاکہ وہ بڑے ہو کر بوقتِ ضرورت جرأت سے قربانیاں پیش کر سکیں۔

(۵) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء

جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے یہ تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ارشاد فرمائی۔ فرمایا کہ چونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ خطبہ جمعہ میں بھی مجھے بولنا پڑے گا اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان ایام میں خصوصیت سے دعاؤں میں مشغول رہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارے ارادے تب ہی مفید ہو سکتے ہیں جب ان کے ساتھ عمل بھی ہو۔ ارادے ایمان کا جزو ہوتے ہیں اور ایمان کی تمثیل کھیتی سے دی جاتی ہے اور عمل کی پانی سے۔ جس طرح کھیتی کے سرسبز و شاداب ہونے کیلئے پانی دینا ضروری ہے اسی طرح ایمان کی ترقی کیلئے عمل کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ عمل کے لحاظ سے جو ہم سے سستی اور کوتاہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے دور کر دے اور ہمیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب و کامران فرمائے۔

حضور نے اپنا ایک پرانا رؤیا بیان کر کے احباب جماعت کو تلقین فرمائی کہ وہ دعاؤں سے ایک دوسرے کی مدد کریں کیونکہ یہی کامیابی کی راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

> "ایمان کی تکمیل ایک دوسرے کی مدد سے ہو سکتی ہے۔ جب مومن دوسروں کیلئے دعا کرتا ہے اور اپنے آپ کو دوسروں کی خیر خواہی میں مصروف کر دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے برکت دیتا اور اس کی دعا سنتا ہے۔ پس احباب دعا کریں۔ اپنے علاوہ دوسروں کیلئے بھی دعا کریں۔ ساری جماعت کیلئے دعا کریں بلکہ ساری دنیا کیلئے دعا کریں حتّٰی کہ جو اشدّ ترین دشمن ہو اس کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا کا اس پر فضل ہو۔ اپنے دلوں کو ہر قسم کے کینہ اور عداوت سے اُسی طرح پاک کر لو جس طرح اللہ پاک ہے۔ وہ جس طرح کافر اور مومن دونوں کو رزق دیتا اور اپنے فیوض نازل کرتا ہے تم بھی تمام کدورتوں، تمام دشمنیوں اور تمام عداوتوں سے اپنے دلوں کو پاک کر کے دعا کرو"۔

(۶) مستورات سے خطاب

حضور نے یہ تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات کے اجلاس میں فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کیلئے تعلیم نہایت ضروری ہے اس کے بغیر نہ خدا سے ان کا معاملہ درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکتی ہیں۔ تعلیم کے سلسلہ میں حضور نے عورتوں کو توجہ دلائی کہ وہ سب سے اول قرآن مجید پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ اس کے مضامین کو سمجھیں تاکہ ترقی کی راہیں ان کے لئے کھل جائیں۔ فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھو کہ کس طرح انہوں نے قرآن کریم غور سے پڑھا اور اس پر تدبر کیا۔ یہاں تک کہ وہ مَردوں کی بھی استاد بن گئیں۔ اُن کے اقوال سے بڑے بڑے علماء راہنمائی حاصل کرتے رہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ فرمایا کہ دوسری چیز جس کا جاننا دینی تعلیم کیلئے ضروری ہے وہ سنتِ رسولؐ اور حدیث کا علم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خود احکامِ قرآن پر عمل کر کے دکھایا اور شریعت کے اہم مسائل کی وضاحت فرمائی۔ پس اعمال کی درستی کیلئے اسوۂ رسول اور احادیث کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دینی تعلیم کیلئے تیسری ضروری چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حالت پر رحم کرتے ہوئے اس زمانہ کے مأمور سے اردو میں کتابیں لکھوائیں تاکہ انہیں پڑھ کر ہم فائدہ اُٹھا سکیں۔ قرآن مجید کا اس زمانہ کے متعلق علم آپ کی کتب میں موجود ہے۔ ان کے پڑھنے سے تمام دینی مسائل کے حل کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

لجنہ اماء اللہ کو ترقی کی طرف خاص توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عورتوں کو اپنے کام خود سنبھالنے چاہئیں تب ہی وہ ترقی کر سکتی ہیں۔ عورتوں کی ضروریات کا علم عورتوں کو زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں کام خود کرنے چاہئیں۔

آخر میں حضور نے انہیں نصیحت فرمائی کہ:-

"اپنے حقوق خود حاصل کرو جو حقوق لینے کھڑا ہوتا ہے خدا اس کے حقوق خود دلاتا ہے۔ نیند سے جاگو۔ دین کی خدمت کرو تا مَردوں کی طرح تم پر بھی خدا کی

برکات نازل ہوں اور خدا کے حضور ان افضال کی مالک بن جاؤ جن کا تمہارے آباؤ اجداد کو وارث بنایا گیا"۔

(۷) چند اہم اور ضروری امور

جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو حضور نے دورانِ سال پیش آنے والے چند اہم اور ضروری امور کے متعلق اظہارِ خیال فرمایا تاکہ احباب جماعت کو ان متفرق امور کے بارہ میں علم اور راہنمائی حاصل ہو۔ ابتداءً آپ نے حضرت حافظ روشنی علی صاحب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نہایت ہی مخلص اور بے نفس انسان تھے۔ میں نے ان کے اندر وہ روح دیکھی ہے جسے اپنی جماعت میں پیدا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواہش تھی۔ وہ اپنے آپ کو سلسلہ کے ہر کام کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ فرمایا کہ جماعت کے ہر فرد کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس میں بھی یہی روح اور احساسِ ذمہ داری پیدا ہو جائے۔ جماعتی ترقی کیلئے یہ بات نہایت ضروری ہے۔

بیمہ کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بیمہ کی وہ ساری اقسام جو اِس وقت تک ہمارے علم میں آ چکی ہیں ناجائز ہیں ہاں اگر کوئی کمپنی یہ شرط کرے کہ بیمہ کرانے والا کمپنی کے نفع اور نقصان میں شامل ہو گا تو پھر بیمہ کرانا جائز ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ ایک طرح کا بیمہ جائز ہے اور وہ یہ کہ مجبوراً کرانا پڑے جیسے بعض محکموں میں گورنمنٹ نے ضروری کر دیا ہے کہ ملازم بیمہ کرائیں۔ حضور نے احباب جماعت کو بتایا کہ اس مسئلہ کے بارہ میں مزید غور و فکر کرنے کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جا رہی ہے۔

مجلسِ مشاورت میں عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق فرمایا کہ شریعت سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے بھی مشورہ لیا اور عورت سے بھی۔ فرمایا کہ عورتوں کو نمائندگی دینا ان کا حق ہے۔ ہاں سوال یہ ہے کہ کس طریق سے ان سے مشورہ لیا جائے۔ یہ بات شریعت نے ہم پر چھوڑ دی ہے کہ زمانہ کے حالات کے مطابق جس طرح مناسب ہو کر لو۔

سلسلہ پر مالی بوجھ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے احبابِ جماعت کو نصیحت کی کہ وہ چندوں

کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دیں اور اس میں باقاعدگی اختیار کریں تاکہ سلسلہ کے کاموں میں رُکاوٹ نہ ہو۔ فرمایا کہ جماعت میں اخلاص ہے اگر عہدیدار سستی نہ کریں اور احبابِ جماعت کو توجہ دلائیں تو ضرور عمدہ نتائج پیدا ہوں گے۔ فرمایا کہ مالی حالت درست کرنے کی اچھی صورت وصیت ہے جو حضرت مسیح موعود نے الہام الٰہی کے تحت جاری فرمائی اور اُسے جزوِ ایمان قرار دیا۔ اس طرح خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

دعوت الی اللہ کی اہمیت واضح کر کے حضور نے تحریک فرمائی کہ سارے احباب اگلے سال کم از کم ایک ایک آدمی کو احمدی بنائیں۔ اس سلسلہ میں نئے علاقوں کی طرف توجہ دیں۔ وہاں جلد اور زیادہ ترقی ہوتی ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا کہ:۔

"ہمارے لئے سب سے بڑی چیز دعا ہے۔ یاد رکھو کوئی کامیابی دعا کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ لوگ روحانی کامیابی اور سلسلہ کی کامیابی چاہتے ہیں تو روزانہ دعاؤں میں اپنے آپ کو لگادو۔ ہر احمدی کو چاہیئے خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے تاکہ وہ اخلاص، روحانیت اور قوت پیدا کرے۔"

(۸) فضائل القرآن (۲)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء پر حضور نے فضائل القرآن کے موضوع پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جو چھ سال تک چلتا رہا۔ ان عظیم الشان تقریروں میں آپ نے قرآن مجید کی خوبیاں بیان فرمائیں ہیں اور بدلائل ثابت کیا ہے کہ الہامی کتب میں سب سے افضل کتاب قرآن مجید ہی ہے۔ یہ تقریر اس سلسلہ کی دوسری تقریر ہے جو حضور نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو قادیان میں فرمائی۔ اس میں آپ نے قرآن کریم کی کتب سابقہ پر افضلیت کے عقلی اور نقلی شواہد بیان فرمائے ہیں۔

فرمایا کہ سب سے آخر اور سب سے افضل ہونے کا دعویٰ کرنے والی کتاب کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنے کمال سے یہ ثابت کرے کہ اس کے اندر وہ کچھ ہے جو دوسری کتب میں نہیں۔ کچھ خوبیاں تو سب میں ہو سکتی ہیں۔ لیکن افضل کتاب وہی کہلائے گی جو سب

خوبیوں کی جامع ہو اور تمام وجوہِ کمال میں سب سے بڑھ کر ہو۔ قرآن مجید اس معیار پر پورا اُترتا ہے حضور فرماتے ہیں۔

"جب میں نے اس رنگ میں غور کیا تو قرآن کریم کا سمندر میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ہر فضیلت کی وجہ جو دنیا میں پائی جاتی ہے اور جس کی بناء پر ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دی جاتی ہے وہ بدرجہ اتمّ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے اور فضیلت دینے والی خوبیوں کے سارے رنگ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ میں نے اس وقت سرسری نگاہ سے دیکھا تو قرآن کریم کی فضیلت کی چھبیس (۲۶) وجوہات میرے ذہن میں آئیں بالکل ممکن ہے کہ یہ وجوہات اس سے بڑھ کر ہوں"۔

اس کے بعد حضور نے قرآنی فضیلت کی چھبیس (۲۶) وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ اور ان امور پر تفصیلی بحث کر کے روشن دلائل پیش فرمائے ہیں۔ اس تقریر میں آپ وقت کے لحاظ سے کتب سابقہ پر قرآن مجید کی فضیلت کی صرف چھ وجوہات بیان فرما سکے۔ آخر میں حضور نے فرمایا:۔

"میں نے فضیلتِ قرآن کی چھبیس (۲۶) وجوہات میں سے اِس وقت صرف چھ کا ذکر کیا ہے اور ان کی بھی ایک ایک مثال دی ہے خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو باقیوں کے متعلق پھر بحث کروں گا۔ فی الحال اسی پر بس کرتا ہوں اور دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی افضل اور بے نظیر کتاب پر عمل کرنے اور اس کے احکام کو حرزِ جان بنانے کی کوشش کرو۔ اِس وقت میں قرآن کریم کے جن مطالب کو واضح کر سکا ہوں ان کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب ایسے مطالب پیش نہیں کر سکتی۔ دوستوں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی اس کتاب کی طرف خاص طور پر توجہ دیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں"۔

(۹) ندائے ایمان (۱)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے موقع پر حضور نے احباب جماعت کو دعوت الی اللہ کی طرف

خاص توجہ دلائی اور فرمایا کہ آئندہ سال ہر احمدی کوشش کرے کہ اس کے ذریعہ کم از کم ایک شخص ضرور ہدایت پائے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اپنے قلم سے "ندائے ایمان" کے عنوان سے اشتہارات کا ایک نہایت مفید سلسلہ شروع فرمایا تاکہ سب لوگوں تک پیغامِ احمدیت پہنچایا جا سکے۔ اس سلسلہ کا پہلا اشتہار آپ نے ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء کو تحریر فرمایا جو چھیاسٹھ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر ملک بھر میں شائع کیا گیا۔

حضور نے تحریر فرمایا کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے پچاس سال قبل جب خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اصلاح کا کام شروع کیا تو اپنے اور پرائے سب آپ کے مخالف ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے دعویٰ سے توبہ نہ کی تو ایک قلیل عرصہ میں ان کی تباہی قطعی اور یقینی ہے۔ جب کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اس لئے میں اس کی تائید سے کامیاب ہوں گا اور میرے مخالف ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ اتنا عرصہ گزرنے پر حالات کا جائزہ لیں تو صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے اور بیرونی ملکوں میں پھیل گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تائید آپ کے ساتھ ہے۔ حضور اہلِ ملک کو مخاطب کرتے ہوئے دردمندانہ انداز میں فرماتے ہیں:۔

> "اے بھائیو! اِس اشتہار کے ذریعہ میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ حق کو قبول کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اور خدا کی آواز سے بے پرواہی نہیں برتنی چاہئے کیونکہ کیا معلوم کہ موت کب آجائے گی اور ہمارے اعمال کے زمانہ کو ختم کر دے گی۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوا کہ آپ اس عظیم الشان کام کے متعلق آج اور کل ہی کرتے رہے اور ایمان کا وقت گزر گیا اور موت کی گھڑی آگئی تو بتائیں کہ اُس وقت کیا چارہ کار ہو گا۔ نہ پچھتانا کچھ مفید ہو گا اور نہ گریہ وزاری کچھ نفع دے گی۔"

(۱۰) نہرو کمیٹی کی تتمہ رپورٹ پر مختصر تبصرہ

"نہرو رپورٹ" پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا بصیرت افروز تبصرہ شائع ہوا تو اسے پڑھ کر جہاں مسلمان زعماء کی آنکھیں کھُلیں اور انہیں اپنے مستقبل کے سلسلہ میں تشویش لاحق

ہوئی وہاں نہرو کمیٹی کو بھی مسلمانوں کی اشک شوئی کیلئے اپنی رپورٹ کی بعض شقوں میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی جسے انہوں نے تتمہ نہرو رپورٹ کی صورت میں شائع کیا۔ حضور نے اس کا بروقت جائزہ لیا اور ان کی اصلاح شُدہ جن شقوں کا تعلق مسلمان قوم سے تھا ان پر مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ایک مختصر اور جامع تبصرہ فرمایا۔ آپ نے تعلیم' اجارہ زمین' سرکاری زبان' قانون سازی اور فرقہ وارانہ انتخاب وغیرہ کے بارہ میں نہرو کمیٹی کی تتمہ رپورٹ پر زبردست تنقید فرمائی اور آخر میں مسلمانوں اور برطانوی حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے واضح الفاظ میں فرمایا۔

"میں پھر مسلمان پبلک اور اپنے ماوراء البحر کے رہنے والے انگریز بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس رپورٹ کو سمجھے بغیر اس کی تائید نہ کریں۔ انگریزوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی قوم بے شک اس وقت ہندوستان کی حاکم ہے لیکن وہ اس کی مالک نہیں ہے وہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے ہندوؤں کا غلام بنا دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔"

(۱۱) گول میز کانفرنس اور مسلمانوں کی نمائندگی

حکومت برطانیہ کے قائم کردہ سائمن کمیشن کی رپورٹ اہل ہند کی توقعات پر پوری نہ اُتری اس لئے وہ انہیں قابلِ قبول نہ تھی۔ ان حالات میں حکومت کی طرف سے گول میز کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا تاکہ برطانیہ اور ہندوستان کے نمائندگان ایک جگہ جمع ہو کر ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے بارہ میں غور و فکر کر سکیں۔

اس موقع پر حضور نے مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے فوری طور پر یہ مضمون تحریر فرمایا اور انہیں نصیحت کی کہ وہ باہمی تفرقہ اور اختلافات کو ترک کر دیں اور قومی مفاد کی خاطر اتفاق اور اتحاد سے کام کریں۔ صرف اسی طریق پر وہ مخالف قوم کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ کانفرنس میں ایسے نمائندے جائیں جو قوم کی نمائندگی کا حق ادا کر سکیں۔ حضور نے اس موقع پر گورنمنٹ کو بھی مشورہ دیا کہ وہ سیاسی جماعتوں کے مشورہ سے نمائندوں کا انتخاب کرے تاکہ کانفرنس کے فیصلوں کو

لوگ خوش دلی سے قبول کرلیں۔
مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔
"میرے نزدیک آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے لئے کام کا وقت ابھی آیا ہے۔ خالی اس امر کو شائع کر دینا کہ مسلمانوں کے یہ مطالبات ہیں کافی نہیں ہے۔ اگر ایسے لوگ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں گئے جنہوں نے ان مطالبات کو پسِ پُشت ڈال دیا تو آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلہ کی قیمت کچھ بھی باقی نہیں رہتی۔ پس یہی وقت ہے کہ وہ ایک طرف گورنمنٹ کو غلط انتخاب کے بدنتائج سے آگاہ کرے اور دوسری طرف پبلک کو اس کے خطرات سے واقف کرے۔ اور اُس وقت تک آرام نہ لے جب تک مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ مسلمانوں کے منتخب نمائندوں اور ان کی اہم سیاسی انجمنوں کے ذریعہ نہ ہو۔"

(۱۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ملہم کی حیثیت میں

یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہر حیثیت میں سب سے بلند و بالا ہے۔ اس مضمون میں حضور نے بیان فرمایا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ملہم ہونے کی حیثیت میں بھی سب انبیاء سے افضل ہیں۔ ملہم کی حیثیت کا اندازہ اس کلام سے ہوتا ہے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کلام دیا گیا یعنی قرآن مجید وہ ایک عظیم معجزہ ہے۔ دوسرے مذاہب کی کتب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں نہ ان کی حفاظت کا کوئی وعدہ تھا اور نہ وہ عملاً محفوظ رہیں۔ لیکن قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا اور وہ اب تک اسی طرح محفوظ ہے جس صورت میں وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ چنانچہ سرولیم میور اپنی کتاب "دی قرآن" میں لکھتے ہیں:۔
"یہ تمام ثبوت دل کو پوری تسلی دلا دیتے ہیں کہ وہ قرآن جسے ہم آج پڑھتے ہیں لفظاً لفظاً وہی ہے جسے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔"
پس قرآن کریم ایک منفرد اور افضل کتاب ہے اس طرح وہ رسول جس پر یہ کتاب

نازل ہوئی وہ بھی دیگر سب رسولوں سے افضل ٹھہرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور ملہم بھی سب ملہموں سے افضل ہیں کیونکہ آپ کا الہام زندہ ہے اور اس قدر زبردست معجزانہ اثرات اپنے اندر رکھتا ہے کہ کوئی اور الہام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کوئی اور کتاب آپ کی کتاب کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی"۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دشمن کی نظر میں

نبی کریم ﷺ کی شان اور عظمت اتنی بلند اور آپ کا کردار اور اخلاق اتنا اعلیٰ اور مسحور کن تھا کہ وہ دشمن جنہوں نے صرف آپ کے خلاف لکھنے کیلئے قلم اُٹھایا وہ بھی حالات پڑھ کر آپ کی عظیم شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ بعض اوقات آپ کے حق میں لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اس مضمون میں حضور فرماتے ہیں کہ سر ولیم میور مصنف "لائف آف محمد" انہی دشمنوں میں سے ایک تھے۔ یہ صاحب ہندوستان کی سِول سروس کے ایک افسر تھے جو ترقی کر کے آخر صوبہ یو۔پی کے گورنر بن گئے تھے۔

یہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کے متعصب دشمن تھے اور انہوں نے اپنی تحریروں میں آپ کے خلاف بہت نیش زنی کی ہے تاہم کئی موقعوں پر وہ اس حُسنِ دلآویز سے اتنے مسحور ہوئے کہ اچھی باتیں بھی لکھ گئے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"اس کا ڈنگ اس کے ساتھ ہے لیکن باغِ محمد کے پھولوں سے چُوسا ہوا شہد بھی اس کی زبان سے ٹپک رہا ہے۔ وہ لاکھ کہے کہ اسلام آنحضرت ﷺ کا تیار کردہ ہے وہ دشمن ہے اور دشمنی اس کا شیوہ۔ لیکن یہ صداقت جو اس کے قلم سے نکل گئی ہے اب ہزار کوشش سے بھی وہ اور اس کے ساتھی اس کو لوٹا نہیں سکتے کہ دنیا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا نہیں کیا بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک نئی دنیا پیدا کی ہے۔ اور یہ کام سوائے خدا کے فرستادوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

(۱۴) عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا وہ عالی مرتبہ جس پر رسول کریمؐ دنیا کو قائم کرنا چاہتے تھے

جب ہندوؤں کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے متعلق انتہائی دل آزار کتب "رنگیلا رسول" اور رسالہ "ورتمان" وغیرہ شائع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کے ماتحت ۱۹۲۷ء میں حضرت مصلح موعود نے جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ کی تحریک جاری فرمائی تاکہ ہندوستان بھر میں جگہ جگہ ایک ہی دن جلسے منعقد کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی جائے۔

آپ نے فرمایا:۔

"لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک یہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کی جرأت نہ رہے"۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء)

حضور کی یہ بابرکت تحریک بفضلِ خدا بہت کامیاب ہوئی اور مسلمان ملک بھر میں مقررہ تاریخ پر ہر سال جلسوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک سیرت بیان کرنے لگے۔ اس تحریک کے مطابق ۱۹۳۰ء میں "سیرۃ النبی" کے جلسوں کیلئے ۲۶۔ اکتوبر کا دن مقرر ہوا۔ چنانچہ اُس دن قادیان میں جو جلسہ منعقد ہوا اس میں حضور نے یہ تقریر فرمائی اور عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا وہ بلند مقام بیان فرمایا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو قائم کرنا چاہتے تھے۔

حضور نے عرفانِ الٰہی کے پانچ مقام بیان کر کے فرمایا کہ ان کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ طریق رکھا ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کی مکمل پیروی کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا کامل

عرفان حاصل تھا۔ اب وہی شخص عرفانِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے جو مکمل طور پر آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرے۔

(۱۵) امیر جماعت اور منصبِ امارت کی حقیقت

۱۹۳۰ء میں جماعت احمدیہ صوبہ بنگال کے عہدیداروں میں اختلاف کی وجہ سے جماعتی کام میں نقص پیدا ہونے لگا۔ اس پر حضور نے صوبہ کے آئندہ نظام کے بارہ میں احباب جماعت بنگال سے مشورہ طلب کیا۔ حصولِ مشورہ کے بعد آپ نے یہ فیصلہ تحریر فرمایا۔ ابتداءً حضور نے منصبِ امارت کی وضاحت فرمائی نیز نظامِ جماعت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بیان فرمائے۔ اس کے بعد تحریر فرمایا:۔

"صرف ایک ہی نظام ہے جو صوبہ جات میں قائم کیا جا سکتا ہے اور وہ وہ نظام ہے جو باوجود صوبہ جاتی نظام کے تمام افراد اور جماعتوں کا تعلق مرکز سے قائم رکھے اور ایسا نظام وہی ہو سکتا ہے جس میں ایک تو امیر ہو جو خلیفہ کا نائب ہو۔ جس کا فرض ہو کہ وہ دیکھے کہ ایک طرف تو صوبہ یا ملک کی جماعت خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ کے احکام کی پیروی کرتی ہے اور دوسری طرف یہ دیکھے کہ صوبہ جات کی اکثریت کی طے کردہ پالیسی پر اس کے مقامی عُمّال عمل کرتے ہیں؟ گویا ایک طرف اس کا فرض ہے کہ صوبہ میں مرکز کے احکام کی پابندی کرائے اور دوسری طرف اس کا فرض ہے کہ یہ دیکھے کہ صوبہ کے عُمّال صوبہ کی جماعت کی اکثریت کے تابع چلتے ہیں اور اپنے فرائض کو خودسری سے نظرانداز نہیں کرتے اور اسلامی مساوات اور جمہوریت کی روح کو کُچلتے نہیں۔ تیسری طرف یہ دیکھنا بھی اس کا فرض ہے کہ اکثریت اسلام کے منشاء کے خلاف تو نہیں چلتی اور اگر ایسا نظر آئے تو وہ اس کی اصلاح کر کے خلیفۂ وقت کے پاس رپورٹ کرے۔"

حضور فرماتے ہیں کہ امارت کا نظام خلافت کے ماتحت بہترین نظام ہے جسے اگر صحیح طور پر چلایا جائے تو تمام ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ مقامی کام بھی اچھے طریق پر چلتے ہیں اور مرکزی بھی۔

(۱۶) ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل

سائمن کمیشن کی رپورٹ چھپنے کے کچھ دیر بعد حکومت برطانیہ نے لندن میں گول میز کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تاکہ ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے مختلف پہلوؤں پر غور کرکے آئندہ کیلئے لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔ چونکہ سائمن کمیشن نے مسلمانوں کے حقوق کو پوری طرح مدِّنظر نہیں رکھا تھا اس لئے حضور کو تشویش تھی اور آپ چاہتے تھے کہ آئندہ مسلمانوں کے حقوق کو نظرانداز نہ کیا جائے اس لئے حضور نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر سائمن کمیشن رپورٹ پر تبصرہ کرکے اس کے نقائص واضح کئے جائیں اور ہندوستان کے مسائل کا ایسا حل پیش کیا جائے کہ آئندہ زمانہ میں سب قومیں صلح و آشتی سے بأمن زندگی گزار سکیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

> "میں سمجھتا ہوں کہ گو ایک مذہبی آدمی ہونے کے لحاظ سے مجھے سیاستِ ملکی سے اس قدر تعلق نہیں ہے جیساکہ ان لوگوں کو جو رات دن انہی کاموں میں پڑے رہتے ہیں۔ لیکن اسی قدر میری ذمہ داری صلح اور آشتی پیدا کرنے کے متعلق زیادہ ہے اور نیز میں خیال کرتا ہوں کہ شورش کی دنیا سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے میں شاید کئی امور کی تہہ کو زیادہ آسانی سے پہنچ سکتا ہوں بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو اس جنگ میں ایک یا دوسری طرف سے شامل ہیں۔ پس اِس وقت جب کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے اعلان کی وجہ سے لوگوں کی توجہات مسئلہ ہندوستان کے حل کرنے میں لگی ہوئی ہیں میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے خیالات دونوں ملکوں کے غیر متعصب لوگوں کے سامنے رکھ دوں"۔

حضور نے اپنے تبصرہ میں مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر سیر حاصل بحث کی اور ان کی معقولیت کو اُجاگر کیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ہندوستان کے سیاسی مسائل کا نہایت معقول اور تسلی بخش حل پیش کیا۔ اس کے جامع و مانع تبصرہ کا انگریزی ایڈیشن فوراً شائع کرکے انگلستان پہنچا دیا گیا تاکہ گول میز کانفرنس میں شامل ہونے والے اسے پڑھ کر فائدہ اُٹھا سکیں۔ مسلمان نمائندوں کو خاص طور پر اس سے فائدہ پہنچا۔ چنانچہ انہوں نے پہلی بار متفقہ طور پر

کامیابی سے اپنے مطالبات کانفرنس میں پیش کئے۔ جس کا انگلستان کے صاحب رائے لوگوں پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی خصوصی حیثیت کے قائل ہو کر ان کے مطالبات کی معقولیت اور افادیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حضور کی یہ کتاب ہندوستان اور انگلستان دونوں جگہ بہت مقبول ہوئی اور اسے بڑی دلچسپی اور توجہ سے پڑھا گیا۔ اور کئی مدبّر سیاستدانوں اور صحافیوں نے شاندار الفاظ میں حضور کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ چنانچہ سرہون اوملر (SIR HONE O'MILLAR) نے تحریر فرمایا:۔

"اس چھوٹی سی کتاب کے ارسال کرنے کیلئے جس میں مسئلہ ہند کے حل کیلئے امام جماعت احمدیہ کی تجاویز مندرج ہیں میں تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سائمن کمیشن کی تجاویز پر یہی ایک مفصّل تنقید ہے جو میری نظر سے گزری ہے۔.......... میں اس اخلاص، معقولیت اور وضاحت کی داد دیتا ہوں جس سے کہ ہِزہولی نس (یعنی امام جماعت احمدیہ) نے اپنی جماعت کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں ہِزہولی نس (HIS HOLLYNESS) کی بلند خیالی سے بہت متاثر ہوا ہوں"۔

(۱۷) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء

جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے یہ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۳۰ء کو قادیان میں فرمائی۔ آپ نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر عظیم الشان فضل فرمائے ہیں۔ اس نے ہمیں اسلام جیسا مذہب اور قرآن جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔ پھر جب ہماری شامتِ اعمال اور گناہوں کی وجہ سے یہ کلام دنیا سے اُٹھ گیا تو اسے دوبارہ واپس لانے اور دینِ حق کو زندہ کرنے کیلئے اس زمانہ میں اپنا مامور بھیجا اور ہمیں اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خدا اور اس کے رسول ؐ کا کلام سب لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور ہم نہایت کمزور ہیں۔ خدا تعالیٰ کی توفیق کے بغیر یہ کام پورا کرنا ممکن نہیں اس لئے ہمیں خدا تعالیٰ سے مدد اور توفیق طلب کرنی چاہئے۔ آپ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ

ہمارے اعمال اور اقوال میں برکت دے۔ ہمیں اپنے فضل کے سایہ کے نیچے رکھے۔ فرشتے آسمان سے ہماری تائید اور نصرت کیلئے نازل کرے۔ ہم کمزور ہیں ہمیں طاقت عطا کرے۔ ہم ضعیف ہیں ہمیں توانائی بخشے۔ ہم جاہل ہیں ہمیں علم دے۔ ہم بے عمل ہیں ہمیں اعمال حسنہ کی توفیق دے۔ ہم دنیا کے مقابلہ میں نہتے ہیں وہ ہمیں کامیابی کے سامان عطا کرے تاکہ ہم اس عظیم الشان جنگ میں کامیاب ہوں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔"

آخر میں حضور نے دوستوں کو یہ خوشکن خبر سنائی کہ آپ کے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کل آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد احمدیت میں داخل ہو گئی ہے۔ اور دشمن کا یہ اعتراض بھی ختم ہو گیا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کی جماعت میں داخل نہیں۔

(۱۸) مستورات سے خطاب

یہ تقریر حضور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر خواتین میں فرمائی۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب بھی کوئی مامور آتا ہے تو دنیا میں ایک ہلچل شروع ہو جاتی ہے۔ لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے ماننے والوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے یہ ہیں کہ اس کے آنے سے ایک فساد برپا ہو گیا ہے۔ بیٹا باپ سے اور بیوی خاوند سے الگ ہو گئے ہیں اور تفرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مامور تو لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر قائم کرتا ہے۔ وہ اتحاد کی بنیاد رکھ کر لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ ان کے تفرقے مٹا کر انہیں ایک جماعت کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔ ہاں وہ اپنی اصلاح شُدہ جماعت کو خالص اور پاک رکھنے کیلئے کچھ پابندیاں ان پر لگاتا ہے تاکہ وہ ان میں مل کر دوبارہ خراب نہ ہو جائیں یہ ایسی ہی احتیاط ہے جیسے انسان اچھے دودھ کی حفاظت کیلئے اسے دہی وغیرہ میں ملنے سے دور رکھتا ہے۔ فرمایا کہ غیر از جماعت لوگوں میں بچیوں کی شادی سے اسی غرض سے روکا گیا ہے کہ وہ ان سے مل کر انہی جیسی نہ بن جائیں۔ حضور احمدی مستورات کو نصیحت

کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مسیح موعود کے آنے پر جو تفرقے اُٹھے یہ پہلے ہی تھے نئے نہیں"۔

(۱۹) بعض اہم اور ضروری امور

یہ تقریر حضور نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۰ء کو دوران سال وقوع پذیر ہونے والے متفرق واقعات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے فرمائی۔ اول تو حضور نے اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے پھر جماعت کو اس سنت کو پورا کرنے کی توفیق دی جو بانی سلسلہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے منشاء سے جلسہ سالانہ کی صورت میں قائم کی۔ پھر فرمایا کہ اس سال جماعت پر بہت بڑا ابتلاء آیا چند فتنہ پردازوں نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ایک طرف جماعت کے لوگوں کی غیرت اور حمیّت کا امتحان تھا اور دوسری طرف اپنے نفس پر قابو رکھنے کا مشکل کام تھا۔ گویا دو آگیں تھیں جن میں وہ کھڑے تھے۔ اور جہاں یہ دو آگیں جمع ہو جائیں وہاں بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل بھی ماری جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ان حالات میں پوری طرح کامیاب ہوئی۔ اس نے غیرت بھی دکھائی اور اپنے نفس کو بھی قابو میں رکھا۔ اس سال دشمن نے یہ جھوٹی خبر اخبارات میں شائع کروا دی کہ امام جماعت احمدیہ وفات پا گئے ہیں۔ اس سے احباب جماعت کو سخت صدمہ اور تکلیف ہوئی تاہم اس خبر نے جماعت کے اخلاص اور محبت کے جذبات کو نکال کر باہر رکھ دیا اور اخلاص و فدائیت کا غیر معمولی اظہار ہوا۔ اس پر حضور نے خوشنودی ظاہر کی نیز احبابِ جماعت کو انتخابِ خلافت کے سلسلہ میں خاص نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا:۔

"یاد رکھو! اسلام اور احمدیت کی امانت کی حفاظت سب سے مقدّم ہے اور جماعت کو تیار رہنا چاہئے کہ جب بھی خلفاء کی وفات ہو جماعت اس شخص پر جو سب سے بہترین خدمت دین کر سکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے الہام پانے کے بعد متفق ہو جائے گی۔ انتخابِ خلافت سے بڑی آزمائش مسلمانوں کے لئے اور کوئی نہیں۔ یہ ایسی ہے جیسے باریک دھار پر چلنا۔ ذرا سا قدم لڑکھڑانے سے انسان دوزخ میں جا گرتا ہے۔ غرض انتخابِ خلافت سب سے بڑھ کر ذمہ داری ہے۔ جماعت کو

اس بارے میں اپنی ذمہ داری پہچاننی چاہئے۔"

تازہ تصانیف کے سلسلہ میں حضور نے "سیرۃ خاتم النبیّن" مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور "تفہیمات ربانیہ" مصنفہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب کی تعریف فرمائی اور احباب کو تلقین کی کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی اشاعت کریں۔ حضور نے اپنی تازہ تحریر فرمودہ کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ انگریزی اور اردو میں شائع ہو چکی ہے۔ مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کی کثرت سے اشاعت ہو۔ دوستوں کو اس طرف بھی خاص توجہ دینی چاہئے۔

اس تقریر میں حضور نے مقابلہ میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تحریروں کا بھی مفصّل جواب دیا اور آخر میں فرمایا:۔

"میں امید کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے معارف لکھنے کے متعلق جو میرا چیلنج تھا اس کی پوری تشریح کر چکا ہوں اگر مولوی صاحب کو وہ منظور ہو تو اس کی قبولیت کا اعلان کر دیں۔"

(۲۰) فضائل القرآن نمبر (۳)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء پر حضور نے فضائل القرآن کے موضوع پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جو ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں آپ نے چھ عظیم الشان تقاریر فرمائیں جن میں قرآنی معارف اور دقائق سلیس اور نہایت مؤثر رنگ میں بیان فرمائے۔ نیز دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن مجید ہی دیگر سب مذہبی کتب سے افضل کتاب ہے۔

یہ تقریر اس سلسلہ کی تیسری تقریر ہے جو حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء کو قادیان میں فرمائی۔ اس میں آپ نے صدقہ و خیرات اور مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق اسلام کی جامع تعلیم بیان کی ہے۔

اولاً حضور نے صدقہ و خیرات کے بارہ میں دیگر مذاہب کی تعلیم بیان کر کے اس کا اسلامی تعلیم سے موازنہ کیا اور بتایا کہ ہر پہلو سے قرآن کی بیان کردہ تعلیم جامع اور افضل ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں تعلیمِ اسلامی کی چودہ باتیں بیان کر کے فرمایا:۔

"یہ صداقات کے متعلق اسلام کی بیان کردہ وہ چودہ باتیں ہیں کہ خواہ باقی مذاہب کی ساری الہامی کتابیں اکٹھی کر لو تمام فلسفیوں کی کتابیں بھی دیکھ لو ان کی بحث ان میں نہ ہوگی۔ اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کی معمولی سی بات بھی اس رنگ میں نہ انسانی کتابوں میں پائی جائے گی اور نہ الہامی کتابوں میں جس رنگ میں قرآن نے بیان کی ہے"۔

مضمون کے دوسرے حصہ کے متعلق حضور نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مرد اور عورت کا تعلق ایک فطری تعلق ہے۔ اس لئے اس بارہ میں تعلیم بہت مکمل ہونی چاہئے۔ لیکن ساری مذہبی کتب اس کی تکمیل سے محروم رہیں۔ صرف قرآن کریم نے اسے مکمل کیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے کثرتِ ازدواج، حقوقِ نسواں، باہمی ذمہ داریاں اور طلاق وغیرہ مسائل کا ذکر کر کے بتایا کہ تمام مسائل کے بارہ میں اسلام مکمل تعلیم دیتا ہے۔ انسان اس پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب اور اپنے گھر کو جنت بنا سکتا ہے۔ کوئی اور مذہبی کتاب اس تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حضور فرماتے ہیں۔

"غرض قرآن کریم کا کوئی حکم لے لو خواہ وہ کس قدر ابتدائی امر کے متعلق ہو اس میں بھی اسلام کی تعلیم افضل ہی نظر آئے گی۔ نرو مادہ کے تعلقات کا مسئلہ کتنا ابتدائی مسئلہ تھا لیکن قرآن کریم نے اسے کتنا علمی بنا دیا۔ باقی کتب میں اس کا ذکر بھی نہ ہوگا۔ پس ہمارا یہی دعویٰ نہیں کہ قرآن میں ایسی باتیں ہیں جو اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں بلکہ یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی ایسی بات نہیں جو دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں سے افضل نہ ہو۔ خواہ وہ کھانے پینے کے متعلق ہو، خواہ لین دین کے متعلق ہو، خواہ اور معاملات کے متعلق ہو۔ اس کے متعلق ہم چیلنج دے سکتے ہیں کہ کوئی عیسائی یا ہندو یا کسی اور مذہب کا پیرو کھڑا ہو اور کسی مسئلہ کا نام لیکر کہے کہ اسے قرآن سے افضل ثابت کرو تو یقیناً ہم اسے افضل ثابت کر دیں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ"

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

ش

شادی

شرک

شریعت

شکایت

شوریٰ

شہید

شہوانی قوّت

شیطان

شیعہ

ص

صحابہ

صدقہ

ہندی

ی

یہودی

آیاتِ قرآنیہ

الفاتحة

البقرة

اٰل عمران

النسآء

المآئدة

الانعام

احادیث

اسماء

مقامات

کتابیات

انگریزی کتب

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی

12

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad, Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ
U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, Tilford, Surrey.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی پُر معارف تصانیف ''انوار العلوم'' کی بارھویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

زیرِ نظر مجموعہ حضور کی جنوری ۱۹۳۱ء سے دسمبر ۱۹۳۲ء تک کی تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔ اس میں دو جلسہ ہائے سالانہ ۱۹۳۱ء، ۱۹۳۲ء کی تقاریر اور تحریکِ آزادئ کشمیر کی جدوجہد (۱۹۳۱ء-۳۲) سمیت کُل اکتیس خطابات و تحریرات شامل ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کا مبارک وجود اُن بابرکت پیشگوئیوں کا حامل ہے جن کی تفصیل اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پائی جاتی ہے۔ زیرِ ترتیب جلد کے پیش نظر اس عظیم الشان پیشگوئی کی مندرجہ ذیل جزئیات پیشگوئی مصلح موعود کی شان و شوکت کو زیادہ درخشندہ و تابندہ بنا رہی ہیں۔ اس پیشگوئی میں ہے۔

> ''وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا ....خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شُہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی..........''۔

یوں تو اس پیشگوئی کا مکمل متن بڑی عظمت اور شوکت رکھتا ہے۔ اور خود حضرت فضل عمر

خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر ۱۹۴۴ء بمقام قادیان کے مطابق ۵۲ نشانات پر مشتمل ہے اور ہر نشان ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا حصہٗ پیشگوئی خاص طور پر بیسویں صدی کی چوتھی دہائی کے مسائل سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ عمومی طور پر تو حضور کے تمام لیکچر اور مضامین اس الہام کے مصداق ہیں کہ ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔'' مگر جس الٰہی تائید ونصرت سے آپ نے برصغیر ہند بلکہ عالمگیر مسائل میں قوموں کی راہنمائی کی، اس کی انتہائی شان اس دہائی کے سماجی' سیاسی' اقتصادی اور حقوقِ انسانی کے ناطہ سے نکھر کر سامنے آتی ہے اور یہ حقیقت اَظْھَرُ مِنَ الشَّمْسِ ہوجاتی ہے۔ کہ ''اس کے سر پہ خدا کا سایہ ہوگا'' یعنی آسمانی تائیدات سے نوازا جائے گا۔ ''وہ جلد جلد بڑھے گا۔'' یعنی اپنی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے خلافِ توقع بہت جلد قائدانہ صلاحیتوں سے مزیّن ہوگا اور ''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شُہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی............''

محولہ بالا اس آخری حصہ کا ظہور اُس وقت بڑی شان سے سامنے آیا جب حضور نے کشمیر کی مظلوم انسانیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ کشمیر کے عوام کس قدر جبر واستبداد کا شکار تھے غربت وظلم کی چکی میں کس طرح پس رہے تھے۔ عوام الناس صبر آزما ذہنی غلامی پر قناعت کر چکے تھے۔ مہاراجہ کا ایک گھرانہ ان بے زبانوں کی قسمت کا مالکِ واحد بن کر اس مملوکہ انسانیت پر حکومت کر رہا تھا۔ اُس وقت ایک دل تھا جو اِس مظلومیت کے لئے تڑپا اور اُس نے اِن مسلوب الحقوق انسانوں کیلئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔

حضرت مصلح موعود نے ممتاز وکلاء، دانشوروں، ماہر قانون دانوں، اطباء اور ڈاکٹروں، سوشل ورکروں اور سیاست دانوں کو کشمیریوں کی مدد کیلئے پکارا اور دامے درمے قدمے سخنے اہل کشمیر کی تائید اور مدد کرتے ہوئے ''خدا کی رحمت وغیوری'' کے ہاتھ سے ایسی جدوجہد کی کہ مہاراجہ کی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا یہاں تک کہ ان کے سرپرست انگریز حکمرانوں نے بھی محسوس

کیا اور انہیں ان مسائل پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑا اور ایوانِ قیصر کے در و دیوار میں بھی قدرے جُنبش پیدا ہوئی۔ شومئ قسمت کہ برصغیر کی سیاست میں سازشوں نے ایک خطرناک شگاف پیدا کیا اور یہ جدوجہد اپنے منتہائے مقصود کو نہ پہنچ سکی۔ یہ وہ احوال ہیں جن کا اس جلد میں بطورِ خاص تذکرہ ہے۔

ظلمت و بربریت کی سیاہ رات میں اہل کشمیر کیلئے جہاں آپ نے بے لوث خدمات سرانجام دیں وہاں ان کی کامیابی و کامرانی کی نوید دیتے ہوئے خدا کے موعود خلیفہ نے ان کو یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی۔

''جس طرح رات ہمیشہ نہیں رہتی آپ لوگوں کی تکالیف بھی ہمیشہ نہیں رہیں گی آخر کامیابی کا دن چڑھے گا۔ اور وہ دن اُن ہی کیلئے مبارک ہوگا جنہوں نے اِس وقت قومی کام کیلئے قربانیاں کی ہیں۔ دوسرے لوگوں کا منہ اُس دن کالا ہوگا اور اپنی شرمندگی اور ندامت کو چھپانے کا کوئی ذریعہ انہیں نہیں ملے گا۔ پس اے بھائیو! ہمت کرو اور صبر سے کام لو اور استقلال سے قانون کے اندر رہتے ہوئے کام کرتے چلے جاؤ کہ خدا تعالیٰ کی مدد ظالم کے ساتھ نہیں بلکہ مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اپنی بے بسی اور بے کسی کو نہ دیکھو اپنے خدا کی طرف دیکھو جو بے بسوں اور بے کسوں کا یار ہے وہ خود آپ کیلئے لوگوں کے دلوں میں ہمدردی پیدا کر دے گا اور غیب سے نصرت کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ جو بات آج ناممکن نظر آتی ہے کل کو ممکن ہی نہیں آسان نظر آئے گی۔ آج جسے آپ قربانی خیال کرتے ہیں' کل اسے کھیل سمجھیں گے۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں آپ کی امداد انشاء اللہ کروں گا اور میں اس وعدہ پر قائم ہوں اور خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اِس امداد میں برکت دے گا''۔

اس جلد کی تیاری کے سلسلہ میں بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔

مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے مسودات کی ابتدائی ترتیب و تصحیح اور پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم فضل احمد صاحب شاہد (مربیانِ سلسلہ) نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، اعراب کی درستگی اور Rechecking کے سلسلہ میں بہت محنت اور دلی لگن سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور بھی دلی شکریہ کے مستحق ہیں اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل اور فائنل پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں ان کی راہنمائی ہمارے لئے بہت سہولت کا موجب ہوئی۔ اور ان کے تجربہ اور مفید مشوروں سے ادارہ نے بے حد فائدہ اٹھایا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

تعارف کتب مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان ہے اور دعا گو ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے، بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیں ان اہم ذمہ واریوں سے احسن طور پر عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی بارہویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی جنوری ۱۹۳۱ء سے دسمبر ۱۹۳۲ء تک کی تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے من کی حقیقت

آنریبل سر عبدالقادر کی زیر نگرانی جناب مولانا تاجور نجیب آبادی کی ادارت میں لاہور سے ایک ماہوار اردو رسالہ ''ادبی دنیا'' کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ یہ مؤقر اور بلند پایہ رسالہ اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتا تھا۔ اس کے شمارہ جنوری ۱۹۳۱ء میں الٰہ آباد یونیورسٹی کے پروفیسر جناب نعیم الرحمٰن صاحب ایم۔اے کا ایک مضمون بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے ''من'' کی ماہیت کے بارہ میں شائع ہوا۔ انہوں نے تورات کے بعض حوالے نقل کر کے بتایا کہ تورات میں ''من'' کی بیان کردہ ماہیت طبی تفصیلات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ مضمون جب حضور کی نظر سے گزرا تو آپ نے پروفیسر صاحب کی تحقیق کو پسند فرمایا تاہم اس کے بعض تشنہ حصوں کی تکمیل اور وضاحت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے خود بھی اس موضوع پر مضمون لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''مجھے یہ مضمون پڑھ کر خوشی ہوئی کہ مسلمانوں میں بھی علمی تحقیق کا ذوق پیدا ہو رہا ہے اور وہ اس حالت جمود سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ''یہ کیا ہے؟'' کہنے سے باز رکھ رہی تھی۔ اور اسی خوشی میں اس مضمون کے متعلق میں بھی بعض باتیں کہنی چاہتا ہوں۔''

حضور نے تحریر فرمایا کہ مصر سے نکل کر کنعان کی طرف جاتے ہوئے بنی اسرائیل جس علاقہ سے گزرے وہ بہت غیر آباد تھا۔ پانی اور خوراک کا حصول نہایت دشوار تھا۔ بائبل کے بیان کے مطابق اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ساٹھ لاکھ کے قریب بنتی ہے۔ اتنی بڑی جمعیت کا اس دشوار گزار اور غیر آباد علاقہ سے سلامت گزرنا بلکہ اڑتیس سال تک اس میں قیام کرنا ممکن معلوم نہیں ہوتا۔ بائبل نے اس کا جواب ''من'' کا نزول دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ (۱) ''من'' کیا چیز تھی؟ (۲) کیا اس کا وجود معجزانہ تھا؟ (۳) کیا اسے کھا کر بنی اسرائیل ایک طویل مدت تک زندگی بسر کر سکتے تھے؟

ان تین سوالوں کو حل کرنے کیلئے حضور نے ایک جامع تحقیق اس مضمون میں پیش فرمائی ہے اور بیان کیا ہے کہ صحیح اور قابلِ قبول حل بائیبل سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے ملتا ہے جو اس زمانہ میں ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ آیات اور احادیث درج کرنے کے بعد فرمایا کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل لاکھوں کی تعداد میں مصر سے نہیں نکلے بلکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ (۲) جو خوراک نہیں مہیا کی گئی وہ غذائیت اور مزا کے لحاظ سے بُری نہ تھی۔ من کے سلسلہ میں مفصّل تحقیق کے بعد آخر میں حضور فرماتے ہیں:۔

''میں جہاں تک مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دشت سینا میں کھمب، ترنجبین اور ایسی ہی اور چیزیں جو جلد تیار ہو جاتی ہیں پیدا کر دیں جن سے بنی اسرائیل کو آسانی غذا ملنے لگی۔ اور چونکہ اس کیلئے محنت نہیں کرنی پڑتی تھی اس غذا کا نام من یعنی احسانِ الٰہی سے ملنے والی غذا رکھا گیا۔ وہ ایک قسم کی غذا نہ تھی بلکہ کئی قسم کی غذائیں تھیں کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ کئی طرح کا من تھا ہاں سب میں ایک مشابہت تھی اور وہ یہ کہ غذائیں ہل چلا کر اور محنت کر کے بنی اسرائیل کو پیدا نہیں کرنی پڑتی تھیں۔ لیکن چونکہ غذائیں اور بٹیر جو اس وقت کثرت سے اس جنگل میں آ گئے تھے شکم میں قبض پیدا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ترنجبین بھی کثرت سے پیدا کر دی جسے دوسری غذاؤں میں ملا کر کھانے سے ان کی صحت درست رہتی تھی۔ لہذا یہ حقیقت ہے من جس کا کثرت سے ان ایام میں پیدا ہونا ایک معجزہ تھا لیکن خود اس کا وجود اس دنیا کی چیزوں میں سے

تھا' وہ ایسی غذا تھی جسے ایک عرصہ تک کھایا جا سکتا تھا۔ اور اس کی مصلح ترنجبین بھی ساتھ پیدا کر دی گئی تھی تا کہ جنگل کی خشک غذا صحت کو نقصان نہ پہنچائے۔''

حضور کی اس تشریح کے ساتھ من کے سلسلہ میں سب سوال حل ہو جاتے ہیں۔ یہ کہ اس غذا کو من کیوں کہا گیا؟ یہ بھی کہ من کو لوگ دیر تک کس طرح کھاتے رہے؟ یہ بھی کہ وہ سال بھر کس طرح ملتی رہتی تھی اور یہ بھی کہ اس سے روٹیاں پکتی تھیں اور تازہ تیل کا مزہ آتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک چیز نہ تھی بلکہ کئی چیزوں کا نام من تھا۔

حضور کا یہ مضمون علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ اس مضمون کو شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر رسالہ ''ادبی دنیا'' نے جو نوٹ لکھا وہ درج ذیل ہے:۔

''من کی حقیقت۔ اس بحث پر پہلا دلچسپ مضمون مولانا نعیم الرحمٰن صاحب ایم۔اے لیکچرار الٰہ آباد یونیورسٹی کا شائع ہو چکا ہے۔ اس کو پڑھ کر ایک بہت بڑے مذہبی ادرہ سے ایک عظیم القدر مذہبی پیشوا نے جنہیں کم و بیش پانچ لاکھ اُمتیوں کی سعادت حاصل ہے ایک سیر حاصل مضمون ارسال فرمایا ہے۔ یہ محققانہ مضمون پہلے مضمون کی توضیح و تشریح ہے۔ ہم مولانا نعیم الرحمٰن صاحب کے ممنون ہیں کہ ان کی سبقت نگاری نے ایک عالی جاہ مذہبی راہنما کے خاصّہ جواہر چکاں سے ایک بیش بہا مضمون لکھوا دیا۔'' (رسالہ ''ادبی دنیا'' مارچ ۱۹۳۱ء)

(۲) ندائے ایمان نمبر۲

۱۹۳۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احباب جماعت کو اپنی اس تحریک کی طرف دوبارہ توجہ دلائی کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک نیا احمدی اپنے پایہ اور مرتبہ کا ضرور بنائے۔ حضور نے اس تحریک پر خاص زور دیا۔ اسے مزید مؤثر بنانے کیلئے حضور نے تبلیغی اشتہارات کا ایک نہایت مفید سلسلہ ''ندائے ایمان'' کے نام سے شروع کیا۔ اس کا پہلا نمبر آپ نے ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء کو لکھا جو پوسٹر اور پمفلٹ کی صورت میں ساٹھ ہزار سے زائد چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ موجودہ اشتہار اس سلسلہ کا دوسرا نمبر ہے۔ اس میں حضور نے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کیوں ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ مخالف تو ایسا کرتے ہی ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آپ کے نام لیوا اور آپ پر درود بھیجنے والے بھی بہت سے لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ایسے عقائد رکھتے اور پھیلاتے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ جیسا کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ ہے۔ اس غلط عقیدہ کی وجہ سے عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ تمہارے نبی کو مکہ اور مدینہ میں مخالفین نے سخت تکالیف اور اذیتیں دیں اور وہ لگاتار ایسا کرتے رہے۔ پھر ایک جنگ میں آپ زخمی ہو کر گر گئے اور دانت بھی ٹوٹ گئے۔ لیکن خدا آپ کی مدد کیلئے نہ آیا۔ اس کے مقابل پر آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح کو جب مخالفین نے صلیب پر چڑھانے کا ارادہ ہی کیا تو جھٹ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے۔ وہ کہتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ کی نسبت زیادہ پیارے تھے اور یہی بات ان کی فضیلت ثابت کرتی ہے۔

آخر میں حضور نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''غرض جس قدر بھی غور کیا جائے حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ ماننے میں خدا تعالیٰ کی بھی اور رسول کریمؐ کی بھی ہتک ہے اور مسیحیت نے اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور لاکھوں مسلمان اس عقیدہ کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر مسیحی ہو گئے ہیں۔ پس اب بھی وقت ہے کہ مسلمان کچھ جانیں اور خلاف اسلام اور خلاف عقل عقیدہ کو چھوڑ کر توبہ کریں... چاہیئے کہ سب مسلمان ایک زبان ہو کر اس گندے اور ہتکِ رسول کرنے والے عقیدہ کو اپنے دل سے نکال دیں تا کہ مسیحیت کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے۔ اور مسیح کو مرنے دیں کہ اس کے مرنے کے ساتھ مسیحیت کی موت اور اسلام کی حیات ہے۔''

(۳) اُردو رسائل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں؟

اُردو زبان سے جماعت احمدیہ کو خاص تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیادہ کتب اِسی زبان میں ہیں۔ اس لئے اُردو کی ترویج اور ترقی میں اسکی دلچسپی قدرتی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی شروع سے ہی حسب توقع اور حسب ضرورت اس سلسلہ میں اپنا

عملی تعاون پیش فرماتے رہے۔ ۳۱۔۱۹۳۰ء میں حضور نے وقت کے تقاضہ کے مطابق اس طرف خاص طور پر توجہ دی۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں اردو کے ایک مؤقر رسالہ ''ادبی دنیا'' میں چند مضامین لکھے جن کی شُہرت سارے ملک میں پھیلی اور انہیں قدر کی نگاہ سے پڑھا گیا۔ یہ رسالہ ان دنوں علامہ تاجور نجیب آبادی کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا تھا اور اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتا تھا زیر نظر مضمون حضور کا اس بارہ میں دوسرا مضمون تھا جو مارچ ۱۹۳۱ء کے شمارہ میں آپ کے فوٹو کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ اردو زبان کی ترقی میں ایک بڑی دِقّت یہ ہے کہ ابھی تک اس کی لغت کتابی شکل میں اور مکمل صورت میں مدوّن نہیں ہوسکی اور نہ ہی اس کے قواعد پورے طور پر احاطہ تحریر میں آئے ہیں۔ علمی مضامین کو ادا کرنے کیلئے اصطلاحیں بھی مکمل نہیں۔ کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں کام کیا ہے لیکن ابھی بہت کام کرنے کیلئے پڑا ہے جس کی طرف متحدہ توجہ کی ضرورت ہے۔

فرمایا کہ ہندو مسلم آویزش اور باہمی تعصّب بھی ایک بڑی روک ہے۔ ایک سنسکرت کے الفاظ اور اصطلاحیں اس زبان میں شامل کرنا چاہتا ہے اور دوسرا عربی اور فارسی کو۔ اس لئے ضرورت ہے کہ تعصّب کو ایک طرف رکھتے ہوئے باہمی تعاون سے اردو کی خدمت کی جائے اور اس کا دائرہ وسیع کیا جائے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''میری ان معروضات کا مطلب یہ ہے کہ اردو کی ترقی کیلئے ایسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں کہ بجائے ایک محدود جماعت کی دلچسپی کا مرکز بننے کے جمہور کو اس سے دلچسپی پیدا ہو۔ خالص علمی رسائل صرف منتخب اشخاص کی توجہ منعطف کرا سکتے ہیں اور زبانیں چند آدمیوں سے نہیں بنتیں خواہ وہ بہت اونچے پایہ کے کیوں نہ ہوں۔ قاعدہ یہ ہے کہ زبان عوام الناس بناتے ہیں اور اصطلاحیں علماء۔ اُردو بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتی۔ پس اگر ہم اردو کی ترقی کے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ ہمارے ادبی رسالوں میں اس کے علمی پہلوؤں پر بحثیں ہوں تا کہ صرف پیش آنے والی مشکلات کے علاج ہی کا سامان نہ ہو بلکہ عوام الناس بھی ان تحقیقات سے واقف ہوتے جائیں۔''

(۴) تحفہ لارڈ اِرون

لارڈ اِرون ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء تک بطور وائسرائے ہندوستان میں مقیم رہے۔ انہوں نے اپنا عرصۂ حکومت نہایت کامیابی سے پورا کیا۔ وہ ایک خوش اخلاق، نیک دل اور مذہبی رجحان رکھنے والے انسان تھے۔ اس ملک کی ترقی اور آزادی کیلئے انکی خدمات بہت نمایاں ہیں۔

لارڈ اِرون کی ان خدمات کے اعتراف میں اور ان کے اخلاص اور اخلاق کی یاد تازہ رکھنے کیلئے حضور نے ان کی روانگی کے وقت ''تحفہ لارڈ اِرون'' رسالہ تحریر فرمایا۔ اس کا انگریزی ترجمہ محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے کیا جسے عمدہ طباعت اور سنہری جلد کے ساتھ جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے حضور کی نمائندگی میں اور آپ کے ایک خط کے ساتھ جناب وائسرائے کی خدمت میں پیش کیا۔

جناب وائسرائے نے جواباً اپنے خط میں حضور کا شکریہ ادا کیا اور اسے ایک بے نظیر تحفہ قرار دیا۔ نیز لکھا کہ آپ کی جماعت سے میری دلچسپی کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا اور میری آرزو رہے گی کہ مسرت اور خوشحالی پوری طرح آپ نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔

یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حضور نے لارڈ اِرون کو ان کی اعلیٰ خدمات اور کامیابی پر مبارکباد کے بعد تحریر فرمایا کہ چونکہ ہندوستان میں مسلمان حاکم تھے اس لئے انگریز کے یہاں آنے پر طبعاً انہیں بہت نقصان ہوا اس لئے انگریز حکمرانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جاتے وقت وہ اس کی تلافی کی کوشش کریں اور انہیں ہندو کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ جائیں۔

دوسرے باب میں حضور نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انگریز قوم کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقاصد کیلئے ترقی دی ہے۔ انہیں خدا تعالیٰ کے انعامات اور غیر معمولی ترقیات پر اس کا شکر کرنا چاہیئے اور اس کی اطاعت میں لگ کر اب روحانی ترقی حاصل کرنی چاہیئے۔ حضور نے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں گذشتہ صحیفوں کے نوشتے درج کر کے لارڈ اِرون اور اسکی قوم کو حق قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔

تیسرے باب میں آپ نے سلسلہ احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بائیس بنیادی عقائد اور انکی مختصر تشریح درج فرمائی ہے۔ آخر میں حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کو ہدایت دے اور اپنے فضل سے انکی راہنمائی فرمائے کیونکہ ہم سب کمزور ہیں اور اسکی مہربانی کے محتاج ہیں۔

(۵) گورنمنٹ اور آریوں سے خطاب

۲۵ مارچ ۱۹۳۱ء کو کانپور (انڈیا) میں ہندوؤں نے فرقہ وارانہ فساد برپا کر کے مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور ان پر ہولناک مظالم ڈھائے۔ بوڑھے اور معصوم بچے بھی سفاکی سے قتل کر دیئے گئے اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹ دی گئیں۔ مسلمانوں کے مکان جلا دیئے گئے اور مساجد گرا دی گئیں۔ ایسے واقعات ہندوستان کے کئی اور شہروں میں بھی ہوئے۔ ہندوؤں اور خصوصاً آریوں کے عام مسلمانوں اور جماعت احمدیہ کے خلاف لگاتار مظالم کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۲۷ مارچ ۱۹۳۱ء کو ایک مفصل خطبہ جمعہ دیا۔ حضور نے ایک طرف تو انگریز حکومت کے غلط رویہ کی نشاندہی کی کہ اس کا طریق بین الاقوامی معاملات میں انصاف پر مبنی نہیں بلکہ وقتی مصلحت پر مبنی ہے۔ جو قوم زیادہ شور مچائے اور حکومت کو تنگ کرے تو حکومت اس کو راضی کرنے کیلئے عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیتی ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں۔ دوسری طرف آپ نے آریوں کو تنبیہ کی کہ اگر وہ ہمارے بزرگوں کی دشنام طرازی سے باز نہ آئے تو ہم انکی دُکھتی رگ اس طرح پکڑیں گے کہ وہ چیخ اٹھیں گے۔

حضور کے اس ولولہ انگیز خطبہ سے اپنوں اور بیگانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ کئی قسم کے خطوط حضور کو ملے نیز آریہ اخبارات نے بھی بہت کچھ لکھا اور اپنی برہمی کا اظہار کیا۔ ان حالات میں حضور نے اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت اور تشریح کیلئے یہ مضمون تحریر فرمایا تاکہ دوست اور دشمن دونوں کو اصل حقیقت معلوم ہو جائے اور کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ ہم انگریزی حکومت کی ہمیشہ تعریف کرتے رہے ہیں اور واقعتاً ان میں

بہت سی خوبیاں ہیں۔ لیکن شکوہ ہمیں اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی کثیر التعداد قوم سے ہمارا مقابلہ ہو۔ اُس وقت حکومت کے بعض افسران انصاف کی جگہ سیاسی نقطہ نگاہ سے حالات کو دیکھنے لگتے ہیں۔ اور زیادہ تعداد رکھنے والے لوگوں کی ناراضگی سے بچنے کیلئے عدل و انصاف چھوڑ دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ بعض برطانوی افسران نے اورنگ زیب جیسے نیک بادشاہ کے خلاف مضمون لکھوا کر اور سیوا جی کی تعریف کر کے بہت غلط کام کیا ہے۔ فرمایا:۔

''وہ خیال کر رہے تھے کہ ہم اورنگ زیب کو بُرا بھلا کہلوا کر اور سکول کے کورسوں میں اس کی مذمّت لکھوا کر ہندوستان کے ماضی کو مٹا رہے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہندوستان کا بے حد چالاک پنڈت اسی ذریعہ سے اپنے لئے ایک شاندار مستقبل تیار کر رہا ہے اور برطانیہ کی ہندوستانی حکومت کے عین دل پر اسی طرح خنجر مار رہا ہے جس طرح سیوا جی نے افضل خان کے دل پر خنجر مارا تھا۔''

حضور نے فرمایا کہ ہم اپنے بزرگوں کی عزت اور احترام کی حفاظت کیلئے پورا زور لگائیں گے اور حکومت اور آریہ لوگوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ اپنا رویہ بدلیں۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ آئندہ کیلئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور مسلمانوں کے دوسرے بزرگوں اور بادشاہوں کی عزت کی حفاظت کرے۔

(۶) جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب

مئی ۱۹۳۱ء میں حضور دہلی شریف لے گئے۔ جماعت احمدیہ دہلی کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس موقع پر حضور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دہلی کی جماعت اچھا کام کر رہی ہے تاہم انہیں اپنی کوششوں کو تیز کرنا چاہیئے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اخلاص سے کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ انکی جدوجہد میں برکت دے گا اور جماعت کو بڑھا دے گا۔ فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے تھے تو آپ یہاں کے اولیاء اللہ کے مزاروں پر بھی گئے اور ان پر لمبی دعائیں کیں۔ آپ نے

فرمایا کہ میں اس لئے ان مزاروں پر دعا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کی روحیں جوش میں آئیں تا ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کی نسلیں اس نور کی شناخت سے محروم رہ جائیں جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے بھیجا ہے۔ یقیناً ایک دن آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو کھول دے گا اور وہ حق قبول کر لیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہر فرد کو دعوت الی اللہ میں لگ جانا چاہیئے۔ ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ ہمیں علم نہیں۔ دین کیلئے ظاہری علم کی ضرورت نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ہمیں اسلام پہنچایا وہ بڑے عالم نہ تھے لیکن وہ ایران پہنچے، چین پہنچے غرضیکہ اطراف واکناف میں پہنچے۔ اور جہاں گئے وہاں عالموں کو زیر کیا۔ یہ وہ نور تھا جو خدا نے انہیں بخشا تھا۔ اور اس نور کو لے کر وہ جس طرف نکلے خدا نے انہیں کامیابی عطا کی۔ یہی طریق ہے جس پر عمل کر کے آپ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(۷) تحریکِ آزادئ کشمیر

ریاست جموں وکشمیر برصغیر ہندوپاک کا ایک نہایت اہم علاقہ ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً چوراسی ہزار مربع میل ہے۔ آبادی کی غالب اکثریت یعنی تین چوتھائی (3/4) مسلمان ہے۔ جو صدیوں سے کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہندوستان میں مغلیہ دَور کے زوال پر ریاستِ کشمیر کی حکومت سکھوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس دور میں مسلمانوں پر انتہائی مظالم روا رکھے گئے۔ جب ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہو گیا تب بھی انہوں نے کشمیری باشندوں کی بہتری اور ترقی کیلئے کوئی کام نہ کیا بلکہ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح صرف پچھتر لاکھ روپیہ کے بدلے راجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ڈوگرہ راج میں مسلمانوں کی حالت مزید انحطاط پذیر ہوئی اور انکی حالت جانوروں سے بدتر بنا دی گئی۔ چنانچہ ایک مشہور انگریز کرنل اے ڈیورنڈ اپنی کتاب میکنگ آف اے فرنٹیر (Making Of A Farontier) میں لکھتے ہیں:۔

''تمام افسر اور سپاہی یا تو ڈوگرہ قوم سے ہیں یا دوسرے ہندوؤں سے کہ

جنہیں کشمیریوں سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں۔ سپاہی مزدوروں سے کُتّوں کا سا سلوک کرتے ہیں اور انہیں اس طرح پیٹتے ہیں جیسے کوئی بوجھ اُٹھانے والے جانوروں کو پیٹتا ہے۔''

کشمیری مسلمانوں کے یہ ناگفتہ بہ حالات تھے جنہیں دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیقرار ہو گئے اور پھر ان کی راہنمائی اور مدد کیلئے لگاتار یہ مضامین لکھے جن کا سلسلہ روزنامہ الفضل قادیان میں ۱۶ جون ۱۹۳۱ء تا ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء جاری رہا۔ ابتدائی مضمون میں حضور فرماتے ہیں:۔

''میں متواتر کئی سال سے کشمیر میں جو مسلمانوں کی حالت ہو رہی ہے اس کا مطالعہ کر رہا ہوں اور لمبے مطالعہ اور غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوا ہوں کہ جب تک مسلمان ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے تیار نہ ہوں گے یہ زرخیز خطہ جو نہ صرف زمین کے لحاظ سے زرخیز ہے بلکہ دماغی قابلیتوں کے لحاظ سے بھی حیرت انگیز ہے کبھی بھی مسلمانوں کیلئے فائدہ بخش تو کیا آرام دہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔''

کشمیری مسلمانوں کی ہمدردی اور بہبود کی خاطر لکھے گئے اپنے ان مضامین کے سلسلہ میں حضور نے ایک اور موقع پر فرمایا:۔

''ماہ مئی (۱۹۳۱ء) میں مَیں نے بعض مضامین ایسے پڑھے جن میں مسلمانانِ جموں پر سختی کرنے کا ذکر تھا۔ میں کشمیر میں کئی دفعہ جا چکا ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کی دردناک حالت کا مجھے علم تھا جس کی وجہ سے میرے دل میں زخم تھا اور یہ خواہش دل میں رہتی تھی کہ خدا تعالیٰ توفیق دے تو ان کی مدد کی جائے۔ جب میں نے مسلمانانِ ریاست پر سختی کے حالات پڑھے تو وہ جوش اُبل پڑا اور میں نے مضامین لکھے۔'' (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء)

حضور نے نہ صرف یہ مضامین لکھے بلکہ جب کشمیری مسلمانوں پر سختی مزید بڑھی اور سرینگر میں ان پر گولیاں چلائی گئیں تو آپ ان کی حمایت میں عملی طور پر قدم اُٹھانے کیلئے بے قرار ہو گئے۔ آپ نے ہندوستان کے مسلمان لیڈروں کو مفصّل خطوط لکھے۔ کشمیریوں کی حمایت کیلئے انکے ضمیر کو بیدار کیا اور انہیں مشورہ کیلئے شملہ بُلایا۔ اس اجلاس میں کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ ڈاکٹر

محمد اقبال صاحب کی تجویز اور سر فضل حسین صاحب اور دیگر سب لیڈران کی تائید اور پیہم اصرار پر حضور نے کشمیر کمیٹی کا صدر بننا قبول فرمالیا اور کام شروع کر دیا۔ اپنی خداداد ذہانت اور فراست سے کام لیکر حضور نے تھوڑے عرصہ میں ہی ریاست کے اندر اور باہر مسلمانوں میں ایک غیر معمولی بیداری پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں حصولِ حقوق اور آزادی کیلئے ہلچل مچ گئی۔

ایک مضمون میں حضور نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر ہمیں کشمیر و جموں کے مسلمانوں کی آزادی کے سوال کو حال کرنا مطلوب ہے تو اس کا وقت اس سے بہتر اور نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کی آزادی کی تحریک کے نتیجہ میں قدرتی طور پر انگلستان اپنے قدم مضبوط کرنے کیلئے ریاستوں کو آئندہ بہت زیادہ آزادی دینے پر آمادہ ہے۔ اگر اس وقت کے آنے سے پہلے جموں و کشمیر کے مسلمان آزاد نہ ہو گئے تو وہ بیرونی دباؤ جو جموں اور کشمیر ریاست پر آج ڈال سکتے ہیں کل نہیں ڈال سکیں گے۔''

مسلمانوں کو موافق حالات سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور اپنے ایک اور مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اِس وقت غلامی کے خلاف سخت شور ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ کشمیر کی لاکھوں کی آبادی بِلا قصور غلام بنا کر رکھی جائے آخر غلام اسی کو کہتے ہیں جسے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا جائے۔ اور کیا یہ حق نہیں کہ کشمیر کو روپیہ کے بدلہ میں حکومت ہند نے فروخت کر دیا تھا۔ پھر کیا ہمارا یہ مطالبہ درست نہیں کہ جبکہ انگریز عرب اور افریقہ کے غلاموں کو آزاد کرانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ان غلاموں کو بھی آزاد کرائیں جن کی غلامی کا سبب وہ خود ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہر ایک دیانتدار آدمی اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہوگا۔''

کشمیریوں کی آزادی کے بارہ میں حضور کے ان مضامین کی شان ایسی تھی کہ الفضل کے علاوہ لاہور کے بعض اخبار ''انقلاب'' وغیرہ بھی انہیں شائع کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک لوگوں میں کشمیر کے مسلمانوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہو گیا اور وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر طرح امداد کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

کشمیری مسلمانوں کیلئے حضور کی مساعی اتنی اعلیٰ اور کامیاب تھیں کہ کشمیری لیڈروں نے بھی اسکی برملا تعریف کی۔

چنانچہ جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب نے اپنے ایک خط میں حضور کی خدمت میں لکھا:۔

''نہ میری زبان میں طاقت ہے اور نہ میرے قلم میں زور اور نہ میرے پاس وہ الفاظ ہیں جن میں جناب کا اور جناب کے بھیجے ہوئے کارکن مولانا درد صاحب اور سید زین العابدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کرسکوں۔ یقیناً اس عظیم الشان کام کا بدلہ جو کہ آنجناب نے ایک بے کس اور مظلوم قوم کی بہتری کیلئے کیا ہے صرف خدائے لایزال سے ہی مل سکتا ہے۔ میری عاجزانہ دعا ہے کہ خداوند کریم آنجناب کو زیادہ سے زیادہ طاقت دے تا کہ آنحضور کا وجود مسعود بےکسوں کیلئے سہارا ہو۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۶ صفحہ ۷۰۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضور کے ان مضامین اور مساعی کا کشمیریوں اور انکے لیڈروں پر کتنا گہرا اثر تھا اور وہ حضور کے کس قدر ممنونِ احسان تھے۔ کشمیری مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر ان کی مدد کیلئے آپ کے دل میں جو جوش اٹھا وہ وقتی اور عارضی نہ تھا بلکہ زندگی بھر قائم رہا اور کشمیر کمیٹی سے علیحدگی کے بعد بھی حضور اپنے طور پر جہاں اور جیسے ممکن ہوا اپنے عزم کے مطابق اس کام کو سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا یہ عزم اتنا پختہ تھا کہ آپ نے جماعت احمدیہ کو بھی نصیحت کر دی کہ وہ حالات کے مطابق کامیابی تک اس کام کو جاری رکھے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

''میں نے کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے خواہ سَو سال لگیں ہماری جماعت انکی مدد کرتی رہے گی۔ یہ ہمارا کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی جب اسلامی فوج گئی تو اس قوم نے کہا ہم سے تو معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت ولعل کی تو بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہیئے خواہ غلام ہی کی ہو۔ مگر یہ غلام کا نہیں بلکہ جماعت کے امام کا وعدہ ہے۔ پس ہماری جماعت کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد جاری رکھنی چاہیئے

جب تک کہ انکو اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں خواہ اس کیلئے کتنا عرصہ لگے اور خواہ مالی اور خواہ کسی وقت جانی قربانیاں بھی کرنی پڑیں۔''

(الفضل قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء)

(۸) زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل

جنگ عظیم اوّل کے بعد ملک میں اجناس کی قیمتوں میں لگا تار کمی کی وجہ سے زمینداروں کی اقتصادی حالت کمزور ہوتی گئی یہاں تک کہ دس بارہ سال کے عرصہ میں ان کے حالات ایسے دگرگوں ہو گئے کہ ان میں سے اکثر اپنی ساری پیداوار فروخت کر کے بھی معاملہ اور آبیانہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے تھے۔ ان حالات میں وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے ساہوکاروں سے بھاری سود پر قرض لینے پر مجبور ہوتے جسکی وجہ سے انکی مالی حالت مزید خراب ہوتی گئی اور وہ سخت مشکلات سے دوچار ہو گئے۔ زمینداروں کی ان مشکلات کا تجزیہ کر کے کوئی حل سوچنے کیلئے بیس و اکیس جون ۱۹۳۱ء کو پنجاب کے شہر لائل پور (حال فیصل آباد) میں ایک زمیندارہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ پُر مغز مضمون تحریر فرمایا۔ اپنی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

''بوجہ اس کے کہ میں خود زمیندار ہوں اور ہزار آدمی میری جماعت کے اس علاقہ میں بستے ہیں جس کی طرف سے یہ کانفرنس منعقد ہوئی ہے مجھے آپ لوگوں کے اجتماع کے مقاصد سے پوری دلچسپی اور ہمدردی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جس خلوص نیت سے میں آپ لوگوں کو اپنے علم اور تجربہ کے مطابق اپنی اقتصادی حالت کی درستی کی طرف توجہ دلاؤں گا اسی خلوص نیت کے ساتھ آپ لوگ بھی میری باتوں پر غور کریں گے خواہ ان میں سے بعض باتیں آپ کے موجودہ خیالات کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔''

حضور کا یہ اہم مضمون محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا جسے بہت پسند کیا گیا۔ (الفضل ۴ جولائی ۱۹۳۱ء)

حضور نے اس مضمون میں زمینداروں کے مسائل اور مشکلات پر تفصیل سے روشنی ڈالی

اور پھر انکے علاج اور حل پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ آپ نے زمینداروں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب سودی قرض کو قرار دیا اور فرمایا کہ اس وقت زمینداروں پر ایک ارب تیئس کروڑ روپیہ کا قرض ہے جو وہ اپنی ساری زمینیں فروخت کر کے بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ متفق ہو کر فیصلہ کرلیں کہ چونکہ سود خور لوگوں کے موجودہ قرض نہایت ظالمانہ شرائط پر دیئے گئے ہیں اس لئے جو شخص اپنے قرض سے دُگنا ادا کر چکا ہے وہ اپنے آپ کو قرض سے سبکدوش سمجھ لے۔

حضور نے فرمایا:۔

''اگر ایک تحصیل کے آدمی بھی اس کام کو کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دائمی غلامی سے بچانے پر آمادہ ہوں تو میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ میں ایسی تفصیلی سکیم ان کے سامنے پیش کرسکتا ہوں جس پر وہ عمل کر کے قرض سے نجات پا سکتے ہیں .... اگر اس قسم کی کوئی تجویز زمینداروں نے نہ کی تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اور انکی اولادیں کبھی بھی غلامی سے آزاد نہیں ہوسکتیں۔''

آخر میں حضور نے مندوبین کانفرنس سے اپیل کی کہ وہ آپ کے پیش کردہ خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور قابل عمل باتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں کیونکہ تکالیف باتوں سے دور نہیں ہوسکتیں بلکہ عمل سے دور ہوتی ہیں۔

(۹) لڑکیوں کی تعلیم و تربیت

جماعت کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کیلئے عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس اہم ضرورت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کے اندر تعلیمِ نسواں کی طرف خاص توجہ دی۔ قادیان میں گرلز ہائی سکول کا اجراء اچھے نتائج دے رہا تھا۔ اب گرلز کالج کی ضرورت تھی لیکن الگ کالج کیلئے ابھی وسائل میسّر نہ تھے۔ ان حالات میں حضور کے ارشاد کے مطابق ہائی سکول میں ہی ایف۔ اے کلاس شروع کر دی گئی۔ یہ مختصر تقریر حضور نے اس کلاس کے افتتاح کے موقع پر یکم جولائی ۱۹۳۱ء کو ارشاد فرمائی۔ حضور نے تعلیمِ نسواں کی اہمیت واضح کرتے

ہوئے فرمایا:۔

''میں نے جہاں تک غور کیا ہے جب تک عورتیں ہمارے کاموں میں شریک نہ ہوں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ زیادہ تر امور ایسے ہیں جن میں عورتوں کا سوال پیش آتا ہے۔ اسی طرح تربیت اولاد کا سوال ہے جو عورتوں سے خاص طور پر تعلق رکھتا ہے اور یہ حل نہیں ہو سکتا جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور یہ کام ان کے سپرد نہ کر دیا جائے۔''

(۱۰) امیر اہلحدیث کے چیلنج مباہلہ کا جواب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کسی مأمور کی صداقت پرکھنے کا آخری طریق ''مباہلہ'' بیان کیا ہے۔ یعنی اگر مخالفین زبردست دلائل اور عظیم الشان نشانات دیکھنے کے باوجود خدا کے مأمور پر ایمان نہ لائیں تو فریقین اپنے جھگڑے کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش کر کے اس کا فیصلہ حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ (اٰل عمران: ۶۲) کہ اگر کوئی شخص تیرے پاس یقینی علم آ جانے کے بعد بھی تم سے اس بارہ میں بحث کرے تو تُو اسے کہہ دے کہ آ ؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے لوگوں کو اور تم اپنے لوگوں کو، پھر عاجزی کرتے ہوئے اللہ کو پکاریں یعنی دعائے مباہلہ کریں اور اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔

قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کے منکرین نے دلائلِ بیّنہ کے باوجود آپکی تکذیب اور مخالفت کو نہ چھوڑا تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ لیکن حق کے رُعب کی وجہ سے وہ مقابل پر نہ آئے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نصاریٰ مباہلہ کرتے تو ایک سال کے اندر سب ہلاک ہو جاتے۔

نبی کریم ﷺ کی اسی سنت کی پیروی میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے وقت میں مخالفین کو مباہلہ کیلئے بلاتے رہے لیکن ان میں سے کوئی میدان میں نہ آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں ایک شخص سید محمد شریف صاحب ساکن گھڑیالہ ضلع لاہور جن کا دعویٰ تھا کہ وہ امیر اہل حدیث پنجاب ہیں نے آپ کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ انہوں نے تاریخ مباہلہ اور مقام مباہلہ بھی خود ہی مقرر کر دیئے۔ یہ چیلنج ملتے ہی حضور نے اس کے جواب میں یکے بعد دیگرے تین مضامین الفضل میں شائع کروائے۔ حضور نے فرمایا کہ مباہلہ کی یہ تجویز مجھے منظور ہے تاہم مباہلہ کی تاریخ اور مقام کوئی ایک فریق از خود مقرر نہیں کر سکتا۔ اس لئے تاریخ، مقام اور دیگر تفصیلات فریقین کے نمائندے ملکر طے کریں۔ اس سلسلہ میں حضور نے اپنی طرف سے محترم مولوی فضل الدین صاحب وکیل اور محترم مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو اپنے نمائندے مقرر فرما دیا۔ نیز تحریر فرمایا کہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے مطابق مباہلہ سے پہلے فریقین ایک دوسرے پر اتمام حجت کیلئے تقریر کریں اور اپنے متبعین میں سے کم از کم پانچ سَو افراد کو بھی مباہلہ میں شامل کریں۔

حضور کا یہ مطالبہ اسلامی تعلیم کے عین مطابق تھا اور اس پر عمل ضروری تھا۔ لیکن سید محمد شریف صاحب اسی بات پر اَڑ گئے اور مباہلہ سے گریز اختیار کرنے لگے۔ اس پر حضور نے اپنے مضمون محررہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۱ء کو اپنے مؤقف کو قرآن وحدیث کی روشنی میں درست ثابت کیا اور تفصیل سے اس کے حق میں دلائل تحریر فرمائے۔ لیکن افسوس کہ سید صاحب اپنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود اپنی غلط ہٹ پر قائم رہے اور آخر دم تک انہیں میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(۱۱) مومنوں کیلئے قربانی کا وقت

۱۹۲۸ء سے کساد بازاری اور دیگر وجوہات کی بنا پر دنیا کی مالی حالت خراب ہو رہی تھی۔ ہندوستان پر بھی ان حالات کا اثر تھا۔ نتیجتاً احباب جماعت بھی متأثر ہوئے اور جماعتی چندوں پر اس کا اثر پڑا۔ ماہرینِ اقتصادیات کا اندازہ تھا کہ یہ حالت مزید چند سالوں تک جاری رہے گی۔ ان حالات میں حضور نے ضروری سمجھا کہ جماعت کو ہوشیار کر کے مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ وہ بوقت ضرورت سلسلہ کی امداد سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے ۲۳۔ اگست ۱۹۳۱ء کو تحریر فرمایا کہ:۔

''سب ترقیات خواہ روحانی ہوں یا جسمانی قربانیوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور قربانیاں بھی وہ جو عام طور پر لوگوں کو متزلزل کر دیتی ہیں۔ پس جب تک اس حد تک ہماری جماعت کی قربانیاں نہ پہنچیں حقیقی ترقیات نہیں ہو سکتیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی ضرور ہے کہ ایسے سامان پیدا ہوں جن کی امداد سے ہماری جماعت کو ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ چند سال سے ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں اور مجھے نظر آتا ہے کہ ہماری جماعت کو مالی قربانیاں اس حد تک کرنی پڑیں گی جو واقع میں دل کی طہارت اور روح کی ترقی کا موجب ہو سکیں۔''

نیز فرمایا:۔

''اصل ایمان یہی ہے کہ انسان مشکلات کے وقت میں بھی اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرے کیونکہ اس وقت تو اسکے امتحان کا وقت آتا ہے ورنہ کشادگی میں تو لوگ تماشوں اور کھیلوں پر بھی بڑی بڑی رقوم خرچ کر دیتے ہیں۔''

(۱۲) دنیا میں ترقی کرنے کے گُر

یہ تقریر حضور نے ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ سیالکوٹ میں فرمائی۔ قرآن مجید کی آیت قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ. (الفرقان: ۷۸) کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسولؐ تو ان لوگوں کو سنا دے کہ تمہارے رب کو تمہاری پرواہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر تمہاری طرف سے دعا کا سلسلہ جاری نہ ہو۔ فرمایا کہ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ کے دو معنی ہیں یعنی اگر خدا تعالیٰ تم کو نہ پکارے اور یہ کہ اگر تم اس کو نہ پکارو۔ حضور نے وضاحت فرمائی کہ اگر پہلے معنی لئے جائیں تو اس صورت میں اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ اگر اس نے اپنی طرف سے یہ لازم نہ کر لیا ہو کہ میں تمہیں پکاروں گا یعنی بڑھاؤں گا اور ترقی دوں گا تو تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس نے خود بطور احسان اپنے پر یہ واجب کر رکھا ہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے اگر تم عاجزی اور انکساری کے ساتھ

اس کے آگے جُھک کر نہ کہو کہ ہمارا کوئی حق تو نہیں اگر تو احسان کر دے تو تیری ذرہ نوازی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ یہی دو چیزیں ہیں جن سے انسان کو تقویٰ، ترقی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے دنیا میں ترقی کیلئے ضروری ہے کہ یا تو انسان پوری پوری محنت اور کوشش کرے اور یا پھر خدا تعالیٰ سے ایسی لَو لگائے کہ وہ اس کیلئے ترقی کے سامان خود بخود پیدا کر دے۔

(۱۳) احمدی خواتین کی تعلیمی ترقی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جب ۱۹۳۱ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے تو دیگر جماعتی تقاریب کے علاوہ مؤرخہ ۱۳ ستمبر کو لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ شہر کی طرف سے بھی حضور کے اعزاز میں ایک شاندار دعوتِ چائے کا اہتمام کیا گیا جس میں غیر از جماعت معززین بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر لجنہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہ دعوتیں جو اخلاص پر مبنی ہوں بابرکت ہوتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''وہ دعوت جو حقیقی جوش اور اخلاص کے نتیجہ میں ہو وہ دل کیلئے نہایت ہی مسرت کا موجب اور قلب کیلئے فرحت کا باعث ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو محبت اور تعلق بڑھانے کا ایک یہ ذریعہ بھی بتایا ہے کہ اگر توفیق ہو تو ایک دوسرے کی دعوت کرتے رہنا چاہئے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو دعوت پر بلاتے تھے۔ اور اس کو اتنی اہمیت دیتے کہ فرماتے دعوت کا رد کرنا میری سنت کے خلاف ہے''۔

اس کے بعد حضور نے عورتوں کی تعلیم کے بارہ میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو تعلیم یافتہ بنانا نہایت ضروری امر ہے اس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ عورتوں کو یہ خیال دے سے نکال دینا چاہئے کہ وہ کسی کام کی نہیں۔ یہ خیال قطعاً بے بنیاد ہے۔ لجنہ سیالکوٹ کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

''سیالکوٹ کی لجنہ نے ثابت کر دیا ہے کہ عورتیں بھی کام کر سکتی ہیں۔

عورتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مرد و عورت برابر ہیں اور مردوں کی طرح وہ بھی ترقی کے مدارج طے کرسکتی ہیں''۔

(۱۴) مدیر اخبار وفاء العرب دمشق سے گفتگو

۱۹۳۱ء میں دمشق کے مشہور ادیب جناب محمود خیر الدین صاحب مدیر اخبار ''وفاء العرب'' ہندوستان آئے تو اپنے دیرینہ تعلقات کی وجہ سے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ سے ملاقات کیلئے قادیان بھی تشریف لائے۔ اس موقع پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا اور حضور کی خدمت میں اپنے چند سوالات پیش کئے۔ یہ سوال ہندوستان کی سیاست اور ہندو مسلم تعلقات کے بارہ میں تھے۔ حضور نے ان سے تفصیلی گفتگو فرمائی اور تسلی بخش جواب دیئے۔

مدیر محترم نے اپنے وطن واپس جا کر اس ملاقات کی تفصیل اپنے اخبار ''وفاء العرب'' ۲۹ ذی الحج ۱۳۳۹ء میں شائع کر دی۔ اس کا اُردو ترجمہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ اس گفتگو میں ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ خاص طور پر اہم تھا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

''بظاہر یہ خیال موہوم نظر آتا ہے۔ بالفرض اتحاد ہو بھی جائے تو بھی ہندوؤں کی ہمارے لئے تباہ کن اکثریت انہیں ہی قوت و طاقت کا وارث بنائے گی اور پھر مسلمانوں کی صدائے استحقاق و احتجاج ان کے لئے چنداں مفید نہ ہوگی۔ کیونکہ ملک کی تمام تجارت وصنعت و حرفت پر ہندو ہی قابض ہیں مثلاً ہندوستان کی آبادی پینتیس کروڑ ہے جس میں سے ۱/۴ مسلمان ہیں مگر آج مسلمانوں کی اقتصادی حالت یہ ہے کہ ہندوؤں کا مسلمان تاجروں پر جو قرض ہے اس کا سُود اڑھائی کروڑ سے بھی زیادہ ہے اور یہ سُود ایسا ہے کہ اگر مسلمان سارے کے سارے املاک بیچ کر بھی ادا کرنا چاہیں تو بھی ادا نہ کرسکیں۔ اقتصادی حالت بھی ایک بہت بڑا سبب ہے جو نفرت کی خلیج کو روز بروز بڑھا رہی ہے۔ حکومت اس اقتصادی خرابی کو دور کرنے کیلئے کوئی معقول

طریق اختیار نہیں کر رہی''۔

(۱۵) حُریّتِ انسانی کا قائم کرنے والا رسولؐ

جب ہندوؤں کی طرف سے ''رنگیلا رسول'' اور ''ورتمان'' وغیرہ کتب کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۲۸ء میں سیرۃ النبی کے جلسوں کی بنیاد رکھی اور فرمایا:۔

''لوگوں کو آپ پر (یعنی آنحضرت ﷺ پر) حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے''۔

(الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۲۸ء)

حضور کی اس بابرکت تحریک نے ہندوستان کی مذہبی تاریخ پر خصوصاً اور دنیا بھر میں عموماً بہت اچھا اور گہرا اثر ڈالا۔ ہر سال ایک مقررہ تاریخ پر ہر جگہ سیرۃ النبی کے جلسے ہونے لگے اور اخبارات سیرتِ رسول پر خاص نمبر نکالنے لگے۔ روزنامہ الفضل قادیان نے جو خاتم النبیّین نمبر مؤرخہ ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کو شائع کیا اس کے لئے خاص طور پر حضور نے یہ مضمون رقم فرمایا۔ آپ نے غلامی کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس بارہ میں اسلامی تعلیم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ہر شخص جو ان احکام کو پڑھے معلوم کر سکتا ہے کہ غلامی کا جو مفہوم دنیا میں پایا جاتا ہے اس کی رو سے اسلام میں کوئی غلامی رائج نہیں ...... پس مبارک ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود جنہوں نے اس غلامی کو جو دنیا کیلئے مضر تھی مٹایا اور دنیا کو حقیقی آزادی عطا کی۔ وہ نادان جو لفظاً غلامی کو مٹاتے ہیں اور عملاً اسے قائم

کرتے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو چاند پر تھوکتا ہے لیکن چاند پر تھوکا خود ان کے اپنے منہ پر پڑتا ہے۔ عقلمند آدمی محسوس کرتے ہیں اور کل سب دنیا معلوم کر لے گی کہ حقیقی آزادی اسی تعلیم میں ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اور دنیا کو نجات دینے والی ہستی صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے''۔

(۱۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ عظیم الشان اوصاف

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک کے مطابق جماعت احمدیہ لاہور نے ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کو بریڈ لاء ہال میں ایک وسیع جلسہ منعقد کیا جس میں لوگ بڑی کثرت سے شامل ہوئے۔ اس میں لالہ رام چند مچندہ صاحب اور مولوی محمد بخش صاحب مسلم وغیرہ غیر از جماعت معززین نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جو اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبة: ۱۲۸) کی نہایت لطیف تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ ایسے اوصاف کا ذکر ہے جو صرف انبیاء کا ہی طرّہ امتیاز ہیں۔

۱۔ آپ کا پہلا وصف رسول کے لفظ میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی آپ میں خود لیڈر بننے کی خواہش نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لیڈر بنے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں منصبِ رسالت سے قبل ہی صداقت، امانت، عدالت، جرأت، حوصلہ، ہمدردی خلق، محبت، ملنساری وغیرہ وہ سب صفاتِ حسنہ جو لیڈر بننے کیلئے ضروری ہیں آپ میں موجود تھیں لیکن کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ آپ نے کبھی بڑائی کی خواہش کی ہو۔ پس صرف اللہ کے حکم سے مجبور ہو کر لیڈر بنے۔

۲۔ دوسرا وصف آپ کا مِنْ اَنْفُسِکُمْ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی یہ رسول تم میں

سے ہی ایک انسان ہے۔ اس لئے وہ تمہارے لئے اچھا نمونہ ہوسکتا ہے۔ انبیاء کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی راہنمائی کریں اور اچھا نمونہ پیش کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر نمونہ بننے والا اُن حالات اور مشکلات سے نہیں گزرا جن سے عام انسانوں کا واسطہ پڑتا ہے تو وہ اچھا نمونہ نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر قسم کے حالات سے گزرے اس لئے آپ لوگوں کیلئے کامل نمونہ ہیں۔

۳۔ آپ کے تیسرے امتیازی وصف کا ذکر عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ میں کیا گیا ہے کہ تمہاری تکلیف اس پر گراں گزرتی ہے۔ فرمایا کہ عَزِیْزٌ میں صرف شاق کا یہی مفہوم نہیں بلکہ یہ عزت سے نکلا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تمہیں بڑی چیز دیکھنا چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ صرف اپنے لوگوں کی تکلیف شاق گزرتی تھی بلکہ غیر قوموں کی تکالیف دور کرنے کا بھی آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔

۴۔ آپ کا چوتھا امتیاز حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی یہ رسول تمہاری بہتری اور بھلائی کیلئے حریص ہے۔ ہر حالت میں تمہاری خیر اور ترقی چاہتا ہے آپ کی تعلیم میں ہر انسان اور اس کی ہر حالت کا علاج موجود ہے۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں وصف بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی وہ مومنوں کے ساتھ رأفت کا سلوک کرتا ہے۔ خود ان کی خدمت کرتا ہے۔ ان پر احسان کر کے خود ممنون ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس بلند مقام پر وہی شخص کھڑا ہوسکتا ہے جو خود بڑائی کی خواہش نہ رکھتا ہو بلکہ رسول ہونے کی وجہ سے مجبور کر کے اس مقام پر کھڑا کیا گیا ہو۔

(۱۷) چھوٹے اور بڑے سب مل کر کام کرو

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لاہور میں قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لجنہ اماء اللہ مزنگ لاہور نے مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء کو ایک تقریب میں آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور نے انہیں نصیحت فرمائی کہ نیک کام جاری رکھنا چاہئے کچھ دیر کر کے چھوڑ نہیں

دینا چاہئے۔ کامیابی کیلئے لگاتار محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو نیک کام کرنے کی ہمیشہ توفیق ملتی رہے۔

۲۔ مؤرخہ ۲ دسمبر ۱۹۳۱ء کو جماعت احمدیہ مزنگ لاہور نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس موقع پر حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ مزنگ تعریف کی مستحق ہے کہ وہ کام کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ یہ بات ترقی کیلئے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

''جماعت کی ترقی دو ہی طریق سے ہوسکتی ہے۔ اوّل آپس میں محبت اور پیار سے۔ دوسرے تبلیغ سے۔ بہت سے لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اس لئے وہ دوسروں سے نہیں ملتے۔ اور بہت سے لوگ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہیں اور اس اپنی کمزوری کی وجہ سے وہ ان لوگوں سے نہیں ملتے جن کو وہ معزز سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم نے خدا تعالیٰ کیلئے کام کرنا ہے تو پھر چھوٹوں اور بڑوں کا خیال نہیں کرنا چاہئے...... سب مومن آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ امداد اور تعاون کیا جائے''۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکریہ اور آئندہ کیلئے جماعت کو ہدایت

کچھ عرصہ پیشتر جماعت کی مالی حالت درست کرنے کیلئے حضور نے چندہ خاص کی تحریک فرمائی تھی۔ کساد بازاری اور ملک کے اقتصادی حالات خراب ہونے کے باوجود احبابِ جماعت نے اس تحریک کی طرف خاص توجہ دی اور بڑھ چڑھ کر قربانی کی جس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زائد رقم میعاد کے اندر جمع ہوگئی۔ اس مضمون میں حضور نے جماعت کی اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا نیز آئندہ کیلئے احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں اُن تمام دوستوں اور جماعتوں کو جو اس وقت تک اپنا حصہ یا بالکل ادا نہیں کر سکے یا کچھ حصہ ادا کر سکے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بھی قربانی اور ایثار کی روح پیدا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری ادا کریں تاکہ اس سال گذشتہ بوجھوں سے سلسلہ پوری طرح آزاد ہو جائے اور وہ لوگ بھی اگر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل نہیں ہو سکے تو اصحاب الیمین میں تو شامل ہو سکیں کہ یہ ثواب بھی کم ثواب نہیں''۔

(۱۹) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء

۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ کسی مذہبی تقریب کا بہترین افتتاح کلامِ الٰہی سے ہی ہوسکتا ہے جو ابھی پڑھا گیا ہے اس لئے اب مل کر دعا کر لی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بابرکت بنائے، ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور سب احباب جماعت کو اپنے افضال سے نوازے۔ آمین

اس کے بعد دعا ہوئی۔ دعا کے بعد حضور نے دوستوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ جلسہ کے ایام کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ عبادات ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں کیونکہ خاص مقام اور خاص ایام کی عبادتیں اور دعائیں اپنے اندر خاص برکات رکھتی ہیں۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل نازل کرنے اور انہیں اپنا قُرب عطا کرنے کیلئے ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باعث برکات اور انوار کے خاص اوقات اور خاص مقامات مقرر کردئے ہیں ایسے مقامات میں سے سب سے اوّل درجہ کا مقام مکہ ہے اور وہاں کی خاص برکات حاصل کرنے کیلئے خاص ایام بھی مقرر ہیں۔ دوسرا مقام مدینہ ہے وہاں کیلئے کوئی خاص ایام مقرر نہیں۔ انسان جب چاہے وہاں جا سکتا ہے۔ اس سے اُتر کر قادیان کا مقام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

آخر میں حضور نے احباب کو توجہ دلائی کہ اجتماع کے موقع پر بعض دفعہ چھوٹے بچے گم ہو جاتے ہیں یا اغوا کر لئے جاتے ہیں اس کا بھی سدباب ہونا چاہئے۔

فرمایا کہ:۔

بچوں کا اغوا بدترین جُرم ہے۔ اس جُرم کا ارتکاب کرنے والوں کا خواہ وہ کسی مذہب اور قوم کے ہوں مقابلہ کرنا چاہئے۔

(۲۰) بعض ضروری امور

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب معمول متفرق امور کے بارہ میں تقریر فرمائی۔ آپ نے احباب جماعت کو دورانِ سال میں ہونے والے اہم واقعات اور کاموں کے بارہ میں بتایا نیز انہیں بعض فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ تبلیغ کے سلسلہ میں اشتہارات بڑا مؤثر ذریعہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے زمانہ میں چھوٹے اشتہاروں پر بہت زور دیا تھا کیونکہ عام لوگ انہیں آسانی پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو سُستی ترک کر کے اشتہاروں کے پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ کو جاری رکھنا بہت مفید ہے۔

حضور نے اپنی تحریک ''چندہ خاص'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ دو تین سال سے ملک کی مالی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اس کا اثر ہمارے بجٹ پر بھی پڑا اس لئے میں نے چندہ خاص کا مطالبہ کیا۔ حالات بہت مشکل تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے احبابِ جماعت نے غیر معمولی قربانیاں پیش کیں اور ایک بڑی رقم جمع کر دی۔ اس سے قرض ادا ہوئے اور سلسلہ کی مالی مشکلات بڑی حد تک دور ہوئیں۔ حضور نے سلسلہ کے کارکنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بجٹ اس طور پر تیار کریں کہ آئندہ قرض کی ضرورت نہ پڑے اپنے وسائل کے اندر رہنا چاہئے۔

ملک میں مردم شماری کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ بھی اس سال کا ایک اہم واقعہ ہے۔ لوگ چونکہ ہمارے مخالف ہیں اس لئے انہوں نے ہماری تعداد کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ پنجاب میں ہماری تعداد چھپن ہزار قرار دی گئی ہے جو ہمارے نزدیک تو مایوس کن ہے لیکن گورنمنٹ کی نظر میں عظیم الشان ہے کیونکہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی تعداد اٹھائیس ہزار قرار دی گئی تھی گویا دس سال میں تعداد دُگنی ہوگئی جو گورنمنٹ کے نزدیک غیر معمولی ترقی ہے۔ حضور نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دوست آئندہ دس سال میں اس زور سے تبلیغ کریں کہ آئندہ مردم شماری میں جماعت کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ جائے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے قادیان میں بعض لوگوں کی مخالفت کے باوجود مذبح خانہ بننے کا ذکر فرمایا اور پھر قادیان میں مکان تعمیر کرنے کی اہمیت واضح کی نیز اقتصادی ترقی کیلئے بعض سکیموں کا ذکر فرمایا۔ اس تقریر میں ایک نہایت اہم امر جس کی طرف آپ نے جماعت کے دوستوں کو خاص توجہ دلائی وہ مسلمانانِ کشمیر کی امداد کا کام تھا۔ فرمایا کہ کشمیر میں مسلمانوں کی حالت نہایت دردناک ہے اس لئے جماعت کو ان کی امداد اس وقت تک جاری رکھنی چاہئے جب تک ان کو ان کے حقوق حاصل نہیں ہو جاتے۔

(۲۱) فضائل القرآن نمبر ۴

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ دستور تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک دن کسی خاص علمی موضوع پر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ ۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ پر آپ نے ''فضائل القرآن'' کے عنوان سے تقاریر کا ایک نہایت اہم سلسلہ شروع فرمایا جو کئی سال تک جاری رہا۔ ان تقریروں میں حضور نے قرآن مجید کے علوم و معارف اور انوار و محاسن ایسے فصیح انداز میں بیان کئے ہیں کہ پڑھنے کے ساتھ ہی قاری پر قرآن کریم کی فضیلت آشکار ہو جاتی ہے۔ حضور نے دوسرے مذاہب کی الہامی کُتب پر قرآنی فضیلت ثابت کرنے کیلئے زبردست دلائل دیئے ہیں بعض مشکل آیات اور مقامات کا حل نہایت خوبی اور نفاست سے پیش کیا نیز قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات کا مؤثر طور پر جواب دیا ہے۔

قرآن مجید کی اس خدمت کے سلسلہ میں حضور کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے قرآنی فضیلت ثابت کرنے کیلئے نہ صرف متعدد دلائل دیئے بلکہ عملی طور پر مخالفین کو چیلنج دیا کہ وہ مقابلہ پر آ کر اپنی کتب کا موازنہ کرلیں۔ آپ نے فرمایا:۔

> ''قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ

میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کر دوں تو وہ بیشک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کر دوں تو اُسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں''۔

فضائل القرآن کے سلسلہ میں حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو اپنی اس چوتھی تقریر میں کتب سابقہ پر قرآن کریم کی فضیلت کے بارہ میں آٹھویں دلیل شرح و بسط سے بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر کلام جو نازل ہوتا ہے اُس کی عظمت اور فضیلت کلام لانے والے کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہے کیونکہ پیغامبر پیغام کی حیثیت سے بھیجے جاتے ہیں۔ پس کتاب کی افضلیت پر بحث کرتے ہوئے ہمیں کتاب لانے والے کے اخلاق، کردار اور مقام کی افضلیت پر بھی بحث کرنی ہوگی۔ اس نقطہ نظر سے جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور زندگی پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ منفرد اور عظیم الشان نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی امانت، صداقت، پاکیزگی اور طہارت کے آپ کے مخالف بھی قائل تھے۔

اس کے بعد حضور نے بعض مخالفینِ اسلام کے اُن اعتراضات کا ذکر کیا ہے جو وہ آپ کے بارہ میں کرتے ہیں۔ حضور نے ان اعتراضات کے مفصّل اور مُسکت جواب دیئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بیمثال اور آپ کی شخصیت عظیم الشان ہے۔ آپ نبیوں کے سردار ہیں اس لئے آپ پر نازل ہونے والا کلام بھی سب سے افضل ہے۔

(۲۲) احمدیت کی کامیابی پر یقین رکھو اور محبت و اخلاص سے دلوں کو فتح کرو

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۱ء کو مسجد اقصیٰ میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے مختلف جماعتوں کے انصار اللہ خاص طور پر شامل ہوئے۔ اس اجتماع میں حضور نے تبلیغ کی اہمیت کے بارہ میں مختصر خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدہ کیا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس لئے انصار اللہ یاد رکھیں کہ یہ کام ضرور ہو کر رہے گا۔ مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ آج نہیں تو کل لوگ ضرور توجہ کریں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلسل تبلیغ کرتے جائیں اور لوگوں کی خیر خواہی دل میں رکھ کر یہ کام کریں۔ اس سلسلہ میں احباب کو نصیحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"جب کوئی شخص تبلیغ کیلئے جائے تو چاہئے کہ اس کے دل میں رقت ہو کیونکہ دل محبت سے نرم ہوتے ہیں۔ اپنے دلوں میں محبت پیدا کرو۔ جو انسان خالی فلسفہ اور دلیل سے کام لیتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔ دنیا محبت اور اخلاص سے جیتی جاتی ہے۔ پس جن لوگوں میں تبلیغ کیلئے جاؤ ان کے متعلق دل میں یہ محسوس کرو کہ یہ ہمارے بچے یا بھائی ہیں اور مُہلک مرض میں مبتلاء ہیں۔ کسی عزیز کے خطرناک طور پر مریض ہونے کے وقت جو رقّت دل میں ہوتی ہے چاہئے وہی درد ان کے لئے بھی ہو تب فائدہ ہو سکتا ہے ورنہ خالی دلیلیں کچھ نہیں کر سکتیں"۔

(۲۳) راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور مسلمان

۱۹۳۰ء میں وزیر اعظم برطانیہ نے ہندوستان کے آئینی مستقبل پر غور و فکر کیلئے لندن میں ایک گول میز کانفرنس بلائی جس میں ہندوستان اور انگلستان کے نمائندین شامل ہوئے۔ اس اجلاس کے بعد گول میز کانفرنس کے کام کو ہندوستان میں جاری رکھنے کیلئے ایک مشاورتی کمیٹی وائسرائے ہند لارڈ ولنگڈن کی صدارت میں قائم کی گئی۔ اس میں اساسی حقوق اور فرقہ وارانہ مسائل وغیرہ اہم امور زیر غور تھے۔ اس موقع پر مسلمان دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک طبقہ کا خیال تھا کہ جب تک حکومت برطانیہ فرقہ وارانہ نیابت کے متعلق اپنا فیصلہ صادر نہ کرے مسلمان نمائندے مشاورتی کمیٹی میں شامل نہ ہوں۔ دوسروں کی رائے یہ تھی کہ کمیٹی میں شامل ہو کر اپنے حقوق حاصل کرنے کی تگ و دو کرنا بہتر ہوگا۔

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے یہ مفصّل اور مدلّل

مضمون تحریر فرمایا۔ ابتداء میں آپ فرماتے ہیں:۔

''میں ان دونوں گروہوں کو نیک نیت اور مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتا ہوں لیکن میرے نزدیک یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اور اس نازک موقع پر ہمیں اس سے زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہے جس قدر کہ اس وقت مسلمان کر رہے ہیں ہمیں اس امر کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان کی تاریخِ قریب میں مسلمانوں کے حقوق طے کرنے کا موقع دوبارہ نہیں آئے گا اور یہ کہ اگر ہم آج غلطی کر بیٹھے تو ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا''۔

حضور نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ ہر موقع پر بائیکاٹ کا حربہ درست نہیں ہوتا۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے مطالبۂ حقوق کے دو طریق بیان فرمائے۔

ا۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کا ایک نمائندہ وفد وائسرائے ہند سے ملاقات کر کے اپنا مطالبہ پیش کرے اور کہے کہ جب تک فرقہ وارانہ نیابت کے بارہ میں حکومت فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک دیگر مسائل کا فیصلہ ملتوی رکھا جائے۔

۲۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی سب کمیٹی کے مسلمان ممبر ہی اس مطالبہ کو پیش کر دیں۔

حضور کا یہ مشورہ ایسا صائب تھا کہ اکثر مسلمان زعماء نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جو اس سب کمیٹی کے ممبر تھے اجلاس میں یہی مؤقف اختیار کیا اور وائسرائے صاحب نے اجلاس ملتوی کر دیا اور عملاً مشاورتی کمیٹی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح مسلمانوں کا مقصد بھی پورا ہو گیا اور وہ بائیکاٹ کی بدنامی سے بھی بچ گئے۔

(۲۴) ندائے ایمان نمبر ۳

تبلیغ کی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جماعت کو اس کام کی طرف ہمیشہ توجہ دلاتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں حضور نے پھر یہ تحریک فرمائی کہ اس سال ہر احمدی اپنے پایہ کا ایک نیا

احمدی بنائے۔ دعوت الی اللہ کے کام کو وسعت دینے کیلئے حضور نے اپنے قلم سے ''ندائے ایمان'' کے نام سے اشتہارات کا ایک نہایت مفید سلسلہ شروع فرمایا۔ ہر اشتہار کئی ہزار کی تعداد میں چھپوا کر وسیع پیمانے پر شائع کیا جاتا رہا۔ یہ مضمون اس سلسلہ کا تیسرا نمبر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:۔

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے زمانہ کا ان الفاظ میں شوق دلایا ہے کہ اسلام کس طرح ہلاک ہوسکتا ہے جب کہ اس کے شروع میں مَیں اور آخر میں مسیح موعود ہیں اور پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس امت کا ابتدائی حصہ اچھا ہے یا آخری۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کیلئے سب سے بڑھ کر خوش کُن خواب مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کو پانا تھا۔ ان کے بڑے اور ان کے چھوٹے، ان کے عالم اور ان کے جاہل سب شوق سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا''۔

حضور نے فرمایا کہ اب جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود ظاہر ہو گئے ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے قبول کریں اور اس کے کام میں مددگار بنیں تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور دنیا کا ہر انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا بن جائے۔

(۲۵) جدید عمارت میں دفاتر صدر انجمن کے افتتاح کی تقریب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک شخص پنڈت شنکر داس نے مسجد اقصیٰ قادیان کو جانے والے رستہ کے ساتھ ایک وسیع اور بلند و بالا عمارت تعمیر کروائی اور اس میں رہائش اختیار کر لی۔ چونکہ یہ عمارت مسجد اور دارالمسیح کے بہت قریب تھی اس لئے احمدی احباب نے اسے فکر و تشویش کی نظر سے دیکھا۔ جب اس بات کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہوا تو آپ نے الٰہی علم کے مطابق فرمایا کہ یہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ شاہی کیمپ کے پاس

کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔ جب حضور نے یہ فرمایا اُس وقت یہ گھر خوب آباد تھا اس کے مکین شاداں وفرحاں خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن بعد ازاں اس خاندان پر ایسا ادبار آیا کہ ان کی حالت درجہ بدرجہ بد سے بدتر ہوتی گئی۔ تا آنکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وقت میں یہ عمارت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ میں آ گئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک بڑا نشان تھا جو ظاہر ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر جو مختلف جگہوں پر تھے وہ اس عمارت میں منتقل ہو گئے۔ افتتاح کے موقع پر حضور نے یہ خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اس مکان کے دروازہ پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو الہام لکھنے کیلئے کہا تھا۔

۱۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

۲۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

کارکنان سلسلہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضور نے پہلے الہام کے بارہ میں فرمایا:۔

''اس الہام میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس الہام کو لکھنے کیلئے کہا تھا تا کارکنوں کو معلوم ہو کہ جو کام وہ کرتے ہیں وہ وحی الٰہی کے ماتحت ہے خواہ وہ وحی ان کو براہ راست نہ ہو بلکہ دوسروں کو ہو''۔

حضور نے سلسلہ کے کارکنوں کو توجہ دلائی کہ اس سے وہ اندازہ کریں کہ ان کا کام کتنا مقدس اور اہم ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنا کام پوری دیانتداری اور محنت سے کریں۔

دوسرے الہام کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

''ہمارا مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچائیں یعنی تمام دنیا میں تبلیغ پھیلانا ہمارا فرض ہے۔ سب کارکنوں کو خواہ وہ کسی کام پر ہوں اسے مدنظر رکھنا چاہئے کہ تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے''۔

(۲۶) الٰہی سلسلہ کے ابتدائی ایام کے کارکنوں کا مقام

حضرت مرزا محمد اشرف صاحب بلانوی یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو صدر انجمن احمدیہ قادیان سے وابستہ ہوئے اور مئی ۱۹۳۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ کو بطور آڈیٹر اور محاسب سلسلہ کی اہم

خدمت کا موقع ملا۔ اس عرصہ میں آپ نے حسابی معاملات میں مہارت کی بناء پر صدر انجمن احمدیہ کے مالی نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کامیاب سعی کی۔ (الفضل ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء)

۱۴ مئی ۱۹۳۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے سٹاف کی طرف سے ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب منعقد کی گئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی از راہِ شفقت شرکت فرمائی۔ اس موقع پر حضور نے صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ نے نظام جماعت اور کارکنان سلسلہ کے روشن مستقبل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اس وقت ہمارا نظام اگرچہ بہت قلیل اور محدود ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب دنیا کی ترقی کا انحصار اس پر ہوگا اور روحانی ترقیات کی طرح مادی ترقیات بھی احمدیت کے قبضہ میں ہونگی۔ جس طرح آج بنک آف انگلینڈ میں ذرا سی کمزوری پیدا ہونے سے حکومتیں بدل جاتی ہیں، وزارتیں تبدیل ہو جاتی ہیں، ایکسچینج میں تغیر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ اس طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ تغیرات ہوں گے جب سلسلہ احمدیہ کے بیت المال میں کسی قسم کا تغیر رونما ہوگا۔ بنک آف انگلینڈ کا اثر تو صرف ایک ملک پر ہے لیکن یہ دنیا کی ساری حکومتوں پر اثر انداز ہوگا اور اس وقت یہاں کے کارکنوں کا دنیوی معیار بھی اس قدر بلند ہوگا کہ حکومتوں کی وزارتوں کی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں''۔

آخر میں حضرت مرزا محمد اشرف صاحب کے کام کی تعریف کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ سلسلہ کے ابتدائی کارکنوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس وقت جو بھی جماعت کے کاموں میں حصہ لیتا ہے وہ دراصل ایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں حصہ لے رہا ہے۔ پس ہمارے کارکنوں کو اپنے بلند مقام کو سمجھتے ہوئے پورے اخلاص اور بصیرت سے خدمت سلسلہ بجالانی چاہئے۔

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی

۶ نومبر ۱۹۳۲ء کو روزنامہ الفضل قادیان نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل خاتم النّبیّین نمبر شائع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کے

بارہ میں ایک مدلّل مضمون تحریر فرمایا۔ آپ نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ لِّلعَالمین ہو کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام دنیا کیلئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے اس لئے آپ نے ہمارے لئے جو نمونہ قائم کیا وہی سب سے اچھا اور اعلیٰ ہے اور اسی نمونہ کی ہمیں نقل کرنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تکلّف اور بناوٹ سے پاک تھی۔ آپ نے نہایت سادہ اور صاف زندگی بسر کی۔ اس کے ثبوت کے طور پر احادیث سے کئی واقعات درج فرمانے کے بعد حضور فرماتے ہیں:۔

''اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کس سادگی کی زندگی بسر فرماتے تھے اور بادشاہت کے باوجود آپ کے گھر کا کام کاج کرنے والا کوئی نوکر نہ ہوتا بلکہ آپ اپنے خالی اوقات میں خود اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کاج کروا دیتے۔ اللہ اللہ کیسی سادہ زندگی ہے۔ کیا بے نظیر نمونہ ہے۔ کیا کوئی انسان بھی ایسا پیش کیا جاسکتا ہے جس نے بادشاہ ہو کر یہ نمونہ دکھایا ہو کہ اپنے گھر کے کام کیلئے ایک نوکر بھی نہ ہو اگر کسی نے دکھایا ہے تو وہ بھی آپ کے خدام میں سے ہوگا کسی دوسرے بادشاہ نے جو آپ کی غلامی کا فخر نہ رکھتا ہو یہ نمونہ کبھی نہیں دکھایا...... عرب کا بادشاہ ہو کر لاکھوں روپیہ اپنے ہاتھ سے لوگوں میں تقسیم کر دینا اور گھر کا کام کاج بھی خود کرنا یہ وہ بات ہے جو اصحابِ بصیرت کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہ سکتی''۔

(۲۸) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی

۶ نومبر ۱۹۳۲ء کو قادیان میں سیرۃ النبیؐ کا جلسہ ہوا۔ اس میں حضور نے اسلامی تمدن پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ تمدن کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ تمدن کے معنی مدنیت، شہریت اور چند آدمیوں کے مل کر رہنے کے ہیں۔ جب کچھ آدمی ایک جگہ اکٹھے رہیں تو کئی قسم کی دقتیں پیش آسکتی ہیں کیونکہ ہر شخص کے خیالات اور خواہشیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے اکٹھے مل کر رہنے کیلئے کچھ اصول مقرر کر کے ان پر چلنا ہوگا ورنہ ایک دوسرے سے اختلاف اور

سر پھٹول شروع ہو جائے گی۔اس غرض کیلئے لوگوں نے دنیا میں کئی نظام جاری کئے ہیں۔

تمدن کے دوام کیلئے مرد اور عورت، میاں بیوی کی صورت میں اکٹھے رہتے ہیں اور وہ آئندہ نسل کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں اس طرح خاندان وجود میں آتا ہے پھر کئی خاندان ایک محلے اور شہر میں رہتے ہیں۔ان سب کے باہمی تعلقات کو نظام میں لانے کیلئے قوانین کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ان قوانین پر عمل کرانے کیلئے حکومت یا بادشاہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے افسروں کے ذریعہ لوگوں سے ان قوانین کی پابندی کرائے۔

حضور فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدن کی بنیاد مستحکم اصول پر رکھی ہے کیونکہ آپ نے الہامِ الٰہی کو تمدن کی بنیاد قرار دیا ہے۔انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قابل اعتماد نہیں ہو سکتے کیونکہ اس میں جنبہ داری، دوستی اور دشمنی کا احتمال ہو سکتا ہے۔اس لئے تمدنی قوانین اس ذات کی طرف سے ہونے چاہئیں۔جس کی نہ کسی سے رشتہ داری ہے اور نہ کسی سے دشمنی۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

''پس پہلی بنیاد جو تمدن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی وہ یہ تھی کہ تمدن کی بنیاد الہام پر ہونی چاہئے وَاِلاَّ بعض کو شکوہ رہے گا کہ بعض کی رعایت کی گئی ہے...... دنیا میں جو قوانین لوگ بناتے ہیں اُن کے متعلق تو خیال ہو سکتا ہے کہ بنانے والے کو اس کا حق بھی تھا یا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قانون فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔اسلام نے جملہ تمدنی امور کے متعلق ایسے قوانین بنائے ہیں کہ ان میں کوئی رخنہ یا نقص نہیں نکالا جا سکتا اور ایسی تعلیم دی ہے کہ اس کے ذریعہ انسانوں کا باہم مل کر بیٹھنا ممکن ہو گیا ہے''۔

اس کے بعد حضور نے تمدن کی پہلی بنیاد یعنی میاں بیوی کے تعلقات کے بارہ میں اسلام کی تعلیم تفصیل سے بیان کر کے ثابت کیا کہ یہی تعلیم اور اصول تمدن کے لحاظ سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی شان کو دنیا میں پیش کر سکیں تا وہ لوگ بھی جو اس وقت دور ہیں قریب آ جائیں اور ساری دنیا اس اخوت میں پروئی جائے جس کیلئے خدا تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہ لڑائی جھگڑے دور ہو جائیں

جنہوں نے ایک آدم کی اولاد کو کئی کیمپوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

(۲۹) افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء

۲۶ دسمبر ۱۹۳۲ء جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ بہترین افتتاحیہ سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اس سے شروع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نے خود اس سورۃ کا نام فاتحہ رکھا ہے۔ یہ ایک جامع دعا ہے۔ فرمایا کہ میں اسی سورۃ سے آج اس جلسہ کا افتتاح کرتا ہوں۔ اس سورۃ میں جو ضروری ہدایات ہمیں دی گئی ہیں خدا تعالیٰ ہمیں ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس میں شامل ہونے والوں کیلئے مقدّر برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آپ لوگوں میں سے کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ یہاں آنا معمولی بات ہے اور یہ مجلس دنیا کی مجالس کی طرح معمولی مجلس ہے کیونکہ یہ خیال کرنے والا شخص خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتا اور وہ مومن نہیں ہوسکتا جو یہ یقین نہ رکھے کہ ہم یہاں نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ یاد رکھو تم بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی۔ تمہارے قلوب وہ زمین ہے جس سے خدا تعالیٰ کی معرفت کا پودا پھوٹنے والا ہے۔ اگر دنیا یہ بات نہیں دیکھ سکتی تو وہ اندھی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کے وعدوں کو نہیں سنتی تو بہری ہے۔ مگر تم نے خدا تعالیٰ کے وعدوں کو سنا اور ان کو پورے ہوتے دیکھا۔ تم میں سے ہر فرد جس نے خدا کے مسیح کے ہاتھ پر بیعت کی خواہ وہ براہِ راست کی خواہ خلفاء کے ذریعہ وہ آدم ہے جس سے آئندہ نئی نسلیں چلیں گی۔ تم خدا کی وہ خاص زمین ہو جس پر اس کی رحمت کی بارش برسے گی۔ تمہیں خدا تعالیٰ وہ درخت بنائے گا جس کے سایہ میں ہر سعید بیٹھے گا اور جو تم کو چھوڑے گا وہ نہ دنیا میں آرام پائے گا نہ آخرت میں۔ پس تمہارا کام معمولی کام نہیں۔ تم اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھ کر اور دعا کر کے شروع کرو''۔

(۳۰) مستورات سے خطاب

اپنے دستور کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر جلسہ سالانہ کے دوسرے دن ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء خواتین کی جلسہ گاہ میں فرمائی۔ آپ نے بیان کیا کہ آج کل ہر جگہ یہ رَو چل پڑی ہے کہ عورتیں اپنے حقوق کیلئے آواز اٹھا رہی ہیں۔ فرمایا کہ غیر مسلم عورتوں کو تو حقوق ملے ہی نہیں اس لئے وہ حقوق طلب کرتی ہیں۔ مگر مسلمان عورتوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خود حقوق دے دیئے ہیں۔ ہاں انہوں نے اپنے حقوق کو استعمال کرنا نہیں سیکھا۔ پس انہیں حقوق حاصل کرنے کے جھگڑے میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے حقوق تو قرآن وحدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں ان کا کام اب یہ ہے کہ مطالعہ کر کے اپنے حقوق معلوم کریں اور پھر انہیں استعمال کرنے کا طریق سیکھیں۔

حضور نے خواتین کو توجہ دلائی کہ چند اخلاق اپنے اندر قابلیت پیدا کرنے کیلئے ضروری ہیں۔ ان میں سے ایک شکر ہے فرمایا کہ شکر گزاری کے ساتھ ترقی اور بہتری کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری عورتوں کو شکر گزاری خاص طور پر اختیار کرنی چاہئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سی عورتیں ناشکری کی وجہ سے جہنم میں جائیں گی۔ اس کے علاوہ صبر، تعاونِ باہمی، جرأت، انکسار اور تواضع وغیرہ اخلاق اپنانے کی ضرورت ہے۔ یہ باتیں قومی اصلاح اور ترقی کیلئے لازمی ہیں۔

آخر میں حضور نے نظامِ جماعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آخر میں ضروری نصیحت کرتا ہوں کہ اتحاد کیلئے ایک نظام اور پابندی کی ضرورت ہے۔ عورتوں میں نظام اور پابندی قوانین بالکل نہیں۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔ کوشش سے اس پر عامل ہونا چاہئے۔ دیکھو اسلام میں جب شراب کی حُرمت کا حکم ہوا ہے فوراً صحابہ کرام نے تعمیل کی۔ پھر ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تو سب لوگ جہاں بھی آپ کی آواز پہنچی بیٹھ گئے۔ کسی صحابی نے دوسرے کو ایک راستہ میں غیر مانوس سی جگہ پر بیٹھے دیکھ کر

پوچھا یہاں کیوں بیٹھے ہو تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو تعمیلِ ارشاد کیلئے یہیں بیٹھ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ کیا بات ہے میں نے صرف تعمیلِ ارشاد کی ہے۔ سو تم بھی یہ ضروری اور نہایت ضروری بات سیکھو کہ نظام اور پابندی قوانین کیلئے ہر ایک حکم ماننا ضروری ہے''۔

(۳۱) بعض اہم اور ضروری امور

جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے متفرق امور کے بارہ میں تقریر فرمائی۔ ابتداءً حضور نے فرمایا کہ عورتوں کا جلسہ گاہ ناکافی ہونے کی وجہ سے بہت دِقّت پیش آئی ہے۔ ہر سال جلسہ پر آنے والوں کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی ہے۔ اس لئے منتظمین جلسہ کو چاہیئے کہ وہ اس تعداد کو مدنظر رکھ کر جلسہ گاہ تیار کیا کریں۔ فرمایا کہ اب جبکہ سامعین کی تعداد اتنی بڑھ چکی ہے کہ ان سب تک آواز پہنچانا مقرر کے بس کی بات نہیں رہی آئندہ مردانہ اور زنانہ دونوں جلسہ گاہوں میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہونا ضروری ہے۔

جلسہ سالانہ کیلئے لیکچرار مقرر کرنے کے سلسلہ میں منتظمین کی راہنمائی کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

''اسی سلسلہ میں یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ ہمارا سٹیج جلسہ سالانہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں ہوتا ہے اس لئے اس سٹیج پر پرانے صحابہ اور پرانے کارکنوں کو بولنا چاہیئے اور نئے آدمیوں کیلئے یہ رکھا تھا کہ کم از کم سات آٹھ سال انہیں خدمتِ دین کا موقع ملا ہو اور ان کی رائے سلجھ چکی ہو۔ میں نے یہ فیصلہ ایک حکمت کے ماتحت کیا تھا اور وہ حکمت یہ ہے کہ دنیا میں صرف علم ہی رائے کو پختہ کرنے کیلئے کافی نہیں ہوتا بلکہ تجربہ بھی رائے کو سلجھاتا ہے اور نوجوانوں کے مقابلہ میں عمر رسیدہ لوگوں کی رائے بہت پختہ ہوتی ہے ادھر نوجوانوں میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ آگے بڑھیں اگر اس کیلئے کوئی حد بندی نہ ہو تو وہ بوڑھے جنہوں نے علم اور تجربہ تو حاصل کیا ہوا ہے مگر ان میں جنگی سپرٹ نہیں ہوتی ان کو ایسے نوجوان پیچھے کر دیں گے۔ اس حکمت کے

ماتحت میں نے کہا ہمیں ابھی سے یہ انتظام کر دینا چاہیئے کہ تجربہ کار بوڑھوں کو پیچھے نہ ڈالا جا سکے۔''

حضور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت معمولی بات نہیں۔ یہ بہت سی برکات کا موجب ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

فرمایا کہ جلسہ سالانہ ایک قسم کا ظلی حج ہے اس لئے یہاں آنیوالے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اوقات کو تقاریر سننے کے علاوہ ذکر الٰہی اور دعاؤں میں گزاریں۔ مقبرہ بہشتی مین جائیں۔ شعائر اللہ کی زیارت بھی ضروری ہے۔شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح شامل ہیں ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیئے تا کہ خدا تعالیٰ انکی برکات سے مستفیض کرے۔

آپ نے احباب جماعت کو اقتصادی حالت درست کرنے کیلئے تلقین فرمائی کہ کوئی احمدی بے کار نہ رہے۔عہدیدار بے کار افراد کو مجبور کریں کہ وہ کوئی نہ کوئی کام کریں۔اقتصادی ترقی کا یہی گُر ہے۔حضور نے بعض تمدنی اور معاشرتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں فرمایا کہ جماعت میں مذہبی روح کو قائم رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور اس غرض کیلئے سلسلہ کا لٹریچر پڑھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خصوصیت سے زیادہ پڑھا کریں اور بکثرت اپنے گھروں میں رکھیں یہ انکے لئے اور انکی اولاد کیلئے نہایت قیمتی خزانہ ہے۔

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

شُہرت پسندی

شورش

شیطان

ص

صبر

صحابہؓ

صداقت

ط

طاعون

طبعی قانون

طلاق

ع

عاشق

عذاب

عزت

عشق

آیاتِ قرآنیہ

الحشر

هُوَا لَّذِي اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۳) ۳۴

الجمعة

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ (۲تا۴) ۳۵۱،۳۰

التحريم

اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (۵) ۵۱۸

قُوْا اَنْفُسَكُمْ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (۷) ۲۸۷

الجنّ

اِنَّاسَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (۲) ۲۵

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا (۲۷) ۲۴۱

عبس

بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ (۱۶،۱۷) ۳۰

التكوير

وَاِذَا لْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (۶،۷) ۴۱۶

اِذَالْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ (۱۴) ۵۲۴

الفجر

يٰاَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۸تا۳۱) ۵۲۴

التّين

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (۵تا۷) ۴۹

الزلزال

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (۴) ۵۹۷

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًايَّرَهٗ (۸) ۴۳۶

القارعة

اُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (۱۰)

الاخلاص

قُلْ هُوَاللّٰه اَحَدٌ (۲) ۱۶

احادیث

احادیث بالمعنی

اسماء

پیشگوئیاں

عربی الہامات

مقامِ محمود بزبانِ محمود

مقامات

ک

گ

ل

م

کتابیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی حقائق و معارف سے پُر تصانیف ''انوار العلوم'' کی چودھویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے ہے۔ فَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ

الٰہی نوشتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جناب سے عظیم موعود فرزند کی پیشگوئی عطا فرمائی جو کہ بڑی عظمت اور شوکت اپنے اندر رکھتی ہے۔ پیشگوئی کی علامات میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ:

''وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا.........اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔''

حضرت مصلح موعود کی ذہانت و فطانت اور آپ کی علوِّ علمی کا ایک روشن اظہار ''انوار العلوم'' کی صورت میں بھی ہو رہا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کی اولوالعزم قیادت اور آپ کے تبحرِ علمی سے نہ صرف احباب جماعت نے ہر آن حصہ پایا بلکہ جیسا کہ پیشگوئی میں یہ الفاظ بھی تھے کہ ''قومیں اُس سے برکت پائیں گی'' اقوامِ عالَم نے بھی آپ کے بحار العلوم سے حصہ پا کر راہنمائی اور برکت حاصل کی۔ حضرت مصلح موعود نے جماعت کی علمی، روحانی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی امور کی ترقی کے لئے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کی سعی کے ساتھ ساتھ جماعت کے خلاف برپا ہونے والے پروپیگنڈے کا تدارک فرمایا اور ابتلاؤں وفتنوں میں نہ صرف جماعت کی راہنمائی فرمائی بلکہ مخالفین کے اعتراضات کو دلائل قاطعہ کے ساتھ کالعدم بھی کر دیا۔

''انوار العلوم'' کی چودہویں جلد سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کی ذہانت وفطانت اور بلند پایہ علمی وروحانی مقام کی آئینہ دار ہے۔ یہ جلد ۲۸ تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے مئی ۱۹۳۵ء سے دسمبر ۱۹۳۷ء تک ارشاد فرمائیں۔ اس دَور میں جماعت کو مختلف اندرونی و بیرونی

فتنوں کا سامنا کرنا پڑا وہاں تحریک جدید کی الٰہی سکیم کے ذریعہ جماعتی ترقی کے سامان بھی کئے گئے۔

مجلس احرار نے حکومتی پُشت پناہی میں جماعت کے خلاف شورش برپا کی اور قادیان آ کر جلسے جلوس کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف گند اُچھالا۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ بھی اپنی تقدیر جاری کر رہا تھا۔ ایک طرف تو حضرت مصلح موعود نے تحریک جدید کے عالمگیر مُہم جاری فرمائی تو دوسری طرف احرار کی ذلّت ورُسوائی کے سامان شروع ہو گئے۔ مسجد شہید گنج کے واقعہ میں احرار نے جمہور مسلمانوں کے ساتھ نہ دیا جس پر انہیں ذِلّت اُٹھانی پڑی۔ اس رُسوائی سے رُخ موڑنے کے لئے احرار نے ایک بار پھر جماعت کے خلاف گندہ ذہنی سے کام لینا شروع کر دیا اور مباہلہ کے نام پر قادیان جانے کا اعلان کیا۔ احرار کے ایک لیڈر پر اس بناء پر مقدمہ بنا اور اُسے جیل جانا پڑا۔

ان حالات میں جبکہ دشمن جماعت کو مٹانے کے منصوبے بنا رہا تھا حضرت مصلح موعود نے تحریک جدید کی سکیم جاری فرما کر احمدیت کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کے عظیم الشان منصوبے کا اعلان فرمایا۔ اور تحریک جدید کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے متعدد خطابات فرمائے جو اس جلد کی زینت ہیں۔ اس کے علاوہ اس دَور میں پیدا ہونے مختلف والے جماعتی، مُلکی اور بَیْنَ الاَ قوامی حالات کے پیشِ نظر جن خیالات کا اظہار حضور نے فرمایا اور مُلک وملت کی راہنمائی فرمائی وہ مواد بھی جلد ھٰذا میں شاملِ اشاعت ہے۔

احراریوں نے جو شورش جماعت کے خلاف بپا کی تھی اس پر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلّتوں کی مار پڑی۔ اِس رُسوائی پر انہوں نے جماعت کے خلاف کئی محاذ کھول دیئے تا اپنی شکست اور حسد کی آگ کو ٹھنڈا کر سکیں۔ اس کے لئے انہوں نے منافقین کے ساتھ مل کر جماعت کے خلاف کُھلم کُھلا محاذ کو آگاہ فرمایا۔ اِن فتنوں کی حقیقت کے بارہ میں بھی سیدنا حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کو آگاہ فرمایا۔ اس بارہ میں بھی حضور کی تحریرات جلد ھٰذا میں شامل ہیں۔

غرض یہ کہ ''انوار العلوم'' کی یہ جلد تاریخِ احمدیت میں رُونما ہونے والے کئی اہم واقعات کی حقیقت کے بارہ میں آگاہی دیتی ہے۔ جہاں اس دَور میں جماعت کو بعض اندرونی وبیرونی ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی احباب جماعت نے

سیدنا حضرت مصلح موعود کی قیادت میں اُترتی ہوئی دیکھی۔اس تاریخی دَور کے حالات وواقعات کے بارہ میں پُرشوکت اور پُر معارف تحریراتِ مصلح موعود پر مشتمل یہ کتاب احباب جماعت کے اِزدیادِ ایمان اوراز دیادِعلم کا باعث بنے گی۔اِنْشَاء اللّٰہُ۔

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگانِ سلسلہ اور مربیان کرام نے اس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اورمکرم چوہدری رشیدالدین صاحب نے مسودات کی ابتدائی ترتیب،تصحیح و پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت اوراخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر،مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ،مکرم فضل احمد شاہد صاحب (مربیانِ سلسلہ) نے مسودہ کی نظرثانی، پروف ریڈنگ،حوالہ جات کی تلاش،اعراب کی درستگی اور Reckecking کے سلسلہ میں بہت محنت اوردلی لگن کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔اس جلد کی فائنل پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں ان کی راہنمائی ہمارے لئے بہت سہولت کا موجب ہوئی اوران کے مفیدمشوروں سےادارہ نے بےحدفائدہ اُٹھایا۔فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

تعارف کتب مکرم مسعوداحمدسلیمان صاحب استاذ الجامعہ کاتحریرکردہ ہے۔خاکساران سب احباب کا ممنونِ احسان ہے۔اوردعا گو ہے کہ خداتعالیٰ ان سب دوستوں کےعلم وفضل میں برکت عطا فرمائے،بےانتہاءفضلوں اوررحمتوں سےنوازےاورہمیں ان اہم ذمہ داریوں سے احسن طورپرعہدہ برآ ہونے کی توفیق عطافرمائے۔آمِیْنَ

والسلام

خاکسار

ناصراحمدشمس

سیکرٹری فضل عمرفاؤنڈیشن

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی چودھویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی مئی ۱۹۳۵ء سے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء تک کی اٹھائیس تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) احرار اور منافقین کے مقابلہ میں ہم ہرگز کوئی کمزوری نہیں دکھائیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ معرکۃ الآراء اور ولولہ انگیز خطاب ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو ارشاد فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جماعت کو شدید قسم کی مخالفت کا سامنا تھا۔ ایک طرف احرار کی مخالف تحریک اپنے زوروں پر تھی۔ دوسری طرف انہوں نے بعض حُکّام کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور جماعت کو نقصان پہنچانے کے نت نئے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ پھر جماعت کے اندر بعض منافقین بھی اپنی رذیل سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ اس پُر آشوب دَور میں حضرت المصلح الموعود نے تحریکِ جدید کی بنیاد رکھی۔ آپ کو القاء ہوا کہ ہر چھ ماہ بعد احباب کو تحریکِ جدید کے امور سے متعلق یاددہانی کروائی جائے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ اس کے لئے پہلا دن اگر وہ دن ہو جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے تھے تو یہ گویا ہمارے عہدوں کی تجدید کا نہایت لطیف موقع ہوگا''۔

حضور کی اس خواہش کے مطابق ٦ ماہ بعد ۲۶ مئی کو اتوار کا دن تھا چنانچہ قادیان میں جلسہ کا

انعقاد کیا گیا۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا ذکر نہایت پُر درد اور دلی جذبات کے ساتھ فرماتے ہوئے جماعت کو اِن ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی فرمایا:۔

''حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح حضرت مسیح ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی پیغام دیا تھا کہ تمہارے لئے ترقیات کے جو وعدے ہیں وہ زیادہ تر میرے بعد پورے ہوں گے اور اُن وجودوں کے ذریعہ پورے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ قدرتِ ثانیہ کا مظہر قرار دے گا۔ پس ہر احمدی پر جو منافق نہیں یہ دن نہیں گزر سکتا جب تک اُسے اُس کی ذمہ داری یاد نہ دلا دے اور یہ آواز اس کے کانوں میں نہ گونجے کہ اسلام کی ترقی چاہتی ہے کہ میں تم سے جُدا ہو جاؤں اور خدمتِ اسلام کا کام تمہارے کندھوں پر پڑے''۔

حضور نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ فرمایا کہ کس شان سے ہر ابتلاء سے جماعت کو سُرخرو کر کے نکالا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات ہوئی تو پیغامیوں نے قادیان سے جاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ آئندہ دس سالوں کے عرصہ میں اس جگہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا حضور نے فرمایا اللہ کے فضل سے آج اس اعلان کے ۲۱ سال بعد جماعت پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو چکی ہے جس کا غیر بھی اقرار کرتے ہیں۔ حضور نے جماعت کو صبر اور دعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی اور یہ کہ ہر قسم کی قربانی کیلئے وہ تیار رہیں۔ دوسری طرف جہاں گورنمنٹ کو اطاعت اور فرمانبرداری کی یقین دہانی کروائی وہاں یہ بھی بتایا کہ جماعت بُزدل اور بے غیرت نہیں ہے۔ فرمایا:۔

''ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ خدا کا سپاہی ہے اور خدا کا سپاہی ناواجب طور پر کسی کے سامنے نہیں جُھک سکتا خواہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے''۔

پھر فرمایا:۔

''ہم مذہب میں کسی قسم کی دخل اندازی گوارا نہیں کر سکتے ہم ایک ایک کر کے مر جائیں گے مگر یہ نہیں ہونے دیں گے............ ہم سے یہ اُمید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حُکّام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی جی ہاں جی ہاں کہتے ہوئے

سر جھکائے رکھیں‘‘۔

ان تمام حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے حضور انور نے جماعت کو نہایت اہم اور قیمتی ہدایات سے نوازا اور تحریکِ جدید کے تعلق میں جماعت کو جو نصائح فرمائی تھیں اُن میں سے بعض کو نہایت مؤثر رنگ میں دوبارہ یاددہانی کروائی۔ مثلاً:۔

۱۔ باہمی لڑائی جھگڑے بند کر کے اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے۔
۲۔ سادہ زندگی اپنائیں اور رقم بچا کر مالی قربانی کریں۔
۳۔ ہر احمدی تبلیغ کی کوشش کرے اور دو دو ماہ وقف کردے۔
۴۔ اپنی زندگیاں وقف کریں۔
۵۔ اپنی رقم امانت تحریکِ جدید میں جمع کروائیں۔
۶۔ قادیان میں تعلیم کے لئے اپنے بچوں کو بھجوائیں۔
۷۔ قادیان میں مکانات تعمیر کروائیں۔
۸۔ بے کاری ترک کر کے کوئی نہ کوئی کام کیا جائے۔
۹۔ پنشن یافتہ دوست خدمتِ دین کے لئے قادیان آئیں۔
۱۰۔ بکثرت دعائیں کریں۔

حضور نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:۔

’’دشمن کے مقابلہ کے لئے آپس میں تعاون سے کام لیں بغیر تعاون کے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ جو کام قوموں کے سپرد ہوتے ہیں وہ افراد نہیں کرسکتے۔ پس چاہئے کہ جماعتِ احمدیہ کا ہر بچہ، ہر جوان، ہر بوڑھا، ہر مرد اور ہر عورت ایسے رنگ میں کام کرے کہ قیامت کے دن کہہ سکے اے خدا! ہم نے اپنا فرض ادا کردیا‘‘۔

(۲) مجلسِ احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ

حق کو باطل سے ممتاز کرنے کے لئے قرآن کریم نے آخری طریق فیصلہ ’’مباہلہ‘‘ کو قرار دیا ہے۔ جب حق کے مخالفوں پر اتمامِ حُجّت قائم ہو جائے مگر پھر بھی وہ جانتے بوجھتے ہوئے انکار پر مُصِرّ رہیں اور جھوٹے الزامات لگا کر لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں تو مباہلہ

کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نجران کے عیسائیوں کو تبلیغ کی اور واضح دلائل سے اسلام کی حقانیت ظاہر فرما دی لیکن وہ بدستور انکار پر مُصِرّ رہے تب آپ نے انہیں دعوتِ مباہلہ دی۔

احمدیت کی مخالفت میں مجلس احرار کا طوفانِ بدتمیزی جب اپنے انتہاء کو پہنچا اور نہایت جھوٹے اور بے بنیاد الزامات جماعت پر لگائے جانے لگے تو حضرت مصلح موعود نے ان جھوٹے من گھڑت الزامات پر مجلس احرار کو دعوتِ مباہلہ دی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو یہ مضمون تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''جب احرار کی اِس قسم کی بُہتان تراشی حد سے بڑھ گئی اور باوجود بار بار توجہ دلانے کے وہ باز نہ آئے تو مَیں نے احرار کو چیلنج دیا کہ وہ احرار کے پانچ سَو ایسے نمائندے جنہوں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہو پیش کریں جو جماعت احمدیہ کے پانچ سَو نمائندوں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہوگا کہ وہ ان کی تعلیم کے مطابق یقین سے قَسم کھا سکیں مباہلہ کر لیں تا کہ حق اور باطل میں امتیاز ہو سکے''۔

مگر جیسا کہ ہمیشہ سے حق کے مخالفین کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ ایسے موقع پر حیل وحُجت اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں، مجلس احرار کی طرف سے اس کا کوئی مثبت جواب نہ دیا گیا اور چند احراریوں نے قادیان آ کر تقاریر کیں کہ ہمیں مباہلہ منظور ہے۔ اس پر حضور نے چند معززین جماعت پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جنہوں نے مجلس احرار کے لیڈروں کو تحریری خطوط لکھے کہ وہ بھی اپنے نمائندے مقرر کریں تا کہ ضروری امور طے ہو جائیں مگر احرار مسلسل ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔ اس پر حضور نے پُر شوکت الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ اعلان فرمایا:۔

''اے بھائیو! احرار کے مذکورہ بالا جواب کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنے کیلئے مباہلہ کا انتظار کئے بغیر میں اُس خدائے قہار وجبّار، مالک ومختار، مُعِزّ و مُذِلّ، مُحیِ و مُمِیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرا اور سب جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت یہ عقیدہ ہے کہ......

رسول کریم ﷺ افضل الرُسل اور سید ولد آدم تھے یہی تعلیم ہمیں بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور اِسی پر ہم قائم ہیں...... اور اسی طرح یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کے دوسرے سب مقامات سے جن میں قادیان بھی شامل ہے افضل اور اعلیٰ ہیں............ اگر میں نے اوپر کا اعلان کرنے میں جھوٹ، دھوکے یا چالبازی سے کام لیا ہے تو مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت کرلیکن اگر اے خدا! میں نے یہ اعلان سچے دل سے اور نیک نیتی سے کیا ہے تو پھر اے میرے رب! یہ جھوٹ جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی نسبت، میری نسبت اور سب جماعت احمدیہ کی نسبت بولا جاتا ہے تُو اس کے ازالہ کی خود ہی کوئی تدبیر کر اور اس ذلیل دشمن کو جو ایسا گندہ الزام ہم پر لگاتا ہے یا تو ہدایت دے یا پھر اِسے ایسی سزا دے کہ وہ دوسروں کیلئے عبرت کا موجب ہو اور جماعت احمدیہ کو اس تکلیف کے بدلہ میں جو صرف سچائی کو قبول کرنے کی وجہ سے دی جاتی ہے عزت، کامیابی اور غیر معمولی نصرت عطا کر کہ تو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہے اور مظلوموں کی فریاد کو سننے والا ہے۔ اَللّٰھُمَ اٰمِیْنَ''

آپ نے فرمایا میری اس قسم کی وجہ سے جماعت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور کامیابیاں عطا ہوں گی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

(۳) احرار خدا تعالیٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں بغیر شرائط طے کئے احرار کے قادیان آنے کی غرض مباہلہ نہیں بلکہ فساد کرنا ہوگی اور اس کی ذمہ وار حکومت ہوگی یا احرار

حضرت المصلح الموعود نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے تعلق میں ۷ نومبر ۱۹۳۵ء کو تحریر فرمایا۔ مجلس احرار کے سیکرٹری نے ''مجاہد'' اخبار میں یہ اعلان شائع کروائے کہ ہم مباہلہ کی دعوت قبول کرتے ہیں اور چنیوٹ میں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے تقاریر کیں اور حضور کے بعض

ارشادات کوتحریف کے ساتھ اورتوڑ مروڑ کرپیش کیا اورکہا گیا کہ ہم ۲۳۔اکتوبر کولاکھوں کی تعداد میں قادیان پہنچیں گے۔

حضور نے پہلے کی طرح تاکید سے دوبارہ اپنا مطالبہ دُہرایا کہ پہلے مباہلہ کی شرائط طے کر لی جائیں اور دن باہمی اتفاقِ رائے سے طے کیا جائے اور پھر اُن شرائط کی پابندی کوملحوظ رکھتے ہوئے مباہلہ کیا جائے۔ نیز حضور نے ان کے بیانات کے تضادات اور حضور کے بعض ارشادات میں تحریف کرکے عوام اورحکومت کے سامنے پیش کرنے کی حقیقت کوخوب کھول کر واضح کیا۔

حضور نے احرار کے اس مخفی منصوبہ کوبھی بے نقاب کیا کہ دراصل وہ مباہلہ کی آڑ میں قادیان میں جلسہ جلوس نکالنے کے خواہشمند ہیں اور احرار کو بار بار ملزم کیا اور ثابت کیا کہ وہ مباہلہ سے احتراز چاہتے ہیں اسی لئے ٹال مٹول سے کام لے رہیں ہیں۔

(۴) کیا احرار واقع میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں؟

احرار سے دعوتِ مباہلہ کے متعلق حضرت مصلح موعود کا یہ تیسرا مضمون ہے جو آپ نے ۲۱۔نومبر ۱۹۳۵ء کو رقم فرمایا۔ جس میں آپ نے ہر پہلو سے احرار پر اِتمامِ حُجّت کر دی اور فرار کے تمام راستے بند کر دیئے۔ آپ نے ایک بار پھر شرائط مباہلہ تحریر فرمائیں جن پر قبل از مباہلہ دونوں فریقوں کے مَابَین تصفیہ ہونا ضروری تھا۔

مجلس احرار انتہائی مکّاری سے کام لیتے ہوئے جگہ جگہ عوام الناس میں جھوٹا پراپیگنڈا کر رہی تھی کہ گویا وہ مباہلہ چاہتے ہیں مگر جماعت احمدیہ فرار اختیار کر رہی ہے اسی طرح انہوں نے گورنمنٹ کوبھی لکھا کہ اگرچہ گورنمنٹ کے فیصلہ کے مطابق وہ قادیان میں سالانہ کانفرنس کا ارادہ نہیں رکھتے تھے مگر جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج پر مجبور ہیں کہ قادیان جائیں۔

حضور نے تفصیل سے ان کی مکّاریوں کا پردہ چاک کیا اوران کے تمام الزامات کا جھوٹا اور پُرفریب ہونا ثابت فرمایا اور ہر الزام کے سچا ہونے پر اپنی طرف سے مجلس احرار کو۱۰۰ روپے بطور انعام دینا مقرر فرمایا۔ آپ نے منصف کے طور پر مسٹر سیف الدین صاحب کچلو، مسٹر عبداللہ یوسف علی صاحب آئی سی ایس ریٹائرڈ، سر محمد یعقوب اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نام تجویز فرمائے کہ ان میں سے کوئی ایک اگر دونوں فریقوں کے دلائل سننے کے بعد احرار کے اعتراضات یا الزامات کوسچا قرار دے تو ہر الزام یا اعتراض کے بدلے مجلس احرار کو۱۰۰ روپے انعام دیا جائے گا۔ اس طرح مختلف

نوعیت کے آٹھ الزامات کے سچا ثابت ہونے پر ۸۰۰ روپے انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔

احرار کے تمام بے بنیاد الزامات کی قلعی کھولنے کے بعد آپ نے مزید اِتمامِ حُجّت کی خاطر انہیں دعوت دی کہ اگر انہیں کوئی بات منظور نہ ہو تو مباہلہ کے الفاظ کی تعیین کرنے کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے الفاظ پر دستخط کر کے ایک دوسرے کو دیں تا کہ رسالہ کی صورت میں اِسے شائع کر دیا جائے۔ آخر مباہلہ کی دعا خواہ تحریر میں آئے یا زبانی کی جائے ایک سا اثر رکھتی ہے۔ آخر میں حضور نے انہیں تنبیہہ کی کہ:۔

''ایک زندہ اور خبردار خدا کے ہاتھ میں ہماری قسمتیں ہیں وہ اس جھوٹ کو کبھی سرسبز نہیں ہونے دے گا............ میرا خدا مجھے اس طرح نہیں چھوڑے گا وہ اُن کے موجودہ اور آئندہ سب فریبوں سے مجھے محفوظ رکھے گا اور اس کا ہاتھ رُکے گا نہیں جب تک کہ وہ سچ کو سچ ثابت نہ کر دے کہ اس کی شان کے یہی مطابق ہے اور اس کی صفاتِ حسنہ اسی کی متقاضی ہیں''۔

(۵) آل انڈیا نیشنل لیگ کی والنٹیرز کور سے خطاب

۱۹۳۴ء کے پُرآشوب زمانے میں کچھ عرصہ مرکز سلسلہ قادیان کی حفاظت کا کام والنٹیرز کور کے سپرد کیا گیا جو انہوں نے بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء کو حضور نے انہیں ایک مختصر سے خطاب سے نوازا جس میں ان کے حُسنِ انتظام اور جوش و جذبہ پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آپ لوگوں نے سلسلہ کی حفاظت کا کام کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی ہے جس کے مقابلے میں سونے اور چاندی کی کوئی حیثیت نہیں''۔

حضور نے کارکنان کو اطاعت اور قربانی کا اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا:۔

''سپاہیانہ زندگی جان دینے کیلئے ہوتی ہے مگر جان انسان فوراً نہیں دے سکتا بلکہ پہلے اسے تکالیف کا عادی بنانا پڑتا ہے تا کہ وقت پر اپنی جان کی قربانی بھی پیش کر سکے............ نیشنل لیگ اور اس کے کور کے قائم کرنے سے غرض ہی یہ ہے کہ تکالیف برداشت کرنے کا لوگوں کو عادی بنایا جائے''۔

حضور نے کارکنان کو نصیحت فرمائی کہ جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس پریکٹس کو آئندہ بھی جاری رکھیں یہاں تک کہ دنیا کی ہر کور سے محنت، مشقّت، قربانی اور کام کی عمدگی میں بڑھ جائیں اور کسی سے پیچھے نہ رہیں۔فرمایا:۔

''سچا مؤمن ایک منٹ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی اور اوّل درجہ پر چلا جائے اور یہ دوسرے نمبر پر رہے''۔

۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کے اجلاس میں حضور نے کور کے ممبران کو اہم ہدایات سے نوازا اور انہیں استقلال کے ساتھ کام کو جاری رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''فائدہ اسی کام سے ہوسکتا ہے جو مستقل طور پر کیا جائے اور اُس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک اس کی ضرورت ہو...... وہ بھی استقلال سے کام کریں اور اپنے ساتھیوں اور محلّہ والوں کو بھی اِستقلال سے کام کرنے کی تحریک کریں''۔

آخر میں آپ نے اچھے اخلاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''سب سے بڑی چیز اچھے اخلاق پیدا کرنا، اپنے جذبات پر قابو پانے کی مشق کرنا اور اپنے اندر اطاعت کا مادہ پیدا کرنا ہے''۔

(۶) زندہ خدا کا زندہ نشان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ ایمان افروز مضمون ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء کا تحریر کردہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۳۳ سال پہلے ایک الہام ہؤا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''لوگ چاہتے ہیں کہ تیرے نور کو بُجھا دیں، لوگ چاہتے ہیں کہ تیرے سازوسامان کو اُچک کر لے جائیں مگر وہ ایسا نہیں کرسکیں گے کیونکہ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں''۔

حضور نے بڑی شان کے ساتھ اِس الہام کے پورا ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

''وہ دن جاتا ہے اور آج کا دن آتا ہے متواتر دنیا کے لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی اور اس متاعِ روحانی کو لُوٹنے کی کوشش کی جو بانیٔ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا مگر ان تمام بدخواہوں اور دشمنوں کے حصہ میں صرف

ناکامی اور نامرادی آئی اور ہر شورش جو دشمن نے اُٹھائی اسی کے پیچھے سے رحمتِ الٰہی کے بادل جُھومتے ہوئے آموجود ہوئے اور ہر فتنہ جو معاندین نے برپا کیا اُسی کے نیچے سے اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا خزانہ نمودار ہؤا''۔

حضور نے احرار کی شورش کا ذکر فرمایا کہ جب اکتوبر۱۹۳۴ء کو احرار نے حکومت کی پُشت پناہی پر قادیان میں جلسہ کر کے جماعت کے خلاف خوب گند اُچھالا اور کہا کہ جماعت حکومت کے اندر ایک نئی حکومت بنا رہی ہے جو مُلک کے امن کیلئے خطرہ ہے۔ احرار کا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ حکومت بھی اس کے دھوکے میں آ گئی اور ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جو بظاہر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری پر تھا، صدر انجمن احمدیہ کے ریکارڈ منگوائے گئے اور خود حضور کو بُلوا کر عدالت میں تین دن جرح کی گئی۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر جاری فرما رہا تھا جس کے نتیجہ میں احرار دنیا کے لئے عبرت کا ایک تازہ نشان بن گئے جب احرار اپنی کارروائی پر خوش ہو رہے تھے اچانک شہید گنج کا واقعہ ہو گیا۔ احرار نے اس مسئلہ میں جمہور مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا اور غیر مسلموں کی حمایت کی جس سے احرار کی خوب رُسوائی ہوئی اور ذلّت کی مار پڑی۔ احرار نے اس طرف سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کے لئے دوبارہ احمدیت کے خلاف زیادہ زہر اُگلنا شروع کر دیا اور مباہلہ کے لئے قادیان جانے کا اعلان کر دیا۔ حضور نے اپنے تفصیلی مضامین کے ذریعہ حکومت اور احرار پر واضح کیا کہ اگر مباہلہ کرنا ہے تو باقاعدہ شرائط طے کی جائیں اس کے بغیر ان کا قادیان آنا فتنہ وفساد کی غرض سے ہوگا اور اس کی ذمہ داری گورنمنٹ اور احرار پر ہوگی۔

چنانچہ گورنمنٹ نے احرار لیڈروں کو قادیان جانے سے روک دیا۔ باقی احرار تو خاموش ہو گئے مگر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری قادیان کی طرف چل پڑے۔ چنانچہ ۶ دسمبر کو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ۷ دسمبر کو گورداسپور کے مجسٹریٹ نے انہیں ۴ ماہ قید کی سزا سنا دی۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کا ذکر فرمایا جو آپ نے ۳۳ سال پہلے دیکھا تھا کہ:۔

''ایک مقام پر مَیں کھڑا ہوں تو ایک شخص آ کر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے گیا پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جاوے مگر میں

اپنے دل میں مطمئن ہوں کہ یہ نہیں لے جا سکتا۔ اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اُسے پکڑ لیا مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو قادیان کا رہنے والا تھا اس نے بھی اسے پکڑ لیا میں جانتا تھا کہ موخر الذکر ایک مومن متقی ہے پھر اِسے عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اسے جاتے ہی ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کا حکم دے دیا''۔

حضور نے اس کشف کو علمِ تعبیر الرؤیا کے ذریعہ تفصیل سے بیان فرماتے ہوئے اس واقعہ پر چسپاں کیا اور ثابت فرمایا کہ اس کشف کی تعبیر بعینہٖ احرار کے ان واقعات پر منطبق ہوتی ہے۔ آپ نے تمام مذاہب والوں سے یہ اپیل کی کہ وہ خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں پر غور کریں اور صداقت کو قبول کریں۔

(۷) اسلام اور احمدیت کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی

یہ حضور کی افتتاحی تقریر ہے جو آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر مؤرخہ ۲۵ دسمبر کو فرمائی۔ حضور نے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے استنباط فرمایا کہ جہاں عالموں سے مراد تمام مخلوق ہے وہاں تمام انسانی قومیں بھی اس میں شامل ہیں۔ گویا یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اسلام تمام اقوام میں پھیل جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آغاز میں ہی یہ وحی ہوئی کہ:۔

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

حضور نے فرمایا کہ آج جلسہ سالانہ میں ہر قوم، ہر مذہب اور ہر علاقے سے لوگ یہاں آئے ہیں۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ فرمایا:۔

''احمدیت کے مقابلہ کی دنیا میں کسی کو تاب نہیں۔ احمدیت جس قوم پر بھی حملہ آور ہوتی ہے وہ مجبور ہو جاتی ہے کہ اپنے قلعوں کی کنجیاں اس کے حوالے کر دے...... اگر ہم صحیح طور پر کوشش کریں اور صحیح رنگ میں اسلام کی تبلیغ میں لگ جائیں تو پھر ہر قوم ہمارا شکار ہے''۔

حضور نے فرمایا کہ ۱۴ سَو سال بعد خدا نے ہمیں یہ موقع دیا ہے کہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر لائیں۔ ہماری کوششیں بظاہر حقیر ہیں مگر بِالآخر ساری دنیا خدا کے حضور جُھک جائے گی۔

(۸) تحریک جدید کے مقاصد اور ان کی اہمیت

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء کے موقع پر حضور انور نے ۲۶ دسمبر کو قادیان میں تحریک جدید کے مقاصد اور ان کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ آغاز میں حضور نے چند متفرق امور کا تذکرہ فرمایا اور مختلف احباب کے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ اس سال شائع ہونے والی کُتب کا تعارف کرایا اور جماعت کو انہیں خریدنے کی تلقین فرمائی۔

احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پڑھنے کی خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی اور آپ کو جو رؤیا اور کشوف ہوئے وہ جماعت کے آئندہ پروگرام کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتے ہیں علاوہ ازیں اُن میں قرآن اور حدیث کی اعلیٰ درجہ کی تفسیر بھی ہے اس لئے اپنے ایمانوں کے ازدیاد اور قرآن کریم کی تفہیم کے لئے ان کا مطالعہ رکھنا نہایت ضروری ہے''۔

حضور نے گزشتہ سال کے ایک اہم واقعہ یعنی احرار کو مباہلہ کی دعوت کا پسِ منظر بیان کیا اور فرمایا:۔

''مجھے یقین ہے کہ وہ مباہلہ کے لئے نہیں آئیں گے کیونکہ ان کے دل جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں''۔

اس خطاب کا اصل مضمون تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے بعض بنیادی مقاصد تھا۔ فرمایا کہ تحریک جدید کوئی نئی تحریک نہیں بلکہ اس کا ایک بھی حُکم ایسا نہیں جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو اور ایک بھی حُکم ایسا نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت نہ ہو۔ فرمایا:۔

''مجھے بھی سالہا سال سے یہ انتظار تھا کہ کوئی ایسی آگ لگے جب ہماری جماعت کا ہر چھوٹا بڑا بیدار ہو جائے اور اس موقع پر مَیں وہ تحریک پیش کروں جو جماعت کو بحیثیت جماعت تیرہ سَو سال پیچھے لے جائے''۔

آپ نے تحریک جدید کے بنیادی مقاصد کے متعلق بعض اہم امور کا تذکرہ فرمایا اور

سادہ زندگی اپنانے، بیکاری ترک کرنے، قادیان میں چھوٹی صنعتیں لگانے، تبلیغ کے لئے وقف کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور فرمایا:۔

’’جو سکیم مَیں نے تمہیں بتائی ہے وہ نہ صرف تباہی کے سامانوں سے خالی ہے بلکہ ترقی کے انتہاء تک پہنچانے والی ہے‘‘۔

آخر میں حضور نے جماعت کو قربانی کے لئے تیار رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’جب تک دنیا ہمارے خون سے رنگین نہ ہو جائے، جب تک زمین میں ہمارے جسموں کو کُچلا نہ جائے، جب تک ہمیں خدا تعالیٰ کے لئے اپنے وطن نہ چھوڑنے پڑیں، جب تک دنیا میں ہم اپنی جانی اور مالی اور وقتی قربانیوں سے ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا نہ کر دیں اور جب تک ہم وہ ساری قربانیاں نہ کریں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے کیں اُس وقت تک ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔‘‘

(۹) دنیا کی سیاسیات میں احمدیت کیا تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے

یہ حضور کے اُس خطاب کا خلاصہ ہے جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر فرمایا:۔

اُن دنوں احرار کا فتنہ زوروں پر تھا۔ گورنمنٹ نے انہیں قادیان میں جلسہ کرنے کی اجازت دیکر اسے ہوا دی۔ عام مسلمان چندہ سے ان کی مدد کرنے لگے۔ ان حالات میں احرار چاہتے تھے کہ قادیان میں شورش اور فساد بپا ہو اس لئے حضور نے احبابِ جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ ان فتنہ پردازوں سے محتاط رہیں۔

اس کے بعد حضور نے ’’دنیا کی سیاسیات میں احمدیت کیا تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے‘‘ کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا جب دنیا کے بادشاہ احمدیت میں داخل ہوں گے تو انہیں صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ آج ہم قرآنی تعلیم سے اخذ کر کے وہ فرائض اپنی کتابوں میں لکھ دیں جس پر عمل کر کے دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے لیگ آف نیشنز کے قیام اور ناکامی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

’’لیگ آف نیشنز دنیا میں امن قائم کرنے میں ناکام رہی اور اب نہ صرف عام لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ لیگ ایک کھلونا ہے بلکہ جو حکومتیں اس میں شامل ہیں وہ بھی

یہ محسوس کر رہی ہیں کہ لیگ آف نیشنز کے ذریعہ دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا‘‘۔

اس کے بعد حضور نے تفصیل سے بتایا کہ اسلام نے امنِ عالَم کیلئے کیا ذرائع بیان فرمائے ہیں نیز فرمایا کہ یہی وہ ذرائع ہیں جن سے امن قائم ہوسکتا ہے۔

(۱۰) منتظمین جلسہ سالانہ کو ہدایات

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء کے اختتام پر افسر صاحب جلسہ سالانہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے کارکنان جلسہ کا ایک اجلاس مورخہ ۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو منعقد کیا جس میں حضور کی موجودگی میں تمام شعبہ جات کے انچارج صاحبان نے اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹیں سننے کے بعد حضور نے یہ تقریر فرمائی اور کارکنان جلسہ کو قیمتی ہدایات سے نوازا۔ ان زرّیں ہدایات کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ منتظمین جلسہ کی رپورٹیں پیش کرنے کیلئے ہر منتظم کے لئے پانچ منٹ مقرر تھے مگر کسی نے کم وقت لیا کسی نے زیادہ اس لئے یا تو وقت کی شرط ختم کر دی جائے یا ہر کوئی مقررہ وقت میں رپورٹ پڑھے۔

۲۔ جہاں ہر روز شرکائے جلسہ کی حاضری کا موازنہ اُسی روز گزشتہ جلسہ کے دن سے کیا جاتا ہے وہاں ۲۲ تا ۳۰ دسمبر تک مجموعی طور پر بھی شرکائے جلسہ کی تعداد کا موازنہ پیش کیا جانا چاہئے۔

۳۔ سٹور روم میں غلہ سٹور کرنے کے لئے ماہرین فن سے مشورہ کیا جانا چاہئے تا سٹور رومز کے قیام سے خرچ میں کفایت ہو سکے۔

۴۔ عورتوں کے جلسہ گاہ میں شور کی شکایت پر آپ نے منتظمین کو توجہ دلائی کہ عورتوں کیلئے عناوین تقاریر آسان ہونے چاہیں اور مقررین کے طور پر ایسی خواتین کا انتخاب ہو جو اونچی آواز والی ہوں۔

۵۔ نیشنل لیگ کے والنٹیرز کور کی کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

۶۔ جلسہ سالانہ کی رپورٹ کی اشاعت اور روزانہ کی رپورٹ بروقت حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۷۔ ضلع گورداسپور کی جماعتوں کے لئے جلسہ میں زیادہ جگہ مقرر کرنے اور ان جماعتوں کی

تعلیم و تربیت اور ان کی نگرانی پر خصوصیت سے نظر رکھنے کی تلقین فرمائی۔

۸۔ جلسہ کے مہمانوں کی رہائش گاہوں میں توسیع اور بہتر انتظام کے لئے تفصیلی ہدایات دیں۔

۹۔ نابینائیوں کے متعلق نصیحت فرمائی کہ ۴، ۵ ماہ قبل جماعتوں سے رابطے کر کے احمدی نابینائیوں کو بُلوایا جائے جو اپنے ساتھ غیر احمدی رشتہ دار نابینائی بھی لے آئیں۔ ان کے دو گروپ بنا دیئے جائیں ایک کام کرے اور ایک جلسہ میں شریک ہو۔

۱۰۔ آخر پر حضور نے جلسہ کے کارکنان کی کارکردگی کو سراہا خصوصًا لجنہ کی ڈیوٹی کی تعریف فرمائی اور جملہ کارکنان کے لئے دعا کی تحریک کی۔

(۱۱) حقیقتِ حال

سیدنا حضرت مصلح موعود کا یہ وہ مضمون ہے جو آپ نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے علیحدگی کے کچھ عرصہ بعد اہلِ کشمیر کے نام تحریر فرمایا اور انہیں نہایت قیمتی مشوروں اور ہدایات سے نوازا۔

یہ وہ دَور تھا جب بعض نااہل اور نادان لیڈروں کی وجہ سے سِول نافرمانی جیسی تحریک سے تحریکِ کشمیر بُری طرح متأثر ہوئی ان نازک حالات میں بھی ''اسیروں کا رستگار'' ان مظلوموں کی مدد سے غافل نہ تھا بلکہ اپنی مخلص جماعت کے ساتھ ہر ممکن امداد کیلئے کمر بستہ تھا۔ حضور نے اس مضمون میں اپنی اور جماعت کے مخلصین کی اُن کارروائیوں کا تذکرہ فرمایا جس سے اہلِ کشمیر کو بہت فائدہ پہنچا اور انگلستان کے اخباروں اور پارلیمنٹ میں کشمیر کے حقوق پر آوازیں اُٹھنے لگیں۔ آپ نے اہلِ کشمیر کو نہایت اہم قیمتی ہدایت سے نوازا اور سِول نافرمانی کی تحریک کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کا مُضِرّ ہونا ثابت فرمایا اور آئندہ ایسی تحریکات سے مجتنب رہنے کی نصیحت فرمائی۔

نیز فرمایا:۔

- کسی قسم کی قانون شِکنی نہ کی جائے۔
- ظلم کا جواب خود نہ دیا جائے بلکہ قانون کے ذریعہ اس کا ازالہ کیا جائے۔
- تنظیم کے بغیر کامیابی ممکن نہیں اس لئے تنظیم کی طرف توجہ دی جائے۔
- گلینسی رپورٹ کے مطابق عملدرآمد کا جائزہ لیا جائے۔

- اسمبلی میں اپنے نمائندے مقرر کئے جائیں۔
- جن حُکّام نے قانون شکنی کی ہے ان کے خلاف مواد اکٹھا کیا جائے تا کہ ان پر مقدمات چلائے جاسکیں۔

(۱۲) اہالیان سندھ وکراچی کے نام پیغام

۱۹۳۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لے گئے۔ ۱۷ فروری ۱۹۳۶ء کو جماعت کی طرف سے کلارنی ہوٹل میں آپ کے اعزاز میں ایک شاندار ڈِنر دیا گیا جس میں ہندو، مُسلم اور عیسائی ہر طبقہ کے معززین بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد حضور نے سامعین کو ایک مختصر مگر نہایت جامع اور قیمتی خطاب سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے اختلاف کبھی نہیں مٹ سکتے لیکن ہمیں چاہئے کہ ہم اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم سب خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور خدا اپنی تمام مخلوق سے محبت رکھتا ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مسجدِ نبوی میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ پس دوسرے مذاہب کے عقائد سے اختلاف رکھنے کے باوجود اگر ہم ایک خدا کے رشتہ کو سمجھ لیں تو ایک دوسرے سے محبت رکھ سکتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرمایا کرتے تھے۔

> ''میں ہندوؤں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں، عیسائیوں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں کیونکہ اس میں قرآن کریم کی سچائی کا ثبوت ہے''۔

اگر ہم قرآن کریم کی اس تعلیم کو اپنا اصول قرار دے لیں جس پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بہت زور دیا ہے تو ہمارے آدھے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ حضور نے اپنے دل کا حال یوں بیان کیا۔

> ''میرے دل میں کبھی کسی ہندو، سکھ یا عیسائی کے لئے نفرت پیدا نہیں ہوئی۔ میں اس معاملہ میں یہاں تک تیار ہوں کہ اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی ہندو، عیسائی یا سکھ کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا''۔

نیز فرمایا:۔

> ''کئی چھوٹے بھائی ہوتے جو بڑے بھائیوں کے لئے مشعلِ راہ بن جاتے ہیں اسی طرح میں کہتا ہوں کہ علمی، اقتصادی اور تمدنی تعلقات کو اُس معیار تک بلند کرلو

کہ یہ چھوٹا صوبہ بڑا بن جائے اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو''۔

(۱۳) ہر پیشہ سیکھنے کی کوشش کی جائے

علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے والے وجود سیدنا حضرت مصلح موعود نے جماعت کی دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے بہترین رہنمائی فرمائی۔ آپ نے جہاں جماعت سے بیکاری ختم کرنے کی تحریک فرمائی وہاں صنعت و حرفت کیلئے قادیان میں صنعتی سکول کا قیام فرمایا۔ اس سکول کے افتتاح کے موقع پر آپ نے ۲ مارچ ۱۹۳۶ء کو یہ خطاب فرمایا۔ آپ نے آنحضور ﷺ کی حدیث اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَ عِلْمُ الْاَبْدَانِ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

''رسول کریم ﷺ نے درحقیقت علم کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ جو روح یا جسم کو فائدہ دے''۔

عِلْمُ الْاَبْدَان کے تعلق میں آپ نے درج ذیل ۸ بنیادی شعبوں کا ذکر فرمایا جن پر باقی تمام شعبوں کا انحصار ہے۔

۱۔ زراعت ۲۔ کپڑے کی صنعت ۳۔ معماری ۴۔ لوہاری ۵۔ نجاری ۶۔ علمِ کیمیا ۷۔ علمِ طب ۸۔ چمڑے کا کام۔ فرمایا:۔

''ان آٹھ پیشوں کو جو قوم جان لیتی ہے وہ اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کی محتاج نہیں رہتی''۔

اس کے علاوہ آپ نے تجارت کے پیشہ پر بھی روشنی ڈالی اور نئی تجارتی اشیاء دریافت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے علمِ طب سیکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:۔

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم قرآن شریف اور بخاری اور طبّ پڑھ لو''۔

حضور نے فرمایا کہ ہندوستان میں بظاہر ادنیٰ شعبوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے اور ہندوستان کے زوال کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔ اسی لئے اہلِ مغرب ان شعبوں پر غالب آئے ہوئے ہیں۔ حضور نے ہندوستان میں اس رواج کی بھی حوصلہ شکنی فرمائی کہ بعض خاندان بعض خاص پیشوں کو اپنا لیتے ہیں۔ اس طرح وہ پیشے اُن کی قومیت بن جاتے ہیں۔ اس لئے آپ نے سکول کا اجراء

فرمایا تا کہ ان پیشوں کے ساتھ تمام لوگوں کی دلچسپی پیدا کر دی جائے۔حضور نے سکول کے اساتذہ کومخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں اُستادوں کوبھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لڑکوں میں یہ روح پیدا کریں کہ دنیا کے ساتھ انہیں دین بھی حاصل کرنا ہے گویا وہ ''دست بکار اور دل بیار'' کے مصداق بنیں۔شروع سے ہی ان کے اندر یہ روح پیدا کی جائے کہ سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنا،اپنے نفسوں کو مارنا اور اپنے پیشوں کوصرف ذاتی مفاد تک محدود نہ رکھنا بلکہ ان سے سلسلہ کوبھی فائدہ پہنچانا ان کا مقصد ہے''۔

(۱۴)وہی ہمارا کرشن

یہ وہ ٹریکٹ ہے جس میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے ہندوستان کونہایت محبت سے اور نہایت لطیف انداز سے دعوت الی اللہ کی جسے انجمن احمدیہ،خدام الاسلام نے ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ءکو برموقع یوم التبلیغ شائع کیا۔آپ نے اللہ تعالیٰ کے فیضِ عام کا تذکرہ نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا جس سے تمام ہندو اور تمام مسلمان یکساں فائدہ اُٹھارہے ہیں۔فرمایا:۔

''اے پیارے ہندو بھائیو! کیوں تم اُس آواز کی طرف دھیان نہیں کرتے جوتمہارے پرمیشور نے ساری دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے کیلئے بلند کی ہے............اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں، وہ مہدی بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے، وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے۔وہ نہہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے''۔

حضور نے ہندوؤں میں شرک داخل ہونے کی وجہ خدا تعالیٰ سے دُوری بتائی اور انہیں بتایا کہ نہ کرشن نے نہ رام چندر نے کسی مورتی کے آگے سر جُھکایا پس جو کام انہوں نے نہ کیا وہ آپ کیوں کرنے لگے؟ فرمایا کہ اِس زمانہ میں کرشن علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ نہہ کلنکی اَوتار آیا ہے تا کہ دوبارہ ہر شخص جو پرماتما سے محبت کرنا چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکے۔آپ نے ہندوؤں کو اس بات کی دعوت دی کہ اگر کوئی سچے دل سے میری طرف

رجوع کرے اور اپنی مشکلات کیلئے دعا کرائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مشکلوں کو دُور کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ پھر وہ دنیا کی محبت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیدا کرنے کے لئے جو اُس نے تدبیریں بتائی ہیں اُن پر عمل کر کے پرماتما کے سچے عاشق اور مخلص سیوک بن جائیں۔

(۱۵) تحریک جدید ایک قطرہ ہے قربانیوں کے اُس سمندر کا جو تمہارے سامنے آنے والا ہے

مؤرخہ ۲۸ جون ۱۹۳۶ء کو قادیان میں تحریک جدید کے بارہ میں جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے باوجود ناسازئ طبع کے نہایت بصیرت افروز اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت دلکش انداز سے مثالوں اور واقعات کے ذریعہ قربانیوں کے فلسفہ، قربانیوں کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی۔

تحریک جدید کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانی فطرت جدّت پسند ہے وہ سب کچھ سننے کے بعد پھر بھی خواہش کرتی ہے کہ کچھ سنایا جائے اور نئے پیرایہ میں سنایا جائے اسی لئے میں نے اس تحریک کا نام ''جدید'' رکھا حالانکہ یہ تحریک کوئی جدید نہیں بلکہ قدیم ترین تحریک ہے اور دنیا کے آغاز سے ہی ہر نبی کے دَور میں یہ تحریک پیش کی گئی۔

قربانیوں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کا یہ اصول ہے کہ بڑی چیزوں پر ہمیشہ چھوٹی چیزوں کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کمزور انسانیت کیلئے اپنے قیمتی سے قیمتی جوہروں کو قربان کیا۔ چنانچہ ہر دَور میں جب انسان بدبختی اور شقاوت کا شکار ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے قیمتی وجود یعنی انبیاء کو بھیجا جنہوں نے اُس قوم کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ ان قربانیوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ بالآخران تمام قربانیوں کا اجتماع ہمیں آنحضور ﷺ کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آپ کو اس قدر قربانی دینی پڑی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا پڑا۔

''اے محمد رسول اللہ ﷺ! شاید کہ غم کی چُھری تجھ کو ذبح کرتے کرتے تیری گردن کے آخری تسموں کو بھی کاٹ دے گی''۔

جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا جس دشمن سے ہمارا واسطہ ہے اُس کی ہیبت سے ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے اس کا حملہ اس قدر خوفناک ہے جس سے اسلام کا حُلیہ بگڑ گیا ہے۔ لوگ اپنی معمولی تکلیفوں سے پریشان ہو کر دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں مگر انہیں اسلام کی اس تکلیف کا احساس نہیں جس پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

حضور نے قرآن کریم سے بے اعتنائی کا ذکر بھی بڑے درد کے ساتھ فرمایا اور جماعت کو نہایت دردمندی سے دعائیں کرنے اور اسلام کی زندگی اور قرآن کی زندگی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کی نصیحت کی اور فرمایا:۔

> ''تحریک جدید تو ایک قطرہ ہے اُس سمندر کا جو قربانیوں کا تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ جو شخص قطرہ سے ڈرتا ہے وہ سمندر میں کب کُودے گا............ابھی تو اس سمندر میں تمہیں تیرنا ہے۔ جس سمندر میں تیرنے کے بعد دنیا کی اصلاح کا موقع تمہیں میسّر آئے گا''۔

(۱۶) سر میاں فضل حسین صاحب کی المناک وفات پر خطاب

سر میاں فضل حسین صاحب کی وفات پر مؤرخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء کو حضور نے اُنہیں خراجِ تحسین سے نوازا اور ان کی موت کو مخالفینِ احمدیت کے لئے ایک نشان قرار دیا۔

آپ نے ہندوستان کی سیاست خصوصاً پنجاب کی سیاست کے حالات بیان فرمائے کہ پنجاب کو کچھ حقوق ملنے پر بعض مخالف لوگ (جن میں کانگرس اور مجلسِ احرار بھی شامل ہے) سیخ پا ہیں۔ اس لئے خدشہ ہے کہ پنجاب کے آئندہ حالات نہایت خطرناک ہوں اور مسلمان لیڈر آپس میں اُلجھ پڑیں۔ ان حالات میں میاں فضل حسین صاحب کی ذات ایسی تھی جو مسلمان لیڈروں کو قابو میں رکھنے اور اُنہیں میانہ روی پر چلانے کی اہل تھی ان کی وفات کی وجہ سے پنجاب کے مسلمانوں کی سیاسی دنیا میں ایک بہت بڑا اِشقاق پیدا ہو گیا ہے۔ حضور نے دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سیاسی حالات ٹھیک کر دے اور دنیا میں امن قائم ہو تا ہماری تبلیغ میں کسی قسم کی رُکاوٹ پیدا نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ میاں فضل حسین صاحب پر ہمارے مخالفین کی طرف سے بہت بڑا

اعتراض یہ تھا کہ وہ احمدی نواز ہیں اس طرح وہ انہیں ذلیل کر کے لوگوں کی نظروں سے گرانا چاہتے تھے۔ یہ اُس وقت الزام لگایا جب وہ گورنمنٹ کے عُہدہ سے الگ ہوکر پنجاب میں بیماری کی حالت میں آ بیٹھے تھے۔ اب بظاہر اُن کے لئے دوبارہ کوئی عہدہ حاصل کر کے پھر عزت حاصل کرنا ناممکن تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے غیر معمولی حالات پیدا کر دیئے اور انہیں وفات سے تین ہفتہ قبل پنجاب کا وزیرِ تعلیم بنا دیا اور انہیں اس قدر عزت دی کہ ان کی وفات سے چند دن پہلے ایک ہندو اخبار نے لکھا کہ اصل میں ہندوستان پر سر میاں فضل حسین صاحب حکومت کر رہے ہیں کیونکہ پنجاب میں وہ خود ہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا میں سر ظفر اللہ خان ان کی طرف سے مقرر ہیں اور ولایت میں سر فیروز خان نون ہیں۔ ان کی پارٹی کے اور بھی لوگ ہیں جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ پس اگرچہ وہ احمدی نہ تھے مگر چونکہ احمدیت کی خاطر لوگوں کی طرف سے اُن پر اعتراض کیا گیا اور انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں اپنی غیرت کا مظاہرہ کیا اور انہیں غیر معمولی طور پر عزت کے ایک مقام پر پہنچا کر بتا دیا کہ جو شخص احمدیت کیلئے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی اپنی غیرت کا اظہار کیا کرتا ہے۔

(۱۷) مغربی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں اہم ہدایات

پیشگوئی مصلح موعود میں ایک یہ علامت بیان کی گئی تھی کہ وہ ''زمین کے کناروں تک شُہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔'' حضرت مصلح موعود کو شروع سے ہی غیر ممالک میں تبلیغِ اسلام کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے احمدی مبلغین کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔

۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو دو مبلغینِ سلسلہ کے اعزاز میں جو خدمتِ دین کے لئے امریکہ بھجوائے جا رہے تھے ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی اس موقع پر آپ نے تحریک جدید کے طلباء سے خطاب فرمایا جس میں مبلغین اور طلباء کو نہایت ضروری اور قیمتی ہدایات سے نوازا۔

آپ نے فرمایا کہ مغربی ممالک آرام و آسائش کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور ترقی یافتہ ہیں ہر کوئی وہاں جانا چاہتا ہے اس لئے اپنے وطن کو چھوڑ کر ان ممالک میں جانا تو کوئی قربانی نہیں بلکہ مغربی ممالک میں جا کر اسلامی شریعت پر مضبوطی سے قائم ہونا، وہاں کے اثرات اور غالب

خیالات پر چھا جانے کی کوشش کرنا، اُس قوم کی اسلام پر ہنسی اور تمسخر کو حوصلے سے برداشت کرنا ہی دراصل قربانی ہے۔ مثلاً جب وہ اسلامی پردہ، تعدّد ازدواج، عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا اور اُن سے میل جول نہ رکھنے پر اعتراض کرتے ہیں تو بجائے منہ چُھپانے کے یا مداہنت اختیار کرنے کے بڑی جرأت اور دلیری سے انہیں جواب دینا اور اسلامی تعلیم کی خوبیاں ثابت کرنا اور اس کے ساتھ عملاً اسلامی تعلیم ان میں رائج کرنا یہ حقیقی قربانی ہے جس کا تقاضا مبلغین سے کیا جاتا ہے۔

تبلیغ کے سلسلہ میں آپ نے نصیحت فرمائی کہ مبلغین کے مدنظر محض بیعت کروانا نہ ہو بلکہ ایسے سچے اور صاف اور مخلص مسلمان بنانا مقصد ہو جنہیں وہ خدا کے حضور پیش کر سکیں۔ اس لئے جو شخص کسی کو مسلمان بنانے میں اسلامی تمدن، اسلامی احکام اور اسلامی اصول میں سے ایک چھوٹے سے حُکم کو بھی نظر انداز کرتا ہے وہ خدا کے لئے لوگوں کو مسلمان نہیں بناتا بلکہ اپنے نام اور اپنی شُہرت کیلئے مسلمان بناتا ہے۔ وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہوگا خواہ اس راہ میں مارا جائے کیونکہ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ وہ قربانی کس مقصد کی خاطر کی جارہی ہے۔ ایسی تبلیغ جس کے نتیجے میں اسلامی تعلیم پر عمل نہیں ہوتا وہ اسلام کی فتح کو قریب نہیں کرتی بلکہ دُور ڈال دیتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر نیا بننے والا مسلمان پہلے دن سے ہی تمام تعلیم پر عمل شروع کر دے۔ ممکن ہے اُسے ایک دو یا تین ماہ لگیں مگر شروع سے ہی انہیں اسلامی تعلیم سے پوری طرح آگاہ کر دینا چاہئے۔

حضور نے مغربیت کا مقابلہ کرنے کے لئے مبلغین کو خصوصیت سے توجہ دلائی فرمایا:۔

> ''یہاں سے جب بھی وہ نکلیں اِس روح کو لے کر نکلیں کہ مغربیت کا مقابلہ کرنا ان کا فرض ہے............ دنیا کا واحد علاج اِس وقت مغربیت کا کُچلنا ہے۔ جب تک ہم مغربیت کو کُچل نہیں سکتے اُس وقت تک دنیا میں روحانیت قائم نہیں ہوسکتی''۔

اسی ضمن میں حضور نے تحریکِ جدید کے مقاصد پر روشنی ڈالی کہ جماعت میں قربانی کی روح پیدا کرنے اور مغربیت کا مقابلہ کرنے کیلئے یہ تحریک جاری کی گئی ہے۔

تحریک جدید کے بورڈنگ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو حضور نے خصوصیت سے تحریک جدید کو سمجھنے اور اس کی روح اپنے اندر پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:۔

> ''یاد رکھو کہ تم تحریک جدید کے سپاہی ہو اور سپاہی پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تمہارے نگرانوں کا فرض ہے کہ وہ تمہارے سامنے متواتر لیکچر دے کر

تحریک جدید کی اغراض تمہیں سمجھائیں ....تم تحریک جدید کے حامل ہو اور تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید پر نہ صرف خود عمل کرو بلکہ دوسروں سے بھی کراؤ''۔

(۱۸) ایک رئیس سے مکالمہ

یکم نومبر ۱۹۳۶ء کو ایک مسلمان رئیس حضور سے ملاقات کیلئے قادیان آئے۔ ملاقات کے دَوران میں انہوں نے حضور کی خدمت میں اپنے چند سوال پیش کئے حضور نے ان کی تسلی کے لئے وضاحت سے جواب عنایت فرمائے۔

انہوں نے پہلا سوال یہ کیا کہ جماعت احمدیہ کوئی مذہبی جماعت نہیں اور دُنیوی طور پر اس نے جس قدر ترقی کرنی تھی کر چکی ہے مزید ترقی نہیں کر سکتی۔ حضرت مصلح موعود نے مُحقّقانہ رنگ میں جواب دیا اور واقعات کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کوئی عام دنیاوی ترقی نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی وجہ سے ہے اور فرمایا کہ:۔

''احمدیت کی اصل ترقی تو روحانیت یا معارف وحقائق کی ترقی ہے۔لیکن کمزور لوگوں کیلئے خدا تعالیٰ نے اس کو دُنیوی ترقی بھی دی ہے اور دے گا۔لیکن دُنیوی ترقی اس کا اصل مقصود نہیں''۔

نیز فرمایا کہ:۔

''ہمارا تو ایمان ہے کہ دُنیا کی تمام بادشاہتیں ہمیں ملیں گی لیکن ہمارا اصل مقصود دین ہے''۔

غیر احمدی رئیس کا دوسرا سوال یہ تھا کہ تبلیغ کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ حق پر ہیں تو دعا کریں آپ کی دعا اگر قبول ہوگئی تو مجھے خود بخود کھینچ لے گی۔

حضور نے نہایت تفصیل سے اس کے ان خیالات کی غلطیوں پر روشنی ڈالی اور تبلیغ کی ضرورت وفرضیت اور دعا کی حقیقت اور توکّل کے مقام پر نہایت پُر معارف روشنی ڈالی اور ان کا باہم تعلق بیان فرمایا۔فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کا خود حُکم دیا ہے۔ دعا کے تعلق میں فرمایا:۔

''دعا بھی وہی تبلیغ کی قائمقام ہوسکتی ہے جس میں کامل انابت الی اللہ ہو۔ دعا درحقیقت کامل انابت الی اللہ کا ہی نام ہے''۔

آپ نے مختلف واقعات اور مثالوں کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ عموماً دعا، توکّل اور تبلیغ تینوں چیزیں اکٹھی چلتی ہیں۔

(۱۹) حکومتِ برطانیہ کا تازہ انقلاب اور الفضل

حضرت المصلح الموعود کا یہ مضمون ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کا تحریر فرمودہ ہے۔ یہ مضمون آپ کی سیاسی بصیرت اور غیر معمولی ذہانت وفراست کا ثبوت ہے۔ ہوا یوں کہ ۱۹۳۶ء میں انگلستان کے مشہور بادشاہ ایڈورڈ ہشتم بادشاہت سے دست بردار ہو گئے۔ عموماً اخبارات میں ان کی معزولی کی وجہ ایک عورت بتائی جانے لگی جس کی خاطر انہوں نے بادشاہت چھوڑ دی۔ ایڈیٹر صاحب الفضل نے ۱۴ دسمبر ۱۹۳۶ء کے افتتاحیہ میں تحریر فرمایا کہ بادشاہ نے ایک عورت کی خاطر ملک کی بادشاہت کو چھوڑ کر قابلِ تعریف کام نہیں کیا۔ بادشاہ کو مجبور اور قابلِ ہمدردی تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن وہ ایثار اور قربانی کرنے والے قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

حضور نے واقعات اور وجوہات بیان فرما کر اس تأثر کو غلط ثابت فرمایا اور اصل حقائق سے پردہ اُٹھایا۔ حضور نے بتایا کہ مسز سمپسن جے کو اس واقعہ میں خاص شُہرت ملی کہ بادشاہ کے ساتھ کافی عرصہ سے تعلقات تھے۔ وہاں کا حُکّام طبقہ، مذہبی طبقہ اور عوام الناس بھی اِسے جانتے تھے۔ یہ خاتون باقاعدہ شاہی دعوتوں میں بُلائی جاتی تھی۔ اخبارات میں یہ قیاس آرائیاں بھی ہو رہی تھیں کہ مسز سمپسن اپنے شوہر سے طلاق لے کر بادشاہ سے شادی کر لیں گی۔ اُس وقت بادشاہ کی مخالفت کہیں سے بھی نہیں ہوئی۔

فرمایا کہ اصل حقیقت یہ تھی کہ بادشاہ عیسائیت کی بعض رسموں سے اختلاف رکھتے تھے اور پادریوں کی بڑھتی ہوئی اجارہ داری کو ناپسند کرتے تھے۔ بقول کرنل وجوڈ کے بادشاہ پوری طرح عیسوی مذہب کے قائل نہ تھے چونکہ انگلستان کا بادشاہ Defender of Faith کہلاتا تھا اس لئے پادریوں کیلئے یہ صورتحال ناقابلِ برداشت تھی اس لئے وہ اندر ہی اندر اس کے خلاف تھے اور اس ناراضگی کے اظہار کا موقع انہیں اب ملا جب بادشاہ نے ایک مطلقہ سے شادی کی۔

بادشاہ کا مؤقف اصول پر مبنی تھا کہ چونکہ گورنمنٹ کے قانون کے تحت خاتون کو طلاق ہوئی ہے۔ اس لئے اُس سے شادی کرنے کا قانونی حق ہے۔ ملک کی اکثریت بادشاہ کے ساتھ تھی

البتہ کیتھولک کی متشدد اقلیت اس کے خلاف تھی اور پادری اسے ہوا دے رہے تھے۔ جس سے ملک میں فساد ہونے کا خطرہ تھا۔ اس صورتحال میں بادشاہ کے لئے دو راستے تھے۔ یا تو وہ پادریوں کے دباؤ میں آ جاتا اور اپنا قانونی حق استعمال نہ کرتا اور محض اس لئے اُس عورت سے وعدہ پورا نہ کرتا کہ وہ مطلقہ ہے یا پھر شادی کر لیتا جس کی قانون اجازت دیتا تھا تاہم اس سے ملک میں فساد ہونے کا اندیشہ تھا۔

اس صورتِ حال میں بادشاہ نے بہترین فیصلہ کیا کہ ایک طرف اصولی مؤقف اختیار کیا اور دوسری طرف ملک کو فساد سے بچانے کیلئے اپنے تخت کی قربانی دے دی۔

حضور نے یہ تجزیہ پیش کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی اُس پیشگوئی کا ذکر فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانے میں عیسائیت آپ ہی آپ پگھل جائے گی اور بتایا کہ کس شان سے یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے کہ مسیحیت کی نمائندہ حکومت جس کے بادشاہ کو محافظِ عیسائیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے میں ایسے تغیرات پیدا ہو رہے ہیں کہ اس کے مقبول بادشاہ نے مسیحیت کی بعض رسوم ادا کرنے سے اِس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ ان کی ضمیر کی آواز کے خلاف تھی اور اس اعتراض کا بھی ازالہ ہوا کہ اسلام نے طلاق کو جائز قرار دیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے مطلقہ عورت سے شادی کی ہے۔ پس انقلابِ انگلستان اسلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

(۲۰) جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی آستانہ رب العزت پر گریہ و بُکا کرنے کا نتیجہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ مختصر سا مگر نہایت ولولہ انگیز اور روح پرور خطاب ہے جو آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۶ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:۔

حضور نے ۴۰ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور کے ایک جلسہ کا ذکر نہایت درد بھرے الفاظ میں کیا اور فرمایا کہ اس میں دو اڑھائی سَو احباب شامل تھے اور ایک یا دو دَریوں پر سما گئے تھے اور اس ایک ارب پچیس کروڑ آدمیوں کی دنیا میں یہ معمولی سی غریبانہ جماعت اس لئے جمع ہوئی کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دے گی۔ اُن کے دل سے نکلی ہوئی گریہ وزاری نے عرش کو ہلا دیا۔ فرمایا:۔

’’اس آہ کے نتیجہ میں وہ پیدا ہؤا جو آج تم اس میدان میں دیکھ رہے ہو............آپ لوگ جو اس موقع پر موجود ہیں وہ اُن آہوں اور اُس گریہ وزاری کا نتیجہ ہیں جو اس جگہ پر اُن چند لوگوں نے کی تھی‘‘۔

حضور نے جماعت کو نصیحت فرمائی۔

’’پس آؤ کہ ہم میں سے ہر شخص اس نیت اور اس ارادہ سے خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے کہ میں اس کی دُنیوی جنت کے لئے ایک گُٹھلی اور ایک بیج بن جاؤں گا تا میں اکیلا ہی دنیا میں فنا نہ ہو جاؤں بلکہ میری فنا سے ایسا درخت پیدا ہو جسے مجھ سے بہتر یا کم از کم میرے جیسے پھل لگنے لگیں۔ وہ اڑھائی تین سَو گُٹھلیاں آج لاکھوں بن گئی ہیں اگر تم بھی اپنے آپ کو اُسی طرح قربانیوں کے لئے تیار کرو تو ان لاکھوں گُٹھلیوں سے کروڑوں درخت پیدا ہو سکتے ہیں‘‘۔

آخر میں حضور نے نہایت پُرسوز دعا کروائی۔ نیز فرمایا کہ پہلے آواز پہنچانے کا مسئلہ تھا مگر اب لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ میلوں تک بیٹھے لوگوں تک آواز پہنچائی جا سکتی ہے اور یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے۔فرمایا۔

’’اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آ سکتا ہے کہ ہر مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہؤا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سُن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں‘‘۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہ اب حضور کی یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔

(۲۱) مستورات سے خطاب

سیدنا حضرت المصلح الموعود نے اپنے دورِ خلافت میں عورتوں کی علمی، تربیتی اور روحانی ترقی پر بہت توجہ دی۔ آپ مستورات کو مردوں کے شانہ بشانہ بلکہ بعض پہلوؤں سے اُن سے بڑھ کر دیکھنا چاہتے تھے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء کے موقع پر آپ نے مستورات کو اپنا علمی معیار بلند کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی تا وہ احمدیت کی امتیازی تعلیم اور دلائل سے آگاہ ہو کر جہاں غیروں میں تبلیغ کر سکیں وہاں ان کا اپنا یقین اور ایمان پختہ ہو۔

آپ نے مثالوں کے ذریعہ بتایا کہ ہر کام جو کیا جاتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ نکلتا ہے اور جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اُسے کوئی عقلمند انسان پسند نہیں کرتا۔ پس احمدیت قبول کرنے کے بعد بھی کچھ نتائج نکلنے چاہئیں اور ہماری علمی، اخلاقی اور روحانی حالت میں تغیر آنا چاہئے۔

آپ نے احمدیوں اور غیروں کے درمیان موجود بنیادی اختلافات کو نہایت آسان اور دلکش انداز میں پیش فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی۔

آخر پر آپ نے تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قربانیاں پیش کرنے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

''پس تم اپنے اندر احمدیت کی ایسی روح پیدا کرو اور ایسے بیج لے کر جاؤ کہ تمہارے دلوں میں نور اور عرفان پیدا ہو اور ایسا بیج ہو کہ تمہارے اندر ایسا پھل لائے جو تم سال بھر کھاؤ اور تمہارے بچوں اور خاوندوں اور تمہارے بہن بھائیوں اور ہمسایوں کی زندگیاں سنور جائیں''۔

(۲۲) فضائل القرآن (۶)

حقائق اور معارف سے پُر فضائل القرآن کے موضوع پر تقاریر کا جو سلسلہ حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء سے جاری فرمایا تھا اس سلسلہ کی یہ چھٹی اور آخری تقریر ہے جو آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کے جلسہ سالانہ پر فرمائی۔ اس میں آپ نے ترتیبِ قرآن اور استعارات کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔

تقریر کے آغاز میں حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں قرآن کی برتری ثابت کرنے کے لئے تین سَو دلائل دینے کا اظہار فرمایا تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے تحت ایک اور رنگ میں اِس وعدے کی تکمیل ہوگئی۔

میں نے جب اس مضمون پر غور کیا تو گو مَیں نے دلائل کو گِنا نہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اسلام کی برتری اور فضیلت کے تین سَو دلائل ان نوٹس میں موجود ہیں جو میں نے اِس مضمون کے سلسلہ میں تیار کئے ہیں۔

الہامی کتب کے دو مشکل مضامین: حضور نے بتایا کہ ہر الہامی کتاب میں بعض مشکل

مضامین ہوتے ہیں جنہیں نہ سمجھنے کے نتیجہ میں لوگ ٹھوکریں کھاجاتے ہیں۔

فرمایا: الہامی کتب کی ترتیب عام کتابوں سے ہٹ کر مختلف ہوتی ہے اسے سمجھے بغیر قرآن کا عرفان حاصل نہیں ہوسکتا۔ عام کتب کی ترتیب مضامین کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً نماز کا ایک الگ باب باندھا جاتا ہے روزے کا الگ مگر قرآن کی ترتیب ایسی نہیں۔ اس نرالی ترتیب کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) تا کہ سارے کلام میں دلچسپی پیدا ہو۔

(۲) تا خشیتِ الٰہی پیدا ہو۔

(۳) تا کہ غور و فکر کی عادت ہو۔

اس لئے قرآن سے فائدہ اُٹھانے کے لئے اسے بار بار پڑھنا چاہئے اور اس یقین سے پڑھا جائے کہ اس کے اندر غیر محدود خزانے ہیں۔

فرمایا ہر زبان میں تشبیہہ اور استعاروں کا استعمال موجود ہے۔ ہر اعلیٰ علمی کتاب میں تشبیہات و تمثیلات بیان ہوتی ہیں۔ جنہیں نہ سمجھنے کے نتیجہ میں انسان غلطی کرتا اور ٹھوکر کھاتا ہے۔ مثلاً آنحضورؐ نے عورتوں کو نوحہ کرتے دیکھ کر فرمایا ''ان کے سر پر مٹی ڈالو'' اس پر ایک صحابی سچ مچ مٹی ڈالنے لگے۔ جس پر حضرت عائشہؓ نے اُسے ڈانٹ دیا کہ حضورؐ کی مراد تو یہ تھی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔

فرمایا استعارے کے بہت سے فوائد ہیں جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے مثلاً (۱) اس سے اختصار پیدا ہوتا ہے۔ (۲) لمبے مضامین چھوٹے سے فقرہ میں سما جاتے ہیں۔ (۳) اس سے وُسعتِ نظر پیدا ہوتی ہے۔ (۴) بعض دفعہ مضمون کو اونچا کرنے اور نظر کو وسیع کرنے کے لئے استعارہ لانا پڑتا ہے (۵) اور بعض دفعہ وسیع مضمون کو قریب کرنے کے لئے۔ پس استعاروں کے بغیر بعض مضامین بیان ہی نہیں ہو سکتے۔

قرآن کریم اپنے استعاروں کو خود حل کرتا ہے وہ یہ اصول بتاتا ہے کہ اس کی بعض آیات مُحکمات ہیں اور بعض متشابہات، متشابہات کو مُحکمات کے تابع رکھ کر حل کیا جائے گا ورنہ اختلاف پیدا ہوگا جبکہ قرآن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے کہ گزشتہ قوموں کی طرح کتاب میں اختلاف نہ کرنا

ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔قرآن کریم کی ہر آیت دوسری کی تصدیق کرتی ہے۔ پس جو آیت دوسری کی تصدیق نہ کرے اس کے معنی بدلنے چاہئیں اور دونوں آیات کے مضمون میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

تقریر کے آخر میں حضور نے فرمایا:۔

''غرض قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے............اور قرآن کریم کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کر دوں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کر دوں تو اُسے ماننا پڑے گا کہ واقع میں قرآن کریم کے سِوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں''۔

(۲۳) جماعت احمدیہ کے خلاف تازہ فتنہ میں میاں فخر الدین صاحب ملتانی کا حصہ

مؤرخہ ۲۶ جون ۱۹۳۷ء کو بمقام بیت اقصیٰ قادیان، سیدنا المصلح الموعود نے خطاب فرمایا جس میں میاں فخر الدین صاحب ملتانی کی فتنہ پردازیوں اور جماعت کے خلاف بُغض و کینہ کی تفصیلات سے احبابِ جماعت کو آگاہ فرمایا اور اُسے اخراج اور مقاطعہ کی سزا سنائی۔

حضور نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ اگر کسی کو سزا ملے تو اُسے سزا برداشت کرنی چاہئے اور ساتھ توبہ کرنی چاہئے اگر وہ قصوروار نہیں تو بھی وہ اپنے امیر پر کم از کم اس قدر حُسنِ ظنی تو رکھے کہ اُس نے دیانتداری سے فیصلہ کیا ہے اِس صورت میں اللہ اس کی مدد کرے گا اور جزا دے گا۔ اطاعت کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانون یہی ہے کہ جو بھی امیر ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُس کی فرمانبرداری کی جائے ورنہ دنیا کا کوئی نظام نہیں چل سکتا۔

اس تمہید کے بعد حضور نے میاں فخر الدین ملتانی کے افتراء اور بُہتان بازی کی تفصیلات

سے آگاہ فرمایا اور بتایا کہ مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری مولوی فاضل کا خط ملا جس میں انہوں نے ملتانی صاحب کے نظامِ جماعت اور حضور کے خلاف الزامات کا ذکر کیا تھا حضور نے تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر فرمایا جس نے میاں فخر الدین صاحب سے بیانات لئے۔ حضور نے یہ سب بیانات پڑھ کر سنائے اور ایک ایک اعتراض اور الزام کا تفصیلی جواب دیا۔

فخر الدین ملتانی صاحب کافی عرصہ سے مخفی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اور اپنے حلقہ احباب میں جماعت کے خلاف بولتے تھے مگر ڈاکٹر فضل دین صاحب کے گھر ہونے والی چوری کے واقعہ پر خلیفۂ وقت کے خلاف ان کا اندرونی گند اور بُغض کھل کر سامنے آ گیا۔

حضور نے خلافت کی حفاظت اور اس کی عزت اور وقار کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:۔

''تمہاری عزّت اسی میں ہے کہ خلافت کی عزت کرو اور جو شخص اس کی بے عزتی کے لئے کھڑا ہو تم اُس سے تعلق نہ رکھو۔ بے شک اسلام میں قانون کا اپنے ہاتھ میں لینا جائز نہیں ہے لیکن ایسے شخص سے بیزاری اور قطع تعلق کا اظہار کر کے تم اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہو اور اعلان کر سکتے ہو کہ اب یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ اب یہ بات تمہارے اپنے اختیار میں ہے چاہے تو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کی عزت کو قائم کر کے خود بھی عزت پاؤ اور چاہے تو اس کی عزت پر ہاتھ ڈالو اور خدائی تلوار تمہیں اور تمہاری اولادوں کو تباہ و برباد کر دے''۔

(۲۴) مشکلات کے مقابلہ میں بہادرانہ طریق عمل اختیار کرو

۱۹۳۷ء میں مقدمہ قبرستان کا واقعہ پیش آیا۔ ہؤا یوں کہ ایک احمدی لڑکی فوت ہوگئی اُس کی تدفین کے لئے جب احمدی قبرستان پہنچے تو احراریوں نے نعش دفنانے سے روکنا چاہا حالانکہ وہ قبرستان حضور کے آباؤ اجداد کا تھا۔ اس پر بعض نوجوانوں اور احراریوں کے درمیان ہاتھہ پائی ہوئی اور احمدیوں کے خلاف مقدمہ دائر ہو گیا۔ حضور نے متعلقہ احمدیوں کو مشورہ دیا کہ اگر جُرمانہ یا قید کی سزا سنائی جائے تو قید قبول کریں۔ مقدمہ میں باقی ملزمان تو رہا ہو گئے مگر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو سزا ہو گئی انہوں نے پندرہ بیس روز کی جیل کاٹی، جیل سے رہائی پر

جمعیت فتیان الاحمدیہ نے ۱۰ جولائی کو ان کے اعزاز میں دعوت دی۔اس موقع پر حضور نے یہ مختصر سا خطاب فرمایا۔آپ نے ارشاد فرمایا:۔

''میرے نزدیک ہماری جماعت ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس حالت کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے جو بدقسمتی سے نظامِ حکومت میں پیدا ہوگئی ہے ہماری جماعت کا ایک فرد جیل خانہ میں گیا۔''

حضور نے نظامِ حکومت کو بہتر بنانے کے لئے گورنمنٹ کو ایگزیکٹو اور جوڈیشنل کو الگ الگ کرنے کی تجویز دی کیونکہ ماتحت اداروں کے چھوٹے افسر ایک دوسرے سے تعلقات رکھتے ہیں وہ مجبور ہوتے ہیں کہ ان تعلقات کو نبھائیں۔اس لئے بسا اوقات خصوصاً جب گورنمنٹ فریق بنتی ہے تو طبعاً اس طرف مائل ہو جاتے ہیں اور انصاف کا پورا خیال نہیں رکھا جاتا۔

حضور نے جماعت کو دلیری اور بہادری دکھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

''جو کوئی مصیبت میں گھِر جائے اُسے بجائے بُزدلی دکھانے کے ایسی بہادری دکھانی چاہئے کہ لوگ سمجھ لیں احمدی بُزدل نہیں۔''

آپ نے نیشنل لیگ کور کے قیام کا مقصد بھی یہی بتایا تا احمدی نوجوانوں میں بہادری اور ایثار سے کام کرنے کی عادت پڑے اور وہ غریبوں، بیماروں اور مصیبت زدوں کی مدد کریں کیونکہ یہی حقیقی بہادری ہے۔

(۲۵) موجودہ فتنہ میں کُفر کی تمام طاقتوں کا ہمارے خلاف اجتماع ہماری صداقت کا روشن ترین ثبوت ہے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی قید سے رہائی کے بعد ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء کو نیشنل لیگ قادیان نے ان کے اعزاز میں دعوت دی اس موقع پر حضور نے اپنے خطاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضور ﷺ تک ہر دَور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ازل سے شیطان اور فرشتوں کے درمیان جنگ رہی ہے۔دنیا میں جب بھی حق کی آواز بلند ہوئی اور کسی بھی مأمور کا ظہور ہوا ہمیشہ ان کی شدید مخالفت کی گئی اور کسی ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے مخالفت نہ کی ہو یا اُس نے غلطی سے انبیاء کا ساتھ دیا ہو۔

حضور نے فرمایا یہی تاریخ آج دُہرائی جارہی ہے اور ہمارے خلاف بھی تمام مذاہب، تمام فرقے اور تمام قومیں متحد ہو چکی ہیں اور اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ کا عملی ظہور ہو رہا ہے۔ مخالفت میں یہاں تک انتہاء کر دی ہے کہ اب احمدی مُردوں کو بھی قبرستانوں میں دفن ہونے نہیں دیا جارہا۔

حضور نے فرمایا کہ مصری صاحب اور مولوی فخر الدین صاحب جو جماعت سے الگ ہو گئے اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جماعت دہریہ ہو رہی ہے اور وہ جماعت کی اصلاح کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی پُشت پناہی احراری اور پیغامی وغیرہ کر رہے ہیں اور ان کے اشتہار بانٹ رہے ہیں۔ تعجب کا مقام ہے کہ اگر ان کا دعویٰ درست ہے تو شیطانی طاقتوں کو ان کے خلاف ہونا چاہئے تھا اور ہمارا ساتھ دینا چاہئے کیونکہ بقول اُن کے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) ہم بگڑ گئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف جارہے ہیں پھر یہ کیسے ہوا کہ وہ تمام مخالف قوتیں سچوں کے ساتھ مل گئی ہیں؟ پس مخالفین کا مصری صاحب اور فخر الدین صاحب کے ساتھ ملنا اور ان کی مدد کرنا صاف بتارہا ہے کہ اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ کے مطابق یہ سب کفر کی قوتیں ہیں جو آج جماعت کے خلاف متحد ہو چکی ہیں۔ پس یہ جماعت کی صداقت کا ایک روشن اور بیّن ثبوت ہے۔

(۲۶) قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

۱۹۳۴ء کے فتنہ میں احراریوں کی زبردست شکست کے بعد مخالفین نے جماعت کے خلاف کئی نئے محاذ کھول لئے۔ ان میں سے ایک مرتدین کا فتنہ تھا۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی بھی انہی بدقسمت مخالفین میں شامل تھے انہوں نے خلافتِ احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز زبان استعمال کی اور اشتہار شائع کئے جس سے مشتعل ہو کر قادیان کے ایک احمدی نوجوان میاں عزیز احمد نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کا حضرت مصلح موعود نے سختی سے نوٹس لیا اور جماعت کو صبر دکھانے، قانون کی پابندی کرنے اور کامل اطاعت کا نمونہ پیش کرنے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے فرمایا اسلام ہمیں قانون کی پابندی کا تاکیداً حکم دیتا ہے۔ سزا دینا قانون کا حق

ہے اور کسی کو اس کا اختیار نہیں۔ اس لئے اگر کوئی خود ہی کسی کو سزا دے تو وہ شخص خود مُجرم بن جائے گا اور شریعت کے برخلاف چلنے سے وہ خدا کی ناراضگی کا بھی موجب بنے گا۔

فرمایا:۔

''جو شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے گا اور کسی ذاتی یا جماعتی مخالف پر ہاتھ اُٹھائے گا اُسے مَیں آئندہ فوراً جماعت سے خارج کر دوں گا۔''

آپ نے جماعت کو بار بار دعا، صبر سے کام لینے، شریعت کے تابع رہنے اور کامل اطاعت کی طرف توجہ دلائی اور نصیحت کی کہ اپنے بھائیوں کے افعال کی بھی نگرانی کریں کیونکہ جب ایک احمدی غلطی کرتا ہے تو وہ ساری جماعت کی طرف منسوب ہوتی ہے اس قسم کے واقعات خواہ کتنے ہی قلیل ہوں ان سے ہماری جماعت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

آپ نے فرمایا:۔

''ہمیں تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے جس کی مثال دنیا کے لوگوں میں بالکل ہی نہ ملتی ہو۔ پس اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم از کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تم سے خوش ہو جائے۔''

(۲۷) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء

۲۶ دسمبر ۱۹۳۷ء کو قادیان میں جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے احباب جماعت کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کی صفات قابض اور باسط کی لطیف اور پُر حکمت تفسیر بیان فرمائی۔ فرمایا ''قبض'' دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ قبض جب انسان کے ایمان اور عرفان کی حالت میں سکون اور ٹھہراؤ ہو مگر کمی نہ ہو تو یہ رحمت والا قبض ہے اور جب انسان محسوس کرے کہ شرعی احکام پر عمل کرنا

بوجھل ہے تو یہ ابتلاء والا قبض ہے۔

بسا اوقات خدا تعالیٰ امتحان لیتا ہے کہ میرا بندہ لذت کی خاطر مجھ سے تعلق رکھتا ہے یا اُسے مجھ سے حقیقی محبت ہے۔ اگر انسان ثابت قدمی سے اس امتحان سے گزر جائے تو اس کی روحانیت ترقی کرتی ہے خدا کہتا ہے کہ جب میرے بندے نے اس حال میں بھی مجھ سے تعلق نہ توڑا جب وہ لذت سے محروم ہو گیا تو میں کیوں نہ اُسے ترقی دوں۔ پس ایسے انسان کے قبض کے بعد والا بسط اُس کے پہلے بسط سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ قبض کی حالت میں خدا کو چھوڑ بیٹھتے ہیں ان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

قوموں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے وقت بھی مسلمانوں پر بعض جنگوں میں قبض کے حالات آئے جس میں منافقین ٹھوکر کھا گئے مگر صحابہ ثابت قدم رہے اور ان کے ایمان پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئے۔ الغرض جب قبض کی حالت میں ایک مومن یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے تو وہ قبض بھی فِی الواقع نعمت بن جاتی ہے۔ حضور نے اس فلسفے کو بعض مثالوں کے ساتھ واضح فرمایا اور جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ حُسنِ ظنی سے کام لے کیونکہ حُسنِ ظنی ترقی کا موجب بنتی ہے اور بدظنی تنزّل کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اگر اللہ پر ہمیشہ حُسنِ ظنّ رکھیں تو ابتلاء بھی انعام بن جائیں گے۔

(۲۸) مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر

مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضور نے جماعت سے ایک نہایت اہم خطاب فرمایا۔ ابتداءً حضور نے احباب جماعت کو درجہ ذیل تین اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔

الف: جماعت کے اخبار الفضل اور دیگر رسائل کی اشاعت میں اضافہ کرنا۔

ب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور کلمات کو اکٹھا کرنا۔

ج: تحریک جدید کے چندے میں باقاعدگی اختیار کرنا اور امانت تحریک جدید میں رقوم جمع کروانا۔

اس کے بعد حضور نے شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کے فتنہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ آپ نے اس واقعہ کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا

ایک نہایت روشن نشان قرار دیا۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کا شمار معروف احمدی احباب میں ہوتا تھا لیکن ۱۹۳۴ء میں خلافت کے متعلق انہیں ابتلاء پیش آیا جو بالآخر ان کی ہلاکت کا موجب ہوا۔ شروع میں ان کی سرگرمیاں مخفی رہیں۔ ۱۹۳۷ء میں ان کا نِفاق ظاہر ہوًا اور کُھلم کُھلا انہوں نے محاذ آرائی اور بُہتان طرازی شروع کی۔ ان کے ساتھ دوسرے منافق، مرتد، پیغامی، احراری اور دیگر مخالف بھی مل گئے اس طرح یہ ایک بڑا فتنہ بن گیا۔

حضور نے فرمایا مصری صاحب کے ارتداد کے متعلق ہمیں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ پس جہاں یہ ابتلاء مصری صاحب کی ہلاکت کا موجب بنا وہاں ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔ حضور نے اپنے چار رؤیا سنائے اور فرمایا وہ غور کریں کہ بقول ان کے وہ بزرگ اور احمدیت کے حقیقی خادم ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے ارتداد کی خدا نے مجھے خبر دی انہیں خبر نہ دی۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ ان کے ایمان کی خرابی کی تو خدا نے مجھے اطلاع دے دی مگر میرے ایمان کے خراب ہونے کی انہیں کوئی اطلاع نہ دی۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اس فتنہ کا تفصیلی ذکر موجود تھا۔ حضور نے چند الہامات کا ذکر کر کے تفصیل سے بتایا کہ ان میں بیان کردہ پیشگوئی میاں مصری صاحب کے برپا کردہ فتنہ کے حالات پر پوری چسپاں ہوتی ہے اور ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔

آخر میں حضور نے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:۔

''یہ فتنہ خدا تعالیٰ کا ایک زبردست نشان ہے جو ظاہر ہوًا اور جس نے میری صداقت کو آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر کر دیا خدا تعالیٰ کے نشانات مختلف اقسام کے ہوًا کرتے ہیں اس کا کوئی نشان جلالی ہوتا ہے کوئی قہری۔ مَیں جو اِس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہوں خدا تعالیٰ کا ایک جلالی نشان ہوں اور مصری پارٹی اس کا ایک قہری نشان ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ان نشانات سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنی اصلاح پر زور دو اور نیکی میں ترقی کرو اور خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط کرتے چلے جاؤ تاکہ مخالف جب کبھی تم پر حملہ کرے وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی گود میں پائے۔''

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

احادیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

غ

م

مقامات

کتابیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حقائق و معارف سے پُر سلسلۂ تصانیف ''انوار العلوم'' کی پندرہویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

فَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظیم موعود فرزند کی پیش خبری عطا فرمائی۔ اِس پُر شوکت اور عظیم پیشگوئی کی باون علامتوں میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ:

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا......اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود کی ذہانت وفطانت اور آپ کے تبحّرِ علمی کا ایک روشن وبیّن اظہار ''انوار العلوم'' کی جلدات کی صورت میں بھی ہو رہا ہے۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی خداداد علمی صلاحیتوں سے نہ صرف احباب جماعت کی راہنمائی فرمائی بلکہ دوسری قوموں نے بھی آپ کے فیض سے برکت حاصل کی۔ حضور نے اپنی تقریر وتحریر میں احبابِ جماعت کی علمی، روحانی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے لئے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے نیز جماعت کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے سعی کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر احبابِ جماعت کی راہنمائی فرمائی اور جماعت کے خلاف برپا ہونے والی شورشوں اور جھوٹے پراپیگنڈے کو بھی دلائل قاطعہ کے ساتھ ردّ فرمایا۔

انوارالعلوم کی پندرہویں جلد سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کی ذہانت وفطانت، بلند پایہ علمی و روحانی مقام اور آپ کی اولوالعزم قیادت کی آئینہ دار ہے۔ یہ جلد حضور کی ۲۴ تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء سے جولائی ۱۹۴۰ء تک ارشاد فرمائیں۔

اِس جلد میں سب سے پہلی کتاب ''انقلاب حقیقی'' کے نام سے شاملِ اشاعت ہے۔ حضور نے یہ معرکۃ الآراء خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ اس میں حضور نے دُنیاوی انقلابات اور روحانی دنیا میں برپا ہونے والے عظیم انقلابوں کا تاریخی حوالہ سے تذکرہ کیا اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۰ء تک جماعت میں رونما ہونے والے مختلف واقعات کے بارہ میں بھی حضور نے اپنی تحریر و تقریر میں تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ بعض مرحومین کے تذکرے بھی فرمائے خاص طور پر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ ماجدہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے اُن کے اوصافِ حمیدہ اور خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۹۳۸ء میں حضرت مصلح موعود حیدرآباد دکن، آگرہ اور دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بعض تاریخی مقامات کی سیر فرمائی۔ جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء کے موقع پر آپ نے اپنی سیر کے دوران جن مادی اشیاء کا مشاہدہ کیا تھا ان کے مماثل عالَمِ روحانی کے مقامات کے حوالہ سے بھی آپ نے معرکۃ الآراء سلسلۂ خطابات بعنوان ''سیرِ روحانی'' کا آغاز فرمایا۔ اس سلسلہ کی پہلی تقریر بھی اِس جلد میں شاملِ اشاعت ہے۔

حضرت مصلح موعود کی خلافت کے ۲۵ سال پورے ہونے پر ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ہندوستان اور بیرونِ ممالک کی جماعتوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے گئے ان ایڈریسز کے جواب میں آپ نے جو خطاب فرمایا وہ بھی اِس جلد کی زینت ہے۔ اِسی طرح ''خلافت راشدہ'' کے عنوان پر اسی سال جلسہ سالانہ پر حضور کی معرکۃ الآراء تقریر ہوئی جس میں نظامِ خلافت کی ضرورت و اہمیت اور دیگر پہلوؤں پر

قرآن کریم،احادیث اور سنتِ صحابہ کی رو سے روشنی ڈالی گئی ہے یہ تقریر بھی جلد ھذا میں شامل ہے۔۱۹۴۰ء میں بمبئی ریڈیو پر حضور کی تقریر ''مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں'' نشر ہوئی تھی اِس تقریر میں اسلام کی خوبیاں اوراس کی صداقت انتہائی جامع انداز میں بیان کی گئی ہے یہ تقریر اور بعض دوسری تقاریر وتحریرات بھی اِس جلد میں شامل ہیں۔

الغرض انوارالعلوم کی جلد ۱۵ ہمیں تاریخ احمدیت میں رونما ہونے والے کئی اہم واقعات کی آ گاہی بھی دیتی ہے اور مختلف مواقع پر حضرت مصلح موعود کے ولولہ انگیز خطابات کے ذریعہ ہماری علمی و روحانی پیاس بھی بجھاتی ہے۔ انقلاب حقیقی ، سیر روحانی ، خلافت راشدہ،اور خلافت جوبلی جلسہ کے خطاب جیسے معرکتہ الآراء خطابات اِس جلد کی زینت ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ پُرشوکت اور پُر معارف تحریرات پر مشتمل یہ جلد احباب جماعت کے ازدیادِ ایمان اور ازدیادِ علم کا باعث بنے گی۔اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔

اِس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگانِ سلسلہ اور مربیان کرام نے اس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے پروف ریڈنگ ،مسودات کی ترتیب اور اصلاح کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر،مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ،مکرم فضل احمد صاحب شاہد مربیانِ سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، نظر ثانی، اِعراب کی درستگی اور Re-Checking کے سلسلہ میں دلی لگن اور بشاشت کے ساتھ اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔**فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔**

محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس جلد کی فائنل پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں اُن کی راہنمائی ہمارے لئے بہت سہولت کا موجب ہوئی۔**فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔**

مکرم بشارت احمد صاحب صابر دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی مخلصانہ کوششوں سے اس جلد کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

تعارف کتب مکرم مبشر احمد صاحب خالد مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکر گزار ہے نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطاء فرمائے اور اپنی بے انتہاء رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عُہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْنَ

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوارالعلوم کی پندرہویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۸ ردسمبر ۱۹۳۷ء سے جولائی ۱۹۴۰ء تک کی ۲۴ مختلف تقاریر وتحریرات پر مشتمل ہے۔

(۱) انقلاب حقیقی

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں یہ معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جو بعد میں انقلاب حقیقی کے نام سے شائع ہوا۔

حضور نے اصل موضوع کی طرف آنے سے پیشتر تمہیداً قومی زندگی کے لئے دو بنیادی اصولوں کا ذکر فرمایا جن کے بغیر قومی زندگی خواہ وہ دینی ہو یا دُنیوی قائم نہیں رہ سکتی۔ان میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ:۔

''کوئی تحریک دنیا میں حقیقی طور پر کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اُس میں کوئی نیا پیغام نہ ہو''۔

دوسرا اصول یہ بیان فرمایا کہ:۔

''اصلاح کے ہمیشہ دو ذرائع ہوتے ہیں یا صلح یا جنگ یعنی یا تو صلح کے ساتھ وہ پیغام پھیلتا ہے یا جنگ اور لڑائی کے ساتھ پھیلتا ہے''۔

اس کے بعد حضور نے انقلاب حقیقی کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دُنیاوی لحاظ سے انقلاب حقیقی کے معنی ہیں رائج الوقت نظام کو مکمل طور پر ختم کر کے اُس کی جگہ کوئی نیا نظام قائم کرنا۔ دینی اصطلاح میں انقلاب حقیقی کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔جیسے اَلۡقِیَامَۃُ، اَلسَّاعَۃُ ۔ اور کبھی نئی زمین اور نئے آسمان کے پیدا کئے جانے کے الفاظ سے اس کی حقیقت کو ظاہر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور نے تاریخ عالم میں کامیاب ہونے والی درج ذیل پانچ عالمگیر اور

مہتم بالشان مادی تحریکوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور ثابت کیا کہ ان کی کامیابی مذکورہ دو اصولوں کے تابع تھی۔

۱۔آرین تحریک۔۲۔رومن تحریک۔۳۔ایرانی تحریک۔۴۔بابلی تحریک۔۵۔مغربی تحریک

مذکورہ بالا پانچ مادی تحریکات کی ضروری تفاصیل اور ان کی کامیابی کا راز بیان کرنے کے بعد مذہبی تحریکات کے سات بڑے بڑے اَدوار کا تفصیل سے ذکر فرمایا جو درج ذیل ہیں۔

۱۔دورِ آدم۔۲۔دورِ نوح۔۳۔دورِ ابراہیم۔۴۔دورِ موسیٰ۔۵۔دورِ عیسیٰ۔۶۔دورِ محمدی۔ ۷۔دورِ مسیح محمد۔

حضور نے دورِ مسیح محمدی کے انقلاب کو درحقیقت احیائے تعلیم مصطفوی کو ہی قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے تحریک جدید کے مقاصد کو بیان فرمایا اور عملی انقلاب کو تحریک جدید کے مطالبات کے ساتھ وابستہ قرار دیا۔ نیز جماعت احمدیہ کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا۔

اِس تقریر میں حضور نے تمدن کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے درجِ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی۔

۱۔اخلاقِ حسنہ۔۲۔معاملات۔۳۔خدمت قومی۔۴۔رزقِ حلال۔۵۔چستی اور محنت۔ ۶۔بنی نوع انسان کی خیر خواہی۔۷۔صفائی۔۸۔صداقت۔۹۔کسب۔۱۰۔جائداد کی حفاظت کا حکم۔

آخر پر تمدنِ اسلام کے قیام کے ذرائع پر روشنی ڈالی نیز اِس سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کا بھی ذکر فرمایا۔حضور نے اپنے اِس عظیم الشان اور پُر معارف خطاب کا اختتام احباب جماعت کو بعض نصائح کرتے ہوئے اِن دعائیہ کلمات پر فرمایا۔

''پس آؤ کہ ہم خدا سے ہی دعا کریں کہ اے خدا تو ہم کو سچا بنا تو ہمیں جھوٹ سے بچا۔تو ہمیں بُرائی سے بچا۔تو ہمیں غفلت سے بچا۔تو ہمیں نافرمانی سے بچا۔ اے خدا! ہمیں اپنے فضل سے قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو، ہمارے بچوں کو اور ہمارے بوڑھوں کو سب کو یہ توفیق دے کہ وہ تیرے کامل مُتّبع بنیں اور اُن تمام

لغزشوں اور گناہوں سے محفوظ رہیں جو انسان کا قدم صراطِ مستقیم سے منحرف کر دیتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا فرما۔ اے ہمارے رب! اپنی تعلیم، اپنی سیاست، اپنے اقتصاد، اپنی معاشرت اور اپنے مذہب کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال، ان کی عظمت ہمارے اندر پیدا کر یہاں تک کہ ہمارے دلوں میں اُس تعلیم سے زیادہ اور کوئی پیاری تعلیم نہ ہو جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں دی۔ اے خدا جو تیری طرف منسوب ہو اور تیرا پیارا ہو وہ ہمارا پیارا ہو اور جو تجھ سے دُور ہو اُس سے ہم دُور ہوں۔ لیکن سب دنیا کی ہمدردی اور اصلاح کا خیال ہمارے دلوں پر غالب ہو اور ہم اس انقلابِ عظیم کے پیدا کرنے میں کامیاب ہوں جو تو اپنے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے! اٰمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ"

(۲) فیصلہ ہائیکورٹ بمقدمہ میاں عزیز احمد اور جماعت احمدیہ

میاں فخر الدین ملتانی نے جماعت احمدیہ سے انحراف اختیار کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود کے خلاف سخت بدزبانی کی اور آپ پر متعدد بے بنیاد الزامات لگائے جن کا حضرت مصلح موعود نے اپنی بعض تقاریر میں ردّ کرتے ہوئے اپنی بریت کا اظہار فرمایا۔ فخر الدین ملتانی کی بدزبانی اور الزام تراشی پر ایک احمدی دوست میاں عزیز احمد صاحب اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اس سے لڑائی کے نتیجہ میں وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ اِس مقدمۂ قتل کا ہائیکورٹ نے جو فیصلہ لکھا اُس میں بعض کلمات یا فقرات ایسے تھے جن سے یہ تأثر لیا جا سکتا تھا کہ یہ قتل امام جماعت احمدیہ کی تقاریر سے اشتعال پیدا ہونے کے نتیجہ میں ہؤا ہے لہذا علماء وعمائدین کو ایسی تقاریر نہیں کرنی چاہئیں جن کے نتیجہ میں اشتعال پیدا ہو۔ چنانچہ فیصلہ کے ایسے فقرات سے مخالف مولویوں اور مخالف اخبارات نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا یہ قتل مرزا محمود احمد صاحب کے ایماء پر ہؤا ہے اور اس کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ اس صورتحال سے احبابِ جماعت کو بہت پریشانی ہوئی

جس کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۳۸ء کے روز نامہ الفضل میں یہ مضمون تحریر فرمایا۔ جس میں احباب جماعت کو ایسے حالات میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی گئی نیز میاں عزیز احمد صاحب کی اِس غلطی کے نتیجہ میں خلافت کا جو مقام اور جماعت کی جو ساکھ متأثر ہوئی اس کے کفارہ کے طور پر کثرت سے استغفار کرنے، دعائیں کرنے، روزے رکھنے اور تہجد وغیرہ ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

(۳) جماعت احمدیہ سے قربانی کا مطالبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ مضمون روز نامہ الفضل قادیان میں مؤرخہ ۲۱ر مئی ۱۹۳۸ء کو شائع ہؤا جس میں حضور نے احباب جماعت سے قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اِس مطالبہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اُن دنوں گورداسپو کی انتظامیہ کا جماعت احمدیہ سے رویہ نہایت افسوسناک تھا اور حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر حفظِ ما تقدم کے طور پر احباب جماعت کو ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنا مقصود تھا۔

اِس مضمون میں حضور نے قربانی کی حقیقت اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داری پر روشنی ڈالی ہے اور قربانی کے فلسفہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو صرف جانی قربانی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر میدان میں قربانیوں کی ضرورت ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ احمدیت کے جانی قربانی کے مطالبہ سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ کسی محاذ پر جا کر جنگ کرتے ہوئے جان قربان کرنا، بلکہ احمدیت کے لئے قربانی دینے کا مطلب امام کی آواز پر لَبَّیْکَ کہنا ہے۔

حضور نے اپنے اِس مضمون میں جس قربانی کا مطالبہ کیا ہے وہ ہر حال میں سچائی اور راستی کو اختیار کرنا ہے جس کی خاطر خواہ جان کی قربانی دینی پڑے، خواہ جذبات کی قربانی دینی پڑے اور خواہ اپنے تمام حقوق سے محروم ہونا پڑے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

> ''یاد رکھو کہ جن قربانیوں کا مَیں پہلی قسط کے طور پر مطالبہ کر رہا ہوں معمولی قربانیاں نہیں ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نفس کو مارنا دشمن کو مارنے سے بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ اگر جماعت صداقت کے اِس معیار کو قائم کر دے جسے سلسلہ احمدیہ پیش کرتا ہے تو یقیناً اُسے کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کمزوری ہماری ہی طرف

سے ہوتی ہے ورنہ ہمارا خدا وفادار ہے وہ خود ہمیں نہیں چھوڑتا............اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام جماعت کو اِس وقت کی ضرورت کو سمجھنے کی توفیق دے اور جوش اور اظہارِ غضب کے بجائے سچی قربانی کے پیش کرنے اور اس پر مستقل رہنے کی توفیق دے۔ کیونکہ قربانی وہ نہیں جو ہم پیش کرتے ہیں، قربانی وہ ہے جس کا زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہمارا رب ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ ہمارے دشمنوں کو ہم نے نہیں بلکہ ہمارے خدا نے شکست دینی ہے۔ سچی قربانی کرو اور دعائیں کرو اور کبر اور خود پسندی کو چھوڑ دو اور بڑے ہو کر منکسر المزاج بنو اور طاقت کے ہوتے ہوئے عفو کو اختیار کرو تا اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہو''۔

(۴) کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ مضمون ۱۷رمئی ۱۹۳۸ء کو تحریر فرمایا جو روزنامہ الفضل قادیان میں مؤرخہ ۲۲رمئی ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا۔ اس مضمون کے ذریعہ چند اہم وفات یافتگان کا ذکرِ خیر کرنا مقصود تھا جس میں سے سب سے اہم وفات حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ محترمہ کی تھی۔ درحقیقت یہی وفات اِس مضمون کو تحریر کرنے کا باعث بنی۔ دیگر وفات یافتگان میں مکرم حافظ بشیر احمد صاحب واقف زندگی، مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب ایڈووکیٹ اور مکرم خان صاحب فقیر محمد خان صاحب شامل ہیں۔ اس مضمون میں حضور نے تمام وفات یافتگان کا ذکرِ خیر کیا ہے اور خاص طور پر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ ماجدہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ان کے اوصافِ حمیدہ اور خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے اور آخر پر دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو اِن کی دعاؤں کی برکات سے محروم نہ کرے اور وہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حق میں پوری ہوتی رہیں''۔(اٰمِیْنَ)

(۵) کشمیر ایجی ٹیشن ۱۹۳۸ء کے متعلق چند خیالات

حضرت مصلح موعود کے بارہ میں ''پیشگوئی مصلح موعود'' میں آپ کی ایک یہ صفت بھی بیان کی گئی تھی کہ وہ ''اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا'' علاوہ دیگر بے شمار شہادتوں کے اِس مضمون نے پیشگوئی کے ان الہامی الفاظ پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔

اِس مضمون میں حضور نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک طبقہ کے درمیان جو غیر فطری اور نا عاقبت اندیشانہ اتحاد پر مبنی معاہدہ ہؤا اُس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے جس میں اہلِ کشمیر اور حکومت کو دونوں کی فلاح و بہبود پر مبنی بے حد مفید اور ضروری مشورے دیئے۔

اِس معاہدہ کی بنیادی خامی کی وجہ بیان کرتے ہوئے اور لاکھوں اہلِ کشمیر کے حقوق کو پامالی سے بچانے کی غرض سے فرمایا کہ:۔

> ''جہاں تک میں سمجھتا ہوں کوئی سمجھوتہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہوسکتا جب تک وہ لاکھوں مسلمانوں کی بدحالی اور بے کاری کا علاج تجویز نہ کرتا ہو...... جو سمجھوتہ اِس امر کو مدنظر نہیں رکھتا وہ نہ کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ امن پیدا کرسکتا ہے''۔

اِسی طرح فرمایا کہ:۔

> ''پس میرے نزدیک بغیر ایک ایسے فیصلہ کے جسے پبلک پر ظاہر کر دیا جائے ایسا سمجھوتہ مفید نہیں ہوسکتا کیونکہ نفع یا نقصان تو پبلک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ممکن ہے غیر مسلم لیڈر مسلمانوں کو بعض حق دینے کے لئے تیار ہو جائیں لیکن اُن کی قومیں تسلیم نہ کریں پھر ایسے سمجھوتے سے کیا فائدہ؟''

(۶) اگر تم تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرو گے تو اپنے خدا کو راضی کر لو گے

حضرت مصلح موعود نے یہ تقریر ۳؍ جولائی ۱۹۳۸ء کو قادیان میں تحریک جدید کے مطالبات کے سلسلہ میں ارشاد فرمائی جو بعد میں ۱۶؍ جون ۱۹۵۹ء کو پہلی دفعہ روزنامہ الفضل قادیان میں

شائع ہوئی۔

حضور نے اِس تقریر میں نہایت لطیف پیرایہ میں احبابِ جماعت کو اِس عظیم تحریک میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ تحریک جدید وہی قدیم تحریک ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سَو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کی گئی تھی اور اس کے وہی اغراض و مقاصد ہیں جن کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور قرآن کریم کا نزول ہوا اور پھر اِس زمانہ میں تجدید دین کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور جماعت احمدیہ قائم ہوئی لہذا اِس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے میں احمدیت کی ترقی اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اِس خطاب کے آخر پر آپ نے احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''میں کہتا ہوں کہ اگر تم نے دیانتداری سے احمدیت کو قبول کیا ہے، اگر تم یقین رکھتے ہو کہ سلسلہ احمدیہ سچا ہے، اگر تم سمجھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدا تعالیٰ کی پیروی ہے اور مسیح موعود کی پیروی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے تو اے مردو اور عورتو! تم تحریک جدید کے اغراض اور مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو اور انصار اللہ بن جاؤ۔ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں۔ اگر تم میرے اِن مطالبات پر عمل کرو گے تو اپنے خدا کو اپنے اوپر راضی کر لو گے اور اگر تم اِن مطالبات پر عمل نہیں کرو گے تو اپنے خدا کو اپنے اوپر ناراض کر لو گے''۔

(۷) احباب جماعت اور اپنی اولاد سے ایک اہم خطاب

۱۱؍نومبر ۱۹۳۸ء کو جامعہ احمدیہ، مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد، محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کی ولایت سے کامیاب مراجعت کی خوشی میں ایک دعوتِ چائے کا اہتمام کیا گیا جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر حضور نے اپنے خطاب میں مبلغین کی عظیم قربانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو مبلغین کی عزت و احترام کرنے کے حوالے سے ان کے فرائض کی طرف انہیں توجہ دلائی۔ اس

کے بعد حضور نے اپنی اولاد اور خاندانِ مسیح موعود کے افراد کو بعض زرّیں نصائح فرمائیں اور اُن پر واضح کیا کہ محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے تعلق کوئی بڑائی یا بزرگی کی بات نہیں بلکہ اصل بزرگی تقویٰ میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''پس عزت کا جو چوغہ تم پہنو وہ دوسروں سے مانگا ہؤا نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں سے ہونا یا میرا بیٹا ہونا یہ تو مانگا ہؤا چوغہ ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم خود اپنے لئے لباس مہیا کرو۔ وہ لباس جسے قرآن مجید نے پیش کیا ہے یعنی لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ تقویٰ کا لباس سب لباسوں سے بہتر ہے۔ غرض تم احمدیت کے خادم بنو پھر اللہ تعالیٰ کی نظروں میں بھی تم معزز ہو گے اور دنیا بھی تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گی...... تم اپنے اندر ذاتی جوہر پیدا کرو، جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا خیال رکھو، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرد ہونے کی وجہ سے تمہیں کوئی امتیاز نہیں، امتیاز خدمت کرنے میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدمت کی اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل نازل فرمایا۔ تم بھی اگر خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بھی اپنا فضل نازل کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

منہ از بہر ما کُرسی کہ ماموریم خدمت را

''یعنی میرے لئے کُرسی مت رکھو کہ میں دنیا میں خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ اسی طرح تم بھی کرسیوں پر بیٹھنے کے متمنی نہ بنو بلکہ ہر مسکین اور غریب سے ملو اور اگر تمہیں کسی غریب آدمی کے پاؤں سے زمین پر بیٹھ کر کانٹا بھی نکالنا پڑے تو تم اسے اپنے لئے فخر سمجھو۔ خود تقویٰ حاصل کرو اور جماعت کے دوستوں سے مل کر اُن کو فائدہ پہنچاؤ اور جو علم تم نے سیکھا ہے وہ اُن کو بھی سیکھاؤ''۔

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امنِ عالَم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۱؍دسمبر ۱۹۳۸ء کو قادیان میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کے مبارک موقع پر ''آنحضرت ﷺ اور امنِ عالَم'' کے موضوع پر یہ لطیف تقریر ارشاد فرمائی جس

میں آپ نے قرآن کریم کی رو سے نیز عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ امنِ عالَم میں جو کردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ادا کیا اِس کی مذہبی و دُنیوی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس لئے توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اِس ضابطۂ حیات پر عمل کرنا ضروری ہے جو آنحضرت ﷺ کی وساطت سے قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اِس ساری تقریر کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ بنتا ہے کہ:۔

۱۔ توحیدِ باری تعالیٰ پر کامل ایمان جس کے عملی اظہار کے لئے بیت اللہ جسے امنِ عالَم کے لئے درسگاہ قرار دیا ہے کے ساتھ وابستگی۔

۲۔ قرآنی تعلیمات جو امنِ عالَم کے لئے کورس کی حیثیت رکھتی ہیں پر عمل درآمد۔

۳۔ آنحضرت ﷺ جو امنِ عالَم کے سب سے بڑے داعی اور مدرّس ہیں کے اُسوہ حسنہ کی تقلید امنِ عالَم کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اِس تقریر میں حضور نے امنِ عالَم کے تعلق میں درج ذیل دو سوالات کے مختلف پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حقیقی امن سے مراد کیا ہے؟

۲۔ حقیقی امن کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟

(۹) جماعت احمدیہ کی زندگی کا مقصد

جماعت احمدیہ کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین میں بھی قائم ہو۔ یہ مختصر تقریر حضور نے مؤرخہ ۲۶ ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمائی جس میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان فرمائی ہے اور احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہمارے سامنے ایک ہی بات ہونی چاہئے اور وہ یہ کہ ہم اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کریں جو خدا تعالیٰ نے ہم پر رکھی ہے اور ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اپنی طاقتوں اور سامانوں کو کُلّی طور پر اِس لئے صَرف کریں کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو''۔

(۱۰) تربیتِ اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تربیتی تقریر مؤرخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمائی جس میں احمدی خواتین کو تربیتِ اولاد کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اپنی اس تقریر میں تربیتِ اولاد کی اصل ذمہ دار عورتوں کو ٹھہرایا ہے چنانچہ اِس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ:۔

''اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے اور یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے۔ اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دارومدار اُس قوم کی عورتوں پر ہی ہے''۔

حضور نے اپنی اِس تقریر میں مردوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خاص طور پر عورتوں کے جذبات کا خیال رکھنے اور اُن کے رشتے داروں سے حُسنِ سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ اِس سلسلہ میں آپ نے بڑی ہی پُر حکمت بات فرمائی کہ عورتوں کے جذبات کا خیال نہ رکھنے سے وہ کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلاء ہو جاتی ہیں اِس لئے مرد کو اپنی بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ اِس تقریر کے آخر پر حضور نے تحریک جدید اور عورتوں کی ذمہ داریوں پر بھی مختصراً روشنی ڈالی ہے اور تحریک جدید کے سادہ زندگی کے مطالبہ کا عورتوں کے ساتھ گہرا تعلق بیان کرتے ہوئے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ:۔

''پس تحریک جدید میں عورتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ تم اقتصادی طور پر اپنے خاوندوں کی مدد کرو، سادہ خوراک اور سادہ کھانے کی عادت ڈالو، جو عورت زیور سے خوش ہو جاتی ہے وہ بڑے کام نہیں کر سکتی۔ پس سادہ کھانا کھاؤ، سادہ کپڑے پہنو اور مساوات قائم کرو ورنہ خدا تعالیٰ خود تمہارے اندر مساوات قائم کر دے گا''۔

(۱۱) بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر یہ تقریر

ارشاد فرمائی تھی جس میں روز نامہ الفضل اور سلسلہ کے دیگر اخبارات و رسائل کی خریداری بڑھانے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی اور اِس ضمن میں عملہ الفضل کو بھی حضور نے اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔ نیز جماعت احمدیہ کی غرض وغایت اور جماعت کے بعض مخصوص عقائد پر نہایت دلچسپ اور عام فہم رنگ میں روشنی ڈالی اور عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ جماعت احمدیہ کا مَسلک ہی صحیح اسلامی مَسلک ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا مقصد صرف اسلام اور قرآن کی خدمت کرنا تھا۔ روز نامہ الفضل کی اشاعت کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:۔

''اتنی وسیع جماعت میں الفضل کی اشاعت کم از کم پانچ سات ہزار ہونی چاہئے ایک علمی اور مذہبی جماعت میں ''الفضل'' کی اِس قدر کم خریداری بہت ہی افسوسناک ہے..... مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اخبارات خریدیں اور کوشش کریں کہ ان کا مذاق علمی ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ سلسلہ کے اخبارات نہیں خریدتے اُن کے بچے احمدیت کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ اخبارات اور رسالے ضرور خریدیں بلکہ جو اَن پڑھ ہیں وہ بھی لیں اور کسی پڑھے لکھے سے روزانہ تھوڑا تھوڑا سنتے رہا کریں تا کہ ان کی علمی ترقی ہو اور سلسلہ کے حالات سے وہ باخبر رہیں''۔

(۱۲) سیرِ روحانی (۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو معرکۃ الآراء اور روح پرور تقریر مؤرخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائی وہ بعد میں اپنے روح پرور مضمون کے اعتبار سے ''سیر روحانی'' کے نام سے شائع ہوئی۔ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ سے متعلق یہ جو صفات بیان کی گئی تھیں کہ وہ:۔

''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

نیز یہ کہ:۔

''ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے''

یہ عظیم الشان تقریر اِن دونوں صفات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت مصلح موعود نے

اکتوبر ۱۹۳۸ء کو حیدر آباد دکن کا دورہ کیا اور بعض تاریخی مقامات کی سیر کی۔ علاوہ ازیں آپ نے دہلی، آگرہ اور بمبئی وغیرہ کے بہت سارے تاریخی مقامات کی سیر کی اور آثار قدیمہ دیکھے جن میں نمایاں طور پر جامع مسجد دہلی، قطب صاحب کی لاٹ، دیوانِ عام، جنتر منتر، مقبرے، حوضِ خاص، آگرہ کا تاج محل، قلعے، دیوانِ عام اور دیوانِ خاص وغیرہ شامل ہیں۔ اِن مقامات کی سیر کے دَوران حضور پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور ایک عظیم انکشاف ہؤا۔ اِس کیفیت کا ذکر حضور نے اپنے اِن الفاظ میں بیان فرمایا:۔

''سب عجائبات جو سفر میں مَیں نے دیکھے میری آنکھوں کے سامنے سے گزر گئے...... آخر وہ سب ایک اَور نظارہ کی طرف اشارہ کر کے خود غائب ہو گئے۔ مَیں اِس محویت کے عالَم میں کھڑا رہا، کھڑا رہا اور کھڑا رہا۔ اور میرے ساتھی حیران تھے کہ اِس کو کیا ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے پیچھے سے اپنی لڑکی کی آواز آئی...... مَیں اُس آواز کو سن کر پھر واپس اِس مادی دنیا میں آ گیا۔ مگر میرا دل اُس وقت رقت آمیز جذبات سے پُر تھا وہ خون ہو رہا تھا اور خون کے قطرے اس سے ٹپک رہے تھے...... میں نے افسوس سے اِس دنیا کو دیکھا اور کہا ''میں نے پالیا۔ میں نے پالیا''۔

آپ پر یہ امر منکشف ہؤا کہ ان دُنیوی اور مادی نظاروں اور مقامات کے مقابل پر روحانی نظارے، روحانی مقامات مثلاً روحانی مساجد، روحانی سمندر، روحانی جنتر منتر، قلعے، مقبرے، باغات اور روحانی بلند مینار، دیوان عام، دیوان خاص اور روحانی نہریں موجود ہیں جو اپنی شان وشوکت، عظمتِ روحانی اور جلال و جمال، خوبصورتی اور پائیداری میں کہیں بڑھ کر ہیں مگر دنیا اِن سے بے خبر ہے چنانچہ اِس انکشاف کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

''یہ امور تفصیلاً یا اِجمالاً اُس وقت میرے ذہن میں آئے اور پھر میرے دل نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا یہ تیری زندگی کا بہترین تجربہ ہے؟ کیا ان سے بڑھ کر ایسی ہی چیزیں تو نے نہیں دیکھیں؟ ...... اِس سوال کے پیدا ہوتے ہی وہ تمام نظارے جو میری آنکھوں کے سامنے تھے غائب ہو گئے اور ایک اَور نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور ایک نئی دنیا میری آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگ گئی۔ میں اس نئی دنیا کے آثارِ قدیمہ کو دیکھنے میں مشغول ہؤا تو مَیں نے ایسے عظیم الشان آثارِ قدیمہ دیکھے

جو اِن آثارِ قدیمہ سے بہت زیادہ شاندار تھے جن کے خیال میں میرا دل محو تھا...... ایک بڑا جنتر منتر جس کا اندازہ لگانا بھی انسانی طاقت سے باہر ہے میری آنکھوں کے سامنے پیدا ہوا۔ بڑی بڑی غیر معمولی خوبصورتیوں والے باغات، عدیم المثال نہریں، بے کنار سمندر، عالیشان قصر، ان کے لنگر خانے، دیوانِ عام، دیوانِ خاص، بازار، لنگر خانے، کتب خانے، بے انتہا بلند مینار اور غیر محدود وسعت والی مسجد، دلوں کو ہلا دینے والے مقبرے ایک ایک کر کے میری نگاہوں کے آگے پھرنی شروع ہوئیں اور میں نے کہا اُف! میں کہاں آ گیا۔ یہ چیزیں میرے پاس ہی موجود تھیں۔ تمام دنیا کے پاس موجود تھیں لیکن دنیا اِن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ میرا دل خون ہو گیا اپنی بے بسی پر کہ مَیں یہ چیزیں دنیا کو دکھانے سے قاصر ہوں۔ میرا دل خون ہو گیا دنیا کی بے توجہی پر مگر میرا دل مسرور بھی تھا اِس خزانے کے پانے پر کہ ایک دن میں یا خدا کا کوئی اور بندہ یہ مخفی خزانے دنیا کو دکھانے میں کامیاب ہو جائے گا۔''

چنانچہ اِن تاریخی مقامات اور عجائباتِ قدرت کو ایک ایک کر کے آپ نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریروں میں روحانی رنگ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے پُر اثر اور روح پرور نظاروں کی شکل میں پیش فرمایا ہے کہ روح وجد میں آ جاتی ہے۔

(۱۳) روس اور موجودہ جنگ

جنگ عظیم دوئم کے دَوران جب روس پولینڈ میں داخل ہوا تو اُس وقت حضرت مصلح موعود نے یہ مضمون تحریر فرمایا جو ۲۱ ستمبر ۱۹۳۹ء کے روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا۔

حضور نے اِس مضمون میں روس کے پولینڈ میں داخلہ کی وجوہات اور مقاصد کا تجزیہ کرتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ روس پولینڈ کو تقسیم کرنا چاہتا ہے اس کی نیت ٹھیک نہیں لگتی۔ اس نے جرمنی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور اپنی فوجیں پولینڈ بھیجنے پر مُصِرّ اس لئے ہے کہ جرمنی کے لئے پولینڈ پر قبضہ کے لئے سہولت پیدا کر دے اور بغیر خونریزی کے پولینڈ کی حکومت ختم ہو جائے۔ اگر اس طرح کامیابی نہ ہو تو اِس معاہدہ کے ذریعہ جرمنی پولینڈ پر حملہ کر دے۔ اگر دوسری اقوام دخل نہ

دیں تو ٹھیک ورنہ جرمنی پولینڈ کو کُچل دے اور دونوں ممالک اِس کو تقسیم کر لیں۔ نیز اِس مضمون میں حضور نے اِس جنگ کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور اپنی بصیرت اور فراست سے اتحادیوں کو مفید مشورے دیئے ہیں۔

(۱۴) خدام سے خطاب

حضرت مصلح موعود نے یہ خطاب مؤرخہ ۲۵؍ دسمبر ۱۹۳۹ء کو برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ارشاد فرمایا۔ اِس خطاب کے آغاز میں حضور انور نے بعض انتظامی غلطیوں کی نشاندہی فرمائی اور انتظامی اُمور سے متعلق بعض مفید مشورے عطا فرمائے۔

یہ اجتماع جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل منعقد کیا گیا جس سے جلسہ سالانہ کے انتظامات میں دقتیں پیش آئیں اس لئے فرمایا کہ آئندہ ایسے اجتماع جلسہ سالانہ کے ساتھ نہ رکھے جائیں۔

اِس اجتماع پر پہلی دفعہ اوّل آنے والی مجلس کو علمِ انعامی دینے کا فیصلہ ہؤا مگر چونکہ جماعت کے جھنڈے کی ابھی قانونی طور پر منظوری نہیں ہوئی تھی اِس لئے اِس موقع پر حضور نے جماعت کے جھنڈے کی منظوری دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ یہ علمِ انعامی آج کی بجائے جلسہ کے آخری روز دیا جائے گا جب جماعت کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔ اِس موقع پر آپ نے خدام کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس آج میں یہ دو باتیں خاص طور پر خدام الاحمدیہ سے کہنا چاہتا ہوں اوّل یہ کہ واقعات کی دنیا میں قیاس سے کام نہ لو اور جو کام تمہارے سپرد کیا جائے اُس کے متعلق اُس وقت تک مطمئن نہ ہو جاؤ جب تک وہ ہو نہ جائے اور دوسرے یہ کہ کام اختیار کرتے وقت پوری احتیاط سے کام لو۔ وہ کام اپنے یا دوسروں کے ذمہ نہ لگاؤ جو تم جانتے ہو کہ نہیں کر سکتے اور جب اِس امر کا اطمینان کر لو کہ اچھا کام ہے اور تم کر سکتے ہو تو پھر خود اُسے کرنے سے مت جھجکو۔ پھر جب یہ دیکھو کہ کام ضروری ہے مگر تمہارا نفس کہتا ہے کہ تم اسے کر نہیں سکتے تو اپنے نفس سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اور غلط کہتا ہے یہ کام اللہ تعالیٰ ضرور کر دے گا اور پھر اُسے شروع کر دو''۔

اِن نصائح کے بعد حضور نے بطور نمونہ اپنی زندگی کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

(۱۵) احمدیت زندہ ہے زندہ رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ مختصر خطاب مؤرخہ ۲۶ ردسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِس روح پرور اور ایمان افروز خطاب کے آغاز میں حضور انور نے غیر مبائعین میں سے بعض کے اِس قسم کے دعووں کا ذکر فرمایا جن میں احمدیت کے چند سال کے اندر اندر نیست و نابود ہو جانے اور عیسائیت کا غلبہ ہو جانے کی پیشگوئیاں کی گئی تھیں اور فرمایا کہ یہ دعوے کرنے والے خود بھی گزر گئے اور اُن کے ساتھی بھی گزر گئے مگر احمدیت خدا کے فضل سے دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ۲۶ سال قبل یہاں چندسَو آدمی جمع ہوتے تھے مگر آج خدا کے فضل سے ہزاروں افراد جمع ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:-

''یہاں عیسائیت کا قبضہ بتانے والا مر گیا اور اُس کے ساتھی بھی مر گئے اُن کا واسطہ خدا تعالیٰ سے جا پڑا مگر احمدیت زندہ رہی، زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اِسے مٹا نہ سکی اور نہ مٹا سکے گی۔ عیسائیت کی کیا طاقت ہے کہ یہاں قبضہ جمائے، عیسائیت تو ہمارا شکار ہے''۔

اِس کے بعد حضور انور نے پوری دنیا میں احمدیت کی غیر معمولی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے یہ خوشخبری سنائی کہ سیرالیون میں ہر قسم کی مخالفت کے باوجود وہاں کے ۲ رئیس پانچ صد افراد کے ہمراہ احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں اور اس طرح یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے نظارے دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

آخر پر حضور انور نے بعض دعاؤں کی تحریک فرمائی خاص طور پر یہ دُعا کی کہ:-

''اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق نہ دے کہ جب ہم میں طاقت اور غلبہ آئے تو ہم ظالم بن جائیں یا سُست اور عیش پرست ہو جائیں بلکہ پہلے سے زیادہ متواضع، پہلے سے زیادہ رحم دل اور پہلے سے زیادہ اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرنے والے ہوں''۔ (اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ)

(۱۶) مستورات سے خطاب

جلسہ خلافت جوبلی کی مبارک تقریب کے موقع پر مؤرخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو لجنہ اماء اللہ قادیان نے حضورِ انور کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا۔ یہ ایڈریس حضرت سیدہ اُمِّ طاہر صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان نے پیش کیا۔ اِس ایڈریس کے جواب میں حضور نے لجنہ اماء اللہ کو بعض زرّیں نصائح ارشاد فرمائیں۔

اِسی طرح اس موقع پر ایک انگریز نومسلم خاتون نے بھی لجنہ اماء اللہ انگلستان کی نمائندگی کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں انگریزی زبان میں ایک ایڈریس پیش کیا جس کا حضور نے بھی انگریزی میں جواب دیا۔

اِس خطاب میں حضور نے لجنہ کو جو نصائح فرمائیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ دین کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے کوئی عورت باپ، بھائی یا خاوند کی پابند نہیں ہے بلکہ قرآن کریم پر عمل میاں بیوی اور مرد و عورت دونوں پر فرض ہے آپ نے فرمایا کہ:۔

''قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اور مرد سب کے سب ایک ہی مقصد کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ مقصد خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب مرد اور عورتیں مل کر اُس کے حضور پاک دل اور نیک ارادہ لے کر آئیں اور خدا تعالیٰ کے قرب میں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے حاصل کریں۔ سارا قرآن اِسی سے بھرا پڑا ہے............ یہ بالکل غلط ہے کہ خاوند کو یا بھائی کو یا باپ کو مذہب کے معاملہ میں عورت پر کسی قسم کا تصرف حاصل ہے۔ ہر عورت کو حق ہے کہ جب دین کی کوئی بات سمجھ میں آ جائے تو اُس پر عمل کرے خواہ سب اُس کے مخالف ہوں''۔

(۱۷) اہم اور ضروری امور

حضرت فضل عمر نے مؤرخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر بعض متفرق انتظامی اور تربیتی امور سے متعلق یہ اہم خطاب فرمایا جو ۳رجنوری ۱۹۴۰ء کے روزنامہ الفضل قادیان اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کے روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوا اور اَب پہلی دفعہ کتابی

صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

اِس خطاب میں حضور نے سب سے پہلے شیخ عبدالرحمٰن مصری اور ان کے ساتھیوں کی ایک اشتعال انگیز حرکت کا ذکر فرمایا۔ جس کے بعد سلسلہ کے اخبارات کے بارہ میں بعض ہدایات فرمائیں۔ نیز تعلیم و تربیت، اچھوتوں میں تبلیغ اور مغربی کھیلوں کی بجائے دیسی کھیلوں کو رائج کرنے کے بارہ میں ارشادات فرمائے۔ اِسی طرح تحریک جدید کے ماتحت ۵ ہزار مبلغ تیار کرنے، ہجری شمسی کیلنڈر کے بارہ میں ارشادات اور ہدایات نیز سال میں ہر احمدی کو ایک بیعت کروانے، لڑکیوں کو ورثہ دینے جیسی تحریکات اِس خطاب میں شامل ہیں۔

اِس خطاب کے آخر پر حضور نے اصلاحِ اعمال کا ایک لطیف گُر بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی اِس نصیحت کی طرف توجہ دلائی جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی کہ ہر مسلمان کی جان، اُس کا مال اور اُس کی عزت خدا کے حضور وہی مقام رکھتی ہے جو حج کا دن رکھتا ہے، جو ذوالحجہ رکھتا ہے اور جو مکہ ومکرمہ رکھتا ہے اور اِس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے تحریک فرمائی کہ:-

''جو یہ حدیث سُنے اُسے دوسروں تک پہنچا دے''۔

اِس وصیت کے بارہ میں فرمایا کہ یہ وصیت قومی تربیت و اتحاد اور اعلیٰ اخلاق کے حصول کا ایک سنہری و نایاب گُر ہے۔ وہ نصیحت یا وصیت یہ ہے کہ اے مسلمانو! خانہ کعبہ، ایامِ حج اور ماہِ حج کی جو عزت و حُرمت تمہارے دلوں میں ہے وہی عزت تمہیں ادنیٰ سے ادنیٰ مومن کے جان و مال اور عزت کی کرنی چاہئے۔

اپنے اِس اہم خطاب کے آخر میں آپ نے فرمایا:-

''اگر مسلمان یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے رہتے تو اِن کے دلوں میں ایسی نرمی، محبت، دیانت اور تقویٰ پیدا ہو جاتا کہ وہ اپنے کسی بھائی کو نہ ستاتے۔ نہ اس کی جان پر حملہ کرتے نہ اُس کے مال پر حملہ کرتے، نہ اُس کی آبرو پر حملہ کرتے۔ اور اگر کوئی منہ پھٹ کبھی حملہ کر بیٹھتا تو دوسرا اُسے یاد دلا دیتا کہ میاں! کیا کرنے لگے ہو۔ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرتے ہو، تم ذوالحجہ پر حملہ کرتے ہو، تم حج کے دن پر حملہ کرتے ہو۔ کیا اتنے مقدس مقامات پر حملہ کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟ اور یقیناً اس کے بعد وہ

شرمندہ ہوتا اور اپنے اِس ناروا فعل پر ندامت کا اظہار کرتا پس اِس سبق کو اچھی طرح یاد رکھو اور دوسروں تک پہنچا دو اگر تم اِس تحریک پر عمل کرو گے تو جماعت میں آہستہ آہستہ صحیح تقویٰ پیدا ہو جائے گا اور سِوائے ازلی شقیوں کے جن کا کوئی علاج خدا نے مقرر نہیں کیا باقی سب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں گے۔ اور جماعتی اتحاد کو کسی طرح ضُعف نہیں پہنچے گا کیونکہ گو یہ ایک چھوٹا سا نکتہ ہے مگر اِسی پر قومی زندگی کی بنیاد ہے''۔

(۱۸) تقریر بجواب ایڈریس ہائے جماعتہائے احمدیہ

حضرت مصلح موعود کی خلافت کے ۲۵ سال پورے ہونے پر ۱۹۳۹ء میں ''خلافت جوبلی'' کی تقریب منعقد کی گئی۔ اِس موقع پر مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کو ہندوستان اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے گئے۔ یہ تقریر حضور نے ان تمام ایڈریسز کے جواب میں ارشاد فرمائی۔ اِس تقریر میں حضور نے فرمایا کہ:۔

''جب سے یہ خلافت جوبلی کی تحریک شروع ہوئی ہے میری طبیعت میں ہمیشہ ایک پہلو سے انقباض سا رہتا آیا ہے اور میں سوچتا رہا ہوں کہ جب ہم خود یہ تقریب منائیں تو پھر جو لوگ برتھ ڈے یا ایسی یہ دیگر تقاریب مناتے ہیں اُنہیں کس طرح روک سکیں گے۔...... اس کے متعلق سب سے پہلے انشراحِ صدر مجھے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون الفضل میں پڑھ کر ہؤا جس میں لکھا تھا کہ اِس وقت گویا ایک اَور تقریب بھی ہے اور وہ یہ کہ سلسلہ کی عمر پچاس سال پوری ہوتی ہے۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ تقریب کسی انسان کے بجائے سلسلہ سے منسوب ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے مجھے خود بھی اِس خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔ دوسرا انشراح مجھے اس وقت پیدا ہؤا جب دُرِ ثمین سے وہ نظم پڑھی گئی جو آمین کہلاتی ہے۔ اِس کو سُن کر مجھے خیال آیا کہ یہ تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے جو اِس میں بیان کی گئی ہے اور اِس کا منانا اِس لحاظ سے نہیں کہ یہ میری پچیس سالہ خلافت کے شکریہ کا اظہار ہے بلکہ اِس لئے کہ خدا تعالیٰ کی بات کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے نامناسب نہیں اور اِس خوشی میں مَیں بھی شریک ہو سکتا ہوں''۔

اِس کے بعد حضور نے اپنی علمی قابلیت اور اپنی تحصیل علم کی روئیداد سنائی جو پیشگوئی مصلح موعود کے اِن الفاظ کو پورا کرنے والی ہے کہ:۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ِظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''۔

(۱۹) خلافت راشدہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی کی تقریب سعید کے موقع پر ''خلافت راشدہ'' کے موضوع پر ایک زبردست تقریر ارشاد فرمائی جو ۲۸، ۲۹ ردسمبر دو دن جاری رہی یہ معرکۃ الآراء تقریر ۱۹۶۱ء میں کتابی صورت میں پہلی بار شائع ہوئی۔ یہ کتاب خدا کے فضل سے علمی دنیا میں ایک نہایت بُلند پایہ تصنیف ہے جس میں نظام ِخلافت کی ضرورت واہمیت اور دیگر تمام پہلوؤں پر قرآن کریم، احادیث اور سنت صحابہ کی رو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کی مختصر تاریخ اور حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں اِس کے بعد خلافت احمدیہ کے قیام بالخصوص خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر پیدا ہونے والے حالات و واقعات اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال احباب کی طرف سے نظام ِخلافت کے خلاف سازشوں اور پروپیگنڈوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

اِس تقریر میں حضور نے نظامِ خلافت اور خلیفۂ وقت کے مقام اور اختیارات پر بھی تفصیل سے بحث فرمائی ہے نیز اِس سلسلہ میں اُٹھنے والے بعض اعتراضات اور سوالات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑے مدلّل اور مُسکت عقلی ونقلی دلائل بیان فرمائے ہیں۔

نظامِ خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی بنیاد آیتِ استخلاف پر رکھتے ہوئے اِس آیت کے مضامین پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور آیتِ استخلاف پر اُٹھنے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔اس تقریر کے آخر پر حضور نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس اے مومنوں کی جماعت اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اِس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اِس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے

گا۔لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عملِ صالح سے محروم ہوگئی تو پھر یہ امر اُس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اِس انعام کو جاری رکھے اور چاہے تو بند کر دے......
پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اِس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے''۔

(۲۰) کارکنانِ جلسہ خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء سے خطاب

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۶؍جنوری ۱۹۴۰ء کو جلسہ خلافت جوبلی کے انتظامات بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے پر مدرسہ احمدیہ قادیان کے صحن میں جلسہ کے کارکنان سے جو خطاب فرمایا اُس کا خلاصہ مؤرخہ ۹؍جنوری ۱۹۴۰ء کے روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا۔
حضور نے اِس موقع پر قادیان کے جلسہ کو تعداد کے لحاظ سے ہندوستان کا دوسرے نمبر کا جلسہ قرار دیا اور کھانے و رہائش کے انتظامات کے لحاظ سے دنیا بھر میں پہلے نمبر کا جلسہ قرار دیا۔ حضورِانور نے اِس موقع پر فرمایا کہ:۔

''ممکن ہے کہ جب ہماری جماعت بڑھ جائے اور یہاں قادیان میں ایسے جلسے کرنا مشکل ہو جائیں تو پھر ہم اجازت دے دیں کہ ہر مُلک میں الگ جلسے سالانہ ہوا کریں''۔

اِس تقریر میں حضور نے موقع کی مناسبت سے انتظامی امور سے متعلق متعلقہ شعبوں کو ہدایات فرمائیں۔ نیز مہمان نوازی کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی اور اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ:۔

''اب میں دُعا کرتا ہوں آپ لوگ بھی دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری اِس حقیر خدمت کو قبول فرمائے۔اور ہماری غلطیوں، سُستیوں اور کمزوریوں سے درگزر کرے تا ایسا نہ ہو کہ غلطیاں ہماری نیکیوں کو کھا جانے والی ہوں اور ہم آئندہ سال اِس سے بھی بڑھ کر خدمتِ خلق کر کے اپنے خدا کو راضی کر سکیں''۔

(۲۱) مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ معرکۃ الآراء تقریر مؤرخہ ۱۹؍ فروری ۱۹۴۰ء کو بوقت ساڑھے آٹھ بجے رات بمبئی ریڈیو پر ارشاد فرمائی جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

حضور نے اپنی اِس مختصر مگر جامع و مانع تقریر کے آغاز میں ہی اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''اِسی دلیل سے جس کی بناء پر کسی اور چیز کو مانتا ہوں یعنی اس لئے کہ وہ سچا ہے......اور کسی چیز کا سچا ہونا اس پر ایمان لانے کی کافی دلیل ہے''۔

اِس اجمال کی قدرے وضاحت کرتے ہوئے حضور نے اسلام کی درج ذیل پانچ بنیادی خوبیاں بیان فرمائی ہیں:۔

۱ اسلام ہر وہ امر جس کو ماننا ضروری قرار دیتا ہے اُس پر ایمان لانے کیلئے دلیل بھی دیتا ہے۔

۲ اسلام صِرف قصوں پر اپنے دعویٰ کی بنیاد نہیں رکھتا بلکہ ہر شخص کو تجربہ کی دعوت دیتا ہے۔

۳ اسلام یہ سبق دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور کام میں اختلاف نہیں ہوتا۔

۴ اسلام کسی کے جذبات کو کُچلتا نہیں بلکہ اُن کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔

۵ اسلام نہ صرف اپنے ماننے والوں سے بلکہ سب دنیا سے انصاف بلکہ محبت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

(۲۲) موجودہ جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک

جنگ عظیم دوئم کے دَوران حکومتِ برطانیہ کی طرف سے مؤرخہ ۲۶؍ مئی بروز اتوار ۱۹۴۰ء کے دن اِس جنگ میں کامیابی کے لئے خصوصی دعا کرنے کی تحریک پر مبنی ایک اعلان کیا گیا۔

چنانچہ اُولِی الْاَمْرِ کے حُکم کے تحت حکومت وقت کے ساتھ ہمدردی اور اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے قادیان میں بھی اُس روز خصوصی دعا کرنے کا اعلان ہؤا اور یہ تقریب بیت اقصیٰ میں منعقد ہوئی۔ اِس دُعائیہ کی تقریب میں حضرت مصلح موعود بھی بنفس نفیس شامل ہوئے اور دعا سے قبل

موقع کی مناسبت سے ایک تقریر بھی ارشاد فرمائی جس میں فرمایا کہ چونکہ عیسائیت میں اتوار کا دن مذہبی تہوار کی حیثیت رکھتے ہوئے مقدس سمجھا جاتا ہے اِس لئے حکومتِ برطانیہ نے خصوصی دُعا کے لئے اتوار کے دن کو مقرر کیا ہے۔ ہم حکومتِ وقت کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے آج یہاں اِس مقصد کیلئے جمع ہوئے ہیں لیکن چونکہ ہمارے مذہب میں ''جمعہ'' کے دن کو قبولیت دعا کے ساتھ خاص مناسبت اور حیثیت حاصل ہے لہٰذا ہم دوبارہ جمعہ کے روز بھی حکومتِ برطانیہ کی فتح کے لئے دُعا کرنے کی غرض سے اکٹھے ہوں گے''۔

اِس تقریر میں حضور نے جنگ عظیم دوئم کی صورتِ حال پر تجزیاتی لحاظ سے روشنی ڈالی اور ماہرانہ تبصرہ فرمایا اور حکومتِ برطانیہ کو اپنی کوتاہیوں کی طرف توجہ دلائی اور حکومتِ برطانیہ کی فتح کو احمدیت اور اُمتِ مُسلمہ کے لئے مفید قرار دیتے ہوئے اِس کی فتح کے لئے نیک خواہشات کا اظہار فرمایا اور خصوصی دُعا کروائی۔

حضور کا یہ خطاب ۴؍جون ۱۹۴۰ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہؤا جو پہلی بار کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

(۲۳) امۃ الودود میری بچی

حضرت مصلح موعود کا یہ مضمون محترمہ امۃ الودود صاحبہ بنت حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ذکرِ خیر پر مبنی ہے جو حضور نے ان کی وفات پر تحریر فرمایا اور مؤرخہ ۲۳؍جون ۱۹۴۰ء کے روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہؤا۔

اِس مضمون میں حضور نے ان کی بیماری، وفات، تعلیمی قابلیت کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں نیز ان کے اعلیٰ اخلاق اور اپنے ساتھ پیار و محبت کے تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔ حضور ان کی خوبیوں سے اِس قدر متأثر تھے کہ اپنے صاحبزادے مرزا خلیل احمد صاحب کیلئے ان کے رشتہ کی خواہش رکھتے تھے مگر رشتہ کا پیغام بھجوانے سے پہلے ہی ان کی اچانک وفات سے حضور کی خواہش پوری نہ ہوسکی۔ حضور کو اِن سے کس قدر پیار اور محبت کا تعلق تھا اِس کا اندازہ حضور کے اِن کلمات سے لگایا جاسکتا ہے فرمایا:۔

''دُودی میری بھتیجی تو تھی مگر زمانہ کے قرب اور تعلق نے اُسے میرے دل کے

خاص گوشوں میں جگہ دے رکھی تھی ...... میرے اپنے بچوں میں سے کم ہی ہیں جو مجھے اس کے برابر پیارے تھے"۔

مضمون کے آخر میں اپنے اضطراب اور درد کو دُعائیہ الفاظ میں ڈھالتے ہوئے اپنے رب سے یوں عرض کرتے ہیں کہ:۔

"اے اللہ تعالیٰ! یہ نا تجربہ کار رُوح تیرے حضور میں آئی ہے تیرے فرشتے اِس کے استقبال کو آئیں کہ اسے تنہائی محسوس نہ ہو۔ اِس کے دادا کی رُوح اِسے اپنی گود میں اُٹھالے کہ یہ اپنے آپ کو اجنبیوں میں محسوس نہ کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اِس کے سر پر ہو کہ وہ بھی اِس کے رُوحانی دادا ہیں اور تیری آنکھوں کے سامنے تیری جنت میں یہ بڑھے یہاں تک کہ تیری بخشش کی چادر اوڑھے ہوئے ہم بھی وہاں آئیں اور اِس کے خوش چہرہ کو دیکھ کر مسرور ہوں اِسی دُعا کے ساتھ مَیں بھی اب تجھے رُخصت کرتا ہوں جا! میری بچی تیرا اللہ حافظ ہو۔ اللہ حافظ ہو"

(۲۴) چاند۔ میرا چاند

حضرت مصلح موعود ۱۹۴۰ء میں اپنے بعض اہل خانہ کے ہمراہ کراچی تشریف لے گئے اور ایک رات سمند پر سیر کرنے گئے۔ اُس رات چاند خوب چمک رہا تھا اور زبردست چاندنی رات تھی۔ اِس دلکش نظارہ کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آ گیا اور پچاس سال پہلے کی ایک رات کا نظارہ آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

پہلے تو حضور نے اِس شعر کو گنگنانا شروع کیا۔ پھر حضور نے چاند کو مخاطب کر کے اسی جمالِ یار والے محبوب کی یاد میں کچھ شعر ارشاد فرمائے جن کا پہلا شعر کچھ اِس طرح پر ہے۔

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر

حضور نے واپس آ کر روزنامہ الفضل قادیان میں ایک مضمون تحریر فرمایا جو مؤرخہ ۶؍جولائی ۱۹۴۰ء کو شائع ہوا۔ حضور نے اِس مضمون میں اِس نظم کا پسِ منظر اور ساتھ ساتھ تشریح بھی تحریر فرمائی۔ آخری دو اشعار کی تشریح میں اپنی بھتیجی محترمہ امۃ الودود مرحومہ بنت حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا ذکرِ خیر بھی فرمایا ہے۔ جس میں محترمہ کی غیر معمولی اطاعت اور فرمانبرداری پر روشنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں رحمتیں ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کی خوشی کے سامان ہمیشہ پیدا کرتا رہے۔ اٰمِیْنَ

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

حدیث بالمعنی (ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

نصائح

تحریکات

مقامات

کتابیات

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی سولہویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۶؍دسمبر ۱۹۴۰ء سے ۱۴؍جنوری ۱۹۴۳ء تک ۱۹ مختلف تقاریر وتحریرات پر مشتمل ہے۔

(۱) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء

یہ خطاب حضور انور نے مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۰ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر ارشاد فرمایا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَاءِ کی علمی وعملی لحاظ سے تشریح وتفسیر فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”آج اِس بیابان میں جمع ہونے والے تمام لوگ ایسے ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی اس وحی کی صداقت کی ایک علامت ہیں۔ لوگ کہتے ہیں مرزا صاحب کی صداقت اور سچائی کی کیا دلیل ہے؟ آج ہم انہیں ایک دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے فرمایا یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَاءِ۔ اُس وقت جب کہ آپ کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ ہم ایسے لوگ پیدا کریں گے جو تمہاری مدد کریں گے۔ آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ایک ایک آدمی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اِس الہام کے پورا ہونے کا ثبوت ہے۔“

اِس الہام کی تفسیر کے بعد حضور نے احباب جماعت کو نیز سلسلہ کے مبلّغین اور علماء کو بھی اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

(۲) مستورات سے خطاب
(۱۹۴۰ء)

یہ خطاب حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۰ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مستورات میں ارشاد فرمایا۔ جس میں حضور انور نے اِس تصوّر اور خیال کی عقلی و نقلی دلائل سے تردید فرمائی ہے کہ عورتیں مردوں سے کوئی علیحدہ چیز ہیں۔ جس کی وجہ سے عورتیں اپنے آپ کو بعض ذمہ داریوں اور فرائض سے بری الذمہ سمجھتی ہیں۔ نیز مرد بھی عورتوں کو بعض لحاظ سے ایک الگ مخلوق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مذہب میں ہر عمل میں مرد اور عورتیں یکساں طور پر شامل اور جواب دِہ ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

> ''پس یہ خیال اپنے دلوں سے نکال ڈالو کہ عورت کوئی کام نہیں کر سکتی۔ میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اے احمدی عورتو! تم اپنی ذہنیت کو بدل ڈالو۔ آدمی کے معنی مرد کے ہیں۔ تم بھی ویسی ہی آدمی ہو جیسے مرد۔ خدا نے جو عقیدے مردوں کے لئے مقرر کئے ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں اور جو انعام اور افضال مردوں کے لئے مقرر ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں۔ پھر جب خدا نے فرق نہیں کیا تو تم نے کیوں کیا۔ جب تک تم یہ خیال اپنے دل سے نہ نکال دو گی کوئی کام نہیں کر سکو گی۔ جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں مر گیا ہوں تو وہ مر جاتا ہے اور جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں کام کر سکتا ہوں تو وہ کر لیتا ہے۔''

(۳) سیر روحانی (۲)

یہ معرکۃ الآراء خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۴۰ء کو جلسہ سالانہ

قادیان کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ یہ روح پرور تقریر ''سیر روحانی'' کا ہی تسلسل ہے۔ اِس تقریر میں حضور نے دو چیزوں کو موضوع بنایا ہے۔

پہلا موضوع مساجد ہیں۔ اِس موضوع پر حضور نے ظاہری مساجد کا ذکر کر کے عالَمِ روحانی کی شاندار مساجد کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ مساجد کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے اور فوائد کیا ہیں۔ اِس تعلق میں آپ نے مساجد کی دس خصوصیات بیان فرمائی ہیں اور صحابہ کرام کی روحانی طور پر مساجد کے ساتھ گہری نسبت ثابت فرمائی ہے۔ کیونکہ مساجد اور صحابہ کی خصوصیات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مثلاً دعوت الی اللہ، مساوات کا قیام، تقدس اور ذکر الٰہی کا مرکز، دینی تربیت کا مرکز، بنی نوع انسان کے حقوق کی حفاظت، امن کا ذریعہ، شر اور بدی سے بچانے کے لئے، امامت کے قیام جیسے تمام امور میں مساجد اور صحابہ کے درمیان قدرِ مشترک پائی جاتی ہے۔

دوسرا مضمون قلعوں سے متعلق تھا جس میں قلعے بنانے کے اغراض و مقاصد بیان کر کے اُن کی گیارہ خصوصیات فرمائی ہیں۔ پھر اِن دُنیاوی قلعوں کا روحانی قلعوں سے موازنہ کرتے ہوئے روحانی قلعوں کی برتری ثابت فرمائی۔ آپ نے اپنی اس تقریر میں عقلی و نقلی دلائل سے قرآن کریم کو سب سے عظیم اور محفوظ ترین روحانی قلعہ ثابت فرمایا ہے۔

(۴) احمدیت دنیا میں اسلامی تعلیم و تمدن کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے لئے قائم کی گئی

یہ خطاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۶ر فروری ۱۹۴۱ء کو بیت الاقصیٰ قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے تیسرے سالانہ اجتماع کے موقع پر ارشاد فرمایا پہلی دفعہ مؤرخہ ۲، ۴، ۶ر اکتوبر ۱۹۶۰ء کو روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوا اور اب پہلی دفعہ کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

یہ خطاب تربیتی نوعیت کا ہے جو کئی قسم کی زرّیں ہدایات پر مشتمل ہے اور تمام خدام کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس خطاب میں جن امور پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ مرکز میں بار بار آنے کی ضرورت و اہمیت۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت۔

۳۔خدام کو ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔
۴۔مصائب و تکالیف کے دَوران خدا کی رضا کے لئے صبر و تحمل اختیار کرنا۔
۵۔ہمیشہ اور ہر حال میں سچائی کو اختیار کرنا اور جھوٹ سے نفرت کرنا۔
۶۔عفو اور درگزر اور چشم پوشی سے کام لینا۔
۷۔یورپین کھیلوں کی بجائے دیسی و دیہاتی کھیلوں کو رواج دینا۔
۸۔مرکزی عہد یداران کا خود پروگراموں میں حصہ لینا اور تمام خدام کے ساتھ ذاتی تعلق اور واقفیت پیدا کرنا۔
۹۔اعمال میں نفسانیت کا شائبہ تک نہ ہو بلکہ تمام اعمال محض خدا کی رضا کے لئے ہوں۔
چنانچہ اِس تعلق میں آپ خدام کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے اعمال بھی خدا کے لئے ہوں۔اُن میں نفسانیت کا کوئی شائبہ نہ ہو۔اُن میں بُزدلی کا کوئی شائبہ نہ ہو اور اُن میں تقویٰ کے خلاف کسی چیز کی آمیزش نہ ہو۔لیکن اِس کے ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اتنا مضبوط، اتنا بہادر اور اتنا دلیر اور اتنا جری ہو کہ جب تم کسی کو معاف کرو تو لوگ خود بخود کہیں کہ تمہارا عفو خدا کے لئے ہے کمزور ہونے کی وجہ سے نہیں۔ایسی قربانی دِلوں کو موہ لیتی ہے۔''

(۵) عراق کے حالات پر آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن لاہور سے تقریر

یہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اُس تقریر پر مشتمل ہے جو حضور نے عراق کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ یہ تقریر آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن لاہور سے ۲۵ رمئی ۱۹۴۱ء کو نشر ہوئی اور اسے دہلی اور لکھنؤ کے اسٹیشنوں سے بھی نشر کیا گیا۔

اِس تقریر کا محرّک دراصل دوسری جنگِ عظیم کے دَوران جرمنی اور اٹلی کا عراق پر حملہ آور ہونا تھا۔حضور نے اِس تقریر میں پہلے تو عراق کی اسلامی تاریخ کے لحاظ سے جو اہمیت ہے نیز تمام اُمتِ مُسلمہ کا جو عراق کے ساتھ جذباتی تعلق وابستہ ہے اُس پر روشنی ڈالی۔اس کے بعد بتایا کہ عراق پر حملہ دیگر اسلامی مُلکوں حتّٰی کہ ہندوستان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔لہٰذا یہ وقت

آپس میں بحث و تمحیص کا نہیں بلکہ کام کا ہے۔ آپ نے اپنی اس تقریر میں اس فتنہ سے بچاؤ نیز عراق میں امن قائم کرنے سے متعلق بہت عمدہ تجاویز بیان فرمائیں اور اُمّتِ مُسلمہ کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:-

''ان حالات میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو اس کی ابتداء میں ہی دبا دینے کی کوشش کرے۔ ابھی وقت ہے کہ جنگ کو پرے دھکیل دیا جائے ...... اس وقت تو مسلمانوں کو اپنی ساری طاقت اس بات کے لئے خرچ کر دینی چاہئے کہ عراق میں پھر امن ہو جائے۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ مسلمان جان اور مال سے انگریزوں کی مدد کریں اور اِس فتنہ کے پھیلنے اور بڑھنے سے پہلے ہی اِس کے دبانے میں اُن کا ہاتھ بٹائیں تا کہ جنگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے دُور رہے۔ اور تُرکی، ایران، عراق اور شام اور فلسطین اس خطرناک آگ کی لپٹوں سے محفوظ رہیں۔ یہ وقت بحثوں کا نہیں کام کا ہے۔ اِس وقت ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہمسایوں کو اِس خطرہ سے آگاہ کرے جو عالَمِ اسلام کو پیش آنے والا ہے تا کہ ہر مسلمان اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔''

(۶) اللہ تعالیٰ، خاتم النّبیّن اور امامِ وقت نے مسیح موعود کو رسول کہا ہے

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مصلح موعود کے ایک خطبہ جمعہ مطبوعہ ''الفضل'' ۱۸؍جون ۱۹۴۱ء بابت ''دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعودؑ'' کے جواب میں ایک مضمون شائع کیا۔ جس میں مولوی صاحب نے اپنے خیالات و نظریات کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات اور عبادات سے غلط مفہوم اخذ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے مقامِ نبوت پر فائز ہونے کی تردید کی۔ نیز حضرت مصلح موعود کی ذات پر کیچڑ اُچھالا۔ حضرت مصلح موعود نے مولوی محمد علی صاحب کے اِس مضمون کی تردید میں یہ مضمون تحریر فرمایا جو ۱۴؍اگست ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ حضور نے اِس مضمون میں مولوی صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے متعلق غلط نظریات کی عقلی و نقلی دلائل سے تردید فرمائی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کیا ہے۔ نیز اپنی ذات پر کئے گئے اعتراضات والزامات کا جواب دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت

کے حوالے سے یہ مضمون خاص اہمیت کا حامل ہے۔

(۷) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء

یہ مختصر مضمون سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے افتتاحی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء قادیان پر مبنی ہے۔ اِس میں حضور نے مقررین اور سامعین کو ہر کام سے پہلے اپنی نیّت درست کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہر کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے میں دراصل حکمت یہی ہے کہ کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے اپنی نیت کو درست کر کے صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہی مخصوص کر لینی چاہئے۔ اِس جلسہ میں بھی شریک ہونے کے پیچھے دراصل یہی نیّت اور ارادہ کارفرما ہونا چاہئے۔

(۸) مستورات سے خطاب
(۱۹۴۱ء)

یہ مضمون حضرت مصلح موعود کے اُس روح پرور خطاب پر مشتمل ہے جو حضور نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مؤرخہ ۲۷ ردسمبر ۱۹۴۱ء کو مستورات میں ارشاد فرمایا تھا۔

حضور نے اپنے اس خطاب میں سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۴ تا ۲۶ کی تفسیر کرتے ہوئے پہلے دُنیوی نہروں، باغات اور زمینوں کا اُخروی نہروں، باغوں اور زمینوں کے ساتھ فرق بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد کلمہ طیبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے وضاحت کے ساتھ طیّب کے درج ذیل چار معانی بیان فرمائے ہیں۔

۱۔خوش شکل ۲۔خوشبودار ۳۔لذیذ ۴۔شیریں

طیّب کے مذکورہ معانی بیان کر کے آپ نے لجنہ اماء اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کلمہ تو تمہیں پڑھا دیا گیا ہے اب اِس کو طیبہ بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ لوگ بڑے بڑے نام رکھتے ہیں لیکن نام سے کچھ نہیں بنتا۔ اِسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے عزت نہیں ملتی بلکہ کلمہ طیبہ سے ملتی

ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں مل جائیں تو پھر مؤمن جنت کا درخت بن جاتا ہے۔ پس جب تک تم کلمہ طیبہ نہ بنو گی جنت کا درخت نہیں بن سکو گی۔ قرآن کریم نے تمہارے سامنے ایک موٹی مثال درخت کی پیش کی ہے...... جس طرح درخت کو پانی دیا جاتا ہے اسی طرح تم اپنے ایمان کو عمل کا پانی دو۔ اپنے اندر اچھی باتیں پیدا کرو۔ جب تم ایسا کرو گی تو تم جنت کا درخت بن جاؤ گی۔ پھر جس طرح اچھے درخت پر اچھی شکل اور اچھی خوشبو کے لذیذ اور شیریں پھل پیدا ہوتے ہیں اِسی طرح تم اپنے ایمان کو خوش شکل، خوشبودار، لذیذ اور شیریں بناؤ۔ جب تم ایسا درخت بن جاؤ گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تم جہاں بھی جاؤ گی وہاں سے اُٹھا کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی جنت میں لے جائیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ اِن درختوں کے بغیر میرا باغ مکمل نہیں ہوسکتا۔"

(۹) بعض اہم اور ضروری امور
(۱۹۴۱ء)

یہ مضمون حضرت مصلح موعود کے ایک بہت ہی اہم خطاب پر مشتمل ہے جو حضور نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے دوسرے روز ارشاد فرمایا۔ اس خطاب میں درج ذیل اہم اُمور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ جماعتی اخبارات و رسائل کا تعارف۔ ان کی اشاعت اور خرید بِالخصوص روزنامہ الفضل اور سیرِ روحانی کے خریداران میں اضافہ کی تحریک۔

۲۔ تفسیر القرآن کے کام کا جائزہ۔ نیز تفسیر کبیر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی طرف توجہ، پیغامیوں بِالخصوص مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تفسیر کبیر کی مخالفت پر تبصرہ۔

۳۔ انگریزی ترجمہ وتفسیرِ قرآن کی تکمیل کی نوید سُناتے ہوئے اس کی جلد از جلد اشاعت کی ضرورت پر زور۔

۴۔ دورانِ سال ہونے والی بیعتوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ہندوؤں میں دعوت الی اللہ کی ضرورت پر زور۔

۵۔جنگِ عظیم دوئم کے جماعتی مساعی پر منفی اثرات بیان فرمائے۔اِس جنگ کے ہندوستان کے لئے امکانی خطرات پر روشنی ڈالی۔اور اہل ہندوستان کو جنگ میں انگریزوں کی ممکنہ حد تک مدد کرنے کی تحریک کرتے ہوئے اس کی ضرورت و اہمیت اور مدد کے طریقِ کار پر روشنی ڈالی۔

۶۔ چندہ تحریک جدید، امانت فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، سادہ زندگی اختیار کرنے نیز گریجوایٹس، انٹرنس پاس اور مولوی فاضل احباب کو دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

۷۔کانگرس، مسلم لیگ اور حکومتِ ہند کے مابین تناؤ پر محاکمہ۔

۸۔ ذیلی تنظیموں مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے قیام کی درجِ ذیل چھ اغراض پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ایمان بالغیب ۲۔اقامتِ صلوٰۃ ۳۔خدمتِ خلق ۴۔ایمان بالقرآن ۵۔ بزرگانِ دین کا احترام ۶۔ جماعت میں تقویٰ اللہ پیدا کرنا۔

درحقیقت یہ خطاب بہت سارے متفرق پھولوں کا ایک گلدستہ ہے جو اپنے رنگ و بُو کے لحاظ سے انتہائی دلکش اور دلرُبا ہے۔

(۱۰) سیر روحانی (۳)

یہ تقریر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائی۔ یہ تقریر ''سیر روحانی'' کے مضمون کا ہی تسلسل ہے جس میں حضور نے اپنی سیر کے دوران جو تاریخی اور معروف مقبرے اور مینا بازار دیکھے تھے اُن پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے اور ان دُنیاوی مقبروں اور مینا بازاروں کا روحانی مقبروں اور مینا بازاروں سے موازنہ کرتے ہوئے روحانی مقبروں اور مینا بازاروں کی افادیت اور فوقیت ثابت فرمائی ہے۔اس ضمن میں آپ نے بعض انبیائے کرام کے مقبروں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ نیز انبیائے سابقین کے متبعین اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے مقبروں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اِس سلسلہ میں نصیحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

''پس دُنیا کے مقبروں پر اپنا روپیہ ضائع مت کرو بلکہ اپنی قبریں بہشتی مقبرہ میں بناؤ اور یا پھر اس بہشتی مقبرہ میں بناؤ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہیں۔ جہاں نوحؑ بھی ہیں، جہاں ابراہیمؑ بھی ہیں، جہاں موسٰیؑ بھی ہیں۔ جہاں عیسٰیؑ بھی ہیں اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ اِسی طرح تمہارے آباؤ اجداد بھی وہیں ہیں۔

پس کوشش کرو کہ وہاں تمہیں اچھے مقبرے نصیب ہوں اور تمہیں اُس کے رسولوں کا قُرب حاصل ہو۔''

حضور نے دُنیاوی اور جسمانی مینا بازاروں کا قرآن کریم میں مذکورہ روحانی مینا بازاروں سے موازنہ کرتے ہوئے روحانی بازاروں میں ملنے والی نعماء کا مفصّل ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً دائمی خدمت کرنے والے غلام، اعلیٰ درجہ کی سواریاں، ٹھنڈے مشروب، شیریں چشمے، دودھ کی نہریں، پاکیزہ شراب، شہد کی نہریں، پھل، گوشت، لباس اور دیگر زینت کے سامان وغیرہ سے جنّتی لوگ ہمیشہ متمتع ہوں گے۔

روحانی مینا بازار کی فضیلت اور فوقیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''یہ عجیب مینا بازار ہے ہمارے خدا کا کہ اس میں مجھ سے جان اور مال طلب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اِس کے بدلہ میں سارے مینا بازار کی چیزیں اور خود مینا بازار کی عمارت تمہارے سُپرد کی جاتی ہے۔ جب اس سے کہا جاتا ہے کہ لاؤ اپنا مال اور لاؤ اپنی جان کہ میں مینا بازار کی سب چیزیں اور خود مینا بازار کی عمارت تمہارے سپرد کروں تو بندہ اِدھر اُدھر حیران ہو کر دیکھتا ہے کہ میرے پاس تو نہ مال ہے نہ جان، میں کہاں سے یہ دونوں چیزیں لاؤں۔ اتنے میں چُپ چاپ اللہ تعالیٰ خود ہی ایک جان اور کچھ مال اُس کے لئے مہیا کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لو میں تمہیں جان اور مال دے رہا ہوں تم یہ مال اور جان میرے پاس فروخت کر دو۔

غالبؔ تھا تو شرابی مگر اُس کا یہ شعر کروڑوں روپیہ سے بھی زیادہ قیمتی ہے کہ:-

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(۱۱) جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء کے کارکنان سے خطاب

حضرت مصلح موعود نے یہ مختصر خطاب مؤرخہ ۴؍جنوری ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے اختتام پر جلسہ سالانہ کے کارکنان سے ارشاد فرمایا:-

اِس موقع پر مختلف شعبہ جات کے ناظمین نے جو رپورٹس کارگزاری پیش کیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے انتظامی لحاظ سے جو کمزوریاں اور خامیاں سامنے آئیں، کارکنان کو ان کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً یہ کہ مستورات کی جلسہ گاہ کے پہرہ کا انتظام مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اِسی طرح خوراک کی پرچیوں کی تقسیم میں احتیاط برتنے سے خوراک کو ضیاع سے بچایا جا سکتا ہے۔ آخر پر جلسہ کی حاضری پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ:-

''خدا جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کو آئندہ اور بھی بڑھائے۔ جماعت کی قربانیوں اور خدمات میں بھی زیادتی کرے اور زیادہ اپنے قرب میں جگہ دے۔''

(۱۲) خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب

حضرت مصلح موعود نے یہ خطاب مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۴۲ء کو برموقع اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مقامی قادیان ارشاد فرمایا۔ اِس تقریر میں حضور نے خدام الاحمدیہ کو نہایت قیمتی اور زریں نصائح اور مشوروں سے نوازا ہے جو آج بھی ہمارے نوجوانوں کے لئے اور دنیا کی تمام احمدی نوجوان تنظیموں کے لئے بے حد مفید اور کارآمد ہیں۔

اِس تقریر میں حضور نے نہایت اعلیٰ رنگ میں اسلامی تاریخ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مثالیں دے کر نصائح فرمائیں کہ علمی اور عملی طور پر تنظیموں کو کس طرح کام کرنا چاہئے اور خدام کی اصلاح کس طرح اور کس رنگ میں کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۳) ہمارا آئندہ رویہ

یہ مضمون حضور نے کانگرس کی طرف سے ملک میں تعطّل اور فساد پیدا کرنے کی دھمکی دینے پر تحریر فرمایا جو مؤرخہ ۱۸؍اگست ۱۹۴۲ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔

اِس مضمون میں حضور نے حکومت کی سابقہ روش اور پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے موجودہ صورتحال میں مشروط طور پر حکومت کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''ہمارا آئندہ طریقِ عمل حکومت کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ اگر حکومت اِس امر کا اعلان کر دے گی کہ توبہ کا اعلان کئے بغیر وہ فتنہ پیدا کرنے والوں کو نہیں چھوڑے گی اور کانگرس سے ڈر کر اس سے صلح نہ کرے گی، تو ہم پورے طور پر اس کا ساتھ دیں گے۔ لیکن اگر وہ ایسا اعلان نہ کرے گی تو ہم اپنے قومی تعاون کو جنگی کوششوں تک محدود رکھیں گے۔''

آخر پر حضور نے احبابِ جماعت کو پیش آمدہ حالات میں ذہنی طور پر تیار رہنے کے لئے بعض ہدایات سے نوازا۔

(۱۴) خدام الاحمدیہ سے خطاب

یہ مضمون حضرت مصلح موعود کے اُس روح پرور خطاب پر مشتمل ہے جو حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کے چوتھے سالانہ اجتماع کے موقع پر مؤرخہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۴۲ء کو قادیان میں ارشاد فرمایا تھا۔ حضور کا یہ خطاب ۷، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہؤا۔

اِس خطاب میں حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کا اصل کام نوجوانوں کی اخلاقی لحاظ سے تعلیم وتربیت کرنا، اُن کو باجماعت نماز کا عادی بنانا، قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانا، نیز نوجوانوں میں علمی ذوق پیدا کرنا، اِسی طرح خدام کو دنیا کے فیشنوں کی تقلید کرنے سے بچانا اور سادہ زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ ان امور کے متعلق حضور نے زرّیں نصائح فرمائیں۔

خدام میں علمی ذوق پیدا کرنے کے سلسلہ میں ہدایت فرمائی کہ اجتماع کے موقع پر ایسے لیکچرز دِلوائے جائیں جن میں موٹے موٹے مسائل کے متعلق اسلام اور احمدیت کی تعلیم بیان کی جائے۔ نیز اس موقع پر مختلف علمی مقابلے کروائے جائیں۔ اِسی طرح بعض امتحان مقرر کئے جائیں تا کہ خدام کا علمی معیار بلند ہو۔

(۱۵) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء

یہ تقریر حضور نے مؤرخہ ۲۵ / دسمبر ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ اِس تقریر میں حضور نے احباب جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جماعت کو ہمیشہ اپنے وہ مقاصد عالیہ پیش نظر رکھنے چاہئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑا مقصد اس الہام میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

پس اس الہام سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کا بڑا مقصد دُنیا کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو پہنچانا ہے۔ لہٰذا یہ مقصد ہمیں ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔ مقاصدِ عالیہ کو یاد رکھنے کی حکمت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''اگر مقاصد عالیہ ہماری جماعت کے سامنے ہوں تو جو لوگ سست ہیں اُن میں نسبتی طور پر چستی پیدا ہو جائے گی اور جو چست ہیں وہ پہلے سے بھی زیادہ چست ہو جائیں گے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ جب بھی کسی اجتماع میں شامل ہوں ہماری توجہ کا مرکز خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات ہوں اور وہ مقاصد ہوں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے تجویز کئے ہیں۔''

(۱۶) مستورات سے خطاب (۱۹۴۲ء)

یہ تقریر حضور نے مؤرخہ ۲۶ / دسمبر ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمائی جس میں عورتوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے

ہوئے نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اُس کا قول اُس کے فِعل کی تائید نہ کرے۔ لہٰذا اپنے قول اور فِعل میں مطابقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اِسی طرح عملی زندگی کی اصلاح کے لئے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنے، شِرک، چغل خوری اور غیبت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز بچوں کی عمدہ تربیت کرنے اور اُن کو بہادر بنانے جیسے اہم امور کی ضرورت بیان فرمائی۔ آخر پر ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

(۱۷) بعض اہم اور ضروری امور
(۱۹۴۲ء)

یہ تقریر حضور نے ۲۶؍دسمبر ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائی۔ اس تقریر میں حضور نے مختلف تعلیمی، تربیتی اور انتظامی اُمور پر روشنی ڈالی۔ مثلاً جلسہ سالانہ کے موقع پر نمازوں کے انتظام میں بعض اصلاحات کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اِسی طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر ملاقات کے طریقِ کار میں بعض اصلاحات کرنے کی ضرورت بیان فرمائی۔ نیز قحط سالی کے پیشِ نظر غلّہ محفوظ کرنے کی تحریک فرمائی۔ اِس سلسلہ میں زمینداروں کو بھی بعض ہدایات فرمائیں۔ اخبار نُور میں شائع ہونے والے ایک مضمون پر تبصرہ فرمایا۔ چینی کی جگہ گُڑ اور شکر کے استعمال کرنے نیز مٹی کے برتن استعمال کرنے کی تحریک فرمائی۔

جنگِ عظیم دوئم کے حالات پر تبصرہ فرمایا۔ جنگ کے سِلسِلہ میں اتحادیوں کی مدد کرنے کی تحریک فرمائی۔ چندہ تحریک جدید کے مختلف مقاصد اور مصارف پر روشنی ڈالی۔ نماز باجماعت کے قیام اور ہر احمدی کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(۱۸) نظامِ نَو

تاریخِ عالَم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۴۲ء کا سال دنیا کی سب اقوام کے لئے نہایت درجہ پریشانی کا سال تھا۔ جس میں ایک طرف خوفناک مادی جنگ لڑی جا رہی تھی اور دوسری

طرف سرمایہ داری اور اشتمالیت واشتراکیت کے نظام ہائے زندگی آپس میں شدید طور پر متصادم ہو رہے تھے اور دُنیا کا معاشرہ بے شمار معاشی اور اقتصادی مصائب میں گھر چکا تھا اور ضرورت تھی کہ کوئی مردِ خدا دنیا کی راہنمائی کرے، یہ تھے وہ حالات جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اقوامِ عالم کی قیادت کے لئے آگے بڑھے اور آپ نے ۲۷ ر دسمبر ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ''نظامِ نَو کی تعمیر'' پر یہ معرکۃ الآرا خطاب فرمایا۔ جس میں پہلے تو عہدِ حاضر کی اُن اہم سیاسی تحریکات، جمہوریت، اشتمالیت اور اشتراکیت وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی جو عام طور پر غریبوں کے حقوق کی علمبردار قرار دی جاتی تھیں اور خصوصاً اشتراکیت کے سات بنیادی نقائص کی نشاندہی کی۔ ازاں بعد غرباء کی حالت سُدھارنے کے لئے یہودیت، عیسائیت، ہندوازم کی پیش کردہ تدابیر کا جائزہ لیا اور آخر میں اسلام کی بے نظیر تعلیم بیان کر کے اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق دُنیا کے نئے نظام کا نقشہ ایسے دلکش اور مؤثر انداز میں پیش کیا کہ سُننے والے عَش عَش کر اُٹھے۔

اِس ضمن میں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن مجید کی عظیم الشان تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے مامور کے ہاتھوں دسمبر ۱۹۰۵ء میں نظامِ نو کی بنیاد نظامِ وصیت کے ذریعہ قادیان میں رکھی گئی۔ جس کو مضبوط کرنے اور قریب تر لانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید جیسی عظیم الشان تحریک کا القاء فرمایا گیا۔ اِس عظیم الشان لیکچر کے آخر میں حضور نے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا کہ:-

> ''جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اِس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پُورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مِٹا دیا جائے گا اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اِس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی پس اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔''

(۱۹) ممبرانِ پنجاب اسمبلی کو ایک مخلصانہ مشورہ

سر سکندر حیات صاحب کی وفات سے پنجاب کی سیاسی فضا میں ایک طوفان کی کیفیت پیدا ہو گئی اور صوبہ کا اَمن خطرہ میں پڑ گیا۔ اِس صورتحال کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے اِس مضمون کے ذریعہ ممبرانِ اسمبلی کو بعض قیمتی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ یہ مضمون ۱۴؍ جنوری ۱۹۴۳ء کے الفضل میں شائع ہؤا۔ اِس مضمون میں حضور نے ممبرانِ اسمبلی کو اپنے اندر اتحاد پیدا کرنے، ذاتی مفادات کو مُلکی اور قومی مفاد کے لئے قربان کرنے نیز پارٹی بازی، جنبہ داری کو ترک کر کے اتحاد و اتفاق کو ہر دوسرے امر پر مقدم کرنے کی ہدایات دیں اور متنبّہ فرمایا کہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو اِس کے بہت خطرناک اور بھیانک نتائج برآمد ہوں گے اور آپ اپنی اولادوں کی قبریں اپنے ہاتھوں سے کھودنے والے ہوں گے۔ آخر پر آپ نے ممبرانِ اسمبلی کو یہ اِنتباہ بھی فرمایا کہ اگر کسی ممبر نے اِس موقع پر ذاتی دوستی کا لحاظ کیا اور اختلاف پیدا کرنے میں مدد کی تو جماعت احمدیہ اُس کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لے گی۔

مرتبہ:- مکرم فضل احمد صاحب شاہد

کلید مضامین

آیات قرآنیه

(ترتیب بلحاظ آیات)

وُعِدَالْمُتَّقُوْنَ(١٦) ٣٥٥، ٣٥٦، ٣٦٤

وَالَّـذِيْـنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ

هُدًى.....(١٨)

الحجرات

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

الْاِيْمَانَ....(٨)

وَاِنْ طَــآئِــفَتٰـنِ مِـنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ.....(١٠)

يٰـاَيُّهَـاالَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوا

اجْتَنِبُوْا....(١٣)

الطّور

وَاَمْـدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ....

(٢٣)

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَأْسًا...

(٢٤)

الرّحمٰن

مَــرَجَ الْبَـحْـرِيْـنِ....

(٢٠، ٢١)

الواقعة

عَـلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ....

(١٦، ١٧)

وَفَـــاكِهَةٍ مِّـــمَّـــا

يَتَـــخَيَّـــرُوْنَ....

(٢١، ٢٢)

وَفَـاكِهَةٍ كَثِيْرَ ةٍ ....

(٣٣، ٣٤)

فَــاَمَّــااِنْ كَــانَ مِـنَ

الْمُقَرَّبِيْنَ (٨٩، ٩٠)

الحشر

مَــآاَفَــآءَ اللّٰـهُ عَـلٰى

رَسُوْلِهٖ.... (٨)

يُـحِبُّـوْنَ مَـنْ هَاجَرَ....

(١٠)

وَالَّـذِيْـنَ جَـآءُوْا مِـنْ

بَعْدِهِمْ.....(١١)

الصّفّ

كَبُـرَمَـقْتًـا عِـنْدَاللّٰهِ....

(٤)

هُـــوَالَّـــذِىْٓ اَرْسَـــلَ

رَسُوْلَهٗ.....(١٠)

الجمعة

يَتْـلُـوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِـهٖ.....

(٣)

المنافقون

اِذَاجَآءَ كَ الْمُنٰفِقُوْنَ..

(٢)

لَاتُـنْـفِـقُـوْا عَـلٰى مَـنْ

عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ.... (٨)

المعارج

اُوْلٰٓئِكَ فِىْ جَنّٰتٍ ....

(٣٦)

القيامة

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍنَّاضِرَةٌ....

(٢٣)

الدّهر

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ...(٦)

فَـوَقٰهُـمُ اللّٰـهُ شَرَّذٰلِكَ

الْيَوْم.... (١٢)

وَدَانِيَةً عَــلَيْهِــمْ....

(١٥)

وَيُـطَـافُ عَـلَيْهِـمْ....

(١٦)

وَيُسْـقَـوْنَ فِيْهَـا كَـأْسًـا

(١٨)

سَلْسَبِيْلًا (١٩)

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ...(٢٠)

وَسَقٰـهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا...

(٢٢)

اِنَّ هٰـذَا كَــانَ لَـكُـمْ

جَزَآءً....(۲۳)

النبأ

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ....

(۳۷)

عبس

خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ....

(۲۰تا۲۲)

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

مُّسْفِرَةٌ....(۳۹،۴۰)

التّكوير

اِذَاالْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ....

(۹)

المطفّفين

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ....

(۲تا۴)

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ.....

(۲۶،۲۷)

وَمِزَاجُهٗ مِنْ

تَسْنِيْمٍ(۲۸)

عَيْنًايَشْرَبُ بِهَا....

(۲۹)

الاعلٰی

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

الدُّنْيَا..... (۱۷،۱۸)

اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ

الْاُوْلٰى....(۱۹،۲۰)

الغاشية

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ (۹)

فِيْهَا سُرُرٌمَّرْفُوْعَةٌ....

(۱۴تا۱۷)

الفجر

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ

الْمُطْمَئِنَّةُ....(۲۸تا۳۱)

الزّلزال

اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ....

(۲تا۶)

الفيل

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ

رَبُّکَ.... (۲تا آخر)

احادیث

حدیث بالمعنٰی

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

مقامات

آ۔ا

ب

پ

کتابیات

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کی حقائق و معارف سے بھرپور سلسلۂ تصانیف ''انوار العلوم'' کی سترہویں جلد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

انوار العلوم کی جلد ھذا سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۶؍دسمبر ۱۹۴۳ء سے ۲۸؍دسمبر ۱۹۴۴ء تک کی ۲۲ تقاریر وتحریرات پر مشتمل ہے۔ یہ عرصہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کئی لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسرِ موعود کی جو عظیم الشان پیش خبری عطا فرمائی تھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے اور جنابِ الٰہی کی طرف سے دنیا پر اس کے اعلان کا وقت آ گیا۔ اگرچہ حضرت مصلح موعود اللہ تعالیٰ کی اِس عظیم الشان خوشخبری کے تحت پیدا ہوئے اور روزِ اوّل سے آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق تھے لیکن آپ نے کسرِ نفسی کی وجہ سے اِس کا اظہار نہ فرمایا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کی خبر دی تو پھر اِس اِذنِ الٰہی کا آپ نے پُرشوکت اعلان فرمایا۔

جنوری ۱۹۴۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنی حرم حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ

کی بیماری کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھے تو ۴ر جنوری کی رات حضرت شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ۱۳ر ٹمپل روڈ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک لمبی رؤیا سے نوازا جس سے آپ پر انکشاف کیا گیا کہ آپ ہی وہ پسرِ موعود اور مصلح موعود ہیں جس کی خوشخبری ۵۸ سال پہلے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اس الٰہی انکشاف کے بعد حضرت مصلح موعود جب قادیان تشریف لائے تو ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء کو مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ میں آپ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا اور اپنی رؤیا کی تفصیلات احبابِ جماعت کے سامنے بیان کرتے ہوئے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ:

''میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں''۔

اکنافِ عالَم تک شہرت پانے والی اس پیشگوئی کے پُرشوکت اظہار کیلئے ۱۹۴۴ء میں حضرت مصلح موعود نے ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جلسہ ہائے عام سے خطاب فرمایا اور اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بِالبداہت اعلان فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا پبلک جلسہ ۲۰ر فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور میں منعقد ہوا جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس عظیم الشان پیشگوئی سے نوازا تھا۔ اس جلسہ میں حضور نے تفصیل سے پیشگوئی اور اپنی رؤیا کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے مصداق ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ مَیں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی ہیں۔ پس میں خدا کے حُکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا

ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے''۔

اعلان پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے ہونے والے جلسوں میں حضرت مصلح موعود کے خطابات اور پھر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کے موقع پر ''الموعود'' کے نام سے موسوم رُوح پرور تقاریر جس میں پیشگوئی مصلح موعود کا تفصیل سے تذکرہ حضور نے فرمایا تھا یہ سب رُوح پرور اور ایمان افروز خطابات وتقاریر انوار العلوم کی جلد ھٰذا میں شاملِ اشاعت ہیں۔

۱۹۴۴ء کا سال جہاں پیشگوئی مصلح موعود کے اعلان کے حوالہ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے وہاں اس سال جماعت میں دو قیمتی اور بابرکت وجودوں کی وفات بھی ہوئی۔ پہلے حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ اُمِّ طاہر کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات پر حضرت مصلح موعود نے آپ کا ذکرِ خیر ''میری مریم'' کے عنوان سے ایک دردانگیز اور پُرشوکت مضمون تحریر کر کے فرمایا۔ یہ مضمون بھی انوار العلوم کی اس جلد کی زینت ہے۔ دوسرے بابرکت وجود حضرت میر محمد اسحاق صاحب تھے جن کی وفات ایک ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔ ۱۷/مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی۔ اُسی دن حضرت مصلح موعود نے احبابِ جماعت کے سامنے ایک رقت آمیز تقریر فرمائی جس میں حضرت میر صاحب کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ فرمایا اور احباب کو حضرت میر صاحب کی طرح علمی وعملی میدان میں کمال حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور کی یہ تقریر بھی جلد ھٰذا میں شامل ہے۔

مندرجہ بالا تقاریر وتحریرات کے علاوہ جلسہ ہائے سالانہ ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۴ء سے حضور کے خطابات اور بعض اہم مواقع کی تقاریر اور مضامین بھی جلد ۱۷ کی زینت ہیں۔ الغرض انوار العلوم جلد ۱۷ ہمیں تاریخ احمدیت میں رُونما ہونے والے کئی عظیم الشان واقعات سے آگاہی بھی دیتی اور ان مواقع پر حضرت مصلح موعود کے ولولہ انگیز اور رُوح پرور خطابات کے ذریعہ ہماری علمی وروحانی آبیاری کے سامان بھی کرتی ہے۔ یقیناً

حضرت مصلح موعود کی یہ تحریرات وخطابات پر مشتمل جلد احبابِ جماعت کے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان کا باعث بنے گی۔اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔

اِس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان کرام نے اِس اہم کام میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب اور مکرم چوہدری رشیدالدین صاحب نے مسودات کی ترتیب، اصلاح اور ابتدائی پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم فضل احمد شاہد صاحب مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، مسودات کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی اور Re-Checking کے سلسلہ میں دلی بشاشت اور لگن سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔تعارف کتب مکرم مبشر احمد صاحب خالد مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

خاکساران سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکرگزار ہے نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم ومعرفت میں برکت عطا فرمائے اور اپنی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احبابِ جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْنَ

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوارالعلوم کی سترہویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۶؍دسمبر ۱۹۴۳ء سے ۲۸؍دسمبر ۱۹۴۴ء تک ۲۲ مختلف تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔

(۱) محبت الٰہی ہی ساری ترقیات کی جڑ ہے

حضرت فضل عمر نے یہ مختصر خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کا افتتاح کرتے ہوئے مؤرخہ ۲۶؍دسمبر کو ارشاد فرمایا جو مؤرخہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۴۳ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔ اس خطاب کا مرکزی نقطہ محبت الٰہی ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ:۔

''اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ دنیا کی روحانی ترقی کا سارا دارومدار کُلّی طور پر بغیر کسی استثناء کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم رہے، جس کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی گود میں داخل ہو جاؤں اور اس کے دامن کو پکڑ لوں ایسا انسان کبھی بھی خواہ وہ کتنے ہی گناہوں میں ملوث ہو گناہوں کی موت نہیں مرتا اور نہیں مر سکتا''۔

(۲) مستورات سے خطاب (۱۹۴۳ء)

حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کے موقع پر مؤرخہ ۲۷؍دسمبر کو لجنہ اماء اللہ سے یہ روح پرور خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے آغاز میں حضور نے اپنی ناسازی طبع کے باعث تقریر مختصر کرنے کا اظہار فرمایا اور جلسہ سالانہ کے موقع پر سٹیج پر بیٹھنے والی خواتین میں چائے پیش

کرنے کی روایت کے بارہ میں منتظمات کو ہدایت فرمائی کہ یہ طریق درست نہیں ہے کیونکہ اس سے دوسری خواتین کے جذبات و احساسات کو ٹھیس پہنچتی ہے لہٰذا آئندہ اس روایت کو ختم کر دیا جائے۔ اسی ہدایت کے تسلسل میں حضور نے عہدیداران و کارکنان کو یہ بھی نصیحت فرمائی کہ اُنہیں اعتراضات اور تنقید کو خوش دلی کے ساتھ قبول کرنا چاہئے کیونکہ اس سے ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ ان نصائح کے بعد حضور نے اپنے اس روح پَرور خطاب میں سورۃ الکوثر کی مختصر طور پر بڑی لطیف اور حقائق و معارف پر مبنی تشریح و تفسیر فرمائی۔ حضور نے الکوثر کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''کوثر کے معنی ہیں کثرتِ بھلائی اور ایسا شخص جو بہت صدقہ و خیرات کرنے والا ہو۔ پس اِس کے معنے یہ ہوں گے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے یعنی ہر وہ چیز جو دنیا کی نعمت ہو سکتی ہے آپ کو دی ہے۔ .... خیر کثیر میں قرآنِ کریم بھی شامل ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی سب کتابیں ہیچ ہیں۔

تیسرے معنی اِس زمانہ کے متعلق ہیں یعنی مَیں تم کو ایسا آدمی دینے والا ہوں جو بہت بڑا سخی ہو گا اور کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والا ہو گا۔ رسولِ کریم ﷺ اِس زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مسیح موعود لوگوں میں روپیہ تقسیم کرے گا مگر لوگ ردّ کر دیں گے۔ لوگ غلطی سے اِس کے معنی سونے چاندی کے لیتے ہیں حالانکہ سونے چاندی کو کوئی ردّ نہیں کیا کرتا''۔

حضور نے **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ** کا معنی کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس ہر وہ شخص جس کو خدا کی طرف سے خیر کثیر ملی ہے اُس کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رہے۔ **وَانْحَرْ** اور زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے والا ہو''۔

آخر پر **اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ** کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''جب تم اِس مقام پر پہنچ جاؤ تو پھر تمہیں دشمن کی کوئی پروا نہیں ہو سکتی تم کامیاب ہو جاؤ گی تمہارے دشمنوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی اور سب لوگ

تمہارے مقابلے میں شکست کھا جائیں گے۔ کوثر والا مؤمن بڑی شان والا ہوگا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہو جائے گا۔ اُس کا ہر دشمن ذلیل و خوار ہوگا''۔

(۳) بعض اہم اور ضروری امور (۱۹۴۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ عظیم الشان تقریر مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۳ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائی۔ اس تقریر میں حضور نے درج ذیل امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے احباب جماعت کو اپنی صحت کے متعلق آگاہ فرمایا۔

۲۔ دوسری جنگ عظیم پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی متعدد رؤیا کی روشنی میں اتحادیوں کی فتح کے آثار پیدا ہونے کی توقع ظاہر فرمائی۔ اپنی بعض خوابوں کی روشنی میں جہاں اتحادیوں کی فتح کو یقینی قرار دیا وہاں اسلام، احمدیت کی ترقی کو اتحادیوں کی کامیابی کے ساتھ وابستہ قرار دیا یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس تقریر میں احباب جماعت کو اتحادیوں کیلئے دعا اور ان کی عملی طور پر مدد کرنے کی طرف توجہ دلائی اور احمدیوں کو کثرت سے فوج میں بھرتی ہونے کی تحریک فرمائی۔

۳۔ اپنی دُور رس نگاہ سے آئندہ پیش آمدہ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے احباب جماعت کو بِالعموم اور قادیان کے احمدیوں کو بِالخصوص غرباء کیلئے غلّہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی تا کہ بعد میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۴۔ تحریک جدید پر تفصیلاً روشنی ڈالی اور تحریک جدید کا پس منظر اور اس کی اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو اپنے وعدہ جات جلد از جلد لکھوانے کی تحریک فرمائی اور چندہ تحریک جدید کی مدد سے سندھ میں ہزاروں ایکڑ زمین کی خریداری پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اس زمین کی خریداری کو ریزرو فنڈ قرار دیا جس کے نتیجہ میں آئندہ لاکھوں مبلّغین کی تیاری کی نوید سنائی۔

۵۔ اس طویل تقریر کے آخر میں حضور نے درج ذیل ہدایات بیان فرمائیں۔

(i) ایسی تمام بڑی جماعتوں کو جن کی تجنید کم از کم پانچ صد افراد پر مبنی ہے ہدایت فرمائی کہ ہر

سال ۲۹ رفروری تک تقریر میں مذکورہ کوائف پر مبنی سالانہ رپورٹ بھجوائیں۔
(ii) عنقریب جنگ کے اختتام پذیر ہونے کی توقع کے پیش نظر تبلیغ کے سلسلہ میں ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نیز انچارج صاحب تحریک جدید کو مختلف زبانوں میں ضروری لٹریچر تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔
(iii) غیر زبانوں میں تراجمِ قرآن کی تحریک فرمائی۔
(iv) قول و عمل میں مطابقت پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔
(v) معاہدات کی تکمیل کی اہمیت بیان فرمائی۔
(vi) حق شفع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

(۴) اُسوہ حسنہ

حضرت مصلح موعود نے یہ روح پرور تربیتی خطاب مؤرخہ ۲۸ ردسمبر ۱۹۴۳ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمایا جسے الشرکۃ الاسلامیہ نے پہلی دفعہ افادۂ عام کیلئے مورخہ ۱۲ ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو کتابی صورت میں شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس تقریر میں بڑے دلنشین انداز میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی کہ ہمیں اپنے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہمارا کوئی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق عمل کے خلاف نہ ہو کیونکہ ہماری نجات آپؐ کی کامل اتباع میں اور آپؐ کے روحانی نقوش اپنے آئینہ قلب پر پیدا کرنے میں ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں تو روحانی لحاظ سے ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو بڑی بھاری طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور اُخروی زندگی میں ہم نجات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

حضور نے اس تقریر میں مسئلہ شفاعت کی حقیقت پر بھی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور کامل نجات کو شفاعت کے بغیر ناممکن قرار دیا ہے۔

اسی طرح آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل پانچ اخلاقِ فاضلہ کو آج بھی دنیا کی ضرورت قرار دیتے ہوئے ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی تلقین فرمائی:۔

۱۔صلہ رحمی ۲۔مہمان نوازی ۳۔ناداروں اور معذوروں کی امداد ۴۔ضرورت مند طبقہ کی اعانت ۵۔قومی ترقی کیلئے نئے نئے راستوں کی تلاش

حضور نے ان پانچوں اخلاق کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔

''یہ پانچ چیزیں ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اہلی زندگی کو بلکہ بَیْنَ الاقوامی تعلقات کو ہمیشہ کیلئے درست کر دیا۔ جن کے کام میں کوئی روک تھی اُن کی روک کو دور کر کے آپ نے ملک میں کام کا راستہ کھولا۔ جو لوگ اپاہج یا کمانے کے ناقابل تھے اُن کے لئے معیشت کا پورا سامان جمع کیا اور پھر قوم میں آئندہ ترقی کا ہمیشہ کیلئے دروازہ کھول دیا۔ گویا یہ نظامِ نو ہو گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں قائم فرمایا''۔

(۵) دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی علامات بیان کرتے ہوئے ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ یعنی وہ (مسیح موعود) شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد پیدا ہو گی۔ لوگ شادیاں کرتے ہیں اور شادیوں کے نتیجہ میں اولادیں بھی پیدا ہوتی ہیں لہٰذا اس پہلو سے تو اس پیشگوئی میں بظاہر کوئی نشان والی بات نظر نہیں آتی ہے۔ ہاں البتہ ایسی غیر معمولی صفات والی اولاد جس نے مسیح موعود کے مشن کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہونا تھا ایک نشان قرار پا سکتی ہے جس کی تائید دیگر آسمانی صحائف اور بزرگانِ اُمت کی پیشگوئیوں سے بھی ہوتی ہے جن میں مسیح موعود کے ہاں عظیم الشان صفات کے حامل ایک بیٹے کی پیدائش کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس نے مسیح موعود کا روحانی لحاظ سے وارث بننا تھا اور اس کے سلسلہ کو غیر معمولی تقویت پہنچانا تھی۔ یہی مقصود اس حدیث کے پیش نظر تھا۔

چنانچہ اسی پس منظر کے تحت الٰہی تصرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور میں ایک چلّہ کشی کی۔ اس چلّہ کشی کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاں ایک غیر معمولی صفات کے حامل بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو مؤرخہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو اخبار ریاض ہند میں شائع کروا دیا۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی جماعت احمدیہ میں ''پیشگوئی مصلح موعودؑ'' کے نام سے موسوم ہے۔

اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی اور پیشگوئی میں بیان فرمودہ تمام صفات آپ کے وجود میں بکمالِ تمام پوری ہوئیں اور اِس طرح آپ کے پسر موعود ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ احبابِ جماعت نے آپ کے نام کے ساتھ پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور تمام صفاتی ناموں کا ذکر تحریر و تقریر میں شروع کر دیا مگر حضرت مصلح موعود اپنی عاجزی و انکساری کے باعث باقاعدہ طور پر دعویٰ مصلح موعود کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے۔

جنوری ۱۹۴۴ء میں حضرت اُمّ طاہر کی بیماری کے سلسلہ میں جب آپ حضرت شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ کی کوٹھی واقع ۱۳ ٹمپل روڈ لاہور میں مقیم تھے تو مؤرخہ ۶ رجنوری کی رات حضور نے ایک لمبی رؤیا دیکھی جس میں آپ پر انکشاف ہوا کہ آپ ہی وہ پسر موعود و مصلح موعود ہیں جس کا ذکر ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس انکشاف کے بعد حضور انور مؤرخہ ۲۷ رجنوری کو قادیان تشریف لائے اور اگلے روز ۲۸ رجنوری کو مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ میں اپنی تازہ رؤیا کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے یہ پُر شوکت اعلان فرمایا کہ:۔

''میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں''۔

مصلح موعود کا ظہور مذہبی دنیا میں زبردست تہلکہ مچا دینے والا واقعہ تھا جو اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ بیرونی دنیا میں عموماً اور سرزمینِ ہند کے اکناف میں خصوصاً پورے زور سے یہ آواز بلند کر دی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر ۱۹۴۴ء کے شروع میں ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں پبلک جلسے منعقد کئے گئے۔ یہ چاروں جلسے الگ الگ نشان کے حامل اور نہایت درجہ روح پرور، ایمان افروز اور کامیاب جلسے تھے جن میں خود حضرت سیدنا مصلح موعود نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور اپنی پُر شوکت تقریروں میں اپنے دعویٰ مصلح موعود کا حلفیہ اور پُر جلال اعلان فرمایا اور اہلِ ہند پر حجت تمام کر دی۔

چنانچہ اعلانِ مصلح موعود کے سلسلہ کا پہلا جلسہ عام ۲۰؍فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے یہ روح پرور اور وجد آفرین خطاب فرمایا۔ اس میں آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ پیشگوئی کس طرح نہایت مخالفانہ حالات کے باوجود خارقِ عادت رنگ میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اس انکشاف سے متعلق اپنی تازہ رؤیا بھی بڑی شرح وبسط سے بیان کی اور پھر فرمایا کہ:۔

''میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ وتصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے اِلَّامَاشَاءَ اللّٰہُ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ اور میں نے اِس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ **پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا''۔**

(۶) ایک اہم ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۹؍مارچ ۱۹۴۴ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں یہ تقریر ارشاد فرمائی جس میں اہلِ قادیان کو روزانہ کم از کم ایک نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے اپنی اس تقریر میں مسجد مبارک قادیان کی عظمت اور فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''یہ مسجد تو وہ ہے جسے خدا نے بار بار مبارک کہا اور نہ صرف یہ کہا کہ یہ مسجد

برکت دہندہ اور نزولِ برکات کا مقام ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ہر کام جو اِس مسجد میں کیا جائے گا وہ مبارک ہوگا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نماز مبارک ہے جو اِس مسجد میں ادا کی جائے، وہ سجدہ مبارک ہے جو اِس مسجد میں کیا جائے، وہ قومہ مبارک ہے جو اِس مسجد میں کیا جائے، وہ تشہد مبارک ہے جو اِس مسجد میں کیا جائے، وہ سلام مبارک ہے جو اِس مسجد میں کیا جائے، وہ تکبیر مبارک ہے جو اِس مسجد میں کہی جائے اور وہ دعائیں مبارک ہیں جو اِس مسجد میں کی جائیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنی برکتیں، اتنی عظیم الشان برکتیں نازل ہوں اور پھر انسان اِن برکات سے منہ پھیر کر چلا جائے اور کبھی چھ مہینے یا سال کے بعد اِس مسجد میں آ کر کوئی ایک نماز ادا کرے تو اِس سے زیادہ محروم اور بدقسمت انسان اور کون ہوسکتا ہے''۔

(۷) مزار حضرت مسیح موعود پر دعا اور اس کی حکمت

حضرت خلیفة المسیح الثانی نے مؤرخہ ۸؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب ایک مختصر خطاب فرمایا جس میں اپنے اس ارادہ کا ذکر فرمایا کہ میں نے غلبۂ اسلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جا کر متواتر چالیس روز تک دعا کرنے کا پروگرام بنایا ہے کیونکہ بعض خاص وجودوں کے ساتھ دعا کی قبولیت کو خاص تعلق ہوتا ہے۔

چنانچہ اسلام کی فتح روحانی کیلئے ان دردمندانہ دعاؤں کا سلسلہ دوسرے دن مؤرخہ ۹؍ مارچ ۱۹۴۴ء سے شروع ہوگیا۔ ۹؍ مارچ بعد نماز عصر حضور بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے دعا کرنے سے قبل چاردیواری کے دروازہ میں کھڑے ہو کر اس طریق اور عمل کی حکمت اور وضاحت پر مبنی مختصر خطاب فرمایا جو مؤرخہ ۷؍ مئی ۱۹۴۴ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا۔

حضور انور نے اپنے اس پُر معارف خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر متواتر چالیس روز دعا کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ہماری غرض یہاں آ کر دعائیں کرنے سے سوائے اِس کے اور کچھ نہیں کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کو دیکھ کر ہمارے اندر رقت پیدا ہو اور ہم خدا تعالیٰ سے یہ عرض کریں کہ اے خدا! یہ وہ شخص ہے جس نے اسلام کی خاطر اپنی تمام زندگی وقف کر دی، یہ وہ شخص ہے جس پر تو نے الہامات نازل کئے کہ اس کے ہاتھوں سے اسلام کا اِحیاء ہوگا اور دنیا ایک نئے رنگ میں پلٹا کھائے گی، اَب یہ شخص فوت ہو چکا ہے اور ہمارے سامنے زمین میں دفن ہے، ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اِس کے ساتھ محبت رکھتے اور اِس کے غلاموں میں شامل ہیں اِس لئے اَب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اِس ذمہ داری کو ادا کریں اور اُن وعدوں کو جو تو نے کئے پورا کرنے کے لئے اپنی جدوجہد اور کوشش کو کمال تک پہنچا دیں''۔

(۸) میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں

دعویٰ مصلح موعود کے سلسلہ میں دوسرا عظیم الشان جلسہ مؤرخہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں منعقد ہوا اس جلسہ میں نہ صرف جماعت احمدیہ کے افراد بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہندو، سکھ، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے افراد بھی شامل تھے جنہوں نے پورے سکون اور اطمینان کے ساتھ آخر وقت تک تمام جلسہ کی کارروائی سنی اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق فائدہ اُٹھایا۔ زیرِنظر روح پرور اور پُر جلال تقریر حضرت مصلح موعود نے اس جلسہ میں ارشاد فرمائی جس کا ایک ایک لفظ دل میں اُترنے والا اور قلوب کو صاف کرنے والا ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود میں پسر موعود کی ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ:۔

اس کا نزول ایسا ہوگا کہ کَاَنَّ اللّٰہُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ گویا خدا آسمان سے اُتر آیا۔ وہ لوگ جو اس جلسہ میں شریک ہوئے ان میں سے ہر ایک شخص اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ ایسا ہی روح پرور نظارہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ ایک مقام پر تو حضرت مصلح موعود کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات بلند ہوئے جو ہزاروں انسانوں نے اپنے کانوں سے سُنے کہ:۔

''اِس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے''۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں اپنے خاندانی حالات اور پھر

۱۹۱۴ء کے اختلافات کی تاریخ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود سے متعلق بشارت اور اس کے ظہور پذیر ہونے کا تذکرہ نہایت دلکش انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''غرض خدا تعالیٰ کی تازہ تائیدات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اُس کی نصرت اور تائید اِس کے شاملِ حال ہے اِس طرح وہ پیشگوئی جو آج سے ۵۹ سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے کی گئی تھی کہ میں تجھے ایک بیٹا عطا کروں گا جو خدا تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہوگا، جو خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا، جو خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کا نشان ہوگا، اُس کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ وہ پیشگوئی بڑی شان اور جاہ وجلال کے ساتھ پوری ہوگئی۔ آج سینکڑوں ممالک زبانِ حال سے گواہی دے رہے ہیں کہ میرے زمانۂ خلافت میں ہی اسلام کا نام اُن تک پہنچا، میرے زمانۂ خلافت میں ہی احمدیت کے نام سے وہاں کے رہنے والوں کے کان آشنا ہوئے''۔

اس تقریر میں حضرت مصلح موعود نے اپنی بعض رؤیا اور اُن کے روزِ روشن کی طرح پورا ہونے کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا۔ پس یہ تقریر اہل لاہور کیلئے حجت تھی، یہ تقریر غیر مبائع احباب کیلئے حجت تھی، غرضیکہ یہ تقریر ہر مخالف کیلئے حجت تھی۔ اس تقریر میں حضور نے بڑی تحدی کے ساتھ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور اپنے دعویٰ مصلح موعود کو پیش فرمایا۔

آخر میں حضور نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت درجہ پُر شوکت الفاظ میں اعلانِ عام فرمایا کہ:۔

''آج مَیں اِس جلسہ میں اُسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب

ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی''۔

(۹) حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات پر تقریر

حضرت اُمّ طاہر کی دردناک وفات کا زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۴۴ء کو جماعت احمدیہ کے فقید المثال محدث اور عظیم المرتبت منتظم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کا صدمہ احباب جماعت کو برداشت کرنا پڑا۔

مؤرخہ ۱۷؍مارچ کو نماز مغرب وعشاء کے مابین حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی اور نماز مغرب وعشاء پڑھانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ حضور نے یہ تقریر اِس رقت اور سوز سے فرمائی کہ حضور کی آواز رُک رُک جاتی تھی اور سننے والوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ تقریر کے بعد حضور نے نہایت خشوع وخضوع سے دعا کروائی۔ اس تقریر میں حضور نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے نمایاں اوصافِ حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

'' میر محمد اسحاق صاحب خدماتِ سلسلہ کے لحاظ سے غیر معمولی وجود تھے۔ درحقیقت میرے بعد علمی لحاظ سے جماعت کا فکر اگر کسی کو تھا تو اِن کو تھا، رات دن قرآن اور حدیث لوگوں کو پڑھانا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ زندگی کے آخری دَور میں کئی بار موت کے منہ سے بچے۔ جلسہ سالانہ پر وہ ایسا اندھا دھند کام کرتے کہ کئی بار اُن پر نمونیا کا حملہ ہوا۔ ایسے شخص کی وفات پر طبعًا لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کیا کریں گے، لیکن اگر ہماری جماعت کا ہر شخص ویسا ہی بننے کی کوشش کرتا تو آج یہ احساس نہ پیدا ہوتا''۔

اس تقریر میں حضور نے احباب جماعت کو حضرت میر صاحب کی طرح علمی وعملی میدان میں کمال حاصل کرنے کی تلقین فرمائی تا کہ علماء کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء ساتھ ساتھ پورا ہوتا رہے۔

(۱۰) اہالیان لدھیانہ سے خطاب

دعویٰ مصلح موعود کے سلسلہ میں تیسرا جلسہ مؤرخہ ۲۳ / مارچ ۱۹۴۴ء کو لدھیانہ میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے انعقاد کے پروگرام کا اعلان ہوتے ہی اس جلسہ کو ناکام بنانے کیلئے مخالفین نے بیان بازی شروع کر دی اور اس جلسہ کو رُکوانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔ اخبارات ورسائل میں بیان بازی کی، جلسہ کے روز جلوس نکالے گئے اور جلسہ گاہ کے گرد منڈلاتے رہے غرضیکہ جلسہ کو ناکام بنانے کیلئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے، دورانِ جلسہ موسلا دھار بارش ہونے اور سراسر ناموافق حالات کے باوجود یہ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے اپنے روح پرور خطاب کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا۔

''مَیں آج اِس جگہ اِس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ آج سے ۵۵ سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی خبروں اور اُس کے ارشاد فرمائے ہوئے حکم کے ماتحت اِس شہر لدھیانہ میں ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے بیعت لی تھی اور اس بیعت کے وقت صرف چالیس آدمی آپ پر ایمان لانے والے تھے۔ یہ ساری کی ساری پونجی تھی جسے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی فتح کیلئے کھڑے ہوئے تھے باقی تمام دنیا ہندو، عیسائی، سکھ، ہندوستانی، ایرانی، عرب، چینی اور برطانوی وغیرہ سب کے سب آپ کے مخالف تھے اور آپ کو مٹا دینے پر تُلے ہوئے تھے مگر اِن مخالفتوں کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو بتایا کہ:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا''۔

اس اعلان کے بعد باوجود شدید مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سلسلہ کو بڑھانا شروع کیا''۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد حضور نے پیشگوئی مصلح موعود پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے دعویٰ

مصلح موعود کی وضاحت فرمائی اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے عقلی ونقلی دلائل پیش فرمائے۔
اس کے بعد حضور نے اہل لدھیانہ کی اس جلسہ کے سلسلہ میں مخالفت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان قرار دیا اور اہل لدھیانہ کی مخالفت کو اللہ تعالیٰ کے قانون اور انبیاء کی سنت کے مطابق قرار دیا۔اس کے بعد آپ اہل لدھیانہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ:۔

''اے لدھیانہ کے لوگو! تم نے میری مخالفت کی اور میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔تم نے میری موت کی خواہش کی مگر میں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔آپ جب طائف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر کے لوگوں نے آپ کو پتھر مارے اور لہولہان کر کے شہر سے نکال دیا۔آپ زخمی ہو کر واپس آ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اُس نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اِس شہر کو اُلٹا کر رکھ دوں۔مگر میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ماں باپ، میری جان، میرے جسم اور میری روح کا ذرّہ ذرّہ آپ پر قربان ہو، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔یہ لوگ ناواقف تھے، نادان تھے اِسلئے انہوں نے مجھے تکلیف دی اگر یہ لوگ تباہ کر دیئے گئے تو ایمان کون لائے گا۔سو اے اہلِ لدھیانہ! جنہوں نے میری موت کی تمنا کی میں تمہارے لئے زندگی کا پیغام لایا ہوں، اَبدی زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام۔ ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس کے بعد فنا نہیں اور کوئی موت نہیں۔میں تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی رضا کا پیغام لایا ہوں جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کے لئے کوئی دُکھ نہیں رہتا اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دلوں کو ضرور کھولے گی اور دنیا دیکھے گی کہ یہ شہر اِنْشَاءَ اللّٰہُ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوگا''۔

اس کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کی مخالفت پر مبنی گزشتہ حالات وواقعات پر تفصیل سے روشنی ڈال کر ثابت فرمایا کہ یہ مخالفت ہمارے سلسلہ کی راہ میں روک نہیں بن سکتی بلکہ ہر مخالفت کے بعد ترقیات کا ایک نیا دَور شروع ہو جاتا ہے۔حضور انور نے اس تعلق میں اپنی ایک لمبی خواب بھی سنائی اور پھر اُس کی روشنی میں اہلِ لدھیانہ کو بعض نصائح فرمائیں۔

(۱۱) زندگی وقف کرنے کی تحریک

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی المناک وفات کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ جماعت میں جلد سے جلد علماء اور علومِ اسلامیہ کے ماہرین پیدا کرنے ضروری ہیں تا وہ پہلے بزرگوں کے قائمقام ہوسکیں اور جماعت کیلئے مِنْ حَیْثُ الجماعت اپنے علمی مقام سے گرنے کا امکان باقی نہ رہے۔ چنانچہ حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۴۴ء کے دَوران تقریر کرتے ہوئے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی، حضرت حافظ روشن علی صاحب، حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی، حضرت قاضی امیر حسین صاحب اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کیلئے نوجوانوں کو زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی جس کے نتیجہ میں بہت سارے نوجوانوں نے حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔

بعدازاں سیدنا حضرت مصلح موعود نے یکم مئی ۱۹۴۴ء کو جماعت کے سامنے رضا کارانہ طور پر تبلیغ کرنے والوں کو اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

''دنیا میں تبلیغ کرنے کے لئے ہمیں ہزاروں مبلّغوں کی ضرورت ہے مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مبلّغ کہاں سے آئیں اور ان کے اخراجات کون برداشت کرے؟ مَیں نے بہت سوچا ہے مگر بڑے غور وفکر کے بعد مَیں سوائے اس کے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا کہ جب تک وہی طریق اختیار نہیں کیا جائے گا جو پہلے زمانوں میں اختیار کیا گیا تھا اُس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے ...... حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم دنیا میں نکل جاؤ اور تبلیغ کرو۔ جب رات کا وقت آئے تو جس بستی میں تمہیں ٹھہرنا پڑے اُسی بستی کے رہنے والوں سے کھانا کھاؤ اور پھر آگے چل دو۔...... اگر ہماری جماعت کے دوست بھی اِسی طرح کریں کہ وہ گھروں سے تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ ایک ایک گاؤں اور ایک ایک بستی اور ایک ایک شہر میں تین تین

دن ٹھہرتے جائیں اور تبلیغ کرتے جائیں۔ اگر کسی گاؤں والے لڑیں تو جیسے حضرت مسیح ناصری نے کہا تھا وہ اپنے پاؤں سے خاک جھاڑ کر آگے نکل جائیں تو میں سمجھتا ہوں تبلیغ کا سوال ایک دن میں حل ہو جائے۔''

(۱۲) لجنہ اماء اللہ سنجیدگی سے عورتوں کی اصلاح کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تربیتی خطاب مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۴۴ء کو لجنہ اماء اللہ قادیان کے جلسہ میں ارشاد فرمایا۔ جس میں لجنہ اماء اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور سنجیدگی کے ساتھ عورتوں کی اصلاح کرنے کے پروگرام بنانے کی تحریک فرمائی۔ اس سلسلہ میں تمام لجنات کو تجنید میں شامل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ہر مہینہ میں کم از کم ایک تربیتی اجلاس منعقد کرنے کی تلقین فرمائی جس میں تمام مستورات کو پابندی کے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس خطاب میں حضور نے عورتوں کی اصلاح کی ضرورت سے متعلق اپنے الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''مجھے جو یہ الہام ہوا ہے کہ اگر تم پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ پچاس فیصدی سے یہی مراد ہے کہ پچاس فیصدی کی اصلاح بھی بہت بڑی بات ہے۔...... محلّہ کی پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کا فرض ہوگا کہ وہ سب عورتوں کو جلسہ میں شریک کرے۔ اگر تم صرف پچاس فیصدی عورتوں کو جلسہ میں لاؤ گی تو باقی پچاس فیصدی عورتوں کو تم مار رہی ہوگی کیونکہ وہ اپنے اخلاص میں کم ہوتی جائیں گی۔ پندرہ روزہ جلسہ محلّہ کا ہو اور پندرہ روزہ مرکز کا۔ ایک جمعہ یا ہفتہ کو محلّہ کا جلسہ ہو اور ایک ہفتہ مرکز کا۔ کام کو باقاعدگی سے کرنے سے ہی فائدہ ہوگا۔ تھوڑا کام کرو اور اُس کی عادت ڈالو پھر اُس کو اَور بڑھاؤ اَور بڑھاؤ''۔

(۱۳) تعلیم الاسلام کالج کے قیام کی اغراض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ بصیرت افروز خطاب تعلیم الاسلام کالج قادیان کے

افتتاح کے موقع پر مؤرخہ ۴؍ جون ۱۹۴۴ء کو ارشاد فرمایا۔ اس خطاب میں حضور نے کالج کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے اور کالج کے پروفیسروں کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کالج کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''یہ تقریب جو تعلیم الاسلام کالج کے افتتاح کی ہے اپنے اندر دوگونہ مقاصد رکھتی ہے۔ ایک مقصد تو اشاعت تعلیم ہے جس کے بغیر تمدنی اور اقتصادی حالت کسی جماعت کی درست نہیں رہ سکتی...... دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ آجکل کی تعلیم بہت سا اثر مذہب پر بھی ڈالتی ہے...... اِس لئے ہمارے کالج کے قیام کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ مذہب پر جو اعتراضات مختلف علوم کے ذریعہ کئے جاتے ہیں اُن کا انہی علوم کے ذریعہ ردّ کیا جائے''۔

کالج کے پروفیسروں کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس جہاں دوسرے پروفیسروں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اِن اعتراضات کو زیادہ سے زیادہ قوی کرتے چلے جائیں وہاں ہمارے پروفیسروں کی غرض یہ ہوگی کہ وہ اِن اعتراضات کا زیادہ سے زیادہ ردّ کرتے چلے جائیں۔''

حضور نے کالج کے منتظمین اور عملہ کو بھی بعض ہدایات فرمائیں کہ اس کالج میں داخلہ لینے والے کسی بھی غیر مذاہب کے طالبعلم کیلئے کوئی روک پیدا نہ ہو جس کے نتیجہ میں وہ اس کالج کی تعلیم سے فائدہ حاصل نہ کرسکیں۔ نیز کالج کے منتظمین کو یہ ہدایت فرمائی کہ:۔

''وہ کالج کے پروفیسروں کے ایسے ادارے بنائیں جو اِن مختلف قسم کے اعتراضات کو جو مختلف علوم کے ماتحت اسلام پر کئے جاتے ہیں جمع کریں اور اپنے طور پر اُن کو ردّ کرنے کی کوشش کریں اور ایسے رنگ میں تحقیقات کریں کہ نہ صرف عقلی اور مذہبی طور پر وہ اِن اعتراضات کو ردّ کرسکیں بلکہ خود اُن علوم سے ہی وہ اُن کی تردید کر دیں۔''

حضور نے بڑی تحدی سے دعویٰ فرمایا کہ:۔

''اس امر کو یاد رکھو کہ تمام نئے علوم اور نئی تحقیقاتیں اسلام کی مؤید ہیں''۔

نیز فرمایا کہ ہمیں کامل یقین ہے کہ احمدیت کے بیج سے ایک ایسا تناور درخت پیدا ہونے والا ہے جس کے سایہ تلے تمام دنیا آرام کرے گی۔

حضور نے اپنے اس خطاب میں طلباء کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہمارا مقصد یہ ہے کہ جولڑکے ہمارے ہاں تعلیم پائیں وہ تعلیم میں دوسروں سے اعلیٰ ہوں، وہ تربیت میں دوسروں سے اعلیٰ ہوں، وہ اخلاقِ فاضلہ میں دوسروں سے اعلیٰ ہوں تو یقیناً وہ اِن اَن گھڑے جواہرات کو قیمتی ہیروں میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ضرورت اِس امر کی ہے کہ وہ اخلاص اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کا خوف اپنے دلوں میں پیدا کریں اور لڑکوں کی تعلیمی حالت بھی بہتر بنائیں، ان کی اخلاقی حالت بھی بہتر بنائیں اور اِن کی مذہبی حالت بھی بہتر بنائیں''۔

حضور نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''طلباء کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے افسروں کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کریں...... اور ان افسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے سے بڑے افسروں کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کریں''۔

(۱۴) غزوہ حنین کے موقع پر صحابہ کرامؓ کا قابل تقلید نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ روح پرور تقریر مؤرخہ ۱۶ر جون ۱۹۴۴ء کو مجاہد تحریک جدید چوہدری احسان الٰہی جنجوعہ مبلغ مغربی افریقہ کے اعزاز میں دیئے گئے عصرانہ کے موقع پر ارشاد فرمائی جس کا اہتمام مجاہدین تحریک جدید کی طرف سے کیا گیا۔

حضور نے اس خطاب میں صحابہ کرام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و وفا کے واقعات بیان فرمائے اور صحابہ کی قربانیوں کا روح پرور تذکرہ فرمایا بالخصوص غزوہ حنین کے موقع پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدق و وفا کے کارہائے نمایاں بیان کرتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو وہی نمونہ دکھانے کی تلقین فرمائی آپ نے فرمایا:۔

''جب تک ہم یہی نمونہ نہیں دکھاتے جو غزوہ حنین کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے جواب میں صحابہ کرامؓ نے دکھایا، جب تک روحانی طور پر اِس نظارہ کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے یہی آواز ہماری روح سے نہیں نکلتی کہ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَبَّیْکَ ! ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اپنے ایمان کا کوئی ثبوت پیش کیا ہے''۔

(۱۵) خلافت کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے وابستہ رہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر دلپذیر مؤرخہ ۲۵ر جون ۱۹۴۴ء کو بعد نماز عصر ایک تقریب کے موقع پر قادیان میں ارشاد فرمائی جو مؤرخہ ۲۴ر مئی ۱۹۶۰ء کو پہلی دفعہ روزنامہ الفضل میں شائع ہوئی۔

اس تقریر میں حضور نے انبیاء علیہم السلام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے یہ نقطہ بیان فرمایا کہ تمام انبیاء اپنی دینی ڈیوٹی سرانجام دے کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر خدا تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے قائم چلی آ رہی ہے۔ ہر شخص جو اُس سے تعلق پیدا کر لیتا ہے وہ ہمیشہ اپنی جڑیں اُس زمین میں پائے گا جو خدا کی رحمت کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں کیونکہ اس تعلق کیلئے موت نہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی کو دائمی زندگی بنائیں تو اِس کیلئے اِس زمانہ کے ماموراور نبی اللہ کے ذریعہ قائم کردہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم رکھنے کا اب یہی ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے خلافت احمدیہ کو قائم رکھنا اوراس کے ساتھ وابستگی رکھنا ہمارا فرض ہے اوراس پر ہماری روحانی زندگی کا انحصار ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ اس غفلت اور کوتاہی کا ازالہ کرے اور خلافت احمدیہ کو ایسی مضبوطی سے قائم رکھے کہ قیامت تک کوئی دشمن اس میں رخنہ اندازی کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جماعت اپنی روحانیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو اسلام کی آغوش میں لے آئے''۔

(۱۶) میری مریم

حضرت اُمّ طاہر سیدہ مریم بیگم صاحبہ مؤرخہ ۵؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو گنگا رام ہسپتال لاہور میں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ آپ کی وفات اگرچہ پوری جماعت کیلئے ایک دردناک المیہ کی حیثیت رکھتی تھی مگر طبعی طور پر اس کا سب سے زیادہ صدمہ خود حضرت سیدنا مصلح موعود کو پہنچا لیکن حضور نے اس موقع پر نہ صرف بے مثال صبر وتحمل اور رضاء بِالقضاء کا نمونہ دکھایا بلکہ پوری جماعت کو صبر کی تلقین فرمائی۔

حضرت مصلح موعود نے تقریباً ساڑھے تین ماہ تک حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ کی نسبت کچھ تحریر نہ فرمایا۔ ازاں بعد ارشادِ نبوی اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ کے پیش نظر ایک مضمون رقم فرمایا جس میں حضور نے بڑی تفصیل سے حضرت سیّدہ اُمّ طاہر کے سوانح، ان کی خصائل و عادات، ان کے کارنامے اور خدماتِ دینیہ کا ذکر فرمایا اور آخر پر آپ کی آخری بیماری کے دردناک حالات وواقعات بیان فرمائے۔

حضور اس مضمون میں آپ کے محاسن کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''مریم کو احمدیت پر سچا ایمان حاصل تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قربان تھیں اُن کو قرآن کریم سے محبت تھی اور اِس کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کرتی تھیں۔ انہوں نے قرآن کریم ایک حافظ سے پڑھا تھا اس لئے ط، ق خوب بلکہ ضرورت سے زیادہ زور سے ادا کرتی تھیں...... مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا مَیں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کرسکتا تھا۔ اِن کی نسوانی کمزوری اُس وقت دَب جاتی، چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سِوا اِس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مرجائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اِس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ اِنہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لئے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور

وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو، بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو بلکہ بھول جاتی تھیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا اور اِس کے بعد جب کام ختم ہو جاتا تو وہ ہوتیں یا گرم پانی کی بوتلیں جن میں لپٹی ہوئی وہ اِس طرح اپنے درد کرنے والے جسم اور متورم پیٹ کو چاروں طرف سے ڈھانپے ہوئے لیٹ جاتیں کہ دیکھنے والا سمجھتا تھا کہ یہ عورت ابھی کوئی بڑا آپریشن کروا کر ہسپتال سے آئی ہے۔ اور وہ کام اِن کے بیمار جسم کے لئے واقعہ میں بڑا آپریشن ہوتا تھا''۔

(۱۷) خدام الاحمدیہ کیلئے تین اہم باتیں

مجلس خدام الاحمدیہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کے موقع پر مؤرخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۴۴ء کو حضرت مصلح موعود نے یہ تقریر ارشاد فرمائی جس میں حضور نے خدام کو بہت قیمتی اور زرّیں نصائح فرمائیں۔ خاص طور پر درج ذیل دو باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''قوم کی ترقی کے لئے بنیادی طور پر یہ اَمر نہایت ضروری ہے کہ اُس کا ہر فرد اِن دو فقروں کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو کہ ''ہم نے کیا کہنا ہے'' جس کے اندر ''ہم نے کیا کرنا ہے'' بھی شامل ہے اور دوسرے یہ کہ ''ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے''۔ جب یہ دونوں باتیں حل ہو جائیں اور پھر جو کچھ ہم نے کہنا ہو وہ اپنے اندر اہمیت بھی رکھتا ہو تو ہماری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا''۔

نیز اس تقریر میں حضور نے دین کی واقفیت کیلئے اوّل قرآن کریم کا ترجمہ، دوم حدیث اور سوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کو ضروری قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد اور خدام کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض بڑی پُرحکمت، مؤثر اور قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں۔ خدام کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے یہ خطاب بہت ہی قیمتی اور پُرتاثیر ہے۔

(۱۸) تمام جماعتوں میں انصاراللہ کی تنظیم ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ روح پرور خطاب مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاح کے موقع پر مؤرخہ ۲۵ ؍دسمبر ۱۹۴۴ء کو ارشاد فرمایا۔ حضور نے اپنی اس تقریر میں مجلس انصاراللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اس موقع پر حضور نے انصاراللہ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنی اصلاح کا ایک گُر بیان فرمایا کہ:۔

''تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے متعلقات اور اپنے گردوپیش کی اصلاح کی کوشش کی جائے اِسی سے انسان کی اپنی اصلاح ہوتی ہے، اِسی سے قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہے اور کامیابی کا یہی واحد ذریعہ ہے''۔

حضور نے اس طریق اصلاح کو ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اگر تم روحانی طور پر زندہ رہنا اور کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے صرف اپنی اصلاح کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اپنے گردوپیش کی اصلاح کرنا اور مجموعی طور پر اِس کے لئے کوشش کرنا اور مل کر خدا سے دعا مانگنا ضروری ہے۔ چنانچہ اِسی غرض کے لئے میں نے مجلس انصاراللہ، لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ قائم کی ہیں''۔

(۱۹) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء

حضرت مصلح موعود نے یہ مختصر مگر روح پرور تقریر مؤرخہ ۲۶ ؍دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ جس میں حضور نے اس تشویش کا اظہار کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین ترین چہرہ جس کی برکت سے سورج اور چاند روشن ہیں لوگوں نے اُن کے مشن سے منہ موڑ رکھا ہے۔ وہ تعلق جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا آج اس میں بے انتہاء کمی آچکی ہے۔ ایسے حالات میں آج صرف جماعت احمدیہ

ہی ہے جس نے اسلام کی حفاظت اور امداد کا بیڑہ اُٹھایا ہے پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔

اس تقریر میں حضور نے دعویٰ مصلح موعود کو دُہراتے ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ:۔

''میری تو ایک ہی خواہش ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں جان دے دوں اور محمد ﷺ کی کھوئی ہوئی وراثت آپ کے حضور پیش کر دوں۔

میں نے بارہا اپنے مولیٰ سے التجا کی ہے اور ہمیشہ کرتا رہتا ہوں کہ الٰہی! اگر میری مٹی بھی کسی ذلیل ترین مقام پر پھینک دینے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کچھ خدمت ہو سکتی ہے تو میری کسی لحاظ سے بھی کوئی پرواہ نہ کر اور محمد ﷺ کے مقام کی عزت کے لئے جو بھی قربانی لی جانی ضروری ہو وہ مجھ سے لے اور مجھے توفیق دے''۔

(۲۰) لجنہ اماء اللہ کی تنظیم سے متعلق ضروری ہدایات

حضرت مصلح موعود نے یہ تربیتی تقریر مؤرخہ ۲۷ ردسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر خواتین کی جلسہ گاہ میں ارشاد فرمائی۔ اس تقریر میں حضور نے درج ذیل امور پر روشنی ڈالی۔

۱۔ عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ہر نام کا کوئی نہ کوئی معنی ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت میں آپ نے لفظ ''اُمّ'' اور ''حَوّا'' کے معنوں پر روشنی ڈالی ہے اور بتایا کہ عربی زبان کی یہ خصوصیت کسی دوسری زبان میں نہیں پائی جاتی۔

۲۔ انسانی پیدائش کا مقصد اور غرض وغایت پر روشنی ڈالی اور اس تعلق میں لفظ ''انسان'' کے معنوں کی وضاحت فرمائی ہے جس سے انسان کو اُس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے'' کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے ایک معنی یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ:۔

''قوم میں جنت ماؤں کے ذریعہ سے ہی آتی ہے''۔

۴۔ لجنہ اماء اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''مہینہ کے اندر اندر یعنی جنوری ۱۹۴۵ء ختم ہونے سے پہلے وہ اپنے دفتر کو منظّم کرلیں''۔

۵۔ حضور نے لجنہ کو احمدی خواتین کی تنظیم کی نسبت بیش قیمت ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''لجنہ اماء اللہ کا پہلا قدم یہ ہونا چاہئے کہ جب اُن کی تنظیم ہو جائے تو جماعت کی تمام عورتوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دے۔ پھر دوسرا قدم یہ ہونا چاہئے کہ نماز، روزہ اور شریعت کے دوسرے موٹے موٹے احکام کے متعلق آسان اُردو زبان میں مسائل لکھ کر تمام عورتوں کو سکھا دیئے جائیں اور پھر تیسرا قدم یہ ہونا چاہئے کہ ہر ایک عورت کو نماز کا ترجمہ یاد ہو جائے تا کہ ان کی نماز طوطے کی طرح نہ ہو کہ وہ نماز پڑھ رہی ہوں مگر اُن کو یہ علم ہی نہ ہو کہ وہ نماز میں کیا کہہ رہی ہیں اور آخری اور اصل قدم یہ ہونا چاہئے کہ تمام عورتوں کو باترجمہ قرآن مجید آجائے''۔

(۲۱) بعض اہم اور ضروری امور (۱۹۴۴ء)

حضرت مصلح موعود نے یہ بصیرت افروز خطاب مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۴ء کو برموقع جلسہ سالانہ قادیان ارشاد فرمایا۔ اس میں حضور نے درج ذیل امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے تو حضور نے دورانِ سال حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ اور حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''بے شک ہمیں بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے مگر ہم اپنے خدا کی رضا پر راضی ہیں اور اس کے فضلوں پر یقین رکھتے ہیں''۔

۲۔ سلسلہ احمدیہ کے ایک کھوئے ہوئے مبلغ مولوی محمد الدین صاحب (جن کے بارہ میں مغربی افریقہ جاتے ہوئے بحری جہاز کے غرق ہو جانے سے وفات پا جانے کا گمان کیا جا رہا تھا) کا جہاز کو پیش آمدہ حادثہ سے زندہ بچ جانا اور جاپانیوں کی قید میں ہونے کی

اطلاع ملنے پر ان کے متعلق تازہ صورتحال سے احباب جماعت کو مطلع فرمایا اور ان کی یورپ کے متعدد ممالک میں خدمات کی روشنی میں ذکر خیر کرتے ہوئے ان کی درازیٔ عمر کیلئے دعا کی تحریک فرمائی۔

۳۔ دعویٰ مصلح موعود کے بعد غیر مبائعین کی طرف سے پیدا ہونے والی مخالفت اور فتنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے جماعتی ترقی کیلئے مفید قرار دیا اور جماعت کو صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

۴۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے موصولہ مقابلہ کے چیلنج پر سیر حاصل تبصرہ اور محاسبہ کرتے ہوئے ان کے چیلنج کا بُطلان ثابت کیا۔

۵۔ مذکورہ بالا تمام امور بیان کرنے کے بعد حضور انور نے دورانِ سال جماعت پر نازل ہونے والے افضالِ الٰہی کا روح پرور تذکرہ فرمایا۔

(۲۲) الموعود

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ معرکۃ الآراء خطاب مؤرخہ ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمایا جس میں اپنے دعویٰ مصلح موعود پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے نہ صرف پیشگوئی مصلح موعود کا پورا ہونا قطعی دلائل اور واقعات سے روزِ روشن کی طرح ثابت کیا بلکہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے اعتراضات کا ردّ بھی نہایت عمدہ طور پر فرمایا۔

حضور نے اس خطاب کے آخر پر احباب جماعت کو اُن کی بعض نئی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

’’آپ لوگ جو میرے اِس اعلان کے مصدق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بیشک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اِس پیشگوئی کو پورا کیا بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اِس کے بعد اَب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔ میں تمہیں اُچھلنے کودنے سے نہیں روکتا۔ بیشک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اُچھلو اور کُودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اِس خوشی اور اُچھل کُود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو...... اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کُفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ ایسا ہی ہوگا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں''۔

انڈیکس

مرتبہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب

مضامین

آ۔ا

خلیفۃ المسیح الثانی حضرت

خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت

خواب

خودکشی

د

درود شریف

دعا

ن

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

احادیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

مقامات

س

ش

ط

ع

ف

ق

ک

کتابیات

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی اٹھارویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۶ رفروری ۱۹۴۵ءتا ۲۰ رمئی ۱۹۴۷ء کی بتیس مختلف تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) اسلام کا اقتصادی نظام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ معرکۃ الآ راء اور انقلاب انگیز تقریر مؤرخہ ۲۶ رفروری ۱۹۴۵ء کو احمدیہ ہوسٹل واقع ۲۳ ڈیوس روڈ لاہور میں احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام مختلف مذاہب کے لوگوں کے اجتماع میں ارشاد فرمائی۔ یہ تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی۔ اس تقریر میں احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مُسلم اور غیر مُسلم معززین بھی شامل تھے جن کی اکثریت اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ طبقہ اور پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسرز اور طلباء سے تعلق رکھتی تھی۔ تقریر کے دوران پروفیسرز، وکلاء اور دیگر اہلِ علم دوست کثرت سے نوٹ لیتے رہے۔

اس تقریر کی صدارت مسٹر رام چندر مچندہ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے کی۔ تقریر کے خاتمہ پر صاحبِ صدر نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:۔

> ''میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقع ملا اور مجھے اِس بات سے خوشی ہے کہ تحریک احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر اِس وقت آپ لوگوں نے سُنی ہے اُس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں مجھے اس تقریر سے

بہت فائدہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی اِن قیمتی معلومات سے فائدہ اُٹھایا ہوگا۔ مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ اس جلسہ میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مُسلم بھی شامل ہوئے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ مُسلمانوں اور غیر مُسلموں کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں۔ جماعت کے بہت سے معزز دوستوں سے مجھے تبادلۂ خیالات کا موقع ملتا رہتا ہے۔ یہ جماعت اسلام کی وہ تفسیر کرتی ہے جو اس ملک کے لئے نہایت مفید ہے۔ پہلے تو میں سمجھتا تھا اور یہ میری غلطی تھی کہ اسلام اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا مگر آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ سُن کر بہت خوشی ہے۔ میں غیر مُسلم دوستوں سے کہوں گا کہ اس قسم کے اسلام کی عزت و احترام کرنے میں آپ لوگوں کو کیا عذر ہے؟ آپ لوگوں نے جس سنجیدگی اور سکون سے اڑھائی گھنٹہ تک حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سُنی اگر کوئی یورپین اس بات کو دیکھتا تو حیران ہوتا کہ ہندوستان نے اتنی ترقی کر لی ہے۔ جہاں میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے سکون کے ساتھ تقریر کو سُنا وہاں میں اپنی طرف سے اور آپ سب لوگوں کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کا بار بار اور لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے اپنی نہایت ہی قیمتی معلومات سے پُر تقریر سے ہمیں مستفید فرمایا''۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۵، ۴۹۶)

سامعین پر اِس تقریر کے اثر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس تقریر کو حاضرین نے ایسے شوق سے سنا کہ اتنے لمبے عرصہ تک لوگ اس طرح بیٹھے رہے کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ ایک پروفیسر تو اِس تقریر کو سن کر رو پڑے اور بعض کمیونزم کے حامی طلباء نے اِس خیال کا اظہار کیا کہ وہ اسلامی شوشلزم کے قائل ہوگئے ہیں اور اب اسے صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں۔ یونیورسٹی اکنامکس ڈیپارٹمنٹ کے ایم۔ اے کے بعض طلباء نے حضور کی اس تقریر کے متعلق یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر یونیورسٹی اکنامکس ڈیپارٹمنٹ کے

پروفیسروں کے پاس بھیجا جانا چاہئے۔ نیز اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ جہاں مختلف سکیمیں ہندوستان کی آئندہ ترقی اور بہبودی کیلئے دوسرے لوگوں کی طرف سے پیش ہو رہی ہیں وہاں یہ اسلامی نظام جو حضور نے پیش فرمایا ہے مسلمانوں کے خیالات کی نمائندگی کرے گا الغرض جوں جوں اس تقریر کی شہرت ہوئی بعض لوگ جو یونیورسٹی سے تعلق رکھتے تھے اور چوٹی کے پروفیسر تھے اُنہوں نے اپنے ملنے والوں سے معذرتیں کیں اور اس امر پر افسوس کیا کہ وہ بوجہ بعض دوسری مصروفیتوں کے اس عظیم الشان لیکچر کے سننے سے محروم رہے۔

حضور نے اپنے فاضلانہ خطاب کے آغاز میں سب سے پہلے نہایت لطیف پیرایہ میں اسلام کی اقتصادی تعلیم کا ماحول بیان فرمایا اور پھر اموال سے متعلق اسلامی نظریہ کی وضاحت کی اور نہایت تفصیل سے بتایا کہ اسلام نے کس طرح صرف دولت کے غلط استعمال ہی کو نہیں روکا بلکہ اس کے ناجائز طور پر حصول کا بھی مؤثر سدباب فرمایا ہے۔

حضور نے اپنی تقریر کے دوسرے حصے میں کمیونزم کی تحریک کا مذہبی، اقتصادی، سیاسی، نظریاتی اور عملی لحاظ سے تفصیلی جائزہ لیا اور آخر میں اُس کے متعلق بائبل کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا اُردو متن سنانے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اپنی پیشگوئی کا بھی ذکر فرمایا۔

الغرض حضرت مصلح موعود کے اِس لیکچر نے چوٹی کے علمی طبقوں میں ایک تہلکہ مچا دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے ہر سطح پر غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔

(۲) قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق تاکید

حضرت مصلح موعود کے ارشاد کی تعمیل میں مؤرخہ ۲۵ / اگست تا ۲۵ / ستمبر ۱۹۴۵ء ایک ماہ کی تعلیم القرآن کلاس قادیان میں منعقد ہوئی۔ اس تعلق میں حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۱۱ / ستمبر ۱۹۴۵ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں یہ تقریر ارشاد فرمائی جس میں قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کی ضرورت نیز قرآن کریم کے سمجھنے کے متعلق نہایت اہم باتیں بیان فرمائیں اور جماعت کو پُرزور تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہر احمدی کو قرآن کریم پڑھنا چاہئے اور جو پڑھنا نہیں جانتے اُن کو سنا کر قرآن کریم سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اگر ہم یہ ارادہ کرلیں کہ سَو فیصدی افراد کو قرآن شریف کا ترجمہ سمجھا دیں گے اور اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں تو ہماری فتح میں کوئی شک ہی نہیں اور ہماری روحانی حالت میں ایک عظیم الشان تغیر آ جائے گا''۔

(۳) نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ بصیرت افروز تقریر مؤرخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ارشاد فرمائی جس میں نیکیوں پر دوام اور استقلال اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہی نیکی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جاتا ہے۔ کچھ دن نیکی کر کے پھر اُسے چھوڑ دینا ایک ایسی کمزوری ہے جس سے انسان کی روحانی زندگی ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جو قوم اِس بات کی عادی ہو کہ اُسے بار بار بیدار کیا جائے اُسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہئے۔

(۴) آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی

حضرت مصلح موعود نے یہ مضمون ہندوستان میں آئندہ ہونے والے الیکشنوں سے چند روز پیشتر مؤرخہ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء کو تحریر فرمایا جس میں احباب جماعت کو آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی سے آگاہ فرمایا جس کے بنیادی نکات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پنجاب کے باہر ہر احمدی پوری طرح مُسلم لیگ کی کمیٹیوں اور اس کے امیدواروں کی مدد کرے۔ اپنے اور اپنے زیر اثر ووٹ اُن کو دے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کو مُسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کرے۔

۲۔ پنجاب سے کھڑے ہونے والے احمدی امیدوار مُسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ اگر مُسلم لیگ سے ٹکٹ کے حصول میں کامیابی نہ ہو تو مُسلم لیگ کی پالیسی

کے تابع ہی انڈیپنڈنٹ کھڑے ہوں۔

۳۔ پنجاب کے تمام احمدی ووٹ یا زیر اثر ووٹ محفوظ رکھے جائیں اور ان کے بارہ میں مرکز سے انفرادی مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔آپ ہی آپ فیصلہ نہ کیا جائے۔

(۵) مجلس خدام الاحمدیہ کا تفصیلی پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر مؤرخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتویں سالانہ اجتماع پر ارشاد فرمائی۔

حضور نے اس تقریر میں سات کے ہندسہ کی اسلامی اصطلاح میں حیثیت و اہمیت نیز مطلب بیان کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ مجلس خدام الاحمدیہ کو اس پہلو سے اپنی کارکردگی اور مساعی کا جائزہ لینا چاہئے کہ اُس نے گزشتہ سات سالوں میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟

نیز ہدایت فرمائی کہ جماعتوں کے مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قواعد وضع کئے جائیں اور قواعد وضع کرتے وقت ان کے نتائج کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک مقامی جماعتوں کے حالات و مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے قواعد نہ بنائے جائیں محض قواعد بنا لینے سے کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی لہٰذا جماعتوں کے حالات اور مسائل کا جائزہ لینے کیلئے پہلے انسپکٹران مقرر کئے جائیں پھر ان کے جائزہ کی روشنی میں لائحہ عمل تیار کیا جائے اور ساتھ ساتھ قواعد کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اس پہلو سے بنائے گئے قواعد وضوابط مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

(۶) مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بعد نماز مغرب بمقام قادیان یہ تقریر ارشاد فرمائی جو پہلی دفعہ مؤرخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۶۰ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوئی اور اب انوار العلوم کی جلد ھٰذا میں کتابی صورت میں شائع ہو رہی ہے۔ان ارشادات میں حضور نے

مختلف سماجی و معاشرتی کمزوریوں پر روشنی ڈالی نیز انگریز قوم کی بعض کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بعض خوبیوں کو بھی بیان فرمایا جن کی روشنی میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''اب ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ ایسے اخلاق پیدا کرے جو نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں اور جن سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن جائے''۔

نیز فرمایا:۔

''ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرے اور نہ صرف وہ خوبیاں حاصل کرے جو انگریزوں میں پائی جاتی ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر خوبیاں اپنے اندر پیدا کرے تا کہ ہماری جماعت کا معیار بلند ہو اور لوگوں پر ہمارا رُعب قائم ہو''۔

(۷) نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ پُر معارف خطاب مؤرخہ ۲۷ ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمایا جس میں حضور نے اس ابدی اصول پر روشنی ڈالی کہ کفر ہمیشہ ایک ہی راستے پر چل رہا ہے اور اس سے پیار کرنے والے ہر نبی کے زمانہ میں وہی طریق اختیار کرتے ہیں جو پہلے انبیاء کے زمانہ میں اختیار کیا گیا۔ اسی طرح ہدایت کا بھی ایک بنا بنایا راستہ ہے جو ابتدا سے آج تک بغیر تغیر و تبدل کے چلا آ رہا ہے اور ہر آنے والا اِسی راستہ پر چلتا ہے لیکن لوگ اس بنے ہوئے راستہ کی طرف توجہ نہیں کرتے اور خود تراشیدہ قوانین کی پیروی کرتے ہیں۔

چنانچہ اس اصول سے آپ نے اس حقیقت کو ثابت کیا کہ تمام انبیاء کے حالات و واقعات ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں لہٰذا اِسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو بخوبی پرکھا جا سکتا ہے۔

(۸) تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اغراض ومقاصد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر مؤرخہ ۲۸ ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ارشاد فرمائی جس میں تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اغراض ومقاصد کو کھول کر بیان فرمایا اور لاکھوں مبلغین تیار کرنے کیلئے بڑھ چڑھ کر چندہ تحریک جدید میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ:۔

''حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں صحیح طور پر تبلیغِ اسلام کرنے کیلئے ہمیں لاکھوں مبلغوں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے''۔

اس کے علاوہ حضور نے اس تقریر میں ہر جگہ قرآن کریم کے درس جاری کرنے، تجارت کی طرف توجہ دینے اور زندگیاں وقف کرنے جیسی تحریکات پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی طرف توجہ دینے کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مرکز سلسلہ میں بار بار آنے کی بھی تحریک فرمائی۔ آخر پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''دنیا میں وہی جماعت اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہے جس کے افراد اپنے دلوں میں محبتِ الٰہی رکھتے ہوں''۔

(۹) پارلیمنٹری مشن اور ہندوستانیوں کا فرض

مارچ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ کی لیبر حکومت نے ہندوستان کے سیاسی تعطّل کو دور کرنے کیلئے ایک سکیم دے کر لارڈ پینیتھک لارنس (وزیر ہند) سٹیفورڈ کرپس (لارڈ پریوی سیل) اور الیگزنڈر (وزیر بحر) پر مشتمل ایک وزارتی مشن ہندوستان بھیجا۔ یہ وفد ۲۵ ر مارچ ۱۹۴۶ء کو دہلی پہنچا اور آتے ہی مُسلم لیگ اور کانگرس کے زعماء سے بات چیت میں مصروف ہوگیا۔

پارلیمنٹری وفد کی ہندوستان میں آمد پر حضرت مصلح موعود نے ایک دینی اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے برطانوی ارکان، مُسلم لیگ اور کانگرس سب کو اُن کی نازک ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ہندوستان کی گتھی کو عدل و انصاف اور اخلاق کے تقاضوں کے مطابق

سُلجھانے کا مخلصانہ مشورہ دیا۔ نیز مُسلم لیگ کے مؤقف کی زبردست حمایت کی اور کانگرس کے بے بنیاد پراپیگنڈا کی حقیقت واقعات کی روشنی میں واضح فرمائی اور اُسے مشورہ دیا کہ وہ تبدیلی مذہب کے متعلق اپنا زاویہ نگاہ بدل لے۔

(۱۰) ہر کام کی بنیاد حق الیقین پر ہونی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ مضمون سورۃ الم نشرح کی تفسیر کرتے ہوئے درس میں بیان فرمایا تھا جسے افادۂ عام کے لئے مؤرخہ ۱۵/اپریل ۱۹۴۶ء کو روزنامہ الفضل میں شائع کیا گیا اور اب اِسے کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(۱۱) فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کی تقریب

یہ مختصر خطاب حضرت مصلح موعود نے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قادیان کے افتتاح کے موقع پر مؤرخہ ۱۹/اپریل ۱۹۴۶ء کو نمائندگانِ شوریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جس میں حضور نے اس سلسلہ میں آئندہ ہونے والی توسیع نیز دیگر آلات وغیرہ کی خریداری کے سلسلہ میں پیش آمدہ ضروریات کے پیش نظر احباب جماعت کو مالی قربانیوں کیلئے تیار رہنے کی تلقین فرمائی نیز اِس انسٹیٹیوٹ کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

> ''تا کہ ہم اپنی جدوجہد کے ذریعہ سائنس کو مذہب کے قریب لانے کی کوشش کریں...... کوئی سچی سائنس سچے مذہب سے ٹکرا نہیں سکتی اور یہ کام بندوں کا ہے کہ وہ سائنس کے مسائل کو مذہب کے مطابق ثابت کریں اور دنیا سے اِس ناواجب تفرقہ اور شقاق کو دور کر دیں جو مذہب اور سائنس میں پایا جاتا ہے''۔

(۱۲) ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں

حضرت مصلح موعود نے یہ تقریر مؤرخہ ۲۹/اپریل ۱۹۴۶ء کو بوقت بعد نماز مغرب بمقام قادیان دارالامان ارشاد فرمائی جس میں تحریک فرمائی کہ قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات

کو عام کرنے کیلئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ چنانچہ فرمایا کہ:۔

''صدر انجمن احمدیہ کو چاہئے کہ چار پانچ حفاظ مقرر کرے جن کا کام یہ ہو کہ وہ مساجد میں نمازیں بھی پڑھایا کریں اور لوگوں کو قرآن کریم بھی پڑھائیں۔ اسی طرح پر جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے اُن کو ترجمہ پڑھاویں۔ اگر صبح و شام وہ محلوں میں قرآن پڑھاتے رہیں تو قرآن کریم کی تعلیم بھی عام ہو جائے گی اور یہاں مجلس میں بھی جب کوئی ضرورت پیش آئے گی تو ان سے کام لیا جا سکے گا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ انجمن کو چاہئے کہ وہ انہیں اتنا کافی گزارہ دے کہ جس سے وہ شریفانہ طور پر گزارہ کر سکیں۔ پہلے دو چار آدمی رکھ لئے جائیں پھر رفتہ رفتہ اس تعداد کو بڑھایا جائے''۔

(۱۳) کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئے جسے قرآن کریم باترجمہ نہ آتا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ روح پرور تقریر مؤرخہ ۹؍مئی ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ارشاد فرمائی۔ اس مضمون میں حضور نے حفاظت قرآن نیز مختلف قراءت پر روشنی ڈالی اور تلقین فرمائی ہے کہ کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئے جسے قرآن کریم باترجمہ نہ آتا ہو۔ اس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ:۔

''جب تک لوگ قرآن کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے، جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے یہ اُس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے۔ یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تا کہ دنیا اس مأمن کے سایہ تلے آ کر امن حاصل کرے''۔

(۱۴) سپین اور سسلی میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۴۶ء میں جماعت احمدیہ کے دو مبلغین کے سپین میں پہنچنے کی اطلاع ملنے پر مؤرخہ ۳۰؍جون ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں یہ ملفوظات ارشاد فرمائے جن میں سپین میں نفوذِ اسلام اور تبلیغ اسلام کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے دوبارہ وہاں اسلام کی کھوئی ہوئی شان وشوکت کو بحال کرنے اور واپس لانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی ذمہ داریوں کو واضح فرمایا اور اس سلسلہ میں احباب جماعت کو بڑھ چڑھ کر چندہ تحریک جدید میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ سپین میں اسلام کی کھوئی ہوئی شان وشوکت کو بحال کرنے کیلئے اخلاق، متواتر قربانی اور بلند عزائم کی ضرورت ہے۔ ان اوصاف کے بغیر ہماری تمام کوششیں لاحاصل ہیں۔

(۱۵) یورپ کا پہلا شہید شریف دوتسا

۱۹۴۶ء میں البانیہ کے ایک ممتاز احمدی شریف دوتسا صاحب اپنے خاندان سمیت کمیونسٹ حکومت کے ہاتھوں نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ شریف دوتسا صاحب یورپ کے پہلے احمدی تھے جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

مکرم ملک محمد شریف صاحب مبلغ اٹلی نے حضرت مصلح موعود کو جب اس دردناک واقعہ کی اطلاع دی تو حضور نے اپنے قلم سے روزنامہ الفضل کے لئے یہ مضمون تحریر فرمایا جو مؤرخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۴۶ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا۔ جس میں حضور نے اس دردناک اور ایمان افروز واقعہ کی تفصیل درج فرمائی ہے۔ نیز اس واقعہ کی روشنی میں احباب جماعت کو تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک بھی فرمائی ہے۔

(۱۶) اب عمل اور صرف عمل کرنے کا وقت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ روح پرور اور ایمان افروز تربیتی خطاب خدام الاحمدیہ

سے مؤرخہ ۲۹؍ستمبر ۱۹۴۶ء کو بعد نماز ظہر بمقام پارک روڈ دہلی میں ارشاد فرمایا جس میں محض زبانی دعوؤں کی بجائے عملی نمونہ پیش کرنے کے متعلق نصائح فرمائی ہیں۔ اسی طرح حضور نے اس تقریر میں خدام کو اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے، تنظیم مضبوط بنانے، دین کیلئے قربانی کرنے اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نیز ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ روحانی پاکیزگی اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس تم بے شک ظاہری صفائی کا بھی خیال رکھو لیکن اس سے زیادہ فکر تمہیں روحانی گند کو دور کرنے کیلئے ہونا چاہئے۔ اس روحانی گند کو دور کرنے کی کوشش کرو اور قربانی کے معیار کو بہت بلند کرو''۔

(۱۷) فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین

یہ تقریر حضرت مصلح موعود نے یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جلسہ لجنہ اماء اللہ دہلی میں ارشاد فرمائی۔ جس میں انہیں تبلیغ کرنے اور صحابیات کے نقشِ قدم پر چلنے کی پُرزور نصیحت کی اور صحابیات کے ایمان افروز واقعات اور مثالیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''اگر تم چاہتی ہو کہ انہی انعامات کی وارث بنو جو صحابہ اور صحابیات پر ہوئے تو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اب باتیں کرنے کے دن نہیں رہے...... جب تک عورتیں مردوں کے ساتھ ہر کام میں اُن کے دوش بدوش نہیں چلتیں اُس وقت تک تبلیغ کامیاب نہیں ہوسکتی اور اُس وقت تک اسلام دنیا پر غالب نہیں ہوسکتا''۔

(۱۸) دنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عالمگیر امن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ پُر معارف تقریر مؤرخہ ۹؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کو بوقت شام ساڑھے پانچ بجے بمقام کوٹھی ۸ پارک روڈ دہلی کے وسیع صحن میں

ارشاد فرمائی۔ اس تقریر کو سننے کیلئے کئی سَو غیر احمدی اور غیر مسلم معززین تشریف لائے اور اُنہوں نے نہایت توجہ اور سکون کے ساتھ حضور کی تقریر کو سنا۔ یہ تقریر پہلی دفعہ مؤرخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۶۱ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوئی اور اب یہ انوار العلوم کی اِس جلد میں کتابی صورت میں شائع ہو رہی ہے۔ اس تقریر کے بارہ میں اخبار ''تیج'' دہلی نے اپنی ۱۴؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں حسبِ ذیل نوٹ شائع کیا۔

''احمدیوں کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ امن اور شانتی کا مسئلہ اتنا ہی پُرانا ہے جتنا کہ خود انسان، کیونکہ انسانی فطرت کے ساتھ اس کا نہایت گہرا تعلق ہے۔ اگر اس کا قیام مطلوب ہے تو اس کے لئے جذبہ دشمنی و نفرت کو ختم کرنا پڑے گا۔ مسئلہ سیاسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی ہے اور اگر ہم خدا کی خدائی سے باخبر ہوں اور روٹی کا پیار، لالچ وغیرہ کو چھوڑ دیں تو اس کے بعد ہم میں نفرت اور لالچ کے بجائے برادری اور محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی دنیا کے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا سیکھیں اور اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کریں۔ جس طرح مذہبی معاملات میں تحمل کی ضرورت ہے ٹھیک اِسی طرح دنیاداری کے معاملات میں بھی اس کا ہونا لازمی ہے۔ ہمیں قومیت و رنگ کے جھگڑوں کو ختم کر کے عالمگیر برادری کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے''۔ (الفضل ۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۶ء)

(۱۹) ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے

یہ تقریر حضرت مصلح موعود نے دہلی سے قادیان کو واپسی سے ایک روز قبل ۱۳؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جماعت احمدیہ دہلی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمائی جو حضور کی زندگی کا دہلی میں آخری خطاب ثابت ہوا۔ حضور نے اس موقعہ پر نہایت مفید اور قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا کہ:۔

’’اِس وقت تمام دنیا میں اسلام پھیلانے اور لوگوں کے قلوب کو فتح کرنے کی ذمہ داری ہماری ہے۔ یہ خیال بھی کبھی دل میں نہیں لانا چاہئے کہ یہ ذمہ داری کسی اور کی ہے جب تم یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلو گے تو دنیا بھر میں کوئی بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔تم جہاں جاؤ گے تمہارے رستہ سے رُکاوٹیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی...... ہندوستان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد ہے اس لئے بھی اور اس لئے بھی کہ دہلی ہندوستان کا صدر مقام ہے دہلی والوں پر خاص کر بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں......اب تمہارے لئے موقع ہے کہ اس کام کو سنبھالو...... خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم کو اِس فرض کے ادا کرنے کی توفیق بخشے‘‘۔

(۲۰) عمل کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ روح پرور تقریر مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع پر مؤرخہ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کو قادیان میں ارشاد فرمائی۔جس میں حضور نے خدام کو اپنی تمام صلاحیتیں اور طاقتیں صرف اور صرف کام کیلئے وقف کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز اس طرح خدام کو یہ باور کروایا کہ عمل کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ نیز اپنے خیالات وافکار میں ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی کہ جس سے خدام اسلام کا مجسم نمونہ بن جائیں۔اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ:۔

’’یہی اور یہی ذریعہ ہے اسلام کے دنیا پر غالب آنے کا۔ جب تک یہ نہ ہو اُس وقت تک ساری امیدیں مجنونانہ اور سارے خیالات پاگلانہ ہیں‘‘۔

(۲۱) دائیں کو بائیں پر فوقیت حاصل ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ تقریر مؤرخہ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ارشاد فرمائی اس تقریر میں حضور نے اسلام کی اس خصوصیت پر روشنی ڈالی جس میں کھانے

پینے، وضو کرنے، نہانے دھونے نیز دیگر بہت سارے امور میں دائیں کو بائیں پر ترجیح دی گئی ہے۔ اس تعلق میں حضور نے فرمایا کہ مومن کے دل میں شریعت اسلام کے تمام چھوٹے بڑے احکام کا احترام ہونا چاہئے اور ہر معاملہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت اور اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۲۲) زمین کی عمر

مؤرخہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ قادیان میں ڈاکٹر میلا رام صاحب پی۔ایچ۔ڈی پروفیسر طبیعات ایف سی کالج لاہور نے زمین کی عمر کے متعلق لیکچر دیا۔ اس جلسہ کی صدارت حضرت مصلح موعود نے فرمائی۔ حضور نے اپنے صدارتی خطاب میں مذہبی کتب کی روح سے دنیا کی عمر پر روشنی ڈالی اور سائنس اور مذہب کی روح سے زمین کی عمر کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کی بڑی عمدگی سے تطبیق فرمائی۔ حضور نے مذہبی کتب میں دنیا کی بیان فرمودہ چھ ہزار سال عمر کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہم جو دنیا کی عمر چھ ہزار سال کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارا وہ آدم جس سے ہماری تہذیب وتمدن کی ابتداء ہوئی اس پر چھ ہزار سال گزرے ہیں۔ ورنہ ہمارا اس سے یہ مطلب نہیں کہ ہمارے اس آدم سے پہلے کوئی آدم نہیں تھا''۔

(۲۳) خداتعالیٰ دنیا کی ہدایت کیلئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے

مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب بمقام قادیان مجلس علم وعرفان میں ایک معزز سکھ حضور کی ملاقات کیلئے تشریف لائے اور مختلف امور پر باتیں کرتے رہے۔ اس موقع پر حضور نے انہیں نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی طرف بھی توجہ دلائی اور اسلام اور احمدیت کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت فرمائی۔ یہ مضمون حضور کے اس موقع پر بیان

فرمودہ ملفوظات پر مبنی ہے۔...... روزنامہ الفضل میں افادۂ عام کیلئے مؤرخہ ۲۳؍ مارچ ۱۹۶۱ء کو پہلی دفعہ شائع کیا گیا اور اب انوار العلوم کی جلد ھذا میں کتابی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔

(۲۴) اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا

حضرت مصلح موعود نے یہ روح پرور مختصر خطاب مؤرخہ ۲۶؍ دسمبر ۱۹۴۶ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے اس خطاب میں فرمایا کہ اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا اور یہ دنیا اُس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر اپنی پوری شان کے ساتھ نہ لہرانے لگ جائے۔ اس حقیقت کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ہی آپ نے ہمارے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو خدا کیلئے قربان کر دیں اور اپنے نفوس کو ہمیشہ اس کی اطاعت کے لئے تیار رکھیں تا کہ اس کا فضل اور اس کی رحمت اور اس کی برکت ہم پر نازل ہو اور ہم اس کے حقیر ہتھیار بن کر دنیا میں عظیم الشان نتیجہ پیدا کرنے کا موجب بن جائیں''۔

(۲۵) متفرق امور (۲۷؍ دسمبر ۱۹۴۶ء)

اس تقریر میں حضور نے درج ذیل امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے تعلق میں مولوی محمد علی صاحب کے مطالبہ حلف پر تبصرہ فرماتے ہوئے متنازعہ فیہ امر کے سلسلہ میں ایک نئی تجویز پیش فرمائی۔

۲۔ قرآن کریم کے تیسویں پارہ کی تفسیر کے دوسرے حصہ کی اشاعت کا اعلان فرمایا اور احباب جماعت کو اسے خریدنے کی تحریک فرمائی۔

۳۔ قرآن کریم انگریزی کی تکمیل نیز دیباچہ تفسیر القرآن کی تصنیف کے متعلق احباب جماعت کو معلومات بہم پہنچائیں۔

۴۔ قرآن کریم کے سات مختلف زبانوں میں ہونے والے تراجم کی تکمیل کی خوشخبری جماعت کو سنائی۔
۵۔ تحریک جدید کی رجسٹریشن اور اس کے مزید شعبہ جات قائم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔
۶۔ تحریک جدید کے تحت یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعتی مساعی پر روشنی ڈالی۔
۷۔ دیہاتی مبلغین کی افادیت کے پیش نظر اس سکیم کو بڑھانے کا پروگرام بیان فرمایا۔

اس خطاب کے آخر پر حضور نے فرمایا:۔

''پس اس قدر اہم امور کی انجام دہی غیر معمولی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے۔ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بلندی کیلئے ہر ممکن قربانی کریں اور دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کریں''۔

(۲۶) جماعت کو چار چیزوں کی طرف زور دینا چاہیئے

حضرت مصلح موعود نے یہ روح پرور تربیتی امور پر مبنی خطاب مؤرخہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۴۶ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز ارشاد فرمایا جس میں نماز باجماعت، لجنہ اماء اللہ کا قیام، سچائی اور محنت کی عادت ڈالنے پر زور دیا اور فرمایا کہ:۔

''اس امر کے لئے دعائیں کی جائیں کہ جو چار باتیں میں نے اِس وقت بیان کی ہیں ہماری جماعت کو اس پر قائم ہونے کی توفیق مل جائے۔ یعنی نماز باجماعت کی پابندی سوائے کسی خاص مجبوری کے یہاں تک کہ اگر گھر میں بھی فرض نماز پڑھی جائے تو اپنے بیوی بچوں کو شامل کر کے جماعت کرا لی جائے۔...... دوسرے سچائی پر قیام ایسی سچائی کہ دشمن بھی اسے دیکھ کر حیران رہ جائے۔ تیسرے محنت کی عادت ایسی محنت کہ بہانہ سازی اور عذر تراشی کی روح ہماری جماعت میں سے بالکل مٹ جائے اور جس کے سپرد کوئی کام کیا جائے وہ اس کام کو پوری تن دہی سے سرانجام دے یا اسی کام میں فنا ہو جائے۔ چوتھے عورتوں کی اصلاح ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کا قیام اور عورتوں

میں دینی تعلیم پھیلانے کی کوشش۔ یہ چار چیزیں ہیں جن کے متعلق میں نے اِس وقت توجہ دلائی آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے''۔

(۲۷) وحشی اور غیر متمدن اقوام میں بیداری کی ایک زبردست لہر

حضرت فضل عمر نے یہ پُر معارف تقریر مؤرخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ارشاد فرمائی جس میں قرآن کریم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے موجودہ زمانہ میں ظہور پر روشنی ڈالی ہے۔اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ:۔

مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اس زمانہ میں تمام وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔

''پس یہ علامت صرف موجودہ زمانہ کے ساتھ ہی تعلق رکھتی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں ادنیٰ اقوام بھی بیدار نظر آتی ہیں''۔

نیز فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی پورا کرنے کیلئے ہمارے دل میں تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے مبلّغ افریقہ میں بھجوائیں چنانچہ نائیجریا، گولڈکوسٹ اور سیرالیون میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں اور اب لائبیریا اور کچھ فرنچ علاقے ایسے ہیں جن میں مبلغ بھجوائے جائیں گے اِس طرح مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی بیداری پیدا ہو رہی ہے کہ جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا چرچ آف انگلینڈ نے ایک مشن اِس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ کیا وجہ ہے افریقہ میں عیسائیت کی ترقی رُک گئی ہے۔اس کمیشن نے جو رپورٹ پیش کی اس میں چالیس جگہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عیسائیت کی ترقی کا رُکنا

محض اس وجہ سے ہے کہ افریقہ میں احمدیہ مشن کثرت سے پھیل گئے ہیں اور اِن کا مقابلہ عیسائیت سے نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کا ہمیں بھی ایک ذریعہ بنالیا''۔

(۲۸) ہندوستانی اُلجھنوں کا آسان ترین حل

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ یکم مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب مجلس علم و عرفان میں اپنے اس تازہ الہام فَاِنْ كَانَ فِي الْاِسْلَامِ حَقٌّ فَاَظْهِرْ کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کی تقسیم کے سلسلہ میں پیدا ہونے والی اُلجھنوں کا آسان ترین حل پیش فرمایا۔ آپ نے تقسیم کے سلسلہ میں یہ اصول بیان فرمایا کہ:۔

''قاعدہ یہ ہونا چاہئے کہ جس ملک یا علاقہ کی آواز کا صحیح طور پر پتہ نہ لگ سکے وہاں کے ہر ضلع اور ہر تحصیل کے لوگوں سے پوچھ لیا جائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور جہاں شُبہ والی بات ہو وہاں ریفرنڈم کر لیا جائے۔ میرے نزدیک ایسا ہونا چاہئے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسلمان اپنے حقوق مانگنے میں حق پر ہیں تو ان کو اُن کے حقوق دیئے جائیں اور اگر ہندوؤں کے مطالبات جائز ہیں تو ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں''۔

(۲۹) نیکی کی تحریک پر فوراً عمل کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب بمقام قادیان یہ تقریر ارشاد فرمائی جس میں آپ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جب بھی نیکی کی کوئی تحریک پیدا ہو تو فوراً اُس پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لئے نیکی کے مواقع کو کبھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''پس جب کسی انسان کے دل میں نیکی کرنے کا ارادہ پیدا ہو تو اُس کو ضائع

نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے کیونکہ ممکن ہے وہ موقع گزر جائے اور پھر توفیق نہ مل سکے۔ پس مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب نیکی کا دَور تم پر آئے تو اُس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جب تم نیکی کے ایک دَور سے فائدہ اُٹھاؤ گے تو تمہارے لئے نیکی کا اگلا دَور بہت سہل ہو جائے گا''۔

(۳۰) ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دُکھ پہنچائیں

دلّی کے ایک اخبار نے لکھا کہ احمدی پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ جب پاکستان بن جائے گا تو مسلمان پھر ان کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا اور اُس وقت احمدی کہیں گے کہ ہمیں ہندوستان میں شامل کر لو۔

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۱۶؍ مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں اِس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دُکھ پہنچائیں''۔

نیز آپ نے فرمایا کہ:۔

''ہمارا دشمن اگر ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی بھی کرے تو ہم انصاف سے کام لیں گے''۔

حضور کے اس خطاب کو صیغہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان نے کتابی صورت میں شائع کیا تھا۔ جسے اب انوار العلوم کی اس جلد میں شامل کیا جا رہا ہے۔

(۳۱) انصاف پر قائم ہو جاؤ

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۱۷؍ مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں یہ خطاب

ارشاد فرمایا جس میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۹ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

’’عدل سے بڑھ کر جو چیز ہے وہ احسان اور حُسنِ سلوک ہے گویا اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دشمن کے مظالم اور اس کی جفا کاریوں کے مقابلہ میں تم نہ صرف عدل سے کام لو بلکہ اس سے احسان اور حُسنِ سلوک کا بھی معاملہ کرو۔ اگر تم صرف عدل سے کام لوگے تو گو یہ چیز اَقْرَبُ اِلَی التَّقْوٰی ہوگی مگر تقویٰ نہیں ہوگی۔ تقویٰ یہ ہے کہ تم دشمن سے احسان کا سلوک کرو اور اس کے مظالم کو بالکل بھول جاؤ‘‘۔

(۳۲) ایک آیت کی تفسیر

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ایک خصوصی لیکچر ارشاد فرمایا۔ حضور کا یہ پُر معارف لیکچر ۱۹۶۱ء میں پہلی مرتبہ روزنامہ الفضل ربوہ میں پانچ قسطوں میں شائع ہوا اور اب یہ لیکچر کتابی صورت میں انوار العلوم کی اِس جلد میں شائع ہو رہا ہے۔

اس لیکچر میں حضور نے سورۃ الانفال کی آیت ۶ (**كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ** ...... الخ) کی انتہائی پُر معارف اور بے نظیر تفسیر بیان فرمائی۔ نیز اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اُن کا حل بیان فرمایا۔ اسی طرح تعلق باللہ کی کمی کے باعث مفسرین سے تفسیر بیان کرتے ہوئے جو غلطیاں سرزد ہوئیں اُن کی اصلاح فرمائی۔ جس سے آپ کے متعلق پیشگوئی مصلح موعود کے ان الفاظ کہ:۔

’’کلام اللہ کا مرتبہ اُس سے ظاہر ہوگا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘۔

کی کمال شان سے تصدیق ہوتی ہے۔

☆......☆......☆

انڈیکس

مرتبہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب

مضامین

ت

ج

آیات قرآنیہ

البلد	التکویر	النّصر
یَقُوۡلُ اَهۡلَکۡتُ مَالًا لُّبَدًا	وَاِذَا لۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ	یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ
(۷تا۱۸) ۱۹تا۲۵	(۶) ۵۴۴تا۵۴۹	اَفۡوَاجًا (۳) ۲۹۶

احادیث

احادیث بالمعنیٰ

اسماء

مقامات

کتابیات

ترتیب

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) کی حقائق و معارف سے پُر سلسلہ تصانیف بنام ''انوار العلوم'' کی اُنیسویں جلد احبابِ جماعت کے استفادہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ **فَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

''انوار العلوم'' کی اُنیسویں جلد حضرت مصلح موعود کی ۲۷؍ مئی ۱۹۴۷ء تا ۴؍ جولائی ۱۹۴۸ء کی کُل ۱۸ تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الٰہی منشاء کے مطابق ۱۸۸۶ء میں قادیان سے ہوشیارپور چلّہ کشی کے لئے تشریف لے گئے۔ اِس چلّہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم پسر موعود کی خوشخبری سے نوازا۔ جس کی علامات میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا...... علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا...... اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا...... اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی''۔

اس مہتم بِالشان پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک فرزندِ دلبند، گرامی ارجمند عطا فرمایا جس کے وجود باجود میں پیشگوئی کی علامات نے بڑی شان کے ساتھ ظہور فرمایا اور پھر خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے بڑی تحدّی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ **اِس پیشگوئی کا میں ہی مصداق ہوں۔**

حضرت مصلح موعود کو حضرت احدیت کی طرف سے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا گیا۔

آپ تمام عمر اپنی ذہانت و فطانت سے بنی نوع انسان کی خدمت اور راہنمائی کرتے رہے۔ آپ نے صرف جماعت احمدیہ کی ہی راہنمائی اور قیادت نہیں کی بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں اور پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق قوموں کی راہنمائی بھی کرتے رہے اور یوں دوسری قوموں نے بھی آپ کے وجود باجود سے برکت پائی اور اقوامِ عالَم کی رُستگاری کے لئے بھی آپ کوشاں رہے۔ آپ کی ذہانت وفطانت اور تبحر علمی کا ایک بیّن ثبوت انوار العلوم کی جلدات کی صورت میں بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

انوار العلوم کی ۱۹ ویں جلد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کی بلند پایہ علمی استعدادوں، روحانی مرتبہ، ذہانت و فطانت، انقلاب انگیز فکری صلاحیتوں، اولوالعزم قیادت، اقوامِ عالَم کی راہنمائی اور برصغیر کی تقسیم کے تاریخی موقع پر یہاں کی اقوام کی قیادت آپ کے علومِ ظاہری و باطنی کے پُر ہونے کی ایک منہ بولتی تصویر اور روشن مثال ہے۔

انوار العلوم کی ۱۹ ویں جلد میں ۱۸۔ انقلاب آفرین تحریرات اور تقاریر شامل اشاعت ہیں۔ یہ تحریرات و تقاریر تاریخ احمدیت اور تاریخ ہندوستان کے حوالہ سے انتہائی نازک اور تاریخی دَور سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ یہ وہ دَور ہے جب متحدہ ہندوستان پاک و ہند میں تقسیم ہوا۔ جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان میں بھرپور عملی حصہ لیا اور پھر خدائی تقدیر کے مطابق اپنے دائمی مرکز قادیان دارالامان سے ہجرت کر کے خلافت احمدیہ پاکستان میں آ گئی۔ اِس اہم اور تاریخی دَور کی تحریرات جہاں جذبات سے پُر ہیں وہاں نوزائیدہ مملکت پاکستان کے مسائل اور اُن کے حل کے بارہ میں راہنمائی کرنے والی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہم جماعتی تقریبات کے موقع پر حضور کے ارشادات آپ کی ولولہ انگیز قیادت کے آئینہ دار ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے اس دَور کی تقاریر اور مضامین میں نئی قائم ہونے والی مملکت پاکستان کے استحکام اور اُس کی ترقی اور پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے کئی راہنما اصول بیان فرمائے۔ حضور نے پنجاب میں موجود ایک بہت بڑی قوم سکھوں سے اپیل کی کہ وہ پنجاب کے حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے پاکستان کے ساتھ اِلحاق کریں جو کہ ان کے مفاد میں ہوگا۔

حضرت مصلح موعود نے اس عرصہ کے دوران یعنی ۴۸۔۱۹۴۷ء میں روزنامہ الفضل میں

گاہے بگاہے بعض اہم مسائل پر اداریئے بھی لکھے۔ یہ اداریئے تقسیم ہند کے حوالے سے اور نئی مملکت پاکستان کے لئے راہنمائی پر مبنی تھے۔ ان اداریوں کی تعداد ۲۶ ہے۔ یہ تمام اداریئے انوار العلوم کی جلد ھٰذا میں شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔

۱۹۴۷ء کا جلسہ سالانہ دسمبر میں لاہور میں منعقد ہوا اور اس جلسہ میں معروضی حالات کے پیش نظر صرف مرد شامل ہوئے۔ مرکز احمدیت قادیان سے باہر ہونے والا یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ حضور نے اس کے افتتامی خطاب میں قادیان سے اپنی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا اور اس میں حضور نے قادیان واپس ملنے کی توقع کا اظہار بھی فرمایا۔ حضور نے جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب بھی فرمایا۔ یہ دونوں خطابات اِس جلد کی زینت ہیں۔ نیز مارچ ۱۹۴۸ء میں ہونے والی شوریٰ کے ساتھ خواتین کو بھی جلسہ سالانہ کی غرض سے شرکت کا موقع ملا۔ یوں جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء دوحصوں میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر بھی حضور نے خطابات فرمائے جو اس جلد میں شامل ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد حضور نے پاکستان کے مختلف بڑے شہروں کے دَورے کئے اور ان دَوروں کے مواقع پر آپ نے ولولہ انگیز خطابات فرمائے جو نئی مملکت کے قیام کے حوالہ سے اہل پاکستان کی ذمہ داریوں پر مبنی تھے وہ تمام خطابات بھی اس جِلد کا حصہ ہیں۔ عالمی استعماری طاقتوں نے اپنے سیاسی مصالح کی تکمیل کے لئے فلسطین کو تقسیم کر کے صیہونی ریاست کی بنیاد ۱۶ رمئی ۱۹۴۸ء کو رکھی۔ حضور نے اپنی دُور بین نگاہ سے مستقبل میں پیش آمدہ حالات وواقعات اوران کے اندوہناک نتائج کو بھانپ لیا۔ چنانچہ آپ نے ایک فکر انگیز اور پُر معارف مضمون اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ کے نام سے تحریر کیا جو ۳۱ رمئی ۱۹۴۸ء کے الفضل میں شائع ہوا اور اسے ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر کے عرب مما لک میں تقسیم بھی کیا گیا جس پر عرب اخبارات نے تعریفی تبصرے بھی کئے اور عالمِ اسلام کے حق میں آواز اُٹھانے پر حضور کا شکریہ بھی ادا کیا۔ یہ مضمون بھی جِلد ھٰذا کی زینت ہے۔

جِلد ھٰذا میں شامل تحریرات کے مطالعہ سے جہاں ایمان ترقی کرتا اور علم ومعرفت کے اضافے کا موجب بنتا ہے وہاں اس جِلد کی تحریرات کے ذریعہ اس دَور کی اہم جماعتی وسیاسی

تاریخ سے بھی آ گاہی ملتی ہے۔ یہ ولولہ انگیز تقاریر اور پُر شوکت تحریرات یقیناً احبابِ جماعت کے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم اور تاریخی کام کی تدوین و اشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے مسودات کی ترتیب، اصلاح اور ابتدائی پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب طاہر، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم فضل احمد صاحب شاہد مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، مسودات کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی اور Re-Checking کے سلسلہ میں بہت محنت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ تعارف کتب مکرم مبشر احمد صاحب خالد مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

خاکسار ان سب احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن سب احباب کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے۔ اپنی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ احباب کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْنَ

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی اُنیسویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۷؍مئی ۱۹۴۷ء تا ۴؍جولائی ۱۹۴۸ء کی ۱۸ مختلف تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب کی خوبیاں اور اُن کا پس منظر

مکرم سید منیر الحصنی شامی صاحب نے مؤرخہ ۲۱؍مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب کے مناقب کے موقع پر عربی زبان میں ایک تقریر کی۔ مگر وقت کی کمی کے باعث تقریر کے بعد حاضرین کو مذکورہ تقریر کے بارہ میں سوالات دریافت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ چنانچہ دو تین روز بعد مؤرخہ ۲۶؍مئی کو بعد نماز مغرب دوبارہ مجلس منعقد ہوئی تو حضرت مصلح موعود نے حاضرین کو السید منیر الحصنی شامی صاحب سے ان کے لیکچر کے متعلق سوالات پوچھنے کا موقع عطا فرمایا جس پر کچھ احباب نے مکرم منیر الحصنی صاحب سے بعض سوالات دریافت کئے اور الحصنی صاحب نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔

سوال و جواب کے اختتام پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ چونکہ بعض حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہیں لہٰذا میں اس گفتگو کا اُردو میں مفہوم بیان کر دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے سوال و جواب کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل نہ سوال کرنے والے مقرر کی بات کو پوری طرح سمجھ سکے ہیں اور نہ ہی مقرر صاحب سوالات کو پوری طرح سمجھ سکا ہے۔ لہٰذا دونوں کو ہی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور نے اصل حقیقت حال پر روشنی ڈالی۔ نیز اگلے روز

دوبارہ مؤرخہ 27 مئی کو اِسی مضمون کو وضاحت فرمائی۔

حضور نے اپنے اس محاکمہ میں عربوں کی خصوصیات کا پس منظر بیان فرمایا نیز اسلام کے ظہور کے بعد ان میں پیدا ہونے والے اخلاقِ فاضلہ اور ان کی قومی خوبیوں میں پیدا ہونے والے نکھار کی وضاحت فرمائی۔

یہ مضمون ستمبر ۱۹۶۱ء کو روزنامہ الفضل ربوہ میں ۶ قسطوں میں شائع ہوا ہے۔ جسے اب پہلی دفعہ انوار العلوم کی اس جلد میں کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(۲) خوف اور امید کا درمیانی راستہ

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان کی آزادی و تقسیم کا معاملہ آخری مراحل میں داخل ہو رہا تھا تو اُس وقت مسلمانوں کے اندر حالات کی نزاکت کا جو احساس نظر آنا چاہیے تھا وہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۲۹ رمئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں مسلمانوں کی اِس حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مومن خوف اور رجاء کے درمیان ہوتا ہے نہ تو اُس پر خوف ہی غالب آتا ہے اور نہ اُس پر امید غالب آتی ہے بلکہ یہ دونوں حالتیں اس کے اندر بیک وقت پائی جانی ضروری ہیں جہاں اس کے اندر خوف کا پایا جانا ضروری ہے وہاں اس کے اندر امید کا پایا جانا بھی ضروری ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ نہ تو وہ خوف کی حدود کو پار کر جائے اور نہ امید کی حدود سے تجاوز کر جائے اور یہی وہ اصل مقام ہے جو ایمان کی علامت ہے یا خوش بختی کی علامت ہے۔''

حضور کے اِس خطاب کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ خوف اور امید کا درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیے نیز کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے دونوں احکام تدبیر اور تقدیر پر عمل ضروری ہے۔ لہٰذا ان حالات میں کہ جہاں مسلمانوں کو کامیابی کی امید نظر آ رہی ہے وہاں خوف کا پہلو بھی پیش نظر رہنا

چاہیے اور آخری دم تک تدبیر کو عمل میں لانا چاہیے۔

حضور کا یہ خطاب پہلی بار مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۴۷ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا اور اب انوارالعلوم کی جلد ھٰذا میں کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

(۳) مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۳۰؍مئی ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں یہ فرمودات ارشاد فرمائے جو مؤرخہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۶۱ء کو پہلی بار روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے۔

حضور کے ان فرمودات کا موضوع مولانا رومی کا یہ شعر تھا کہ:۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اَست
زیر آں گنج کرم بنہادہ اَست

یعنی خدا تعالیٰ کی ایک یہ بھی سنت ہے کہ جب کسی قوم پر کوئی بلا آتی ہے تو اس کے نیچے برکتوں کا ایک مخفی خزانہ ہوتا ہے۔حضور نے اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''یعنی اس بلا کے آچکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی برکات ظاہر ہوتی ہیں جو اس قوم کے لئے تقویت کا موجب ہوتی ہیں یہ ایک نہایت سچی بات ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب کبھی مومنوں کو مشکلات اور مصائب و آلام کا سامنا ہوتا ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسی باتیں ضرور ظاہر ہوتی ہیں جو ان کے ایمان میں ازدیاد کا موجب ہوتی ہیں اور صداقت اور شوکت کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مصیبت اور مشکل جو آپ کو پہنچی اپنے بعد بے شمار معجزات چھوڑ کر گئی اور اس کے ذریعہ سے مومنوں کے ایمان تازہ ہوئے اور وہ قیامت تک کی نسلوں کے لئے برکت اور رحمت کا موجب ہوں گے۔''

حضور کا یہ روح پرور خطاب پہلی دفعہ اس جلد میں کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

(۴) قومی ترقی کے دو اہم اصول

حضرت مصلح موعود نے یہ ارشادات مؤرخہ ۵، ۶ / جون ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں ارشاد فرمائے جو پہلی دفعہ اکتوبر ۱۹۶۱ء کے روزنامہ الفضل میں تین قسطوں میں شائع ہوئے۔ جن کو اب اِس جلد میں پہلی بار کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

حضور نے اپنے اِن فرمودات میں قومی ترقی کے درج ذیل دو اہم اصول بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ اپنے مقصد کی برتری اور کامیابی پر پورا یقین پیدا کرنا چاہیے۔ جب کوئی شخص اس یقین سے لبریز ہو جائے تو اس کے اندر کام کی غیر معمولی طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کامیابی کی ضامن بن جاتی ہے۔

۲۔ قومی ترقی کے لئے دوسری ضروری چیز قوتِ ارادی ہے جو ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس سلسلہ میں یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتِ ارادی اور انسان کی قوتِ ارادی میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

(۵) سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل

۱۹۴۷ء میں انگریزی تسلط سے ہندوستان کی آزادی نیز ہندوستان کی تقسیم کا اعلان کچھ ہی دنوں تک متوقع تھا مگر حتمی اعلان سے پیشتر ہی پنجاب کی تقسیم کے متعلق انگریزوں کے عزائم سامنے آ رہے تھے۔ چنانچہ ایسے حالات میں حضرت مصلح موعود نے سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل کے نام سے یہ مضمون تحریر فرمایا جسے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کروا کر تقسیم کیا گیا۔ نیز افادۂ عام کے لئے یہ مضمون مؤرخہ ۱۹ / جون ۱۹۴۷ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں بھی شائع کیا گیا۔

اس مضمون میں حضور نے سکھوں کو یہ باور کرانا چاہا کہ پنجاب میں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے پنجاب کی تقسیم کی صورت میں سب سے زیادہ فائدہ

ہندوؤں کو حاصل ہوتا ہے اور سب سے زیادہ نقصان سکھوں کو ہوگا۔ لہٰذا سکھوں کو چاہیے کہ وہ ہندوستان کی بجائے پاکستان کے ساتھ الحاق کریں جس سے اُن کو سراسر فائدہ ہوگا جیسا کہ بعد کے حالات نے ثابت بھی کیا۔ حتّٰی کہ علیحدگی پسند تحریکات نے بھی جنم لیا۔

پس اگر سکھ اُس وقت حضرت مصلح موعود کا یہ مشورہ مان جاتے تو آج اُن کو الگ وطن بنانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی اور پنجاب کی تقسیم سے سکھوں کو جو معاشی، معاشرتی اور ثقافتی لحاظ سے جو نقصان اُٹھانا پڑا اُس سے وہ محفوظ رہتے۔ مگر افسوس کہ سکھوں نے اس اپیل کو وقعت نہ دی۔

(۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۱۷، ۲۵ اور ۲۹ / جون ۱۹۴۷ء کو بعد نماز مغرب قادیان میں قرآن کریم کی آیت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی روشنی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے کئی ایمان افروز واقعات نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمائے۔ جو افادۂ عام کے پیش نظر ماہ اگست و نومبر ۱۹۶۱ء میں روزنامہ الفضل ربوہ میں ۱۰ قسطوں میں شائع ہوئے تھے۔ جنہیں اب پہلی بار اِس جلد میں کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

ان لیکچرز کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء میں ارفع و اعلیٰ مقام، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام اہم واقعات، اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

۲۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہزاروں واقعات اور ہزاروں ایمان افروز نظاروں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نازک موقع پر ہر دکھ اور پریشانی کے وقت آپ کے ساتھ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا ثبوت دیا۔

۳۔ دل ہلا دینے والے مصائب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے۔

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر نازک موقع پر اللہ تعالیٰ نے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا وعدہ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا کیا۔

۵۔ اوائل میں ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جانثاروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کا قائم ہو جانا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے۔

۶۔ ہر موقع اور ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی۔ جس سے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

(۷) الفضل کے اداریہ جات

حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۲؍ جون ۱۹۴۷ء تا ۲۳؍ مارچ ۱۹۴۸ء گاہ بگاہ روزنامہ الفضل قادیان ثُمَّ لاہور میں تقسیم ہندوستان سے دو ماہ پیشتر اور چند ماہ بعد بعض اہم معاملات و مسائل پر اداریے لکھے جن میں اُس وقت کے اہم مسائل اور ایشوز پر روشنی ڈالی۔ اس جلد میں ان تمام اداریوں کو یکجائی طور پر کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ان اداریوں کے عناوین حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیاستِ حاضرہ

۲۔ قومیں اخلاق سے بنتی ہیں

۳۔ مشرقی اور مغربی پنجاب کا تبادلۂ آبادی

۴۔ پاکستان کی سیاستِ خارجہ

۵۔ جماعت احمدیہ کے امتحان کا وقت
۶۔ قادیان
۷۔ کچھ تو ہمارے پاس رہنے دو
۸۔ قادیان کی خونریز جنگ
۹۔ سیاستِ پاکستان
۱۰۔ پاکستان کا دفاع
۱۱۔ پاکستانی فوج اور فوجی مخزن
۱۲۔ کشمیر اور حیدر آباد
۱۳۔ کشمیر کی جنگ آزادی
۱۴۔ پاکستان کی اقتصادی حالت
۱۵۔ کشمیر
۱۶۔ کشمیر اور پاکستان
۱۷۔ سپریم کمانڈ کا خاتمہ
۱۸۔ مسٹر اٹیلی کا بیان
۱۹۔ صوبہ جاتی مسلم لیگ کے عہدہ داروں میں تبدیلی
۲۰۔ کانگرس ریزولیوشن
۲۱۔ تقسیم فلسطین کے متعلق روس اور یونائیٹڈ سٹیٹس کے اتحاد کا راز
۲۲۔ مسلم لیگ پنجاب کا نیا پروگرام
۲۳۔ کشمیر کے متعلق صلح کی کوشش
۲۴۔ پاکستان اور ہندوستان یونین صلح یا جنگ
۲۵۔ خطرہ کی سُرخ جھنڈی
۲۶۔ قادیان، ننکانہ اور کشمیر

(۸) پاکستان کا مستقبل

حضرت مصلح موعود نے پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے معاً بعد پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ''پاکستان کا مستقبل'' کے موضوع پر بصیرت افروز لیکچرز دیئے۔ جن میں لاہور کے بڑے بڑے دانشور، سکالرز اور اہل علم حضرات شامل ہوئے۔ اور ان لیکچرز پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ پہلے پانچ لیکچرز مینارڈ ہال لاہور اور چھٹا لیکچر یونیورسٹی ہال لاہور میں ارشاد فرمایا۔

زیرِ نظر لیکچر مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۴۷ء کو مینارڈ ہال لاہور میں ارشاد فرمایا مگر وقت کی کمی کے باعث اس مضمون کے کئی حصے بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ لہٰذا حضرت مصلح موعود نے اپنی یادداشت پر اس مضمون کو افادۂ عام کے لئے روزنامہ الفضل لاہور میں شائع کروانے کی غرض سے تحریر فرمایا تھا جو مؤرخہ ۹؍دسمبر ۱۹۴۷ء کو روزنامہ الفضل لاہور میں شائع ہوا۔

حضور نے اپنے اس خطاب میں نباتی، زرعی، حیوانی اور معنوی دولت کے لحاظ سے پاکستان کو کیسے ترقی دی جاسکتی ہے، زرّیں تجاویز اور مشوروں سے نوازا۔

(۹) خدا کے فرشتے ہمیں قادیان لے کر دیں گے

حضرت مصلح موعود نے یہ مختصر خطاب جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء بمقام لاہور کے موقع پر مؤرخہ ۲۷؍دسمبر کو جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ قادیان سے باہر جماعت احمدیہ کا یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ لہٰذا جن حالات میں یہ جلسہ منعقد ہو رہا تھا ان میں جذبات کا بے قابو ہونا قدرتی امر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مصلح موعود کا یہ سارا خطاب قادیان سے محبت وعقیدت کے جذبات سے لبریز تھا اور بڑا ہی جذباتی اور رُلانے والا خطاب تھا۔ حضور نے اس خطاب میں قادیان کے واپس ملنے کی توقع ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''ہمارا ایمان اور ہمارا یقین ہمیں بار بار کہتا ہے کہ قادیان ہمارا ہے وہ احمدیت کا مرکز ہے اور ہمیشہ احمدیت کا مرکز رہے گا۔ (انشاءاللہ) حکومت خواہ بڑی

ہو یا چھوٹی بلکہ حکومتوں کا کوئی مجموعہ بھی ہمیں مستقل طور پر قادیان سے محروم نہیں کر سکتا اگر زمین ہمیں قادیان لے کر نہ دے گی تو ہمارے خدا کے فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور ہمیں قادیان لے کر دیں گے۔''

(۱۰) تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء (غیر مطبوعہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ بصیرت افروز خطاب مؤرخہ ۲۸ ر دسمبر ۱۹۴۷ء کے جلسہ سالانہ منعقدہ لاہور میں ارشاد فرمایا۔ حضور کا یہ خطاب غیر مطبوعہ تھا جو اب پہلی دفعہ انوار العلوم کی اِس جلد میں شائع ہو رہا ہے۔ حضور نے اس خطاب میں درج ذیل متفرق امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ تفسیر کبیر کی اشاعت میں تأخیر کی وجوہات

۲۔ قرآن کریم کے پہلے دس پاروں کا انگریزی ترجمہ مع تفسیری نوٹس و دیباچہ کی اشاعت کی نوید سناتے ہوئے اس انگریزی تفسیر القرآن کے دیباچہ جو حضور نے خود تحریر فرمایا تھا کے دوسری بعض زبانوں میں شائع کرنے کے پروگرام پر روشنی ڈالی۔

۳۔ پارٹیشن کی وجہ سے احمدی طلباء و طالبات کا جو تعلیمی حرج ہوا اُس پر حضور نے تعلیم کی اہمیت وضرورت بیان فرمائی۔

۴۔ پارٹیشن کی وجہ سے پیدا ہونے والے فتنوں کے باعث جماعت کے چندے بہت متأثر ہوئے۔ لہٰذا حضور نے افرادِ جماعت کو اپنے چندے بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔

۵۔ تقسیمِ ہندوستان کی وجہ سے لاکھوں احمدی ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئے ان کی آبادکاری کے متعلق ہدایات فرمائیں۔

۶۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں بعض غیر طبعی اور غیر دینی سکیموں پر محاکمہ کرتے ہوئے آبادی کو بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور از روئے قرآن آبادی کی کثرت کو ہی قومی ترقی کا ذریعہ قرار دیا کیونکہ مستقبل آدمیوں سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔

۷۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں پاکستان بننے کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریوں پر بھی

تفصیل سے روشنی ڈالی۔

۸۔ بیرونی مشنوں کی مساعی اور حالات و واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے لندن مشن کی خدمات کا بالخصوص ذکر فرمایا نیز ایک نو احمدی انگریز مبلغ مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کا ذکرِ خیر بھی بیان فرمایا اِسی طرح جرمن مشن، ہالینڈ مشن، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، شام، فلسطین اور انڈونیشیا کے مشنوں کی مساعی پر روشنی ڈالی۔

۹۔ حضور نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے لئے ایک نئے مرکز کی ضرورت پر زور دیا۔

۱۰۔ حضور نے افراد جماعت کو تجارت اور صنعت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ایک تجارتی سکیم سے متعارف کروایا اور تجارت وصنعت میں افرادِ جماعت کو دلچسپی لینے کی ضرورت پر زور دیا۔

۱۱۔ آخر پر حضور نے اس سوال پر روشنی ڈالی کہ قادیان سے ہماری جماعت کو ہجرت کیوں کرنی پڑی؟ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ تذکرہ میں بعض الہامات اور پیشگوئیوں کی روشنی میں مفصّل طور پر وضاحت فرمائی کہ ہماری یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔

(۱۱) دستورِ اسلامی یا اسلامی آئین اساسی

حضرت مصلح موعود نے قادیان سے لاہور ہجرت کے بعد پاکستان کے مستقبل کے موضوع پر جو چھ لیکچر دیئے۔ زیرِنظر لیکچر ان میں سے آخری لیکچر تھا جو حضور نے یونیورسٹی ہال لاہور میں دستورِ اسلامی یا اسلامی آئین اساسی کے موضوع پر دیا۔ یہ لیکچر افادۂ عام کیلئے وکالت دیوان تحریک جدید نے مؤرخہ ۱۸؍فروری ۱۹۴۸ء کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا تھا اور اب دوسری مرتبہ انوار العلوم کی اِس جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔

اس خطاب میں حضور نے دستورِ اسلامی کی وضاحت کرتے ہوئے اس پہلو پر روشنی ڈالی کہ پاکستان میں کس قسم کا آئین یا دستور نافذ ہونا چاہئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''پس اگر پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن میں مسلمان جن کی بھاری اکثریت ہوگی

یہ قانون پاس کر دیں کہ پاکستان کے علاقے میں مسلمانوں کیلئے قرآن اور سنت کے مطابق قانون بنائے جائیں گے ان کے خلاف قانون بنانا جائز نہیں ہوگا تو گو اساسِ حکومت کُلّی طور پر اسلامی نہیں ہوگا کیونکہ وہ ہو نہیں سکتا مگر حکومت کا طریق عمل اسلامی ہو جائے گا اور مسلمانوں کے متعلق اس کا قانون بھی اسلامی ہو جائے گا اور اسی کا تقاضا اسلام کرتا ہے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ہندو اور عیسائی اور یہودی سے بھی اسلام پر عمل کروایا جائے بلکہ وہ بالکل اس کے خلاف کہتا ہے۔''

(۱۲) قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں

قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعود نے لاہور، کراچی، سیالکوٹ، جہلم، نوشہرہ، مردان اور پشاور میں استحکامِ پاکستان کے موضوع پر متعدد لیکچر ارشاد فرمائے جن میں مسلمانوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔

چنانچہ زیر نظر لیکچر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضور نے مؤرخہ ۱۸/ مارچ ۱۹۴۸ء کو تھیوسافیکل ہال کراچی میں لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر انتظام یہ لیکچر ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں چھ صد سے زائد احمدی و غیر احمدی خواتین نے شمولیت کی۔ لیکچر کا بنیادی نقطہ خواتین کو ان کے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا اور انہیں قربانی اور ایثار کے لئے سرگرمِ عمل کرنا تھا کیونکہ کوئی قوم عورتوں کے تعاون کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔

اس تقریر میں حضور نے درج ذیل دیگر مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے خواتین کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

۱۔ یقین کامل کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

۲۔ دنیاوی امور دین کے تابع ہونے چاہئیں۔ اصل زندگی وہی ہے جو شریعت کے قوانین کے تابع گزاری جائے۔

۳۔ اُخروی زندگی برحق ہے اور اصل زندگی اُخروی ہی ہے۔

۴۔ سورۃ الکوثر کی تفسیر کرتے ہوئے عورتوں کو عبادت کرنے اور خدا کی راہ میں قربانیاں

دینے کی تحریک فرمائی۔سورۃ کوثر کی آیت فَصَلِّ لِرَبِّکَ کی تفسیر کرتے ہوئے سورۃ الفلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سورۃ میں حاسدوں کے حسد سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے اور سورۃ فلق میں وہ دعا بھی سکھا دی ہے جو ان کے حسد سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔

۵۔ حضور نے اس تقریر میں عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اسلام پر اس وقت جو نازک دَور آیا ہوا ہے وہ ایسا نہیں کہ مرد اور عورت کی قربانی کے بغیر اس میں سے گزرا جا سکے۔اب وقت آ گیا ہے کہ ہر مرد اور عورت یہ سمجھ لے کہ اب اس کی زندگی اپنی نہیں بلکہ اس کی زندگی کی ایک ایک گھڑی اسلام کے لئے وقف ہے اور اسے سمجھ لینا چاہئے کہ زندہ رہ کر اگر ذلّت کی زندگی بسر کرنی پڑے تو اس سے ہزار درجہ بہتر یہ ہے کہ وہ اسلام کی خاطر لڑتا ہوا مارا جائے۔''

حضور کا یہ معرکۃ الآراء لیکچر شعبہ نشر و اشاعت لاہور کے زیر انتظام کتابی صورت میں شائع کروایا گیا تھا جسے اب دوبارہ انوار العلوم کی اس جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(۱۳) آسمانی تقدیر کے ظہور کیلئے زمینی جدوجہد بھی ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء تقسیمِ ہندوستان کی وجہ سے پیدا ہونے والے حالات کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا تھا۔حالات کی خرابی،مہاجرین کی آبادکاری اور سواریوں کی عدمِ دستیابی جیسے مسائل کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ جلسہ سالانہ منعقدہ ماہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں خواتین شامل نہ ہوں بلکہ مارچ ۱۹۴۸ء میں منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ کے ساتھ ایک دن کا اضافہ کرکے جلسہ سالانہ کے دوسرے حصہ کا انعقاد کرکے مستورات کو شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ چنانچہ اس پروگرام کے مطابق مؤرخہ ۲۸ ؍ مارچ ۱۹۴۸ء کو جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا جس میں مستورات بھی شامل ہوئیں۔اس جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے یہ لیکچر

ارشاد فرمایا تھا جسے روزنامہ الفضل لاہور نے مؤرخہ ۱۸ / اپریل ۱۹۴۸ء کو افادۂ عام کے لئے شائع کیا تھا۔

اس خطاب میں حضور نے سب سے پہلے تو اِس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اجتماع صرف وہی بابرکت ہوتے ہیں جو نیک مقاصد اور نیک ارادوں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے اپنی دو مبشر رؤیا سنائیں جن کی تعبیر میں احمدیت کا مستقبل انتہائی روشن دکھائی دے رہا ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

(۱۴) تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ / مارچ ۱۹۴۸ء

حضور نے یہ خطاب جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۴۷ء کے تتمہ کے طور پر منعقد ہونے والے جلسہ مؤرخہ ۱۸ / مارچ ۱۹۴۸ء کو لاہور کے دوسرے سیشن میں ارشاد فرمایا تھا۔

اس خطاب میں حضور نے بیرونی جماعتوں بِالخصوص امریکہ، ہالینڈ اور جرمنی میں جماعتی ترقی اور مساعی کا مختصراً تذکرہ فرمانے کے بعد ''سیر روحانی'' کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک عظیم الشان مینار ہے جو قیامت تک روشنی دیتا چلا جائے گا۔ قادیان کا مینار دراصل تصویری زبان میں ہمارا یہ اقرار ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج سے ہمارے مہمان ہیں اور آپ کے لئے ہم ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

(۱۵) آخر ہم کیا چاہتے ہیں

حضرت مصلح موعود نے یہ بصیرت افروز مقالہ پارٹیشن کے بعد تحریر فرمایا جو مؤرخہ ۱۵ / مئی ۱۹۴۸ء کو روزنامہ الفضل لاہور میں شائع ہوا اور بعد ازاں مہتمم نشر و اشاعت لاہور کے زیر اہتمام پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا۔

اس مقالہ میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف توجہ دلائی کہ

عَلَى الْاِنْسَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهٖ یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔ ہمارے تمام مسائل کا حل اِسی اصول میں پنہاں ہے۔ اگر ہم اپنے اندر یہ روح پیدا کر لیں تو ہمارے تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

(۱۶) اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ

۱۶ر مئی ۱۹۴۸ء کو جب استعماری طاقتوں نے اپنی سیاسی مصالح کی تکمیل کے لئے فلسطین کو ناجائز طور پر تقسیم کرا کے اسرائیلی حکومت کی بنیاد رکھوائی تو اُس وقت حضرت مصلح موعود نے اپنی دوربین نگاہ سے مستقبل میں پیش آمدہ حالات و واقعات اور ان کے نتائج کو بھانپ لیا تھا چنانچہ آپ نے اُس وقت اس عنوان کے تحت ایک فکر انگیز اور بصیرت افروز مضمون رقم فرمایا جو ۳۱ر مئی ۱۹۴۸ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔ اِس مضمون میں آپ نے انتہائی دردمندانہ رنگ میں عالَمِ اسلام کو توجہ دلائی تھی کہ وہ عرب کے عین قلب میں ایک یہودی حکومت کے قیام کے نقصانات کو محسوس کریں اور آپس کے اختلافات کو دور کر کے متحد ہو جائیں اور صیہونیت کے خطرناک عزائم کا مقابلہ کرنے کے لئے مال اور جان کی ہر ممکن قربانی پیش کریں۔ اس مضمون کا عربی ترجمہ کر کے وسیع پیمانہ پر شائع کیا گیا اور عرب پریس نے اس مضمون کو بہت اہمیت دی اور مصنف کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مندرجات پر تعریفی تبصرے لکھے۔ چنانچہ دمشق سے شائع ہونے والے شام کے مشہور اخبار "النهضة" نے اپنی ۱۶ر جولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں اس مضمون کا خلاصہ درج کرنے کے بعد لکھا کہ:۔

> ''یہ لیکچر بہت عمدہ ہے اور مسلمانوں اور فلسطین کے حق میں بہت اچھی آواز ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دین متین کے بارے میں ہماری تمناؤں اور مصنف کی نیک آرزوؤں کو پورا کرے اور اللہ اِس بلند مقاصد میں ہماری پشت پناہی فرمائے''۔

اس کے علاوہ عالَمِ اسلام کے متعدد اخبارات نے بھی اس مضمون پر بہت زوردار ریویو

لکھے اور عالَمِ اسلام کو بروقت انتباہ کرنے پر حضور کا شکریہ ادا کیا۔

(۱۷) مسلمانانِ بلوچستان سے ایک اہم خطاب

حضرت مصلح موعود ۱۴؍ جون ۱۹۴۸ء کو دورہ پر کوئٹہ تشریف لے گئے ۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ نے حضور کے اِس دورہ کو غنیمت جانتے ہوئے ہر ممکن استفادہ کی کوشش کی ۔ چنانچہ جماعت کوئٹہ نے حضور کے اعزاز میں ایک دعوتِ عصرانہ کا اہتمام کیا۔ جس میں حضور نے یہ خطاب فرمایا۔ یہ خطاب پہلی دفعہ مؤرخہ ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو روزنامہ الفضل ربوہ نے شائع کیا۔ حضور نے اس عظیم الشان تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ ملک میں اسلامی آئین نافذ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان پہلے اپنے نفس پر اسلامی احکام جاری کرنے کی کوشش کرے اپنے آپ کو سچا اور حقیقی مسلمان بنائے بغیر کبھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل نہیں سکتی ۔

(۱۸) پاکستان ایک اینٹ ہے
اُس اسلامی عمارت کی جسے ہم نے دنیا میں قائم کرنا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود نے پاکستان بننے کے معاً بعد ''پاکستان کا مستقبل'' کے موضوع پر لاہور میں چھ لیکچر ارشاد فرمائے ۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضور مغربی پاکستان کے دوسرے متعدد مرکزی شہروں میں تشریف لے گئے اور پاکستان کے ہزاروں باشندوں کو استحکامِ پاکستان کے موضوع پر اپنے بصیرت افروز خیالات اور تعمیری افکار سے روشناس کرایا۔

جون ۱۹۴۸ء میں حضور کوئٹہ تشریف لے گئے اور کوئٹہ میں نہایت معلومات افزاء اور روح پرور پبلک لیکچر فرمائے ۔ جن میں پاکستان کو پیش آمدہ اہم ملکی مسائل میں اہل پاکستان کی راہنمائی کرتے ہوئے نہایت شرح و بسط سے انہیں اپنی قولی و ملی ذمہ داریوں کی بجا آوری کی طرف توجہ دلائی اور اپنے پُر جوش اور محبت بھرے الفاظ میں بے پناہ قوتِ ایمانی اور نا قابلِ تسخیر عزم و ولولہ سے لاکھوں پژمُردہ اور غمزدہ دلوں میں زندگی اور بشارت کی ایک زبردست روح

پھونک دی۔

زیرِنظر خطاب حضرت مصلح موعود نے مؤرخہ ۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں پاکستان اور اس کے مستقبل کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ جسے پہلی دفعہ افادۂ عام کیلئے مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۲ء کو روزنامہ الفضل لاہور میں شائع کیا گیا اور اب جلد ھذا میں شائع ہو رہا ہے۔

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مضامین

انگریز

ب

بادشاہ

باؤنڈری فورس

بچے

بلوغت

پ

پادری

پاکستانی

پریس

پروپیگنڈہ

ت

تائیدونصرت

تجارت

تبلیغ

ترقی

تقسیمِ ہند

تعذیب

تعلیم

ٹ

ٹیریٹوریل فورس

ج

جڑی بوٹیاں

آیات قرآنیہ

التکویر

وَلَقَدْرَاٰہُ بِالْاُفُقِ

(۲۴) ۵۱۷

البلد

یَقُوْلُ اَھْلَکْتُ مَالاً

(۷) ۱۰،۱۵

اَیَحْسَبُ اَنْ لَمْ یَرَہٗ اَحَدٌ

(۸) ۱۵

العلق

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ

(۲ تا ۶) ۱۲۵

الکوثر

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

(۲ تا ۴) ۴۵۰

الفلق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

(۱ تا ۶) ۴۵۲

حدیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفحات)

احادیث

حدیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

ن

مقامات

کتابیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) کی حقائق و معارف سے پُر سلسلۂ تصانیف بنام ''انوار العلوم'' کی بیسویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ وَمَا تَوۡفِیۡقَنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ

''انوار العلوم'' کی بیسویں جلد حضرت مصلح موعود کی ۱۹۴۸ء کی چھ تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے جس میں معرکۃ الآرا تصنیف دیباچہ تفسیر القرآن بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوشیار پور میں چلّہ کشی کے دوران آپ کی تضرعات کو پایۂ قبولیت بخشتے ہوئے ایک عظیم الشان پیشگوئی سے نوازا جو اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ اس پیشگوئی میں ۵۲ علامات کے حامل پسر موعود کا وعدہ دیا گیا۔ جس کے بارہ میں فرمایا گیا کہ ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا، وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا، قومیں اُس سے برکت پائیں گی، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔'' اِس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک فرزندِ دلبند، گرامی ارجمند عطا فرمایا جس کے وجود میں ۵۲ علامات کا شاندار ظہور ہوا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خود اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ۱۹۴۴ء میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت فضل عمر اپنی تمام عمر علومِ ظاہری و باطنی اور اپنی ذہانت و فطانت کے ذریعہ اقوامِ عالم کی راہنمائی کرتے رہے۔ اپنوں نے بھی فیض پایا اور غیروں نے بھی برکت حاصل

کی۔ کلام اللہ کا مرتبہ اِس شان سے ظاہر ہوا کہ اغیار نے بھی کہا کہ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے تم اُس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہو۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

قوموں کی رستگاری کا عظیم کارنامہ عمر بھر سرانجام دیتے رہے۔ کشمیر کے حقوق اور آزادی کی بات ہو یا مسلمانانِ ہند کی آزادی کا مسئلہ، فلسطینیوں کے حقوق و مسائل کی بات ہو یا عربوں کے حقوق و مسائل کی آپ نے بابانگِ دہل ان کے حق میں آواز اُٹھائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمایا۔

''انوار العلوم'' کی بیسویں جلد ۱۹۴۸ء کی چھ تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔ یہ وہ دَور ہے جب کہ ہجرتِ پاکستان کا واقعہ ابھی بالکل تازہ تھا اور حضور عارضی طور پر رتن باغ لاہور میں فروکش تھے۔ اسی سال اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم خلیفہ کی برکت سے جماعت کو دوسرا مرکز ''ربوہ'' عطا فرمایا۔ جلسہ سالانہ لاہور کا انعقاد ہوا۔ سیاسی منظر نامے میں حیدرآباد دکن پر قبضہ اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وفات ہوئی۔ اِن مواقع پر حضور کی تحریرات احمدیوں اور اہل پاکستان کی راہنمائی کا موجب بنیں۔

حضور کی معرکۃ الآراء تصنیف ''دیباچہ تفسیر القرآن'' بھی ستمبر ۱۹۴۸ء میں منظرِ عام پر آئی۔ جس میں ضرورتِ قرآن اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح اور صداقت کا بیّن اظہار فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں یورپ کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات سپردِ قلم فرمائے۔

احمدیت کیا ہے اور کس غرض کے لیے اس کو قائم کیا گیا؟ اِس بنیادی سوال کا خوبصورت اور مدلل جواب ''احمدیت کا پیغام'' کتابچہ میں تحریر فرمایا۔ یہ کتابچہ بھی اِس جلد کی زینت ہے۔

۱۹۴۸ء میں ہندوستان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے جو رُوح پرور اور زندگی بخش پیغام شرکائے جلسہ کے نام ارسال فرمایا اُس کو بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔ غرضیکہ جلد ھٰذا جہاں حضور کے تبحرِ علمی کی آئینہ دار ہے وہاں ۱۹۴۸ء کے معروضی حالات پر بھی روشنی ڈالنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس مواد کو نافع الناس بنائے۔ آمین

اِس موقع پر خاکسار اپنے قارئین کرام سے ایک نہایت اہم اور ضروری گزارش کرنا چاہتا ہے۔ ''انوار العلوم'' کی اشاعت کا جب منصوبہ شروع کیا گیا تو اُس وقت یہی خیال تھا

کہ ۲۰ جلدوں میں جملہ تحریرات و خطابات مدوّن ہو جائیں گے۔ چنانچہ ۱۹۹۵ء میں تین ہزار روپے ایڈوانس بکنگ کی صورت میں سیٹ کی قیمت مقرر ہوئی۔ جسے طباعت اور کاغذ کی گرانی کے پیشِ نظر ۲۰۰۸ء میں چار ہزار روپے کر دیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن کو ''انوار العلوم'' کی ۲۰ جلدیں شائع کرنے کی توفیق مل چکی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

اِن کتب کی اشاعت کے دوران اخبارات و رسائل میں سے کافی تعداد میں مزید مواد ملا ہے جو ابتدائی فہرست میں شامل نہ تھا۔ اِسی طرح حضور کا غیر مطبوعہ مواد بھی مل رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نئی صورتِ حال تحریر کی گئی تو حضور انور نے فرمایا:

''جو مواد میسر ہے سب شائع ہونا چاہیے''۔

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِس ارشاد کے مطابق حضرت مصلح موعود کا جو بھی مواد میسر ہوگا وہ سب انوار العلوم کی مزید جلدوں میں مدوّن کر کے طبع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

انوار العلوم کی ۲۰ جلدوں میں ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۴۸ء تک کا مواد شامل کیا گیا ہے۔ ۲۵ ؍دسمبر ۱۹۴۸ء سے دسمبر ۱۹۶۵ء تک تقریباً پانچ جلدوں کا مواد موجود ہے جس کی ابتدائی ترتیب دے دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مربیان کرام کی آمد و روانگی کے موقع پر حضور کے خطابات نیز طلبہ مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول سے خطابات کا مواد علیحدہ سے تقریباً دو جلدوں کا موجود ہے۔ اسی طرح قبل از خلافت تشحیذ الاذہان، ریویو آف ریلیجنز اور الفضل کے مضامین اور غیر مطبوعہ مواد کی تین جلدیں بن سکتی ہیں۔ خلافت کے بعد تشحیذ، ریویو اور الفضل کے مضامین و غیر مطبوعہ مواد کی ایک جلد تیار ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

قبل ازیں ۲۰ جلدوں کے لیے ایڈوانس بکنگ کی سہولت دی گئی تھی۔ اب مزید ۱۰/۱۱ جلدوں کے لیے بھی یہی سہولت میسر ہوگی لیکن اِس کی حتمی قیمت بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ میں طے کر لی جائے گی۔

خاکسار اُن تمام احباب جماعت کا شکر گزار ہے جنہوں نے کتب کی خریداری میں ادارہ ھذا

سے ہر ممکن تعاون فرمایا۔ خاکسار امید کرتا ہے کہ آئندہ جلدوں کی خریداری کے سلسلہ میں بھی احباب کا تعاون ہمیں حاصل رہے گا تا کہ ہم سیدنا حضرت فضل عمر کے علمی فیضان کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا سکیں اور حضرت مصلح موعود کے روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات کے ذریعہ ہماری علمی اور روحانی آبیاری ہوتی رہے۔ آپ سب کے تعاون پر خاکسار از حد ممنون ہے۔ **جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ۔**

اس جِلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان کرام نے اِس اہم اور تاریخی کام کی تدوین واشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے مسودات کی ترتیب واصلاح اور ابتدائی پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت واخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ اور مکرم فضل احمد صاحب شاہد مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، مسودات کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی، Re-Checking اور متفرق امور کے سلسلہ میں دلی بشاشت اور لگن سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ تعارف کتب مکرم مبشر احمد صاحب خالد مربی سلسلہ کا تحریر کردہ ہے۔ **فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ۔**

خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکرگزار ہے۔ نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن سب دوستوں کے علم ومعرفت میں برکت عطا فرمائے، اپنی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احباب جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی بیسویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۱۹۴۸ء کی چھ مختلف تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) اپنے فرائض کی ادائیگی میں رات دن منہمک رہو

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی جب ۱۹۴۸ء میں پہلی دفعہ کوئٹہ تشریف لے گئے تو مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ نے حضور کے اعزاز میں ایک پارٹی کا اہتمام کیا۔ اِس موقع پر حضور نے یہ انتہائی ایمان افروز تقریر فرمائی جو پہلی دفعہ مؤرخہ ۱۱ راکتوبر ۱۹۶۱ء کو افادۂ عام کے لیے روزنامہ الفضل میں شائع کی گئی۔ اِس پُر معارف تقریر میں حضور نے متعدد امور کی طرف توجہ دلائی جن میں سے خاص طور پر قرآن کریم کی صحت تلفظ کے ساتھ تلاوت کرنا ہے۔ اسی طرح حضور نے عیسائیوں کے اسلامی تعلیم پر متعدد اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب عیسائیوں کی نئی نسل آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات کی حکمتوں کو سمجھنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تمام دنیا صداقت اسلام کی قائل ہو جائے گی مگر اس کے ساتھ آپ نے احبابِ جماعت کو یہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''دنیا میں آج تک کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے صرف میٹھی میٹھی باتوں سے دنیا کو فتح کر لیا ہو۔ قومیں ہمیشہ مصیبتوں اور ابتلاؤں کی تلواروں کے سایہ تلے

بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں اور اُنہیں لوگوں کے اعتراضات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو اِس فتح کا اہل بناؤ۔ جب تک آپ لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کے دیوانے نہیں بن جاتے، جب تک موجودہ فیشن اور رسم و رواج کو کچلنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے اُس وقت تک اسلامی احکام کو ایک غیر مسلم کبھی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔''

(۲) دیباچہ تفسیر القرآن

اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود میں پسر موعود کی علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا...... کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا''۔ حضرت مصلح موعود کے متعلق بیان فرمودہ اِس علامت سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود آپ کا معلّم بننا تھا اور خود آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ ور کرنا تھا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ کسی علم میں بھی دنیا کا کوئی عالم آپ کا مقابلہ نہ کر سکا اور جس کو بھی آپ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا وہ اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکا کہ واقعی مذکورہ بالا پیشگوئی کا حرف حرف آپ کے وجود میں پورا ہوا۔ بِالخصوص قرآن کریم کے علوم و معارف پر آپ کو ایسی دسترس عطا فرمائی گئی کہ غیر بھی اس کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ پاک و ہند کے ایک مایہ ناز اِنشا پرداز اور اُردو ادب کے مسلّم نقاد علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے آپکی شہرۂ آفاق ''تفسیر کبیر'' کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں تحریر فرمایا کہ:۔

''اِس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے''۔

(الفضل ۱۷ رنومبر ۱۹۶۳ء)

حضرت مصلح موعود کے انتقال پر مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا کہ:۔

''علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے''۔ (صدقِ جدید لکھنو ۱۸/اپریل ۱۹۶۵ء)

حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ خود فرمایا کہ:

''میں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری و باطنی میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لیے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے''۔ (الموعود صفحہ ۲۱۰)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

''میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آ جائے اور ایسے علم کا مدعی آ جائے جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلہ کے طور پر پیش کرے اور میں اُسے لاجواب نہ کر دوں تو جو اُس کا جی چاہے کہے''۔ (ملائکۃ اللہ صفحہ ۵۳)

پس زیرِ نظر کتاب ''دیباچہ تفسیر القرآن'' حضرت مصلح موعود کے مذکورہ بالا دعاوی کا منہ بولتا ثبوت ہے جسے حضور نے ایک قلیل وقت میں تصنیف فرمایا۔ اِس میں یورپ کے نقادینِ اسلام کے مشہور اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں اور ضرورتِ قرآن پر نہایت لطیف رنگ میں بحث کی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کے واقعات از ولادت تا وفات ایسے عمدہ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں جو اپنی نظیر آپ ہیں نیز آپ کے بارہ میں بائبل میں مندرج پیشگوئیاں بھی تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ اس کے مضامین عالیہ اور براہین نیرہ مندرجہ ذیل شعر کے مصداق ہیں۔

اَحَادِیْثُ قَدْ صِیْغَتْ فَتُلْھِیْ بِحُسْنِھَا
عَنِ الْوَشْیِ اَوْ شُمَّتْ لَاَغْنَتْ عَنِ الْمِسْکِ

یعنی اس کے مضامین اور عبارتیں ایسے رنگ میں ڈھالی گئی ہیں کہ جو اپنی ذاتی زیبائش اور حسن کی وجہ سے بناؤ سنگھار اور نقش و نگار سے مستغنی کر دیتی ہیں اور اگر اُنہیں سونگھی جانے والی چیز سے تشبیہہ دی جائے تو اس کی خوشبو کستوری سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ یہ کتاب کلام اللہ

قرآن کریم کے عالی مرتبت ہونے کو ثابت کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ اِس معرکۃ الآ راء کتاب کو ہمیں پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں ہمارے ہاتھ سے قائم ہوگی

سیدنا حضرت مصلح موعود نے یہ روح پرور تقریر مؤرخہ ۲۰ رستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ ربوہ کے افتتاح کے موقع پر ارشاد فرمائی تھی۔ یہ تقریر شروع کرنے سے پیشتر حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں پڑھیں جو آپ نے مکہ مکرمہ کی بنیاد رکھتے وقت پڑھی تھیں۔ان دعاؤں کے بعد سب سے پہلے حضور نے ان دعاؤں کے اس موقع پر پڑھنے اور مانگنے کی حکمت اور فلسفہ بیان فرمایا۔ اِس کے بعد آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور مقام ومرتبہ کو دنیا میں ایک دفعہ پھر قائم کر کے دکھانے کا عزم ظاہر فرمایا کیونکہ آپؐ محسن انسانیت ہیں اور فرمایا اگر اِس کام میں ہماری جانیں اور ہمارے بیوی بچوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو یہ ہمارے لیے عزت کا موجب ہوگا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اِس وقت جس قدر تحریکیں دنیا میں جاری ہیں وہ ساری کی ساری دُنیوی مقاصد پر مبنی ہیں صرف ایک ہی اہل دین حق کی مذہبی تحریک ہے اور وہ احمدیت ہے۔ یہ وہ تحریک ہے جس میں دنیا کے ہر مذہب، ہر قوم، ہر زبان اور ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والا شامل ہوسکتا ہے۔ پس یہی ایک جماعت ہے جس نے دین حق کے جھنڈے کو بلند رکھنے کا عزم کر رکھا ہے۔ جس کے لیے شہروں کو چھوڑ کر اس بے آب وگیاہ میدان کا انتخاب کیا ہے۔ اِس کے بعد حضور نے ربوہ کی زمین کے انتخاب کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اِس تعلق میں اپنی ایک ۶ سالہ پُرانی رؤیا بیان فرمائی۔ نیز اس کے حصول کے سلسلہ میں ہونیوالی کوششوں کا بھی ذکر فرمایا۔ یہ تقریر الفضل کے سالانہ نمبر ۱۹۶۴ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔

(۴) مسلمانانِ پاکستان کے تازہ مصائب

حضرت مصلح موعود نے یہ مضمون بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے موقع پر تحریر فرمایا جو مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔

اِس مضمون کا آغاز حضور نے اپنی ایک رؤیا سے کیا ہے جس میں آپ کو ابوالہول جیسی ایک چیز دکھائی گئی جس کے دو سَر تھے۔ یہ رؤیا حضور کو ۱۱ اور ۱۲ ستمبر کی درمیانی رات کو دکھائی گئی جبکہ قائد اعظم کی وفات مؤرخہ ۱۱ ستمبر کو رات ۱۰ بجے ہوئی تھی۔ حضور کا سونے کا معمول عموماً رات تقریباً گیارہ بجے کے بعد ہوتا تھا اس لیے یہ یقینی بات ہے کہ یہ رؤیا حضور کو قائد اعظم کی وفات کے بعد رات کو دکھائی گئی۔ مگر سونے سے قبل تک حضور کو قائد اعظم کی وفات کی ابھی اطلاع نہیں ملی تھی۔ پس حضور نے اس رؤیا کی تعبیر یہ فرمائی کہ اِس رؤیا میں جس چیز کی شکل دکھائی گئی اس کے دوسَر تھے جس سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں پر دو مصیبتیں آنے والی ہیں مگر مسلمان ان دونوں مصیبتوں کو برداشت کر جائیں گے۔ ان میں سے ایک مصیبت تو قائد اعظم جیسے ایک عظیم لیڈر کی وفات اور دوسری مصیبت حیدرآباد دکن پر ہندوستانی فوج کا قبضہ تھا۔

اِس مضمون کے آخر پر حضور نے حیدرآباد دکن کی سلطنت کی کچھ تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حق تو یہ ہے کہ حیدرآباد دکن اپنے حالات کے لحاظ سے انڈین یونین میں ہی شامل ہونا چاہیے تھا جس طرح کہ کشمیر اپنے حالات کے لحاظ سے پاکستان میں شامل ہونا چاہیے لیکن ان واقعات پر کوئی جزع فزع کرنے کی بجائے مسلمانانِ پاکستان اگر مضبوط ارادے، بلند حوصلہ اور پختہ عزم سے کام لیں تو یقیناً پاکستان روز بروز ترقی کرتا چلا جائے گا اور دنیا کی مضبوط ترین طاقتوں میں سے ہو جائے گا۔

(۵) احمدیت کا پیغام

حضرت مصلح موعود نے یہ کتابچہ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں تحریر فرمایا۔ اس کتابچہ میں احمدیت سے متعلق اِس بنیادی سوال کہ ''احمدیت کیا ہے اور کس غرض سے اس کو قائم کیا گیا ہے؟'' کا جواب

تحریر فرمایا ہے جس میں نہایت ہی آسان پیرایہ میں جماعت احمدیہ کا عقائد کے لحاظ سے تعارف کروایا گیا ہے۔ اِس تعلق میں سب سے پہلے آپ نے مذکورہ بالا سوال کرنیوالوں کو یہ بات سمجھائی ہے کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور نہ ہی احمدیوں کا کوئی الگ کلمہ ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں سے صرف اسلام کو یہ فخر اور اعزاز حاصل ہے کہ اس کا ایک کلمہ ہے۔ اور احمدیت چونکہ حقیقی دین ہونے کی دعویدار ہے اس لیے جماعت احمدیہ کا کلمہ بھی وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اِس کے بعد حضور نے جماعت احمدیہ کے متعلق عقائد کے لحاظ سے بعض شکوک کا ازالہ فرمایا جس میں ختم نبوت، ملائکہ اللہ، نجات، احادیث، تقدیر، جہاد جیسے مسائل کے متعلق جماعت احمدیہ کا نقطۂ نظر بیان فرمایا۔

اِسی طرح اِس کتابچہ میں ایک نئی جماعت بنانے کی وجہ اور غرض و غایت بیان فرمائی۔ نیز جماعت احمدیہ کے پروگرام پر روشنی ڈالی اور آخر پر احمدیوں کو دوسری جماعتوں سے علیحدہ رکھنے کی وجہ بیان فرمائی۔

پس یہ کتابچہ جماعت احمدیہ کے تعارف کے لحاظ سے انتہائی لاجواب ہے جسے ہمیں کثرت سے دوسروں کو پڑھانا چاہیے۔

(۶) ہندوستان کے احمدیوں کے نام پیغام

حضرت مصلح موعود نے ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ ہندوستان کے موقع پر ہندوستان کے احمدیوں کے نام جو پیغام ۲۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو تحریر کر کے ارسال فرمایا اِس پیغام کو اب انوار العلوم کی اِس جلد نمبر ۲۰ میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اِس پیغام کے آغاز میں حضور نے اس جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ بھارت کو ھدیۂ تبریک پیش کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جماعتیں صدمات میں سے گذرے بغیر کبھی بڑی جماعتیں نہیں بن سکتیں۔ (حضور کا اس میں دراصل پارٹیشن کی طرف اشارہ تھا) پارٹیشن کے نتیجہ میں جو جماعتی نقصان ہوا اُس کے ذکر کے بعد حضور نے ہندوستان کے احمدیوں کو اُس وقت

کے حالات کے پیش نظر اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ:۔

''پس آپ لوگ اب اپنی نئی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے نئے سرے سے اپنے دفاتر کی تنظیم کریں اور ہندوستان کی باقی جماعتوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور زندہ رکھنے کی کوشش کریں ۔صرف یہی نہیں بلکہ ان کو بڑھانے اور پھیلانے کی کوشش کریں۔ وہ تمام اغراض جن کے لئے احمدیہ جماعت قائم کی گئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں ۔ان اغراض کو سامنے رکھ کر صدر انجمن احمدیہ کی تنظیم کریں اور تمام ہندوستان کی جماعتوں کے ساتھ خط و کتابت کر کے ان کو منظّم کریں اور پھیلنے پھولنے میں مدد دیں۔''

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مضامین

اللہ تعالیٰ

صفاتِ الٰہیہ

اُمت

امن

انبیاء

انسان

انصار

خ

خدام

خندق

د

دوزخ

دیوتا

ر

ربوہ

روایات

روح

روحانی ترقی

ز

زنا

س

سورۃ

شراب

شریعت

ص

صحابہ

صلح

ط

طلاق

ع

عادات

عبادت

عبرانی

عورت

عیسائی

عیسائیت

غ

غزوہ

غلطیاں

ف

فرشتے

ق

قانون

قرآن

متفرق امور

آیات قرآنیہ

احادیث

حدیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

ع

مقامات

ی

کتابیات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حقائق و معارف سے بھری ہوئی سلسلہ تصانیف الموسوم ''انوارالعلوم'' کی اکیسویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْز۔

انوار العلوم کی اکیسویں جلد حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۵ ردسمبر ۱۹۴۸ء تا ۱۸ رجولائی ۱۹۵۰ء کی ۲۴ مختلف تقاریر وتحریرات پر مشتمل ہے۔

الٰہی منشا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چلّہ کشی کے لئے ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اس چلّہ کشی کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کی تضرعات اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو ایک عظیم الشان پیش خبری سے نوازا۔ حضور علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو ایک اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں شائع فرمایا۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پسرِ موعود کی مہتم بالشان خبر عطا فرمائی جس کی علامات میں بیان کیا گیا تھا کہ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا، علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، تین کو چار کرنے والا ہوگا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ پسر موعود کے بارہ میں پیشگوئی میں بیان فرمودہ علامات کا شاندار ظہور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بابرکت وجود میں ہوا اور اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت فضلِ عمر نے

۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت فضلِ عمر اپنی ذہانت و فطانت اور اپنے علوم ِظاہری و باطنی اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کے ذریعہ سے نہ صرف جماعت احمدیہ کی ولولہ انگیز قیادت فرماتے رہے بلکہ آپ کے وجود باجود نے اقوامِ عالَم بِالخصوص مسلم اُمّہ کی بھی راہنمائی اور رستگاری فرمائی۔ گویا کہ اپنوں نے بھی فیض پایا اور غیروں نے بھی استفادہ کیا اور یوں قوموں نے آپ سے برکت حاصل کی۔ کلامُ اللہ کا مرتبہ آپ کے ذریعہ سے ایسی شان کے ساتھ ظاہر ہوا کہ اغیار بھی آپ کے علمِ قرآن کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

''انوار العلوم'' کی اکیسویں جلد حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۴ تحریرات و تقاریر پر مبنی ہے جو کہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۸ء سے ۱۸ر جولائی ۱۹۵۰ء کے عرصہ کی ہیں۔ یہ وہ تاریخی دَور ہے جب ہجرتِ قادیان کو ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا اور اس اولوالعزم خلیفہ کے ذریعہ پیش گوئی مصلح موعود کی ایک علامت ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا'' کا شاندار ظہور نئے مرکزِ احمدیت ربوہ کی تعمیر کے افتتاح کے ذریعہ بھی ہو چکا تھا جو کہ ۲۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ حضور نے ۱۹۴۹ء میں نئے مرکز میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ربوہ میں ۱۹۴۸ء کا جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے شروع میں اور خدام الاحمدیہ کا پہلا اجتماع ۱۹۴۹ء میں منعقد ہوا جس کے تینوں دن حضور نے خطاب فرمایا اور حضور نے خدام الاحمدیہ کی قیادت بھی خود سنبھال لی۔ اس عرصہ میں حضور کوئٹہ دوبارہ تشریف لے گئے وہاں مختلف تقریبات سے متعدد خطابات فرمائے۔ اِسی طرح جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر بھی آپ نے جو خطابات فرمائے یہ سب مواد اِس جلد کی زینت ہے۔

جلسہ ہائے سالانہ، اجتماع خدام الاحمدیہ کے خطابات کے علاوہ آپ نے ۱۷ر فروری ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ راولپنڈی کو اپنی نصائح سے نوازا۔ کمپنی باغ سرگودہا

میں استحکامِ پاکستان کے حوالہ سے آپ کا خطاب بھی اس کتاب میں شامل اشاعت ہے۔
دسمبر ۱۹۴۸ء میں جماعت احمدیہ کا مرکزی جلسہ اپنے مقررہ ایّام میں ربوہ میں نہ ہو سکا تھا کیونکہ انتظامات نہ ہو سکے تھے۔ یہ جلسہ اپریل ۱۹۴۹ء میں ہوا لیکن دسمبر میں جماعت احمدیہ لاہور نے جلسہ کا انعقاد کیا جس سے حضور نے دو خطابات فرمائے۔ یہ دونوں خطابات جلد ہذا میں شامل ہیں۔ ایک جرمن نَو احمدی کے اعزاز میں تین تقاریب ہوئیں ان مواقع پر جو خطابات حضور نے فرمائے اُن کو بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اِسی طرح جامعۃ المبشرین اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے بیرون ممالک سے آئے ہوئے مربیان کے اعزاز میں دی گئی دعوتوں میں بھی حضور نے خطاب فرمایا ان خطابات کو بھی افادہ عام کے لئے اِس کتاب میں شائع کیا گیا ہے۔
حضرت مصلح موعود کی جنوری ۱۹۵۰ء میں ایک کتاب ''اسلام اور ملکیتِ زمین'' کے نام سے شائع ہوئی جو دراصل کمیونسٹ تحریک پاکستان کی اُس آواز کے جواب میں تھی جو ملکیتِ زمین کے نام پر اصلاح کرنا چاہتے تھے اور اس کو اسلامی اصلاح کا نام دیا جارہا تھا اور حکمران مسلم لیگ نے اس اصلاح کے لئے کمیٹیاں بھی تشکیل دے دیں۔ حضور نے اپنے مذہبی فرائض کی بجاآوری کرتے ہوئے یہ گوارا نہ کیا کہ مذہب کے نام پر کوئی ایسی بات کہی جائے جو مذہب سے ثابت نہ ہوتی ہو۔ چنانچہ آپ نے یہ پُر از معلومات تصنیف فرمائی اور ملکیتِ زمین کے بارے میں دینی نقطہ نگاہ بیان فرمایا۔ یہ تصنیف لطیف بھی اس کتاب کی زینت ہے۔
غرضیکہ جلد ہذا جہاں حضرت مصلح موعود کے تبحرِ علمی کی آئینہ دار ہے وہاں یہ کتاب ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء کے تاریخی حالات پر بھی روشنی ڈالتی ہے اور تاریخِ احمدیت کے کئی اَوراق سے ہمیں آگاہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس علمی کاوش کو ہر لحاظ سے نافع الناس اور بابرکت بنائے۔ آمین

اِس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم اورتاریخی کام کی تدوین واشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب اورمکرم چوہدری رشیدالدین صاحب نے مسودات کی ترتیب واصلاح اورابتدائی پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت اوراخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب اٹھوال،مکرم حبیب اللہ باجوہ صاحب اورمکرم فضل احمد شاہد صاحب مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش، مسودات کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی RECHECKING اورمتفرق امور کے سلسلہ میں دلی بشاشت اورلگن سے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔تعارف کتب مکرم مدثر احمد صاحب مربی سلسلہ کا تحریرکردہ ہے۔فَجَزَاھُمُ اللّٰہ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ۔

خاکساران سب احباب کا ممنونِ احسان اورشکرگزار ہے۔ نیز دُعا گو ہے کہ مولیٰ کریم ان سب دوستوں کے علم ومعرفت میں برکت عطا فرمائے، اپنی بے انتہاء رحمتوں اورفضلوں سےنوازے اورہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احبابِ جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

ناصراحمد شمس

سیکرٹری فضل عمرفاؤنڈیشن

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعارف کتب

یہ انوار العلوم کی اکیسویں جلد ہے جو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ۲۵ ر دسمبر ۱۹۴۸ء تا ۱۸ ر جولائی ۱۹۵۰ء کی ۲۴ مختلف تحریرات و تقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۴۸ء

حضرت مصلح موعود نے جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مؤرخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۸ء کو یہ مختصر افتتاحی خطاب فرمایا جس میں حضور نے فرمایا کہ ہر کام کرنے کے پیچھے کوئی مقصد ہوتا ہے اور ہر مقصد کے حصول کے لئے صحیح طریق اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز ہر مقصد کے حصول کے لئے عملی نمونہ کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ اِس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ:۔

''دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں ان کے کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ہوتا ہے اور جتنے کام کرنے والے ہوتے ہیں اُن کے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ نہ ہی صحیح راستے پر چلے بغیر کوئی قوم منزل پر پہنچ سکتی ہے اور نہ مقصد کے بغیر کوئی قوم یکجہتی سے کام کر سکتی ہے اس امر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے کہ فَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ہر گھر جس میں تم داخل ہونا چاہتے ہو اُس کے دروازہ میں سے داخل ہو جاؤ۔ یعنی ہر وہ کام جسے تم اختیار کرنا چاہتے ہو اس کے حصول کا جو طریق ہے وہ اختیار کرو''۔

(۲) تقریر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۴۸ء

جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے

۲۶ ؍دسمبر ۱۹۴۸ء میں یہ معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ اس سال ہندوستان سے ہجرت کرنے کے بعد پاکستان میں نیا مرکز ربوہ کی تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے دسمبر میں جلسہ سالانہ نہ ہوسکا۔ اِس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سال مرکز جلسہ سالانہ ربوہ میں ایسٹر ہالیڈیز (Easter Holidays) میں کیا جائے گا۔ اِس کے بعد آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر مکانات اور خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے متعلق احباب جماعت کے سامنے چند تجاویز رکھیں اِسی طرح ربوہ کی زمین کی خرید کے متعلق بھی ہدایات فرمائیں۔ بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے وساوس کہ جب قادیان ہمیں واپس مل جانا ہے تو پھر ایک نیا شہر آباد کرنے کی ضرورت کیا ہے، کا جواب دیتے ہوئے عارضی مرکز کی ضروریات اور اُس کے فوائد بیان فرمائے نیز اس یقین کا اظہار فرمایا کہ قادیان ہمیں ضرور واپس ملے گا۔ قادیان سے ہجرت کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور اپنے رؤیاء وکشوف کا ذکر فرمایا اور احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اِس عارضی مرکز کے بارہ میں غفلت میں نہ رہے۔ زمین کی قیمتیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ قادیان میں ایسا ہی ہوا تھا یہاں تک کہ بیس بیس ہزار روپیہ فی کنال تک قیمت پہنچ گئی تھی۔ ہم نے خود انجمن کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ پر ایک ٹکڑہ زمین خریدا تھا اِسی طرح جو اِس جگہ میں برکتیں ہونگی اُن سے بھی ان کو حصہ ملتا رہے گا۔ درس وتدریس ہوگا، نئی نئی تحریکوں میں جلد از جلد حصہ لینے کا موقع ملے گا۔ پس جماعت کو اس بارہ میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ جس خدا نے مکہ کو برکت دی ہے، جس خدا نے مدینہ کو برکت دی ہے، جس خدا نے قادیان کو برکت دی ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اُس کے خزانے میں ابھی بہت سی برکتیں باقی ہیں تم گھبراؤ نہیں خدا تعالیٰ اِس جگہ کو بھی بابرکت بنادے گا۔‘‘

اِس خطاب کے آخر پر آپ نے فرمایا۔

’’پہلے مسلمانوں کے پاس اپنا کوئی وطن نہیں تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے ایک مقام عطا فرمایا ہے جسے ہم اپنا وطن کہہ سکتے ہیں۔...... اِس وطن کے مل جانے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ پہلے زمانہ میں اگر کوئی مُلک اِس پر حملہ کرتا تھا یا کسی مُلک سے ہمارے مُلک کی لڑائی ہو جاتی تھی تو ہم کہتے تھے کہ اس مُلک پر انگریز حکومت کرتا ہے اس لئے ہمیں لڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ انگریز جائے اور دشمن سے لڑے...... اب انگریز جا چکا ہے اِس لئے اب اس کی حفاظت کی ذمہ داری اخلاقی اور مادی طور پر مسلمانوں پر ہی ہے پس اب اپنے اندر بیداری پیدا کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں‘‘۔

اِسی طرح بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال اُٹھایا گیا کہ کشمیر کی جنگ جہاد ہے یا نہیں؟ اِس کا تفصیل کے ساتھ جواب ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

’’اب بھی اگر تم نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا تو تم اس سے بھی زیادہ حسرت کے ساتھ اپنے ہاتھ ملو گے جس قدر حسرت کے ساتھ تم نے مشرقی پنجاب میں اپنے ہاتھ ملے تھے۔ اِس وقت بجائے اِس کے کہ کشمیر کی مدد کی جاتی یہ بحثیں شروع ہو گئیں ہیں کہ آیا کشمیر کی جنگ جہاد ہے یا نہیں؟‘‘

آخر پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’پس اپنے اندر ایک نیا تغیر پیدا کرو اور جو نئی ذمہ داریاں خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہیں اُنہیں دوسروں سے زیادہ محسوس کرو۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اِس وقت حکومت تمہاری نہیں تم پاکستان میں اقلیت میں ہو اور اس کے فوائد دوسروں کو پہنچیں گے تم کو تو نہیں پہنچیں گے لیکن تم اس بات کے مدعی ہو کہ تم نے خدا تعالیٰ کی مخلوق اور تمام بنی نوع انسان کے لئے کام کرنا ہے۔ تم نے یہ نہیں دیکھنا کہ اِس سے تم کو فائدہ پہنچتا ہے یا کسی اور کو۔ تم نے یہ دیکھنا ہے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سب سے زیادہ ادا کرتے ہو۔‘‘

(۳) ہر☆عبدالشکور کنزے کے اعزاز میں دعوتوں کے مواقع پر تین تقاریر

۱۹؍جنوری ۱۹۴۹ء کو لاہور کی جماعت نے جرمن نومسلم ہر عبدالشکور کنزے کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ اِس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''جرمنوں نے اطالویوں کی مدد سے ایک عربی ملک ٹنیشیا (تیونس) پر یورش کی تا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو ختم کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکی، اُنہیں ہزیمت ہوئی اور اب جب اسلام کے مبلغ اُس ملک میں پہنچے تو وہ اُن کے تمدن، اُن کے مذہب اور اُن کی اخلاقیات پر وہی کونے کا پتھر بن کر کچھ اِس طرح گرے کہ اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا اور اُنہیں حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے ہی بنی۔''

۲۴؍جنوری ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ لاہور نے جرمن نومسلم ہر عبدالشکور کنزے کے اعزاز میں دعوتِ عشائیہ دی۔ دعوت کے خاتمہ پر تلاوت کے بعد جناب شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک مختصر تقریر کے ساتھ جماعت کی طرف سے ہر عبدالشکور کنزے کو مرحباً کہا جس کے جواب میں مسٹر کنزے نے جماعت احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کرنے کے بعد قادیان کے حصول کے لئے مخلصانہ اور دردمندانہ دعائیں کرنے کی درخواست کی۔ اِس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطاب فرمایا جس میں ہر عبدالشکور کنزے کے قبول احمدیت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یوروپین لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام کو بطور اسلام قبول کیا ہے مسٹر کنزے دوسرے آدمی ہیں۔ پہلے آدمی بشیر احمد آرچرڈ ہیں وہ بھی نہایت مخلص اور اسلام کے ساتھ ایک قسم کا عشق رکھنے والے ہیں۔ وہ پہلے

آدمی ہیں جس نے مجھ پر یہ اثر ڈالا کہ انگریزوں کی بھی روحانی اصلاح ہو سکتی ہے۔''

اِسی طرح جرمن قوم کے بارے میں آپ نے فرمایا:۔

''میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یہ قوم سائنس اور دیگر دنیاوی علوم میں آگے بڑھی ہوئی ہے، جس طرح وہ علمی طور پر یورپ کو لیڈ کر رہی ہے اِسی طرح وہ مذہب میں بھی آگے بڑھ جائے گی اور تمام یورپ کو مذہبی طور پر لیڈ کرے گی۔ ...... حضرت مسیح علیہ السلام بیشک ایشیا میں پیدا ہوئے تھے مگر بعد میں عیسائیت یورپ میں بھی پھیلی۔ اِسی طرح اب اسلام کی بھی یورپ میں پھیلنے کی باری ہے اور جس طرح اٹلی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اُس نے ابتدا میں عیسائیت کو قبول کیا اور اِس کے بعد عیسائیت کو تمام یورپ میں پھیلایا اِسی طرح اسلام کے لئے بھی تو کوئی نہ کوئی ملک مقدر ہوگا جو اسلام کو قبول کر کے اُسے آگے تمام یورپ میں پھیلائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ملک جرمنی ہے''۔

اِسی طرح آپ نے اُردو زبان کے متعلق فرمایا:۔

''یورپ میں احمدیت پھیلنے کی وجہ سے اُردو زبان بھی دوسرے ممالک میں پھیل جائے گی کیونکہ جو یوروپین لوگ احمدی ہوتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے اُردو زبان سیکھتے ہیں۔ اور ایک دن ایسا آئے گا جب پاکستان کا ہر ایک آدمی یہ سمجھنے لگ جائے گا کہ ہمیں فارن لینگوئیج یا اُردو زبان کے علاوہ کسی اَور زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی ضرورت نہیں۔''

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے ۳؍فروری ۱۹۴۹ء کو چار بجے بعد دوپہر مسٹر عبدالشکور کنزے کے اعزاز میں عصرانہ دیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی شمولیت فرمائی۔ چوہدری نذیر احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں مسٹر عبدالشکور کنزے نے تقریر کی۔ آخر پر حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک اہم تقریر فرمائی جس میں آپ نے مسٹر عبدالشکور کنزے کا ذاتی تعارف کروایا اور اُن کے اسلام قبول کرنے کی تفصیلات پر روشنی ڈالی اور ان کے اشاعت اسلام کے جذبہ کے پیش نظر اُن کی دینی تعلیم و تربیت کے متعلق پروگرام بیان فرمایا۔

نوٹ: مسٹر عبدالشکور کنزے اپنے بعض حالات و وجوہات کی وجہ سے اب جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں رہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۷؍فروری ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ راولپنڈی سے یہ روح پرور خطاب فرمایا جس میں حضور نے جماعت کو اپنی تنظیم مضبوط کرنے، خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور عورتوں اور بچوں کی تربیت کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ:۔

''تقسیم ملک کی وجہ سے ہم پر ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں کیونکہ ہماری تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ راولپنڈی کی جماعت جو پہلے بہت چھوٹی سی جماعت تھی غالباً پچیس تیس افراد پر مشتمل تھی لیکن اب اِس کی تعداد تین چار سَو کے درمیان ہے۔ اور اگر مستورات کو بھی اِس میں ملا لیا جائے تو اِس کی تعداد پندرہ سَو یا دو ہزار کے قریب بن جاتی ہے۔ تعداد کے بڑھنے کی نسبت سے بیداری کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے۔ اِس لئے جماعت کو اپنے چندوں کو بڑھانا چاہئے اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند کرنا چاہئے اور پھر سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہئے تا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تائید حاصل ہو۔ یہ امر یاد رکھو کہ کامیابی کے لئے جن مادی سامانوں کی ضرورت

ہے وہ ہمارے پاس نہیں صرف ایک ہی چیز ہے جو ہمیں محفوظ رکھ سکتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا اور اُسی سے مدد مانگنا ہے۔''

پھر فرمایا:۔

''خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی بنیاد مادیات پر نہیں ہوتی۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اندر محبت الٰہی پیدا کریں اِس طرح کہ خدا تعالیٰ کو ان کے متعلق غیرت پیدا ہو جائے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں ترقی کریں۔ خشیت الٰہی میں ترقی کریں تہجد پڑھنے کی عادت ڈالیں اور ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے اُسے مضبوط بنائیں۔''

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ کی روشنی میں فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی اور اپنے اہل وعیال کی تربیت کا ذمہ دار ہے۔ نہ صرف اپنی اصلاح کرو بلکہ اپنی اولاد کو بھی حقیقی مومن بنانے کی کوشش کرو۔

(۵) ربوہ میں پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر افتتاحی تقریر

۱۵؍اپریل ۱۹۴۹ء کو نئے مرکز ربوہ میں صبح ۹ بجے جماعت احمدیہ کا پہلا مبارک اور تاریخی سالانہ جلسہ حضرت مصلح موعود کی ایمان افروز تقریر اور ہزار ہا مومنین کی درد وکرب اور سوز و گداز سے بھری ہوئی عاجزانہ دعاؤں اور التجاؤں کے روح پرور ماحول میں شروع ہوا۔ اِس موقع پر حضرت مصلح موعود نے افتتاحی خطاب میں فرمایا:۔

''یہ جلسہ تقریروں کا جلسہ نہیں یہ جلسہ اپنے اندر ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے ایسی تاریخی حیثیت جو مہینوں یا سالوں یا صدیوں تک نہیں جائے گی بلکہ بنی نوع انسان کی اِس دنیا پر جو زندگی ہے اِس کے خاتمہ تک جائے گی۔ اِس میں شامل ہونے والے لوگ ایک جلسہ میں شامل نہیں ہو رہے بلکہ روحانی

لحاظ سے وہ ایک نئی دنیا، ایک نئی زمین اور ایک نئے آسمان کے بنانے میں شامل ہو رہے ہیں۔''

اِس کے بعد حضور نے نہایت رقت آمیز رنگ میں قرآن کی وہ دعائیں بلند آواز سے پڑھنا شروع کیں جو حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو وادی مکہ میں چھوڑتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور کی تھیں۔ جلسہ میں شامل تمام دوست حضور کے ساتھ اِن دعاؤں کو دُہراتے گئے۔ حضور نے فرمایا:۔

''حضرت ابراہیم کے ذریعہ انسان کو ذبح کر کے قربانی کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ دین حقہ کے لیے ایسے قربانی کرنے والے پیدا کرے جو اپنی جان کو مار کر اس دنیا کے جدوجہد سے بھاگنا نہیں چاہتے بلکہ دنیا میں زندہ رہ کر دنیا کی کشمکشوں میں سے گزر کر دنیا کی مصیبتوں کو جھیل کر دنیا کی تکالیف کو برداشت کر کے اپنی مردانگی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں یہی وہ حقیقی قربانی ہے جو شاندار ہوتی ہے۔''

حضور نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ کی بے مثال قربانی کے واقعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے ہوئے عرض کی:۔

''اے خدا! جس طرح تو نے مکہ اور مدینہ اور قادیان کو برکتیں دیں اِسی طرح تو ہمارے اِس نئے مرکز کو بھی مقدس بنا اور اِسے اپنی برکتوں سے مالا مال فرما۔ یہاں پر آنے والے اور یہاں پر بسنے والے، یہاں پر مرنے والے اور یہاں پر جینے والے سارے کے سارے خدا تعالیٰ کے عاشق اور اُس کے نام کو بلند کرنے والے ہو اور یہ مقام اسلام کی اشاعت کے لیے، احمدیت کی ترقی کے لیے، روحانیت کے غلبہ کے لیے، خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اونچا کرنے کے لیے اور اسلام کو تمام اَدیان پر غالب کرنے کے لیے بہت اہم اور اونچا اور صدر مقام

ثابت ہو۔‘‘

اِس کے بعد حضور نے سجدہ کیا اور حضور کے ساتھ ہزاروں مخلصین بھی سر بسجود ہو گئے اور ربُّ العرش سے اِس مقام کے بابرکت ہونے کے متعلق اشکوں کی جھڑی اور آہ و بکا کے شور کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔

(۶) آئندہ وہی قومیں عزت پائیں گی جو مالی و جانی قربانیوں میں حصہ لیں گی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے برموقع جلسہ سالانہ ربوہ ۱۶؍اپریل ۱۹۴۹ء کو خواتین سے خطاب فرمایا۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جس کی وجہ سے بہت زیادہ دِقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور عارضی انتظامات کئے گئے تھے۔ اس لئے اِس اولوالعزم خلیفہ نے جماعت میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لئے حج کی مثال دی کہ کس طرح لوگ وہاں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں لیکن ان کو محسوس نہیں کرتے کیونکہ روح کی سہولتیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اُٹھانے سے ہی میسر آتی ہیں اور جو لوگ انبیاء پر ابتداء میں ایمان لاتے ہیں، مشکلات میں سے گزرتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں وہی بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ یہ وہ لوگ تھے جو بڑے سمجھے جاتے تھے۔ مگر ان کے بڑے سمجھے جانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو آرام زیادہ میسر آتا تھا بلکہ ان کے بڑے سمجھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ دین کی خاطر اُنہوں نے دوسروں سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اِس لئے اب آپ لوگوں کو تو صرف ایک سال اِن تکالیف کا تجربہ ہو رہا ہے۔ اگلے سال شاید یہ نعمت آپ لوگوں کو میسر نہ آئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مرکز قائم ہو گیا تو اگلے سال بہت سی سہولتیں میسر آ جائیں گی۔ اِس کے بعد آپ نے خواتین کو

خود اور اپنے بچوں کو دین کی خاطر قربانیاں کرنے کے لئے تیار کرنے کی تلقین فرمائی اور صحابیات کی بے مثال قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''وہی عورت عزت کی مستحق ہے جو بچہ نہیں جنتی شیر جنتی ہے، جو انسان نہیں جنتی فرشتے جنتی ہے''۔

اِسی طرح پاکستان کی حفاظت کی خاطر جنگ میں حصہ لینے کے لئے تحریک کی اور خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں تمہیں تمہارے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تمہارے مرد بزدلی دکھا رہے ہیں اور جب اُنہیں بُلایا جاتا ہے کہ آگے آؤ تو وہ کئی قسم کے بہانے بنانے لگ جاتے ہیں، کبھی کوئی عذر کر دیتے ہیں اور کبھی کوئی۔ وہ جتنے عذر کرتے ہیں قرآن کریم میں وہ سب کے سب منافقوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ تمہارا یہ کام ہے کہ تم اپنی آئندہ نسلوں کو آزاد بناؤ۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنے خاوندوں سے کہو کہ یا تو تم دین کے لئے قربانی کرو یا آئندہ ہمارے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ تمہارے لئے تلوار پکڑ کر جہاد کرنے کا موقع تو بہت کم آتا ہے تمہارا جہاد یہی ہے کہ تم اپنے خاوند، اپنے باپ، اپنے بھائیوں اور اپنے بیٹوں سے کہو کہ اگر تم لڑائی کے لئے تیار نہیں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھیں گی۔...... پس اپنی اصلاح کرو اور صحابیاتؓ کا نمونہ اپنے سامنے رکھو۔ اگر تمہارے خاوند اور بیٹے اور بھائی اور دوسرے رشتہ دار خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے تو وہ ابدی زندگی پائیں گے اور اگر جی چرائیں گے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ذِلّت تمہارے سامنے کھڑی ہے اور وہ بہرحال تمہیں قبول کرنی پڑے گی۔''

(۷) قادیان سے ہجرت اور نئے مرکز کی تعمیر

حضرت مصلح موعود نے ۱۶؍اپریل ۱۹۴۹ء کو جلسہ سالانہ منعقدہ ربوہ میں تقریر

فرمائی جس میں قادیان سے ہجرت اور نئے مرکز کی تعمیر اوراس سے وابستہ ذمہ داریوں کی طرف اوراس نئے مرکز کے ذریعہ جماعت کو جو روز افزوں عظیم الشان ترقیات مل رہی ہیں اُن کے متعلق تفصیل کے ساتھ ارشادات فرمائے۔

۱۔ نئے مرکز کے قیام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''دوسرے لوگ تو مرکز کے بغیر رہ سکتے ہیں لیکن ہمارے سارے کام محورِ خلافت کے گرد چکر لگاتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کام کرنے کے لئے کارکن بھی ہونے چاہئیں اور ایسے ادارے بھی ہونے چاہئیں جہاں کام چلانے کی تربیت دی جائے اور یہ ساری باتیں تنظیم چاہتی ہیں۔ یہ ساری باتیں ایک مقام چاہتی ہیں۔''

۲۔ احباب کو انگریزی ترجمہ قرآن کریم اور تفسیر کبیر کی جلدیں خریدنے کی طرف توجہ دلائی۔

۳۔ اسلام کو جلد سے جلد تمام دنیا پر غالب کرنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ایران، امریکہ، مشرقی افریقہ، اُردون، عمان، سپین میں جماعت کے قیام کی خوشکن تفصیلات بیان فرمائیں۔

۴۔ احباب کو ربوہ آنے کے لئے ٹرین کو زیادہ ذریعہ سفر بنانے کی تلقین فرمائی تا کہ ریلوے حکام ریلوے اسٹیشن کو قائم رکھیں۔

اِسی طرح پاکستان کی حفاظت اور استحکام کے لئے فوج میں نوجوانوں کو جانے اور فوجی ٹریننگ حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی اور اِس سلسلہ میں جہلم کی جماعت کی تعریف فرمائی کہ اِس جماعت کے نوجوانوں کی کثیر تعداد نے محاذِ کشمیر پر جا کر ٹریننگ حاصل کی اور وقت کی ضروریات کو پورا کیا۔ اِسی طرح فرقان فورس کے لئے ریکروٹ لینے کیلئے جماعتوں کے دَورے کے دوران گوجرانوالہ اور فیصل آباد کی بوڑھی احمدی خواتین کے بے مثال جذبۂ قربانی کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے اپنے بچے پیش کئے۔

۵۔ انشورنس کے متعلق ایک دوست کے سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اب تک انشورنس کا جو طریق رائج ہے وہ اسلام کے خلاف ہے۔ جب کوئی ایسا طریق نکل آئے گا جو اسلام کی اجازت میں آ جاتا ہو تو میں اس کو جائز قرار دے دوں گا۔

۶۔ ربوہ میں رہائش رکھنے والوں کو حضور نے ہدایات فرمائیں اور ان کے لئے شرائط مقرر فرمائیں۔

۷۔ قادیان سے ہجرت کیوں کی گئی؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں اشاعت اسلام کا کام سب سے اہم اور مقدم ہے اور واقعات نے بتا دیا ہے کہ یہ کام قادیان میں رہ کر نہیں ہو سکتا تھا۔ اِس لئے فرائض دینی کی بجا آوری تقاضا کرتی تھی کہ حضرت مسیح ناصری کے طریق عمل کو اختیار کیا جائے اور قادیان سے ہجرت کی جائے۔

۸۔ جماعت کی علمی ترقی کے لئے آپ نے مختلف موضوعات اور علوم کے بارے میں آسان زبان میں کتب لکھنے اور شائع کرنے کے متعلق یہ بہت ہی شاندار اور جامع سکیم جماعت کے سامنے پیش فرمائی۔

(۸) رمضان کے علاوہ بھی روزے رکھے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۶؍ جولائی ۱۹۴۹ء کو بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ میں خطاب فرماتے ہوئے درج ذیل امور کی طرف توجہ دلائی۔

''رمضان ہمیں اِس طرف توجہ دلاتا ہے کہ مؤمن کو اپنی روحانیت کی تکمیل کے لئے دوسرے ایام میں بھی روزے رکھنے چاہئیں۔ ...... اسلام نے جس قدر عبادتیں مقرر کی ہیں وہ کسی معین وقت کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں اور سال کے ہر حصہ میں اُن پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ سب سے بڑی عبادتیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ گو زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ مقرر ہے مگر صدقہ کو

جاری کر کے خدا تعالیٰ نے اِس کو سارے سال میں پھیلا دیا ہے۔ اِسی طرح حج کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے عمرہ رکھ دیا ہے تاکہ اِس کے فوائد ہمیشہ حاصل کئے جائیں۔غرض روزانہ پانچ وقت کی نماز کے ساتھ نوافل لگا کر، سال میں ایک دفعہ دی جانے والی زکوٰۃ کے ساتھ صدقہ لگا کر اور حج کے ساتھ عمرہ لگا کر خدا تعالیٰ نے اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ ان عبادتوں کے لئے وقت کا معین کرنا صرف بطور مشق کے ہے اور مؤمن کو یہ بتانے کے لئے ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں بھی ایسا کرتا رہے۔ اِسی طرح رمضان بھی یہ بتانے کے لئے آتا ہے کہ سال کے باقی ایام میں بھی روزے رکھا کرو۔تعین وقت اصلی نہیں بلکہ صرف مؤمن کو باقی ایام میں ایسا کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے۔ گویا رمضان کا مہینہ مؤمن کے لئے روحانی ٹریننگ کا زمانہ ہے''۔

(۹) کوشش کرو کہ اُردو ہماری مادری زبان بن جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۹ جولائی ۱۹۴۹ء بمقام کوئٹہ احمدی نوجوانوں کو زریں ہدایات دیتے ہوئے درج ذیل دو باتوں کی طرف توجہ دلائی۔

۱۔ اُردو زبان کو اپناؤ اور اِس کو اتنا رائج کردو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے۔

۲۔ کوئی احمدی نوجوان ایسا نہیں ہونا چاہئے جو قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

آپ نے فرمایا:

''قرآن کریم کے اندر سارے علوم آجاتے ہیں۔ میں پرائمری فیل ہوں لیکن میں تمام مذاہب کو چیلنج کر کے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا اعتراض ہو جس کا قرآن کریم کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہو تو میں اس کا جواب دوں گا اور خالی جواب ہی نہیں دوں گا بلکہ اعتراض کرنے والے کو چپ کرا کے چھوڑوں گا۔ قرآن کریم کے اندر سارے گُر موجود ہیں اور اصل عقل گروں سے ہی آتی ہے۔اگر تم قرآن کریم پڑھ لو تو تمہارے اندر وہ مادہ پیدا ہو جائے گا جس سے

تم ہر قسم کے دشمن کا مقابلہ کر سکو گے اور تمہاری عقل اِتنی تیز ہو جائے گی کہ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں ہوگا جس سے تم مرعوب ہو۔''

(۱۰) باقاعدگی سے نمازیں پڑھنے، اس کے اثرات پر غور کرنے اور دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنے کی عادت پیدا کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۸؍اگست ۱۹۴۹ء کو پارک ہاؤس کوئٹہ میں لجنہ اماء اللہ کوئٹہ کے ایک اجلاس سے خطاب فرمایا۔ جس میں کئی غیر احمدی خواتین نے بھی شرکت کی۔ اِس خطاب میں حضور انور نے سب سے پہلے اجلاس مقررہ وقت سے دیر کے بعد شروع ہونے کی وجہ سے وقت کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''کسی شخص کے بڑا ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ وقت کی زیادہ پابندی کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اوقات کی پابندی کیا کرتے تھے''۔

اور پھر لجنہ اماء اللہ کو نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''اوّل: یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ باقاعدگی سے نماز ادا کریں۔ دوم دینی مشاغل میں وہ یاد رکھے کہ جس طرح جسم کی غذا ہے اُسی طرح روح کی بھی غذا ہے جس طرح جسم کو غذا نہ ملے تو وہ مَر جاتا ہے اِسی طرح روح بھی بغیر غذا کے مَر جاتی ہے۔ مگر نہ جسمانی غذا جسم کا مقصود ہے نہ روحانی غذا روح کا مقصود ہے۔ جسمانی غذا ہم اِس لئے استعمال کرتے ہیں تا خون پیدا ہو اور طاقت حاصل ہو اور اُس طاقت سے ہم دوسرے کام کریں۔ اِسی طرح روحانی غذاؤں کی بھی یہی غرض ہے کہ ہمیں روحانی طاقت ملے جس کے ذریعہ ہم دوسرے کام کرسکیں۔ اگر غذا ہی اصل مقصود ہوتی تو خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کہ لعنت ہے ایسے نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض نمازیوں کی نماز اُن کے لئے لعنت کا موجب بھی ہوسکتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسری عبادات پر خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کے ذریعہ جو طاقت پیدا ہوتی ہے اُس کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔ ...... روحانی طاقتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک جذبہ پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ دوسرے شخص کے اندر بھی وہی اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اُس کے اندر پائے جاتے ہیں۔''

اِسی طرح آپ نے لجنہ اماء اللہ کو تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

(۱۱) اسلام اور موجودہ مغربی نظریے

مؤرخہ ۲۱ /اگست ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ کوئٹہ کے زیر اہتمام پارک ہاؤس کے احاطہ میں ایک شاندار جلسہ ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے ''اسلام اور موجودہ مغربی نظریے'' کے زیر عنوان ایک نہایت پُر معارف تقریر فرمائی۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ کے افراد کے علاوہ چھ سَو کے قریب غیر احمدی معززین بھی اِس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اِس تقریر میں آپ نے مغربی نظریوں پر اسلام کے نظریوں کی فوقیت مدلل طور پر ثابت کی اور فرمایا:۔

''اِس زمانہ میں مغربی اقوام کے مختلف نظریات اسلام سے ٹکراتے ہیں جن میں سے بعض مذہبی ہیں اور بعض سیاسی اور اقتصادی۔ لیکن کوئی ایک نظریہ بھی ایسا نہیں جس میں مغرب کو شکست فاش نہ ہوئی ہو۔ مذہبی نظریوں میں سے سب سے بڑا توحید کا نظریہ ہے۔ عیسائیت نے جب ترقی کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہوں نے خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا...... آج اگر عیسائیوں سے پوچھا جائے تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہماری مراد صرف یہ

ہے کہ حضرت خدا کے مقرب تھے ورنہ خدا ایک ہی ہے...... اِسی طرح طلاق کا مسئلہ ہے۔ آج امریکہ، انگلستان میں بھی طلاق کے قوانین بنائے جارہے ہیں اِس طرح اسلامی نظریہ کو درست تسلیم کیا جارہا ہے...... اِسی طرح حرمت شراب، کثرتِ ازدواج، جوا اور سزائے موت کے قوانین و نظریات ہیں جن میں اسلامی نظریات کو فتح نصیب ہورہی ہے''۔

(۱۲) خدام الاحمدیہ کے قیام سے وابستہ توقعات

۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں خدام الاحمدیہ کے نویں سالانہ اجتماع میں خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے خدام کو اُن کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے افسوس کے ساتھ یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ خدام الاحمدیہ نے میری توقعات کو اُس حد تک پورا نہیں کیا جو میں نے اِس کے قیام کے وقت اِس سے وابستہ کی تھیں۔ اِس وجہ سے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ خود اِس کا صدر بنوں تا اپنے منشاء کو ان پر واضح کرتا رہوں۔ لہٰذا آئندہ کے لئے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا صدر میں ہوا کروں گا اور شوریٰ کی طرح آئندہ اِس کے اجتماع میری صدارت میں ہوا کریں گے۔

اِسی طرح انتخاب صدر کے متعلق زریں ہدایات دیں کہ صدارت کے لئے نام تجویز کرتے وقت محض یہ خیال نہ رکھا جائے کہ اِس کا تعلق کسی بڑے خاندان سے ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا عمل اسلام اور احمدیت کی شان کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی نمازوں کا پابند نہیں اور دین کی خدمت کے لئے ہر وقت پیش پیش نہیں رہتا تو وہ محبت کی بجائے نفرت کا مستحق ہے۔

اِسی طرح آپ نے ایک احمدی نوجوان کے معنی یہ بیان فرمائے کہ اسے اپنی زبان پر قابو ہو، وہ محنتی ہو، وہ دیندار ہو، وہ پنج وقت کا نمازی ہو وہ قربانی و ایثار کا مجسمہ ہو اور کلمۂ حق کو زیادہ سے زیادہ پہنچانے میں نڈر ہو۔

(۱۳) اسلامی شعار اختیار کرنے میں ہی تمہاری کامیابی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۳۱؍اکتوبر ۱۹۴۹ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع پر اجتماع کے دوسرے دن خدام سے جو خطاب فرمایا اُس میں آپ نے خدام کو فیشن پرستی کی لعنت کو ترک کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ جو قوم فیشن یا سماج کے رواجوں سے مرعوب ہو کر اپنا مطمح نظر بھول جاتی ہے اُس کے لئے ترقی کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔

حضور نے داڑھی رکھنے کی تلقین فرمائی اور جرمن نومسلم ہر عبدالشکور کنزے کو سٹیج پر کھڑا کر کے فرمایا دیکھو اِن کی گزشتہ سات پشتوں میں بھی کسی نے داڑھی نہیں رکھی ہوگی لیکن جونہی اِنہوں نے اسلام قبول کیا داڑھی کو اس کا طرۂ امتیاز سمجھتے ہوئے فوراً رکھ لی۔

اِس کے بعد حضور نے چندہ میں نادہند احباب کو توجہ دلائی اور خدام کو تلقین فرمائی کہ تمہارے عزیزوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں میں سے جو نادہند ہیں اُن کو تلقین کرو۔

اِس کے بعد حضور نے اسلامی لباس اور دیگر اسلامی طور وطریق کے متعلق اپنی زریں ہدایات سے خدام کو نوازا۔

(۱۴) خدام الاحمدیہ کا نائب صدر صدرانجمن کا اور ہر مجلس کا قائد مقامی امیر کی مجلس عاملہ کا رُکن ہوا کرے گا

حضرت مصلح موعود نے یہ مختصر مگر جامع خطاب مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۴۹ء کو برموقع اختتام اجتماع خدام الاحمدیہ فرمایا تھا۔ اس خطاب میں حضور نے اپنے خدام کو زریں ارشادات سے نوازتے ہوئے انتظامی اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ جن میں سے

چند ایک حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ خدام کا کوئی امتیازی نشان یا وردی ہونی چاہیے یا کوئی بیج ہونا چاہیے۔

۲۔ زائرین کے لیے علیحدہ سٹیج ہونا چاہیے اور میرے ساتھ جو لوگ مقامِ اجتماع میں آیا کریں اُن سے بھی باقاعدہ پوچھ گچھ ہونی چاہیے۔

۳۔ نائب صدر اپنی سرکاری حیثیت سے صدر انجمن احمدیہ کا ممبر ہوا کرے گا۔ اِسی طرح مجلس کا قائد بھی مقامی امیر کی مجلس عاملہ کا رُکن ہوا کرے گا۔

۴۔ مجلس مرکزیہ پانچ ہزار تک چندے کی طوعی تحریک کر سکے گی۔

۵۔ خدام کے عہد میں جان مال اور عزت کے علاوہ ''وقت'' کا اضافہ فرمایا۔

۶۔ تبلیغ کے طریقوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''تبلیغ تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔ دوستی سے، خدمت سے اور مظلومی سے۔''

۷۔ خدام کو فوجی زندگی کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

۸۔ اساتذہ کو طلباء کی اخلاقی نگرانی کی تلقین فرمائی۔

۹۔ تمام خدام کو کھڑے کر کے دونوں عہد خدام کا عہد اور قادیان کے حصول کا عہد دُہرائے۔

(۱۵) پاکستان کی ترقی اور اس کے استحکام کے سلسلہ میں زریں نصائح

۱۱رنومبر ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ سرگودہا نے کمپنی باغ میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا تھا۔ یہ جلسہ اِس لحاظ سے ایک ممتاز خصوصیت کا حامل تھا کہ اس میں پہلی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سرگودہا اور مضافات کے ان ہزارہا احمدی و غیر احمدی احباب کو جو اِس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے اپنی قیمتی نصائح اور ہدایات

سے مستفیض فرمایا اور اُنہیں اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے اور پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی طرف نہایت دِلآویز پیرایہ میں توجہ دلائی۔ حضور کی تقریر اوّل سے آخر تک انتہائی دلچسپی، پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ سنی گئی۔ حضور نے پاکستان کی حفاظت وسلامتی کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

''ہم نے خود کہا تھا کہ خدایا! ہمیں یہ ملک دے اب اِس کو صحیح طور پر قائم رکھنا اور اسے ترقی دینا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض کو نہیں سمجھیں گے تو ہم شرمندہ ہوں گے اس جہاں میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کہے گا کہ میں نے تمہیں یہ ملک دیا تمہارے مطالبہ پر مگر تم نے اسے ضائع کر دیا۔''

پاکستان کی آمدن بڑھانے کے لئے آپ نے تمام طبقہ ہائے زندگی کے لوگوں کو دیانتداری سے اپنا ٹیکس ادا کرنے اور پاکستان کی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی تلقین فرمائی۔

اُن دنوں اخباروں میں یہ چرچا تھا کہ گورنمنٹ پاکستان اسلام کی حکومت قائم کرنے کے لئے کچھ نہیں کرتی ہم نے تو پاکستان اسلام کے لئے مانگا تھا اِس کے متعلق بصیرت افروز ارشادات فرمائے اور آخر پر ارشاد فرمایا:۔

''محض نعرے لگا لینا کسی قوم کی کامیابی کی علامت نہیں ہوتی اگر اِس وقت سارے لوگ نعرہ تکبیر بلند کرنے لگ جائیں گے۔ اگر اس وقت سارے لوگ یہ کہنے لگ جائیں گے کہ پاکستان زندہ باد۔ ہندوستان مردہ باد تو اس سے ہندوستان کی ایک چوہیا بھی نہیں مرے گی لیکن اگر سب لوگ ان باتوں پر عمل کرنے لگ جائیں جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔ تاجر ٹیکس دینے لگ جائیں، عوام الناس بغیر ٹکٹ کے ریل کا سفر نہ کریں، نوجوان بے ہودہ باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے تعلیم میں ترقی کریں اور جو مضبوط نوجوان ہیں وہ فوجوں میں بھرتی ہوں اور افسر رشوت خوری کی عادت کو ترک کر دیں

اور تمام کام دیانتداری اور محنت کے ساتھ کریں تو پاکستان عملی رنگ میں مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ پھر آپ ایک دفعہ بھی پاکستان زندہ باد نہ کہیں نتیجہ یہی نکلے گا کہ پاکستان زندہ باد''

(۱۶) الرحمت

نومبر ۱۹۴۹ء کو پاکستان میں اخبار الفضل کو جبری طور پر بند کروا دیا گیا۔ اس خلا کو پورا کرنے کے لئے اخبار ''الرحمت'' کی بنیاد حضرت مصلح موعود نے رکھی۔ اور ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء کو مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر کی ادارت میں ''الرحمت'' جاری کیا گیا۔ اور مئی ۱۹۵۱ء تک ایک کامیاب دینی ترجمان کی حیثیت سے باقاعدگی کے ساتھ نکلتا رہا۔ اخبار ''الرحمت'' کے پرنٹر و پبلشر مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی اور مینیجر مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز تھے۔

اِس اخبار میں پورے التزام کے ساتھ حضرت مصلح موعود کے روح پرور خطبات چھپتے تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے علمائے سلسلہ کی تقاریر اور مضامین نیز بیرونی ممالک کے مجاہدین کی معلومات افزا رپورٹیں بھی شائع کی جاتی تھیں۔ ربوہ کی تازہ خبریں بھی باقاعدگی سے درج کی جاتی تھیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے ''الرحمت'' کے اجراء پر ایک نہایت مفصل اور حقیقت افروز افتتاحی مضمون سپرد قلم فرمایا جو اِس کے پہلے شمارہ کے صفحہ ۳ اور جلد ۴ پر شائع ہوا۔ اِس میں آپ نے اس پرچہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''اِس پرچہ کی بنیاد مذہب اور اخلاق پر ہوگی اور صلح اور آشتی پر ہوگی۔ یہ پرچہ سیاسیات سے الگ رہے گا۔ اختلافات کو بڑھائے گا نہیں کم کرنے کی کوشش کرے گا۔ جہاں تک عوامی تعلقات کا سوال ہے۔ یہ پاکستان اور ہندوستان کے عوام کے جوش میں آئے ہوئے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی

کوشش کرے گا اور ہر غداری کی روح کو خواہ وہ پاکستان میں سر اُٹھائے یا ہندوستان میں سر اُٹھائے دبانے کی کوشش کرے گا۔ بلکہ صرف ہندوستان اور پاکستان میں ہی نہیں دنیا کے ہر گوشہ کے لوگوں کے لئے ''الرحمت'' رحمت کا نشان بننے کی سعی کرے گا۔''

اِسی طرح آپ نے پاکستان کے احمدیوں کو حکومت پاکستان کا اور ہندوستان کے احمدیوں کو ہندوستان کی حکومت کا فرمانبردار رہنے کی تلقین کی اور فرمایا:۔

''ہم اس دائمی سچائی کو جو قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہے کبھی نہیں چھوڑ سکتے کہ جو شخص جس حکومت میں رہتا ہے وہ اُس کا فرمانبردار رہے اور اس کے ساتھ پوری طرح تعاون کرے۔''

(۱۷) دنیا کے معزز ترین انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

۲۶ دسمبر ۱۹۴۹ء کو حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ ربوہ میں افتتاحی خطاب فرمایا جس میں حضور نے پرندوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ جب شکاری ان پر فائر کرتا ہے تو وہ اُڑ کر دوسری جگہ اکٹھے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اِسی طرح ہم بھی آرام سے اور اطمینان سے دنیا کی چالاکیوں اور ہوشیاریوں اور فریبوں سے بالکل غافل ہو کر اپنی آرام گاہ میں اطمینان اور آرام سے بیٹھتے تھے کہ چالاک شکاری نے آسمانی پرندوں کے جھنڈ پر فائر کیا مگر وہ پرندے ایک آواز پر پھر ایک نئے مرکز میں جمع ہو گئے۔آپ نے فرمایا:۔

''آؤ ہم اپنے ازلی ابدی آقا کے حضور عاجزانہ التجائیں کریں اور دشمن کو گھٹنے ٹیک کر یہ اقرار کرنے پر مجبور کریں کہ دنیا کا معزز ترین انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔''

(۱۸) قادیان سے ہماری ہجرت ایک آسمانی تقدیر تھی

حضرت مصلح موعود نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ خطاب فرمایا جس میں اِس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی تھی کہ قادیان سے ہمیں کیوں ہجرت کرنی پڑی۔ اِس بارے میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا یہاں آنا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ دیر کی ایک الٰہی تقدیر ہے۔ اس ہجرت کے بارے میں یسعیاہ کی کتاب میں بھی ذکر ہے اور زکریا نے بھی اِس کا ذکر کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ حدیث صحیح مسلم میں اِس کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی اِس کا واضح اشارہ ملتا ہے۔ حضور نے اپنی رؤیا کا بھی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا جس میں ربوہ کی طرف ہجرت کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ قبل از ہجرت الفضل میں بھی شائع ہو چکی تھی۔ پھر آپ نے ربوہ کی معجزانہ آبادکاری اور اس میں میٹھے پانی کے نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اور فرمایا۔

''اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ربوہ کی پوزیشن کیا ہے۔ ربوہ کو خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کا دوسرا مسکن مقرر فرمایا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسیح موعود کی الہامی جائے پناہ قرار دیا ہے۔ میرے الہامات نے اِس پیشگوئی کے قرب میں پورا ہونے کا اعلان کیا ہے۔ سو اَب یہ مقدس ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی مقدس جگہیں ہوتی ہیں۔''

اسی طرح آپ نے ربوہ کے تقدس کے متعلق فرمایا:۔

''پس اب یہ ایک مقدس مقام ہے اور یہاں کی عبادتیں دوسری جگہوں کی عبادتوں سے اچھی ہیں۔ اور یہاں کی رہائش دوسری جگہوں کی رہائش سے اچھی ہے۔''

اِس مرکز کے قائم ہونے سے جماعت کو جو ترقیات مل رہی تھیں ان کا تذکرہ بھی فرمایا اِسی طرح آپ نے احباب جماعت کو تحریک جدید میں اپنی رقوم بطور امانت

رکھوانے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے بار بار ربوہ آنے کی نصیحت فرمائی۔ احباب جماعت کے بار بار مرکز میں آنے سے مشکلات کے حل میں مدد ملے گی۔ دفاتر میں کام کریں۔ اِس کی تعمیر میں حصہ لیں۔ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں۔ اجتماعی عبادات سے فائدہ اُٹھائیں۔ اِس طرح جماعت مضبوط ہوگی۔ اِسی طرح آپ نے ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے لوگوں کو فرمایا:۔

''مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلی دفعہ بھی اور اِس دفعہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ ان کے چہروں پر ایک افسردگی سی طاری ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کیوں ہے؟ دوسرے لوگ مایوس رہیں تو رہیں ہمارا تو ایک زندہ خدا ہے۔ ہمارے لئے مایوسی اور افسردگی کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی بلکہ مومن تو ہزار بھٹیوں سے بھی گزر کر پھر بھی خوش رہتا ہے۔''

''پس میں مہاجرین سے کہتا ہوں کہ تم اپنی اُمنگوں اور امیدوں کو بڑھاؤ اور یہ بات مت بھولو کہ خدا تعالیٰ نے تم سے ابھی بہت کچھ کام لینے ہیں۔ جتنا بیج تم ڈالا کرتے ہو تمہیں اتنی ہی کھیتی ملتی ہے۔ مگر میں خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ تمہارا جو کچھ نقصان ہوا ہے اُس سے بہت زیادہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا۔''

اِسی طرح آپ نے احباب جماعت کو قادیان کی حفاظت کے لئے جو چندہ کے وعدہ جات کئے تھے اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

(۱۹) اسلام اور ملکیت زمین

پاکستان میں کمیونسٹ تحریک نے مختلف سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ملکر یہ آواز بلند کرنا شروع کی کہ ملکیت زمین کے بارے میں ہمارے ملک میں اصلاح کی ضرورت ہے مگر جو اصلاح تجویز کی اگرچہ وہ تفصیلاً وہی تھی جو کمیونزم نے تجویز کی ہے لیکن اس کا نام

’’اسلامی اصلاح‘‘ رکھ دیا۔ بعض حلقوں نے اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر ایسی شکل دینے کی کوشش کی کہ لوگ اِس تحریک کو اسلامی ہی سمجھیں۔ بعض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے تعامل کو نظر انداز کر کے کچھ نئے معانی اُن آیات اور احادیث کو دے دیئے جن سے اُن کے نظریہ کی تصدیق ہوتی تھی۔

برسر اقتدار مسلم لیگ پارٹی نے اِس پروپیگنڈا سے متأثر ہو کر زمیندارہ سسٹم کی اصلاح کیلئے پنجاب، سندھ، سرحد اور مشرقی بنگال میں کمیٹیاں مقرر کر دیں جن کی رپورٹوں پر غور کرنے کے بعد مرکزی مسلم لیگ نے ایک رپورٹ تیار کی جس پر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے زمیندارہ اصلاح سے متعلق کچھ اصول وضع کئے اور فیصلہ کیا کہ بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیرداری بہر حال ختم کر دی جائے اور صوبائی حکومتوں کو توجہ دلائی کہ وضع کردہ اصولوں کو جاری کرنیکی کوشش کریں۔

جہاں تک حکومت وقت کے فیصلوں کا تعلق تھا حضرت مصلح موعود کو اس پر بحث کرنیکی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ کا یہ قطعی مسلک تھا کہ سیاسی امور سیاسی لوگوں پر ہی چھوڑ دیئے جائیں لیکن ایک بین الاقوامی مذہبی جماعت کے دینی راہنما کی حیثیت سے آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کے نام پر کوئی ایسی بات کہی جائے جو اسلام سے ثابت نہ ہو چنانچہ آپ نے اِس اہم مذہبی فرض کی بجا آوری کیلئے ’’اسلام اور ملکیت زمین‘‘ کے نام سے ایک پُر از معلومات یہ کتاب تحریر فرمائی جو جنوری ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔

یہ کتاب ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں آپ نے ملکیت اشیاء کے قانون، ملکیت زمین کے اصول، جاگیرداری، وسیع رقبہ اراضی کی ملکیت، لگان اور بٹائی پر زمین دینے اور حکومت کا عوام کی جائیداد پر جبراً قبضہ کرنے کے مسائل پر خالص اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ نیز سندھ زمیندارہ کمیٹی اور مسلم لیگ کی زمیندارہ کمیٹیوں کی بعض خامیوں پر عقلی بحث کی اور آخر میں کسانوں اور کاشت کاروں کی حالت زار کی اصلاح کیلئے ایسی مفید تجاویز بتائیں جن سے ملک میں رائج شدہ فرسودہ زمیندارہ نظام کی کایا

پلٹ سکتی تھی۔

اِس کتاب میں حضور نے ایک طرف مسلم لیگی حکومت کو بھی زبردست انتباہ کیا کہ اگر اُس نے غیر طبعی یا غیر شرعی تجاویز کی طرف توجہ کی تو وہ کمیونزم کے حملہ کا مقابلہ کرنیکی طاقت کھو بیٹھے گی دوسری طرف بڑے زمینداروں کو بھی توجہ دلائی کہ:۔

''اسلام کی بنیاد اخوت اور رحم پر ہے۔ ان کو اپنے بھائیوں کی مشکلات کے حل کرنے میں سیاسی لیڈروں سے زیادہ کوشاں ہونا چاہیے۔ اگر وہ غریب زمیندار کی مدد کو خودخوشی سے کریں گے اور ایسے قوانین کے بنانے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں گے جن سے ظلم دور ہو جائے اور اُن کا غریب بھائی آرام سے زندگی بسر کرے تو یہ بات دین اور دنیا دونوں میں ان کیلئے عزت اور آرام کا موجب ہوگی اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے سرخرو جا سکیں گے ورنہ وہ سمجھ لیں کہ اگر حکومت اسلامی احکام کے ادب سے کوئی جابرانہ قانون نہ بھی بنائے تو بھی خدائی عذاب سے اُن کو دوچار ہونا پڑے گا اور کوئی چیز بھی اُن کو نہ بچا سکے گی۔''

حضرت مصلح موعود کی اِس معرکۃ الآراء تصنیف کی بھاری خصوصیت یہ تھی کہ اسمیں آپ نے مسلمانانِ عالم کو اِس حقیقت کی طرف متوجہ کر کے اتمام حجت کر دی کہ:۔

''پس کوئی شخص میری بات سنے یا نہ سنے میں یہ صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں کمیونزم کے خوف کیوجہ سے کوئی بات نہیں کہنی چاہیے۔ اگر کمیونزم اچھی چیز ہے تو اس سے خوف کے کوئی معنی نہیں ہمیں شوق سے اسے قبول کرنا چاہیے اور اس کے خلاف سب باتوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ خواہ مذہب کے نام پر کہی جاتی ہوں یا کسی اور نام پر جو بات ٹھیک ہے وہ بہرحال ٹھیک ہے۔ لیکن اگر کمیونزم غلط ہے تو پھر محض اِس وجہ سے کہ وہ ایک ایسی تعلیم پیش کر رہی ہے جس کی وجہ سے عوام الناس اُسکی طرف بھاگے جا رہے ہیں ہمارا اُس کو قبول کر لینا خودکشی کے مترادف ہوگا اور ہمیں بہادروں کی صف میں نہیں بلکہ بزدلوں کی

صف میں کھڑا کرے گا۔‘‘

(۲۰) علمائے جماعت اور طلبائے دینیات سے خطاب

۸مئی ۱۹۵۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مبلغین اور کچھ جانے والے مبلغین بعض غیر ملکی طلباء اور انڈونیشیا کے مسٹر سپارجا کے اعزاز میں ساڑھے چار بجے سہ پہر احاطہ جامعۃ المبشرین ربوہ میں ایک دعوت چائے دی۔ جس میں ڈیڑھ سَو کے قریب معززین شریک ہوئے اِس موقع پر حضور نے ایک خطاب فرمایا جو مبلغین سلسلہ، علماءِ سلسلہ اور طلباءِ دینیات کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اِس خطاب میں آپ نے ایسی دعوت کا اہتمام کرنے کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اِس سے دوسرے نوجوانوں کے دلوں میں بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک اچھا کام ہے جس میں ہمیں بھی حصہ لینا چاہیے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں آنے والوں اور جانے والوں کے لئے بعض خیالات جو مستقل حیثیت رکھتی ہیں اُن کے اظہار کا موقع مل جاتا ہے۔ فرمایا:۔

’’ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کے معیارِ اخلاق اور ان کے معیارِ دین اور ان کے معیارِ تقویٰ کو زیادہ سے زیادہ بلند ترین اور ان کے اندر پہلوں سے زیادہ قربانی کا احساس پیدا کریں۔

ایسے مبلغین پیدا کئے جائیں جو موجودہ ضرورتوں کو سمجھنے والے اور نئے زاویوں اور نئے نقطۂ نگاہ سے موجودہ مسائل پر گہری نظر رکھنے والے ہوں۔ زمانۂ حال کی ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں اور مرکز کے ہر لفظ کی اطاعت کریں۔ طلباء کو درسی کتب کے علاوہ مختلف علمی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتے رہنا چاہیے اور اپنے معلومات کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا چاہیے۔‘‘

حضرت مصلح موعود نے وسعت مطالعہ اور محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''طلباء اپنے اندر تدبر کا مادہ پیدا کریں۔طلباء کو اپنے اندر روحانیت، دینداری اور محبت باللہ کی روح پیدا کرنی چاہیے۔اور طلباء کے اندر اتنی روحانیت ہونی چاہیے کہ اُن کا اُٹھنا بیٹھنا اور اوڑھنا بچھونا، سونا جاگنا، بولنا اور خاموش رہنا سب کچھ خدا کے لئے ہو۔ایک آگ ہو ایک جلن اور سوزش ہو جو ہر وقت بیتاب رکھے۔''

(۲۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ کے قیام واستحکام میں ایک نوجوان کا تاریخی کردار

مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۵۰ء کو بوقت چھ بجے شام تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے چنیوٹ میں بیرونی ممالک کے اُن تمام مبلغین کے اعزاز میں ایک دعوتِ طعام دی گئی جو اُس وقت ربوہ میں موجود تھے۔ایڈریس اور جوابِ ایڈریس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی جو جماعت کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ نے شہد کی مکھیوں کی مثال دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ:۔

''جس طرح جب شہد کی مکھیوں کے چھتہ کو جب کوئی انسان اُجاڑنا چاہتا ہے تو شہد کی مکھیوں کی نوجوان پود وہ نئی پود جو اپنی عمر کو باقی سمجھتی ہے اور اس دنیا میں اپنا ایک زندہ مقصد قرار دیتی ہے وہ ملکہ کی سب سے بڑی بیٹی جو اُن کی آئندہ ہونے والی ملکہ ہوتی ہے۔اُسے لیکر اُڑ جاتی ہیں اور پیشتر اِس کے کہ شہد کا چھتہ تباہ کیا جائے وہ نیا چھتہ بنا لیتی ہیں اور نئے سرے سے اپنی زندگی کو شروع کر دیتی ہیں اور اپنے لئے ایک نیا مقام اور نیا مرکز بنانا شروع کر دیتی ہیں۔نوجوانوں کے لئے اِس میں بہت بڑا اسبق ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم تم میں ایک مکھی سے تو زیادہ عزم ہونا چاہیے۔جب شہد کا چھتہ

اُجاڑا جاتا ہے تو نوجوان مکھیاں انسان کو چیلنج کرتی ہیں کہ تم نے ہمیں اُجاڑا ہے لیکن تم ہمارے عزم کو نہیں اُجاڑ سکتے۔ ہم اِس کے ساتھ ایک نیا چھتہ تیار کریں گی۔ اِسی طرح ہم ہر مصیبت پر ہر آفت ہر ابتلاء ہر امتحان کے موقع پر اپنی نسلوں اور اولادوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے اشرف المخلوقات کی نسلو! آفات اور مصائب سے گھبرانا نہیں۔ تمہیں کم از کم اتنا عزم تو دکھانا چاہیے جتنا شہد کی مکھیاں دکھاتی ہیں۔‘‘

حضرت مصلح موعود نے قادیان سے ہجرت کرنے کے بعد ربوہ میں نیا مرکز بنانے کے متعلق فرمایا۔

’’اب ہم معماروں کی طرح نیا چھتہ بنا رہے ہیں اور اِس امید میں ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اِسے شہد کے ساتھ بھر دیں گے اور مکھیاں کٹ کر دوبارہ یہاں آ بیٹھیں گی۔‘‘

اِسی طرح غیر مبائعین کے اِس اعتراض کے جواب میں کہ قادیان ہونے کی وجہ سے ان کو یہ قبولیت حاصل ہے اور لوگ ان کی طرف اِس لئے آتے ہیں کے ان کے پاس حضرت مسیح موعود کا قائم کردہ مرکز ہے صرف اسی لئے اِن کے گرد جماعت اکٹھی ہو رہی ہے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔

’’خدا تعالیٰ نے ہمیں قادیان سے نکال دیا ہم قادیان سے نکل کر بھی کمزور نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پہلے ہم ایک ایک دو دو مبلغوں کی دعوتیں کرتے تھے اور اب ہم درجنوں کی دعوتیں کرتے ہیں کیونکہ اب مبلغوں کے رسالے باہر جانے شروع ہو گئے ہیں اور وہ دن دُور نہیں جب ایک ہی دفعہ مبلغوں کی بٹالین باہر جائیں گی۔ وہ دن دُور نہیں جب مبلغوں کے بریگیڈ باہر جائیں گے۔ وہ دن دُور نہیں جب مبلغوں کے ڈویژن تبلیغ اسلام کے لئے باہر جائیں گے۔‘‘

(۲۲) صحابیات کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرو

۴ جون ۱۹۵۰ء کو رتن باغ لاہور میں مقامی لجنہ اماء اللہ کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے ناسازیٔ طبع کے باوجود تقریباً پون گھنٹے تک ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں اجلاسات میں وقت کی پابندی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اِسی طرح فرمایا کہ عورتیں بھی قوم کا ویسا ہی حصہ ہیں جیسا کہ مرد اس کا ایک حصہ ہیں۔ سورۂ فلق کی تفسیر فرماتے ہوئے بتایا کہ اس میں قوموں کی ترقی اور تنزل کے متعلق بعض احکام بیان کئے گئے ہیں جن کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ لفظ قُلْ کے معنی اور حکمتیں بیان فرمائیں اور فلق لفظ کی پُر معارف تفسیر بیان کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کو نصیحت فرمائی کہ تم اپنے مقام کو سمجھو اور صحابیات کے نمونہ پر چلتے ہوئے دین کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی کوشش کرو اور اپنے اندر نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ترقی کے لئے بے انتہا مواقع پیدا کئے ہیں۔ تم بھی حضرت عائشہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت حفصہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی ان صحابیات کی نقل کرنے کی کوشش کرو جنھوں نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔

(۲۳) کوشش کرو کہ تمہاری اگلی نسل پچھلی نسل سے زیادہ اچھی ہو

۱۸ جولائی ۱۹۵۰ء کو کوئٹہ میں مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے سیدنا حضرت مصلح موعود کے اعزاز میں ایک دعوت دی گئی جس میں مقامی جماعت کے علاوہ کئی غیر احمدی معززین بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر قائد مقامی نے حضور کی خدمت اقدس میں اپنے کام کی سالانہ رپورٹ بھی پیش کی۔ جس کے بعد حضور نے خدام سے خطاب

کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:۔

''ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا اگلا قدم اُس کے پچھلے قدم سے آگے پڑے اور جب کسی قوم کی ترقی کسی ایک نسل کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی بلکہ اس کی ترقی اس کی کئی نسلوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے تو اُس کے ہر فرد کو یہ مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اگلی نسل پچھلی نسل سے زیادہ اچھی ہو۔ نوجوانوں میں ہمیشہ یہ روح پیدا کرنی چاہیے کہ وہ پہلوں سے روحانیت میں بڑھنے کی کوشش کریں۔''

اِسی طرح آپ نے تلقین فرمائی:۔

''ہر چیز نظام کے نیچے آنی چاہیے ورنہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم کرنے کی غرض وغایت پوری نہیں ہوسکتی۔ اِسی طرح دعوتوں میں وقت بچانے کے لئے بفے سسٹم شروع کریں اور اجلاسات میں ایسی نظمیں رکھی جائیں جو دعائیہ اور جوش دلانے والی ہوں اور پھر سارے خدام پڑھنے والے کے ساتھ ساتھ انھیں دُہراتے چلے جائیں۔''

نیز آپ نے فرمایا کہ:۔

''مأمورین کی جماعتوں پر ابتلاء بھی آتے ہیں اس لئے انہیں ان ابتلاؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔''

(۲۴) قرونِ اُولیٰ کی نامور خواتین اور صحابیات کے ایمان افروز واقعات

۱۹۵۰ء کے موسم گرما میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔ کوئٹہ کی لجنہ نے حضور کے اعزاز میں ایک دعوتِ چائے کا اہتمام کیا۔ جس میں معزز غیر احمدی مستورات بھی مدعو کی گئی تھیں۔ اس موقع پر حضور نے یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں

حضور نے انسان کی پیدائش کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ نیز حضور نے عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور قرآن و احادیث کی روشنی میں عورتوں کو ذمہ داریوں اور انعامات کے لحاظ سے مردوں کے برابر ٹھہرایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

''قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لو تمام مسائل احکام اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے مثلاً اگر یہ کہا جاتا ہے کہ نیک مرد تو ساتھ ہی کہا جاتا ہے نیک عورتیں۔ اگر کسی جگہ ذکر ہے کہ عبادت کرنیوالے مرد تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ عبادت کرنے والی عورتیں۔ پھر اگر یہ ذکر ہے کہ جنت میں مرد جائیں گے تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ جنت میں عورتیں بھی جائیں گی۔ مرد کی اگر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں اور وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر رکھا جاتا ہے تو اس کی بیوی جس کی نیکیاں اس کے مقام کے مناسب حال ہیں اپنے خاوند کی وجہ سے اُسی مقام میں رکھی جائیگی۔ اِسی طرح اگر عورت اعلیٰ نیکیوں کی مالک ہے اور ان کی وجہ سے وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر رکھی جاتی ہیں تو اس سے ادنیٰ نیکیاں رکھنے والا خاوند بھی اُس کی وجہ سے اُسی مقام میں رکھا جائے گا۔ غرض تمام معاملات میں خدا تعالیٰ نے عورت اور مرد کی ذمہ داریوں کو اہمیت دی ہے۔''

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مضامین

زکوٰۃ

زمین

زمیندار

س

سادگی

سکول

سورۃ

ش

شراب

شہد

ص

صحابہؓ

صحابیاتؓ

ط

طلاق

ع

عشق

علم

علماء

مسلم لیگ

مصائب

مصیبت

مطالعہ

مظالم

منافق

مومن

ن

نبی

نزلہ

نماز

نوجوان

و

وقت

وقفِ زندگی

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

حدیث بالمعنٰی

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

آ۔ا

غ

مقامات

س

ش

ط

ع

ف

ق

ک

گ

کتابیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیّدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حقائق ومعارف سے پُر سلسلہ تصانیف الموسوم ''انوار العلوم'' کی تئیسویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔وَمَا تَوۡفِیۡقَنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ۔

''انوار العلوم'' کی تئیسویں جلد حضرت مصلح موعود کی 5/اپریل 1952ء تا نومبر 1953ء کی 22 مختلف تقاریر وتحریرات پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسرِ موعود کی عظیم الشان پیشگوئی سے نوازا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مہتمم بالشان پیش خبری کو اپنے ایک اشتہار 20/فروری 1885ء میں شائع فرمایا۔اِس پیشگوئی میں غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ایک پِسر عطا ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی۔اس موعود بیٹے کی علامات میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا،علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، کلامُ اللہ کا مرتبہ اُس کے ذریعہ ظاہر ہوگا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی!

پسرِ موعود و مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی اور اُس میں بیان فرمودہ غیر معمولی علامات کا شاندار ظہور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بابرکت وجود میں ہوا جو صرف 25 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

حضرت مصلح موعود تمام عمر علومِ ظاہری و باطنی، اپنی ذہانت وفطانت اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں سے نہ صرف احبابِ جماعت کو مستفیض کرتے رہے بلکہ آپ کی قائدانہ صلاحیتوں اور فکری استعدادوں سے دوسروں نے بھی فائدہ اُٹھایا اور قومیں آپ سے برکت پاتی رہیں۔ قرآن کریم کے گہرے علوم و معارف آپ کو عطا کئے گئے۔ آپ نے ساری عمر خدمتِ قرآن میں صَرف کر کے کلامُ اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کیا اور یہ مرتبہ اِس شان سے ظاہر ہوا کہ جماعت کے شدید معاند بھی آپ کے علمِ قرآن کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے اور اُنہوں نے برملا کہا کہ تم مرزا محمود کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے پاس قرآن ہے۔

''انوار العلوم'' کی تئیسویں جلد میں شامل تقاریر و تحریرات اہم جماعتی مواقع پر کی گئی ہیں جو کہ ہمارے لئے مشعلِ راہ اور تاریخِ احمدیت کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

اِس عرصہ کے دَوران حضرت مصلح موعود نے خدّام الاحمدیہ مرکزیہ کے 1950ء، 1951ء کے اجتماعات سے متعدد خطابات فرمائے اور خدّام کو مختلف حوالوں سے قیمتی نصائح سے نوازا اور مجلس کے کاموں میں اُن کی راہنمائی فرمائی۔ اِسی عرصہ میں جماعت احمدیہ کے ۲ جلسہ ہائے سالانہ 1950ء اور 1951ء منعقد ہوئے۔ ان جلسوں کے مواقع پر حضور نے تینوں دن خطابات فرمائے اور خواتین کو بھی اپنے کلماتِ طیّبات سے نوازا۔ یہ سب خطابات اِس کتاب کی زینت ہیں۔

27 / دسمبر 1950ء کی جلسہ سالانہ کی تقریر بہت اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں حضور نے متفرق امور کے بیان کے علاوہ جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو مختلف الزامات لگائے جاتے ہیں اُن کا بڑی تفصیل سے ردّ فرمایا ہے۔ باؤنڈری کمیشن میں جماعتِ احمدیہ کا علیحدہ میمورنڈم پیش کرنے کے مسئلہ پر بھی حضور نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اِسی طرح پاکستان کے بنانے میں جماعت احمدیہ کی جو خدمات ہیں اُن کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اِس تقریر کا بہت سا مواد غیر مطبوعہ ہے جو پہلی دفعہ شائع کیا جا رہا ہے۔

جلسہ سالانہ 1950ء ، 1951ء کے اختتامی خطابات کا موضوع ''سیر روحانی'' ہے۔ یہ سلسلہ خطابات حضور نے قبل ازیں 1938ء میں شروع کیا تھا۔ اِس کی دو تقاریر اِس جلد میں شامل ہیں۔ یہ دونوں تقاریر بھی غیر معمولی علم ومعرفت کے مضامین پر مشتمل ہیں۔

حضور نے 26 ر نومبر 1950ء کو پہلی بار اپنے اُستادِ محترم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے وطن بھیرہ کا سفر اختیار فرمایا۔ اُس موقع پر آپ نے جو معرکۃ الآ راء خطاب فرمایا وہ بھی بہت اثر انگیز، پُر معارف اور لطیف مضامین پر مشتمل ہے اور اِس جلد میں شاملِ اشاعت ہے۔ خدّام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاسز کے مواقع پر حضور کے دو اہم خطابات بھی اس جلد میں شامل ہیں۔

جلد ھٰذا میں شامل تقاریر وتحریرات حضرت مصلح موعود کی ولولہ انگیز قیادت اور آپ کے تبحّرِ علمی کی آئینہ دار ہیں۔ اِن تحریرات کے مطالعہ سے جہاں ایمان ترقی کرتا ہے اور علم و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے وہاں اِس کے مطالعہ سے تاریخِ احمدیت اور تاریخ اقوامِ عالَم سے بھی آگاہی ملتی ہے۔ یہ پُر شوکت تقاریر اور ولولہ انگیز خطابات یقیناً احبابِ جماعت کے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہ

اِس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اِس اہم اور تاریخی کام کی تدوین واشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے مسودات کی ترتیب و اصلاح اور ابتدائی پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بہت محنت اور اخلاص سے خدمات سرانجام دی ہیں۔

مکرم عبدالرشید صاحب اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ مکرم فضل احمد صاحب شاہد، مکرم عبدالشکور باجوہ صاحب، مکرم عدیل احمد گوندل صاحب اور مکرم ظہور احمد مقبول صاحب مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش وترتیب، مسودات کی نظر ثانی،

اعراب کی درستگی، RECHECKING اور متعدد متفرق امور کے سلسلہ میں دلی بشاشت اور لگن سے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ تعارف کتب مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کا تحریر کردہ ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

خاکساران سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکرگزار ہے۔ نیز دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے، اپنی بے انتہاء رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احبابِ جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

یہ سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی ایمان افروز، پُر معارف اور رُوح پرور خطابات پر مشتمل انوار العلوم کی بائیسویں جلد ہے جو ۱۷؍ستمبر ۱۹۵۰ء تا ۲۵؍مارچ ۱۹۵۲ء کی ۲۲ مختلف تحریرات وتقاریر پر مشتمل ہے۔

(۱) عورتیں آئندہ نسلوں کو دین دار بنا سکتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لجنہ اماء اللہ کراچی کے اجتماع میں مؤرخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۵۰ء کو یہ معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ جس میں حضور نے سورۃ النساء کی آیت ۲ کی بہت لطیف تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ''الناس'' میں عورتوں اور مردوں کو سانجھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہیں اُن میں عورتیں بھی ویسے ہی مخاطب ہیں جیسے مرد۔ ان کے جذبات، احساسات اور اُمنگیں بھی ویسی ہی ہیں جیسے مردوں کی۔ خدا عورتوں کی بھی ویسے ہی دُعا سنتا ہے جیسے مردوں کی اس لئے اولاد کی تربیت کی طرف عورتوں کو توجہ دینی چاہئے۔

قومی ترقی کا انحصار آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت پر ہے۔ جو ایک احمدی عورت کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے لئے اسلامی تعلیم سے آراستہ ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت عائشہؓ عورتوں کے حقوق، اُن کے فرائض اور اُن کے کاموں سے خوب واقف تھیں وہ اپنی خِلقت اور بناوٹ کی وجہ سے اِس حصہ کو زیادہ یاد رکھ سکتی تھیں اِس لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حصہ عائشہؓ سے سیکھو۔

(۲) سچا ایمان، پیہم عمل اور راستبازی کی عادت پیدا کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۰ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر بنفسِ نفیس تشریف لا کر ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں حضور نے عقیدہ، ایمان اور عمل کے آپس کے تعلق کو نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرما کر نوجوانوں کو اپنے عقیدہ یعنی کلمہ کو ایمان سے مزیّن کر کے عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی نصیحت فرمائی۔ اس مضمون کو بیان کرنے سے قبل نماز میں یکسوئی پیدا کرنے کے لئے امام کی اطاعت اور صفوں کو سیدھا بنانے کی بھی تلقین فرمائی اور فرمایا ''نماز میں جس کی صف سیدھی نہیں اُس کا دل ٹیڑھا ہے۔''

حضور نے فرمایا کہ کلمہ شہادت اَور چیز ہے اور ایمان اور چیز۔ صرف کلمہ کو دُہرا لینا ایمان نہیں بلکہ ایمان درحقیقت وہ قوتِ محرکہ ہے جو صداقتوں کو ماننے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے پیچھے عمل کر رہی ہے۔ کلمہ پر خالی یقین کر لینا ہی کافی نہیں۔ اِس کی مثال تو اُس بیلنے کی ہے جو گنّے کے بغیر خالی چلایا جائے۔ اگر رَس لینا ہے تو گنّا اُس میں ڈالنا پڑے گا اِس لئے ایمان میں حلاوت لانے کے لئے قوتِ محرکہ ہونی ضروری ہے۔ پس ایمان، عقیدہ اور قوتِ محرکہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب عقیدہ اتنا پختہ ہو جائے کہ انسان اپنے اندر اس کے ذریعہ تبدیلی پیدا کرے تو اس کو مومن کہتے ہیں۔ پھر عمل کے ذریعہ اپنے ایمان کا لباس تیار کرتا ہے کیونکہ عمل ایمان کا لباس ہے۔

اس لئے احمدیت میں داخل ہونے کے لئے سب سے پہلی چیز جو پیدا کرنی ہے وہ ایمان ہے عقیدہ اس کا ایک حصہ ہے۔ دوسری چیز عمل ہے اور تیسری چیز راست بازی ہے کیونکہ مذہب نام ہے ہی راست بازی کا۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مذہب پر چلنے والا شخص سچائی کو اپنے ہر شعبۂ زندگی میں داخل کرتا ہے اور جھوٹ سے دُور رہتا ہے کیونکہ جھوٹ اور مذہب دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

(۳) اقرار کرو کہ تم ہمیشہ سچ بولو گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر۲۲/اکتوبر ۱۹۵۰ء کو صبح دس بجے اپنے خطاب میں خدام کو جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی وہ سچ بولنے کے متعلق تھی۔حضور نے عہد کی اہمیت بیان فرما کر دورانِ اجتماع خدام کو کھڑا کر کے ان سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لیا۔اور فرمایا کہ اسلام، مذہب اور انسانیت کی جان سچ ہے۔جو شخص سچ نہیں بولتا وہ قوم کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے۔

(۴) مضمون نویسی اور تقریری مقابلوں کے بارہ میں نوجوانوں کو ضروری ہدایات

اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ پر۲۲/اکتوبر ۱۹۵۰ء کو رات کے وقت حضور پنڈال میں اُس وقت تشریف لائے جب خدام کے مابین تقریری مقابلہ ہو رہا تھا۔اس موقع پر حضور نے تقریر اور مضمون نویسی پر خدام کو بیش قیمت ہدایات دیں۔جن میں دوران تقریر گرج اور اونچی آواز میں بولنے سے خدام کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ مضمون کو آہستگی سے اور ایسے رنگ میں پڑھنا چاہئے کہ سامعین پڑھنے والے کی آواز میں سموئے جائیں۔اور انتظامیہ کو بھی تقاریر کے لئے عناوین سوچ سمجھ کر دینے چاہئیں جس سے خدام کو بولنے کی مشق ہو جائے۔اور جہاں تک تحریری مضامین کا سوال ہے اس سلسلہ میں خدام کے حلقے اور سرکل بنا دیں اور ان کو ایک مضمون دے دیا جائے جہاں تمام خدام اس مضمون کے حوالہ سے تیاری کریں اور اپنے نمائندہ کو میٹنگ منعقد کر کے دلائل لکھوائیں اور وہ یہاں آ کر سُپر وائزر کے سامنے مضمون لکھے۔اسے کتابیں دیکھنے کی اجازت ہو مگر کسی سے مشورہ کی نہیں اور یوں ساری کی ساری جماعت اس مضمون کی تیاری میں شامل ہو گی۔اس موقع پر حضور نے خدام کو اپنے اپنے حلقہ اور علاقہ کے تحت اکٹھے بیٹھنے کی بھی نصیحت فرمائی۔

(۵) مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۰ء کے آخری اجلاس میں بعض اہم ہدایات

سیّدنا حضرت مصلح موعود نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۰ء کے اختتامی اجلاس منعقدہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۵۰ء میں خدام الاحمدیہ سے خطاب فرمایا۔ حضور نے خدام میں انعامات کی تقسیم کے بعد فرمایا کہ جب کسی نوجوان کو انعام دیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دوسرے نوجوانوں کے دلوں میں بھی ویسے کام کرنے کی تحریک پیدا ہو اس لئے انعام لیتا ہوا دیکھ کر بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ کہا جاتا ہے اور انعام لینے والے کو دعا دی جاتی ہے اور انعام لینے والا انعام دینے والے اور دوسرے حاضرین کے اس دعائیہ کلمات پر جَزَاکُمُ اللّٰہ کہتا ہے۔

حضور نے مزید فرمایا کہ جو کچھ یہاں سیکھا ہے واپس جا کر میٹنگز منعقد کر کے اجلاسات منعقد کر کے نمائندے دوسروں تک یہ باتیں پہنچائیں۔ اور جو عہد سچ بولنے کا کل میں نے لیا تھا وہ عہد بھی لیں اور تمام خدام اِیْ وَاللّٰہِ بلند آواز سے کہنے کی مشق کریں کیونکہ یہ الفاظ عہد نبھانے پر دلالت کرتے ہیں۔

حضور نے خدام کو تیراکی اور دیگر پیشے اور ہُنر سیکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ ہندو کے یہاں سے چلے جانے کے بعد تعلیمی ڈگریوں کی بھی گنجائش ہے اگر پاکستان نے ترقی کرنی ہے تو لازماً تعلیم کے ساتھ کرنی ہے۔ یہ تعلیمی ڈگریاں کچھ عرصہ تک تو اس خلاء کو پُر کر سکتی ہیں لیکن ہُنر اور پیشے اپنانے سے روزگار میں ترقی ہوگی۔ حضور نے آخر میں خدام کو اپنا مُنہ صاف رکھنے کی بھی نصیحت فرمائی اور فرمایا یہ سوشل تعلقات کے لئے ضروری ہے۔

(۶) تربیتی کورس کے اختتام پر احمدی نوجوانوں سے خطاب

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیراہتمام پہلے چودہ روزہ تربیتی کورس جس میں ۵۰ خدام نے شرکت کی کے اختتام پر مؤرخہ ۷/نومبر ۱۹۵۰ء کو حضور نے خطاب کرتے ہوئے خدام کو نصیحت فرمائی کہ واپس جاکر اپنی اپنی جگہ پر خدام کی تنظیم قائم کریں اور اس تعلیم کو جو یہاں سیکھی ہے اپنے ساتھی خدام کو بھی سکھائیں۔ نیز حضور نے خدام کو اُس عہد کو تازہ کرنے کی نصیحت فرمائی جو آنحضورﷺ نے اسلام کے پرچار کا اپنے خدا سے کیا تھا۔ حضور نے فرمایا:-

''پس یہاں سے فارغ ہوکر اپنے اپنے علاقہ میں جاؤ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کرو۔ تبلیغ کرو اور کوشش کرو کہ مرکز کی آواز کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ ہمارے ہر نوجوان کے اندر یہ آگ ہونی چاہئے کہ وہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کا کام کرے۔''

حضور نے خطاب کے آخر میں خدام سے درج ذیل عہد تین بار لیا۔

''کیا آپ لوگ اِس بات کا عہد کرتے ہیں کہ جو باتیں آپ نے یہاں سیکھی ہیں اُن پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی اپنی جماعتوں میں ان اسباق اور تعلیموں کو پھیلانے کی کوشش کریں گے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص خود بھی دکھائیں گے اور دوسروں میں بھی اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔''

(۷) بھیرہ کی سرزمین میں ایک نہایت ایمان افروز تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مؤرخہ ۲۶/نومبر ۱۹۵۰ء کو پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مَولد و مَسکن بھیرہ تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے بعد نماز ظہر و عصر احباب جماعت سے ایک درد انگیز اور پُر معارف خطاب فرمایا جو دو گھنٹے جاری رہا۔ حضور نے خطاب کے آغاز میں بھیرہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بھیرہ، بھیرہ والوں کے لئے اینٹوں، گارے اور چونے سے بنا ہوا ایک شہر ہے مگر میرے لئے میرے استاذ جنہوں نے مجھے

نہایت محبت اور شفقت سے قرآن کریم اور بخاری کا ترجمہ پڑھایا کا مَولدو مَسکن ہے۔میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی کی زبان سے قرآن کریم اور حدیث کا دودھ پیا ہے۔ پس بھیرہ والوں کی نگاہ میں جو قدر بھیرہ شہر کی ہے میری نگاہ میں اِس کی قدر بہت زیادہ ہے۔ یہاں ہی کی ایک بیٹی امۃ الحیٔ جو حضرت مولانا نورالدین صاحب کی بیٹی تھی سے میری شادی ہوئی۔اُن سے باوجود وعدہ کے میں اُنہیں اُن کی زندگی میں یہاں نہ لا سکا۔اب اُن کو فوت ہوئے ۲۶ سال ہو گئے ہیں۔

حضور نے اپنے اِس معرکۃ الآراء خطاب میں اس امر کا بھی ذکر کیا کہ بعض لوگوں نے مجھے بھیرہ میں مخالفت کا ذکر کر کے دورہ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اِس ضمن میں آپ نے اسلام کے دَورِاوّل میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شدید مخالفت کا ذکر فرمایا اور کہا کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ، ولید کے بیٹے خالد اور عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ بن عمرو مسلمان ہوئے اور اسلام کے لئے انہوں نے قربانیوں کی لازوال تاریخ رقم فرمائی۔اس لئے آپ کو دُعاؤں کے ساتھ تبلیغ کا کام نہیں چھوڑنا اور نرمی سے دلائل دیتے ہوئے جنگ جیتنی ہے اور بتانا ہے کہ وہ تمام علامات جو قرآن واحادیث میں بیان ہوئی ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے حق میں پوری ہو گئی ہیں۔

(۸) ہم خدا تعالیٰ کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مؤرخہ ۲۶؍دسمبر ۱۹۵۰ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس سے ایک مختصر خطاب فرمایا۔جس میں حضور نے انتظامیہ کو بعض ہدایات فرمائیں۔ نیز حاضرینِ جلسہ کو یہ بنیادی نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے خدا سے قریبی تعلق پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا دشمن چاہتا ہے کہ ہم اپنے خدا سے تعلق توڑ لیں لیکن ایسا نہیں ہوگا ہمارے جسم کی ایک ایک بوٹی بھی جُدا ہو جائے خواہ اس کے بدلہ میں ہماری جان و مال تباہ ہو جائیں لیکن ہم اپنے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ خدا کا چہرہ ہمارے مخالفین کو بھی نظر آئے اور اُن کے دلوں میں بھی رسول کریم ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے تا

وہ اپنی سُستیوں اور غفلتوں سے ہٹ کر دین کی محبت میں لگ جائیں اور رسول کریم ﷺ کی حکومت دنیا پر پھر سے قائم ہو جائے۔

(۹) اسلام نے عورت کو جو بلند مقام بخشا ہے

اس کے مطابق اپنے فرائض ادا کرو

جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء کے دوسرے دن مؤرخہ ۲۷؍دسمبر کو عورتوں کے پنڈال میں بنفسِ نفیس تشریف لے جا کر حضرت مصلح موعود نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے قرونِ اُولیٰ کی عورتوں کی قربانیوں، اُن کی علمی ذہانت اور فراست کا ذکر کر کے عورتوں کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے فرعون کی بیوی کی مثال دی جس نے باوجود فرعون جیسے دشمن کے پاس رہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کی۔ آپ نے حضرت مریم علَیہَا السلام کی مثال بھی دی کہ وہ ایک عورت ہی تھی جس نے اپنے بچے کی ایسی پرورش کی کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا انسان بنا۔ اسی طرح آپ نے حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ کی قربانیوں کا ذکر فرمایا اور ایک مشہور صوفی خاتون رابعہ بصری کا ذکر کر کے فرمایا کہ عورت اب ایک نمایاں حیثیت اختیار کر رہی ہے۔ عورت اور مرد میں دماغ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں جو کچھ مرد سیکھ سکتا ہے وہ ایک عورت بھی سیکھ سکتی ہے۔ اگر آپ میں سے ہر عورت نے کم از کم ایک عورت کو اسلامی نور سے منور کیا ہوتا تو احمدیت کتنی ترقی کر چکی ہوتی۔ تعلیم دینا اور تبلیغ کرنا صرف مردوں کا کام نہیں بلکہ عورتوں کا بھی ہے۔ جس طرح بھنور میں پھنسی کشتی دونوں طرف چپّو چلانے سے ہی نکل سکتی ہے اسی طرح جماعت کی گاڑی چلانے کے لئے مرد اور عورتوں دونوں کو برابر کام کرنا ہوگا۔

عورتوں کا علمی معیار بلند کرنے کے لئے حضور نے لجنہ اماء اللہ کو ایک کورس جاری کرنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ خدام کی طرز پر پندرہ روزہ تربیتی کورس منعقد کرے پھر اس سال زنانہ کالج قائم کر کے دینی علم کے ساتھ ساتھ دُنیوی علوم کی ترویج کا بھی

انتظام کیا جائے۔ اِسی طرح لجنہ کے دفاتر کا بھی حضور نے اعلان فرمایا۔ جس میں لائبریری بھی ہوگی اور عورتیں اس سے بھی فائدہ اُٹھاسکیں گی۔

(۱۰) متفرق امور

حضرت مصلح موعود نے ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ کے دوسرے دن مؤرخہ ۲۷/دسمبر کو باوجود علالت اور گلا کی خرابی کے بہت سے متفرق امور کی طرف توجہ دلائی اور جماعت پر مخالفین کی طرف سے الزامات کا ذکر کر کے بڑی تفصیل سے ان کے مؤثر جوابات دیئے۔

سب سے پہلے نظارت دعوۃ وتبلیغ کوتوجہ دلائی کہ تقریر کے لئے موضوع دیتے وقت مناسب وموزوں آدمی کا چناؤ بھی ضروری ہے پھر حضور نے جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی رہائش کوآسان بنانے کے لئے ایسے مخلصین کواپنی اپنی زمینوں پر مکان بنانے کی تحریک فرمائی جن کی زمینیں ربوہ میں تھیں۔حضور نے سورۃ کہف کی تفسیر کو ہر گھر میں موجود رکھنے کی بھی تحریک فرمائی۔

ہماری مخالفت میں جو جماعتیں سرگرم ہیں اُن میں احرار، اسلامی جماعت اور اسلام لیگ ہیں۔مجلس احرار نے ہم پر یہ الزام عائد کیا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وفادار نہیں ہیں۔انہوں نے پہلے ہم پر انگریزی حکومت کے باغی ہونے کا الزام لگایا پھر کچھ سالوں کے بعد انگریزوں کا ایجنٹ ہونے اور خوشامدی ہونے کا الزام لگادیا۔جبکہ یہ الزام غلط ہے۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوانگریزوں نے قائم کیا تھا تو چاہیے تھا کہ وہ آپؑ کوایسی باتیں سکھاتے جواُن کی تائید کرنے والی ہوتیں لیکن ایسا نہیں ہوا۔آپ نے تو بڑے بڑے پادریوں سے ٹکر لی آپؑ نے اُن کے خدا کو مارڈالا۔پھر دوسری طرف اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوانگریزوں نے ہی کھڑا کیا تھا تو پھر پادری صاحبان جو واقعۃً عیسائیت کے ایجنٹ ہیں وہ ان کے دوست ہوتے جبکہ عملاً ایسا نہیں۔پادری صاحبان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھُل کر مخالفت کی جس میں پادری رلیارام بھی تھا۔جس کے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب شائع ہوتی تھیں۔اِس کے باوجود

اُس نے موقع پا کر آپؑ پر مسودہ میں کا غذ رکھنے کا مقدمہ کر دیا۔حضور نے اِس ضمن میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا۔حضور نے اپنے اِس خطاب میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے جن الزامات کو گنوایا ان میں سے ایک سردار آفتاب احمد خان جنرل سیکرٹری مسلم کشمیر کانفرنس کا الزام تھا کہ کشمیر میں احمدیوں نے ملک سے غداری کی ہے اور کشمیر کے محاز پر احمدیوں نے غداری کے طور پر فرقان فورس بھیجی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ہم واقعۃً غدار ہیں تو ہمیں دو سال تک محاذ پر کیوں بٹھائے رکھا۔ اگر ہم غدار ہیں تو کیوں قوم نے ہمیں گولیوں کا مستحق نہ بنا دیا۔

حضور نے فوج کے کمانڈر انچیف کے فرقان فورس کے حق میں تعریفی بیان کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔

حضور نے احرار کے اس الزام کو بھی بیان فرما کر اس کا تسلی بخش جواب دیا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے باؤنڈری کمیشن کے موقع پر ملک سے غداری کی حضور نے اِس حوالے سے اپنی ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے خلاصۃً فرمایا:-

’’خلاصہ یہ ہے کہ احمدیوں کا الگ میمورنڈم پیش کرنا احرار کی اس شرارت کو ختم کرنے کے لئے تھا کہ احمدی مسلمان نہیں کیونکہ اگر اس کا جواب احمدیہ میمورنڈم میں دوسرے مسلمانوں کی حمایت کر کے نہ دیا جاتا تو گورداسپور میں مسلمانوں کی اکثریت کو ہندو اور سکھ اعداد و شمار سے غلط ثابت کر سکتے تھے‘‘۔

حضور نے میمورنڈم کے بعض پیراگراف اِس تقریر میں پڑھ کر سنائے جس سے ثابت کیا کہ قادیان جماعت کا عالمی اور دائمی مرکز ہے اور جماعت کے لئے ممکن نہیں کہ وہ مرکز کو کسی اَور جگہ تبدیل کرے۔ جماعت کی بہت بھاری اکثریت مغربی پنجاب پاکستان میں موجود ہے۔اس لئے قادیان کو پاکستان سے علیحدہ کرنا جماعت کے مستقبل کے لئے نقصان دِہ ہے اس لئے اِسے پاکستان کے ساتھ ملایا جائے جبکہ احرار کہتے ہیں کہ سر ظفر اللہ خان صاحب نے قادیان کو انڈیا کے ساتھ ملانے کے لئے کوششیں کیں جو سراسر غلط ہے۔حضور نے اپنے مؤقف کو جھوٹا ثابت کرنے والے کے لئے دو ہزار روپیہ انعام کا

بھی اعلان فرمایا۔آخر میں حضور نے پاکستان بننے میں جماعت احمدیہ کی جو خدمات ہیں اُن کا بھی اختصار سے ذکر فرمایا اور میمورنڈم پڑھ کر سنایا۔

(۱۱) سیر روحانی نمبر (۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ معرکۃ الآراء خطاب جو آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء کے اختتامی اجلاس میں مؤرخہ ۲۸ر دسمبر کو ارشاد فرمایا حقائق ومعارف وقرآنی انوار پر مشتمل تقاریر کا ایک تسلسل ہے جو آپ نے کراچی، ممبئی اور حیدرآباد کے سفر کے بعد ایک نظارہ کی بناء پر ۱۹۳۸ء میں شروع کیا تھا۔اس مضمون کا محرک دلّی میں واقع غیاث الدین تغلق کا قلعہ بنا۔اس سفر میں آپ نے ۱۶ مادی اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ان کے مقابل پر عالَمِ روحانی میں ان کے مشابہہ اور مماثل امور کو نہایت وَجد آفرین اور اثر انگیز پیرایہ میں ان تقاریر میں بیان فرمایا۔ جن کا نام آپ نے ''سیر روحانی'' رکھا۔ اس خطاب میں آپ نے عجائباتِ سفر میں سے ساتویں یعنی دیوانِ عام کو بیان فرمایا ہے۔آپ نے فرمایا کہ دُنیوی دیوانِ عام کی غرض بادشاہ کے قوانین کا اعلان ، بادشاہ کا جلوہ افروز ہونا،عوام کی فریادیں سُننا وغیرہ ہوتا ہے لیکن یہ دیوان عارضی ہوتے ہیں جو جلد یا بدیر ویران اور برباد ہوجاتے ہیں پھر یہ ویسے بھی ایک خاص محدود علاقہ کے لئے ہوتے ہیں۔لیکن ایک قرآنی دیوان بھی ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّـا اَرْسَلْـنَـا اِلَيْـكُـمْ رَسُـوْلاً شَاهِدًاعَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا اور اِنِّـىْ رَسُـوْلُ اللهِ اِلَيْـكُـمْ جَمِيْعًا کہہ کر اس بادشاہت کے دائمی ہونے کے ساتھ ساتھ ساری دُنیا کے لئے ہونے کا اعلان کیا گیا اور دیوانِ عام میں بادشاہوں کے مقرر کردہ گورنرز اُن کی مضبوطی کا باعث بنتے ہیں جبکہ اس قرآنی دیوان میں اس کو بادشاہ مقرر کرنے والا خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے۔اور پھر احیائے دین کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کر کے آنحضور ﷺ کے تا قیامت گورنر جنرل ہونے کا اعلان فرمایا اور اس کے ذریعہ دین کو دوبارہ عروج ملا۔

حضور نے دربار عام میں ہونے والے دس امور کو نہایت فصیح و بلیغ رنگ میں روحانی دربار پر اطلاق کر کے تفصیلاً بیان فرمایا اور اسلام پر ہونے والے بعض اعتراضات کا جواب بھی دیا جیسے تعدّدِ ازدواج وغیرہ اور قرآن کریم کو ایک مکمل اور جامع قانون کے طور پر پیش فرمایا اور بیان کیا کہ دُنیا میں جاری ہونے والے قوانین عارضی ہوتے ہیں لیکن قرآنی تعلیم دائمی ہے۔ حضور نے امریکہ کے قانون کی مثال دی ہے کہ ایک وقت میں شراب حرام قرار دی گئی مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر حلال کر دی گئی مگر قرآن نے تا قیامت شراب حرام کر دی ہے۔

(۱۲) اپنے اندر سچائی، محنت اور ایثار کے اوصاف پیدا کرو

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی بنیاد چونکہ ۴؍فروری کو ڈالی گئی تھی اس مناسبت سے نئے سال کے آغاز پر مجلس نے مؤرخہ ۱۲؍فروری ۱۹۵۱ء کو ایک تقریب کا انعقاد کیا۔ اس موقع پر حضرت مصلح موعود نے خدام سے ایک خطاب فرمایا جس میں آپ نے خدام کو سچائی، محنت اور ایثار کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی نصیحت فرمائی۔ سچائی کے متعلق فرمایا کہ بِلا محل سچ بولنے سے بعض دفعہ فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اس لئے شریعت نے حکم دیا ہے کہ گواہی صرف قاضی لے۔ اور محنت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یورپ کے مقابل پر ہمارے نوجوانوں کو محنت کی عادت نہیں اور ۲۵، ۲۵ سال تک اپنے والدین کے سہارے جی رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو پڑھائی کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور ہر نوجوان کے اندر یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ جلد سے جلد اپنی پڑھائی ختم کرے اور پھر اپنی قوم اور مُلک کی خاطر کوئی کام کرے۔

(۱۳) اصلاح اور تربیت کے لئے اپنا نیک نمونہ پیش کرو

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چودہ روزہ تربیتی کلاس بمقام ربوہ منعقد ہوئی جس میں بیرون ربوہ سے بھی خدام نے شرکت کی۔ ۲۱؍اپریل ۱۹۵۱ء کو اِس کلاس کی اختتامی تقریب

میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خدام کو چند قیمتی ہدایات سے نوازا۔

آپ نے فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ جو چیز دل سے نکلتی ہے وہی دوسروں پر اثر کرتی ہے اور اسی چیز کا نام تبلیغ اور تعلیم وتربیت ہے''۔

حضور نے جو نصائح فرمائیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

۱- وعظ ونصیحت کرنے کے لئے اپنے اندر جوش اور عزم پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

۲- یہاں چودہ دن رہ کر جو نیا جوش اور نیا عزم پیدا ہوا ہے اسے یہاں سے لے کر جاؤ اور اپنی اپنی جماعتوں میں بھی یہ جوش اور عزم پیدا کرو۔

۳- تم عمل کی طرف توجہ کرو۔

۴- تم اپنی اصلاح کرو اور دوسروں کی بھی اصلاح کرو۔

۵- یہ نہ کہو کہ سب بُرے ہیں بلکہ جس خادم کے بارہ میں شکایت ہے اُسی کا نام لکھ کر رپورٹ کرو۔ اگر یہ لکھ دیتے ہو کہ سارے بُرے ہیں تو یہ لغو طریق ہے اور حدیث **مَنْ قَالَ هَلَکَ الْقَوْمُ فَهُوَ اَهْلَکَهُمْ** کے مطابق ساری قوم کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔

(۱۴) اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلو

گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے ایک خطاب میں عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک کالج کھولنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آئندہ سال اس کا ضرور اجراء ہو جائے چنانچہ ۱۴ر جون ۱۹۵۱ء کو آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کا افتتاح فرمایا اور ربوہ کی احمدی خواتین سے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

حضور نے اپنے اس خطاب میں نہایت احسن پیرایہ میں تاریخ کی اہمیت وافادیت مثالوں کے ساتھ بیان کر کے تاریخ کا مطالعہ کرنے کی طرف طالبات کو توجہ دلائی اور فرمایا کہ تاریخ پڑھنے سے اپنے آباء واجداد کا، اپنے اسلاف کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کیا کیا قربانیاں کیں۔ وہ کیا تھے اور کیا ہم اُن کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ حضور نے

تقریر کے آغاز میں دُنیوی تاریخ کی اہمیت بیان فرمائی اور بعد میں اسلامی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے مطالعہ سے اِس بات کا علم ہوگا کہ اسلام کہاں سے شروع ہوا۔ نہتے مگر ایمان سے پُر مسلمانوں نے جابر بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور قیصر وکسریٰ کے تختوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ پس اس کے لئے تمہارے اندر سیماب کی طرح تڑپنے والا دل ہونا چاہئے جو اُس وقت تک تمہیں چین نہ لینے دے جب تک تم احمدیت کی حقیقی روح کو دُنیا میں قائم نہ کردو۔ اِسی طرح پروفیسروں کے اندر بھی یہ جذبہ ہونا چاہے کہ وہ صحیح طور پر تعلیم دیں۔ اخلاقِ فاضلہ سکھائیں اور سچ کی اہمیت تم پر روشن کریں۔

(۱۵) ہر احمدی تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے

جماعت احمدیہ نے ۱۹۵۱ء میں یوم تحریک جدید منایا اس سلسلہ میں بیت مبارک ربوہ میں مؤرخہ ۲ ؍ستمبر کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضور نے چندہ تحریک جدید کی اہمیت ایک نئے انداز میں بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ قریباً تمام مذاہب کی تعلیمات سانجھی ہیں جیسے توحید کی تعلیم، عبادت کی تعلیم، روزے کی تعلیم، اخلاقِ حسنہ اپنانے کی تعلیم، صدقہ زکوٰۃ کی تعلیم ہے لیکن جب لوگ ان تعلیمات سے یا ان ذمہ داریوں سے جو اِن پر عائد ہوتی ہیں غافل ہو جاتے ہیں تو ان ذمہ داریوں کی طرف لوگوں کی توجہ پھرانے کے لئے خداتعالیٰ کے برگزیدہ لوگ تحریکیں کرتے ہیں اور اُسے جدید کہا جاتا ہے اور کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ کے مطابق لوگ نئی آواز کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اِسی ناطے تحریک جدید کو جدید کہا گیا ورنہ کام تو وہی ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے اور اُمت کو کرنے کو کہا۔ اس لئے ان کاموں کی تکمیل کے لئے کئے گئے وعدہ جات کو ادا کریں۔

قربانی کا بہترین وقت جنوری سے جون جولائی تک ہوتا ہے جس میں خرچہ کم ہوتا ہے۔ کپڑوں پر بھی زیادہ خرچہ نہیں اُٹھتا اور نہ ہی سردیوں کی طرح بستر وغیرہ پر خرچ ہو رہا ہوتا ہے اور زمینداروں کی دونوں فصلوں کی آمد بھی اس عرصہ میں آجاتی ہے پھر تازہ وعدہ کی وجہ سے دلوں میں جوش بھی ہوتا ہے اِس لئے اس کی ادائیگی اس عرصہ میں آسان ہوتی

ہے۔حضور نے آخر میں فرمایا ہر احمدی تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے، زندگی کو اتنا سادہ بنالے کہ اس پر یہ قربانی دوبھر نہ ہو اور تمام وعدے پہلے تین چار ماہ میں ہی ادا ہو جائیں۔

(۱۶) خدام ہر جگہ مجالس قائم کریں اور چندہ کو منظّم کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع مؤرخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کو خدام سے یہ خطاب فرمایا۔شدید گرمی کے باعث حضور نے مجلس شوریٰ میں اِس امر پر غور کرنے کی بھی درخواست کی کہ اِسے نومبر میں کر لیا جائے اور مختلف مجالس سے شمولیت کرنے والے نمائندگان رخصت لے کر حاضر ہوں۔

اجتماع میں گزشتہ سال کی نسبت حاضری اور نمائندگی میں کمی پر حضور نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں مجالس قائم کرو۔اگر ہر جگہ مجالس قائم ہو جائیں اور چندہ منظّم ہو جائے تو چالیس پچاس ہزار روپیہ چندہ اکٹھا کرنا کوئی مشکل امر نہیں اور مجالس کے قیام سے اجتماعات میں حاضری بھی بڑھے گی۔

(۱۷) رسول کریم ﷺ کا بلند کردار اور اعلیٰ صفات قرآن مجید سے معلوم ہوتی ہیں

حضرت مصلح موعود نے بیت مبارک ربوہ میں مؤرخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۵۱ء کو منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود علالت کے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اور جلسہ میں کم حاضری کو دیکھ کر انتظامیہ کو فرمایا کہ اُسے اس طرف توجہ دینی چاہئے اور ایسے بابرکت جلسوں میں حاضری بڑھانی چاہئے تا معلوم ہو کہ ہمیں رسول کریم ﷺ سے والہانہ محبت ہے۔اس خطاب میں حضور نے غارِ حراء میں آنحضور ﷺ پر نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ کی بہت لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ

وحی اپنی ذات میں بتا رہی ہے کہ آنحضورﷺ بلند کریکٹر کے مالک تھے۔آپ نے اس حوالہ سے مزید فرمایا۔

''غرض اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ میں بظاہر ایک پیغام دیا گیا ہے لیکن بباطن اس پیغام کے الفاظ میں محمد رسول اللہﷺ کے اخلاق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہﷺ بِلا دلیل کسی کام کو کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔نہ بِلا حق کسی سے کوئی کام کروانے کے لئے تیار تھے اور نہ کسی بے نتیجہ کام کو کرنے کے لئے تیار ہوتے۔ ان تینوں اخلاق کو پیش کر کے محمد رسول اللہﷺ کی اخلاقی مثال بھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی ہے۔''

(۱۸) ہجرت

مشرقی پنجاب سے پاکستان ہجرت پر حضرت مصلح موعود نے دلوں کو گرما دینے والا یہ مضمون احباب جماعت کو حوصلہ اور دلاسہ دینے کی غرض سے تحریر فرمایا۔جس میں آپ نے آنحضورﷺ کی باوجود مکہ سے محبت کے وہاں سے ہجرت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ آپﷺ نے مکہ چھوڑا مگر اس عزمِ صمیم کے ساتھ کہ پھر مکہ کو فتح کریں گے۔ ہماری یہ ہجرت بھی خدا کی خاطر ہے اِس لئے آنحضورﷺ کی تقلید میں مَیں مشرقی پنجاب سے آنے والے سب لوگوں سے کہتا ہوں کہ آؤ ہم بھی اپنے آقا رسول اللہﷺ کی اتباع میں تہیہ کر لیں کہ اپنے آبائی وطن کو لوٹیں گے اور ضرور لوٹیں گے لیکن بُغض اور کینہ اور انتقام کے جذبہ کے ساتھ نہیں بلکہ انسانیت اور روحانیت کے تقاضوں کے جواب میں اور ہمدردی اور محبت کے جذبات لئے ہوئے ......اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت وہاں قائم کریں جس طرح ہمارے آقا محمد رسول اللہﷺ نے قائم کی۔

(۱۹) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء

حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء کے افتتاحی اجلاس منعقدہ ۲۶ / دسمبر کو

جلسہ گاہ تشریف لا کر مختصر خطاب فرمایا جس میں حضور نے ان مبارک دنوں کی مناسبت سے نصیحت فرمائی کہ یہ دن عبادات بجالانے اور خدمتِ دین بجالانے کے ہیں ۔ ان ایام کو شکرگزاروں کی طرح بسر کرو اور لغو باتوں سے پرہیز کرو۔ یہ ایام اُن بہترین ایام میں سے ہیں جو کسی قوم یا کسی فرد کو کبھی حاصل ہوئے ہوں۔

حضور نے اس خطاب میں جماعت کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ بہترین انعام ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہنے والی جماعتوں کو ملا کرتا ہے۔

(۲۰) چشمۂ ہدایت

جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء کے درمیانی دن یعنی ۲۷؍دسمبر کو حضور نے لجنہ میں جا کر خطاب نہ فرمایا بلکہ مردوں کے جلسہ گاہ سے ہی عورتوں کو مخاطب ہو کر تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنے فرائض کی طرف توجہ کرو اور اس سُستی اور غفلت کو چھوڑ دو۔ نیز حضور نے تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے ہالینڈ کی بیت الذکر کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی تحریک فرمائی۔

حضور نے اس دن چشمۂ ہدایت کے نام سے بصیرت افروز خطاب فرمایا لیکن اس سے قبل چند متفرق امور کی طرف بھی حضور نے توجہ دلائی۔ جس میں تبلیغِ احمدیت کے متعلق بعض نہایت زریں ہدایات دینے کے علاوہ اشاعت لٹریچر کے متعلق اپنی سکیم کا ذکر فرمایا۔ البدر، الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز احباب جماعت کو یہ لٹریچر خریدنے اور پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور بڑی بڑی جماعتوں میں لائبریریوں کے قیام کی بھی تحریک فرمائی نیز جامعہ احمدیہ کے طلبہ کو جامعہ سے فراغت سے قبل ایک علمی تحقیقی مقالہ لکھنے کی بھی سکیم پیش فرمائی۔

حضور نے مخالفت اور مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مشکلات میں بھی احمدیت ترقی کرے گی۔

حضور نے متفرق امور بیان کرنے کے بعد جو علمی تقریر فرمائی اُس کا آغاز آپ نے

سورۃ العصر کی تلاوت سے فرمایا اور انسان کے خسارے میں نہ رہنے کی جو چار خصوصیات اس سورۃ میں بیان ہوئی ہیں اُن میں سے ''اٰمَنُوْا'' کے تحت ایمان کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی کہ ایمان کا لفظ امن سے نکلا ہے اور ایمان کے معنی ہیں امن دینا۔ ایمان کے معنی خالی عقیدہ کے مان لینے کے نہیں۔ ایمان تو اس چیز کو کہیں گے کہ کسی عقیدہ کو ایسا مان لینا جو امن دے دے۔ اگر اس کے ساتھ امن مل گیا تو وہ ایمان ہے۔ ایمان کے حوالے سے آنحضور ﷺ کی روایات حضور نے بیان فرمائیں کہ ایمان کے معنی بیان کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان اس عقیدہ کا نام ہے جو غیر متزلزل ہو اور متزلزل کرنے والی چیزوں کو گنواتے ہوئے حضور نے فرمایا ۔ ا۔ عقیدہ و نقل ۲۔ عقل ۳۔ جذباتِ صحیحہ یعنی اگر فطرت کوئی بات کہتی ہو تو پہاڑوں میں رہنے والا اَن پڑھ بھی کہہ دے گا یہ بات درست ہے۔ پس حصولِ ایمان کے جو مواقع خدا تعالیٰ نے میسر کر رکھے ہیں۔ ان کو بروئے کار لائیں اور اپنے عقیدوں کو نمبر وار لکھ کر نقل، عقل اور جذباتِ صحیحہ سے ان کی تائید چاہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت کے جو اصول بیان فرمائے اُن میں سے دس موٹے موٹے اصول حضور نے بیان فرما کر ان کو بطور عقیدہ کے گِنا اور عقل اور جذباتِ صحیحہ سے ان کے تائیدی دلائل دیئے نیز ان دس اصولوں کا غیر از جماعت کی تعلیمات سے موازنہ بھی کیا۔ جن میں وفاتِ مسیح، اجرائے نبوت، الہام کا دروازہ قیامت تک کھُلنے اور قرآن کریم کے ناسخ منسوخ وغیرہ ہونے کا ذکر فرمایا۔

(۲۱) سیر روحانی (۶)

سیر روحانی کا ایک مختصر تعارف اسی جلد کے تعارف میں ہو چکا ہے۔ جس میں ایک خواب کی بناء پر ۱۹۳۸ء سے شروع کرنے والے ایک اہم مضمون کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے دیوانِ عام کے مقابلہ پر روحانی دیوانِ عام کو پیش کیا گیا تھا۔

اب اس لیکچر میں جو آپ نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۱ء کو جلسہ سالانہ کے آخری دن دیا

بادشاہوں کے دیوانِ خاص کے مقابلہ پر روحانی دیوانِ خاص یعنی خدائی دربار کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ محلات میں دیوانِ عام کے علاوہ دیوانِ خاص بھی ہوتے ہیں جن کے قیام کی چار اغراض ہؤا کرتی تھیں۔

۱- بادشاہ کا اپنے وزراء کو خاص موقع دینا اور اُن کی تقرریاں یا اُن کو برطرف کرنا۔

۲- بادشاہ کا اُن سے خاص امور پر مشورہ کرنا یا احکام صادر کرنا۔

۳- اپنی مشکلات میں اُن سے مدد لینا یا اُن کی مشکلات دُور کرنے کے لئے وعدے کرنا۔

۴- ان کے اچھے کام پر انعام واکرام دینا اور بُرے کاموں پر سرزنش

دُنیوی دربارِ خاص میں وزراء یا بادشاہ کو چاہنے والوں کی قربانیوں کے باوجود بادشاہ کا دل اپنی بیوی اور اپنی اولاد کی طرف اٹکا رہتا ہے اور ہمیشہ اُن کو نوازتا ہے کیونکہ تخت کا وارث ہمیشہ بیٹا ہی ہوتا ہے لیکن روحانی دربارِ خاص میں اس اللہ کی نہ بیوی ہے نہ اولاد۔ جہاں توحید کے قیام اور شرک سے نفرت کی تعلیم دی گئی ہے۔ دُنیوی بادشاہوں میں تو لوگ عزیز رشتہ دار اس کی موت کے بھی متمنی ہو جاتے ہیں لیکن یہاں کا بادشاہ حیٌّ وقیوم ہے۔

پھر دُنیوی بادشاہوں کو خوش کرنے کے لئے درباری اس کے سامنے قصیدے پڑھتے ہیں اور بعد میں چُغلی لیکن یہاں ہر وقت ہر جگہ اس کی تعریف ہی تعریف ہے۔

وہاں ایک انعام سے نواز کر بادشاہ ناراض ہو کر انعام کو واپس بھی لے لیتے ہیں لیکن یہاں جو انعامِ پیغمبری ایک دفعہ مل جائے وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ اس کے انعامات غیر متبدّل ہیں۔ پھر دُنیوی دربارِ خاص میں درباریوں میں باہم رقابتیں پائی جاتی ہیں، بُغض اور کینے پائے جاتے ہیں مگر یہاں تمام کی عزت برابر ہوتی ہے۔ کسی یہودی نے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد ﷺ پر فضیلت دے دی تو خدا کا مقرر کردہ گورنر کہہ دیتا ہے لَاتُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ کہ مجھے یوسف پر فضیلت نہ دو۔ پھر کوئی جھگڑا نہیں، کوئی تکرار نہیں، اگر تجلیاتِ الٰہیہ کے ظہور کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو مقرر کر دیا اُس کو اُس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کر دیا تو فرشتے سوال کا جواب پا کر تسلی پا گئے اور خاموش

ہو گئے ۔ کیونکہ آدمؑ کا کام اَور اور فرشتوں کا کام الگ ۔ آدم انسانی تجلّی کے ظہور کے قابل پایا جاتا ہے جبکہ فرشتوں کی تجلیات اَور ہیں ۔ کسی میں دخل اندازی نہیں ۔

قرآن کریم میں ایک اور دربارِ خاص کا ذکر بھی ملتا ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روحانی آدم کا درجہ دے کر گورنر مقرر کر دیا جاتا ہے حضور نے فرمایا کہ آدم ایک عُہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کیا جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایسے آدم ہیں جن سے روحانی نسل کا آغاز ہوُا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اِس زمانہ کے آدم ہیں ۔ ان کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک رسائی ہوتی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں آکر خدا تعالیٰ سے ملاپ ہوتا ہے ۔ یہ روحانی دربار، دُنیوی درباروں سے اِس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ دَنَا فَتَدَلّٰی کے تحت یہ آدم خدا کی طرف بڑھتا ہے اور خدا اس کی عزت افزائی کے لئے نیچے اُترتا ہے ۔

حضور نے نہایت گہرائی میں دُنیوی دربارِ خاص کا مختلف پہلوؤں سے اس روحانی دربارِ خاص سے موازنہ فرما کر اس کو اعلیٰ، ارفع اور اکمل قرار دیا ہے اور اس دربار کے گورنر کو ملاءِ اعلیٰ سے ملنے والے حکم یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ کی غیروں کے مقابل پر لطیف تفسیر بیان فرمائی ۔ اور ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ کے تحت اسلام میں صاف ستھرا رہنے کی تعلیم کو حکمتوں کے ساتھ بیان فرمایا ۔ تیسری غرض کے تحت ملاءِ اعلیٰ سے اپنے گورنر کی حفاظت کے حوالے سے جو تدابیر بروئے کار لائی جاتی ہیں اُن کا نہ صرف ذکر فرمایا بلکہ اس حکومت کو دائمی قرار دیا جبکہ دُنیوی حکومتیں یا منصب عارضی ہوتے ہیں ۔ چوتھی اور آخری غرض دُنیاوی دیوانِ خاص کی یہ بیان فرمائی تھی کہ انعامات اور القابات سے نوازا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اِس روحانی دربار میں گورنر کے ذریعہ درباریوں کو لازوال القابات سے نوازتا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے القابات کا ذکر فرما کر صحابہ کرامؓ کی بے مثال تاریخی قربانیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے ۔ لیکچر کے آخر میں حضور نے اس خدائی دربارِ خاص کے گورنر مقرر ہونے کی چار اغراض قرآن کریم سے بیان فرمائیں ۔ تلاوت قرآن، تعلیمُ الکتاب، تعلیمِ حکمت اور تزکیۂ نفس ۔

اس سلسلہ میں آنحضورﷺ کی سیرت کے بہت سے پہلو بیان فرمائے اور آنحضورﷺ کے اخلاقِ حسنہ کو اپنا کر مقامِ محمود پر پہنچنے کا ذکر فرمایا اور اس مبارک مقامِ محمود کی موجودہ زمانہ کے حوالہ سے تجلیات کا بھی ذکر فرمایا۔

(۲۲) اتحاد المسلمین

حضرت مصلح موعود آغاز ۱۹۵۲ء میں ناصر آباد سندھ تشریف لے گئے۔ واپسی پر حیدر آباد مقامی جماعت کی درخواست پر ۲۵ / مارچ کو ''تھیا سوفیکل ہال'' میں ''اتحاد المسلمین'' کے عنوان پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اس جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی اور دلچسپی کے ساتھ اس خطاب کو سُنا۔

حضور نے اپنے خطاب کے آغاز پر فرمایا کہ میرے اِس موضوع کے دو معانی لئے جا سکتے ہیں۔ اول۔ مسلمانوں کا اتحاد کِن بنیادوں پر قائم ہے؟ اس کی کیفیات کیا ہیں؟ اور دوئم۔ مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہے ہم کون سے ذرائع اختیار کر کے اسے دُور کر سکتے ہیں۔ اور یہی دوسرا امر میری تقریر کا موضوع ہے کیونکہ مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہے اور اِس عدمِ اتحاد کی وجہ سے مسلمان بکھرے پڑے ہیں اور یورپ سے امداد لینے پر مجبور ہیں۔ اور اسلام بھی انفرادیت کو چھوڑ کر اجتماعیت پر زور دیتا ہے۔

قوموں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اختلافات اُمت میں رحمت کا بھی باعث ہیں مگر بعض امور تو بہر حال ایسے ہونے چاہئیں جن میں اختلافات کو ایک طرف رکھ کر اجتماعیت کے حوالہ سے فیصلہ کرنا ہے۔ مثلاً اسلام میں بعض امور ایسے ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں۔ اس حوالے سے مسلمانوں میں اتحاد ضروری ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ ہے۔ ایک قبلہ ہے۔ نماز با جماعت ہے۔ حج ہے۔ زکوٰۃ اور قضاء کا نظام ہے ان تمام امور میں اجتماعیت ہے اور اجتماعیت کی وجہ سے اتحاد ہے۔ اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرمایا ہے وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَاتَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال:۴۷)

پس مسلمانوں کو باوجود اختلافات کے اس پر متفق ہو جانا چاہئے کہ خدا ایک ہے ہم خدا کے سِوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ اور اتحاد کا دوسرا اصل یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کر دیا جائے۔ جو سچائیاں قرآن میں ہیں اُن کو ہرگز نہ چھوڑیں خواہ قومی رسم ورواج کو چھوڑنا پڑے۔

اتحاد کے حوالے سے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ مسلمان اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ ہم کسی کو غلام نہیں رہنے دیں گے۔ اختلافات بعد میں دیکھے جائیں گے۔ پاکستان کو ہندوؤں سے بچانا ہے، کشمیر کو حاصل کرنا ہے اگر اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اِن امور کو مشترک بنا کر اتحاد کریں تو دشمن کو لازماً شکست ہوگی اور ہم فتح حاصل کریں گے۔

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مضامین

آیاتِ قرآنیہ

احادیث

حدیث بالمعنٰی

(ترتیب بلحاظ صفحات)

اسماء

ایذا رسانیاں

ن

و

ھ

ی

مقامات

کتابیات

آ۔ا

ب

ت

ج

چ

ح

ذ

ر

ز

س

ش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیّدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حقائق و معارف سے پُر سلسلہ تصانیف الموسوم ''انوار العلوم'' کی تیئیسویں جلد احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ وَمَا تَوۡفِیۡقَنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ۔

''انوار العلوم'' کی تیئیسویں جلد حضرت مصلح موعود کی 5/ اپریل 1952ء تا نومبر 1953ء کی 22 مختلف تقاریر و تحریرات پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسرِ موعود کی عظیم الشان پیشگوئی سے نوازا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مہتم بِالشان پیش خبری کو اپنے ایک اشتہار 20/ فروری 1886ء میں شائع فرمایا۔ اِس پیشگوئی میں غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ایک پِسر عطا ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی۔ اس موعود بیٹے کی علامات میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا، علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، کلامُ اللہ کا مرتبہ اُس کے ذریعہ ظاہر ہو گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔

پسرِ موعود و مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی اور اُس میں بیان فرمودہ غیر معمولی علامات کا شاندار ظہور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بابرکت وجود میں ہوُا جو صرف 25 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

حضرت مصلح موعود تمام عمر علومِ ظاہری و باطنی، اپنی ذہانت و فطانت اور اپنی خداداد

صلاحیتوں اور استعدادوں سے نہ صرف احبابِ جماعت کو مستفیض کرتے رہے بلکہ آپ کی قائدانہ صلاحیتوں اور فکری استعدادوں سے دوسروں نے بھی فائدہ اُٹھایا اور قومیں آپ سے برکت پاتی رہیں۔ قرآن کریم کے گہرے علوم و معارف آپ کو عطا کئے گئے۔ آپ نے ساری عمر خدمتِ قرآن میں صَرف کر کے کلامُ اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کیا اور یہ مرتبہ اِس شان سے ظاہر ہوا کہ جماعت کے شدید معاند بھی آپ کے علمِ قرآن کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے اور اُنہوں نے برملا کہا کہ تم مرزا محمود کا مقابلہ نہیں کرسکتے کیونکہ اس کے پاس قرآن ہے۔

"انوار العلوم" کی تئیسویں جلد میں شامل تقاریر و تحریرات جو کہ احبابِ جماعت کی بروقت راہنمائی اور تربیت کے لئے ارشاد فرمودہ اور تحریر کردہ ہیں یہ مواد ہمارے لئے مشعلِ راہ اور تاریخِ احمدیت کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

حضرت مصلح موعود کے قیمتی فرمودات میں مختلف مواقع کے خطابات بھی شامل ہیں۔ اس عرصہ میں خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے 1952ء اور 1953ء کے دو اجتماعات کا انعقاد ہوا۔ ان مواقع پر حضرت مصلح موعود نے خدام کو قیمتی نصائح اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ یہ خطابات اس جلد میں شاملِ اشاعت ہیں۔

جلسہ سالانہ 1952ء کے موقع پر آپ نے افتتاحی، دوسرے روز اور تیسرے روز بھی خطابات ارشاد فرمائے۔ اختتامی خطاب کا معرکۃ الآراء موضوع "**تعلق باللہ**" تھا یہ بھی جلد ھٰذا کی زینت ہے۔

اس دور میں مختلف جماعتی دفاتر کے افتتاح ہوئے جن میں دفاتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ، دفاتر صدر انجمن اور دفاتر تحریک جدید شامل ہیں۔ ان تاریخی مواقع پر حضور نے قیمتی خطاب فرمائے اور یہ غلط فہمی بھی دور کی جو بعض ذہنوں میں تھی کہ ربوہ دارالہجرت میں مستقل تعمیرات نہیں کرنی چاہئیں۔

1952ء کے رمضان میں اختتامی دعا میں آپ تشریف لائے تو غیر معمولی حاضری دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ محض رسمی دعا میں شامل ہونا مقصد نہیں اصل مقصد تو درس القرآن میں مہینہ بھر حاضر ہونا اور اس سے مستفیض ہونا ہے۔

1953ء میں جماعت کے خلاف شورش بپا کی گئی اور جماعتی اموال و نفوس کو نقصان پہنچانے کی سازش کی گئی۔ ان فسادات کے لئے حکومت نے ایک تحقیقاتی عدالت کا کمیشن قائم کیا جو کہ جسٹس منیر اور جسٹس کیانی پر مشتمل تھا۔ اس کمیشن نے وحی و نبوت کے حوالے سے دس سوالات کے جوابات طلب کیے۔ ان سوالات کے جوابات حضرت مصلح موعود نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ دیے جو ''مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ'' کے نام سے شائع بھی ہوئے۔ یہ قیمتی علمی خزانہ بھی اِس کتاب کی زینت ہے۔ اِسی طرح صدر انجمن سے عدالتی کمیشن نے سات سوالات مسلمان اور کافر کی تعریف اور حیثیت کے حوالہ سے بھجوائے انکا جواب بھی حضرت مصلح موعود نے تحریر فرمایا یہ بھی اس جِلد کا حصہ ہے۔

حضرت مصلح موعود 1953ء میں دورہ کراچی پر تشریف لے گئے۔ قیام کراچی کے دوران مختلف تقاریب سے حضور نے خطابات فرمائے یہ خطابات بھی جلد ھٰذا کی زینت ہیں۔ جلد ھٰذا میں شامل تقاریر و تحریرات حضرت مصلح موعود کی ولولہ انگیز قیادت اور آپ کے تبحّرِ علمی کی آئینہ دار ہیں۔ اِن تحریرات کے مطالعہ سے جہاں ایمان ترقی کرتا ہے اور علم و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے وہاں اِس کے مطالعہ سے تاریخِ احمدیت اور تاریخِ اقوامِ عالَم سے بھی آگاہی ملتی ہے۔ یہ پُر شوکت تقاریر اور ولولہ انگیز خطابات یقیناً احبابِ جماعت کے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

اِس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اِس اہم اور تاریخی کام کی تدوین و اشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم عبد الرشید صاحب اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ، مکرم فضل احمد صاحب شاہد، مکرم عبد الشکور باجوہ صاحب، مکرم عدیل احمد گوندل صاحب اور مکرم ظہور احمد مقبول صاحب مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تلاش و ترتیب، مسودات کی نظر ثانی، اعراب کی درستگی، RECHECKING اور متعدد متفرق امور کے سلسلہ میں دلی بشاشت اور لگن سے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ تعارف کتب مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کا تحریر کردہ ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

خاکسار ان سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکر گزار ہے۔ نیز دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے، اپنی بے انتہاء رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احبابِ جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

انڈیکس

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مضامین

رغبت

روایات

ریسرچ سکالر

س

سائنس

سائنسدان

سچ

سکھ

ش

شادی

شہر

ص

صحابہ

صدر انجمن احمدیہ

ع

عشق

علم

علماء

عورتیں

غ

غور و فکر

ف

فتویٰ

ق

قرآن

آیات قرآنیہ

احادیث

حدیث بالمعنیٰ

(ترتیب بلحاظ صفات)

اسماء

آ۔ا

غ

تحریکات

ن

مقامات

کتابیات

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی

24

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

ANWĀRUL 'ULŪM

by HAḌRAT MIRZĀ BASHĪR-UD-DĪN MAḤMŪD AḤMAD
KHALĪFATUL MASĪḤ II

Published by:
Fazle Umar Foundation
Printed by:
Zia-ul-Islam Press

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اُسی کی دی ہوئی توفیق سے ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن کو سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی حقائق و معارف سے پُر سلسلہ تصانیف الموسوم ''انوار العلوم'' کی چوبیسویں جلد احبابِ جماعت کے استفادہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ وَمَا تَوۡفِیۡقَنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ۔

''انوار العلوم'' جلد 24 سیدنا حضرت مصلح موعود کی 13 مختلف کتب اور تحریرات و فرمودات پر مشتمل ہے جو کہ نومبر 1953ء تا 27 دسمبر 1954ء کے عرصہ پر مشتمل ہیں۔

الٰہی نوشتوں اور سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پسرِ موعود کی عظیم الشان پیشگوئی عطا فرمائی گئی۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ایک پسر عطا ہونے کی خبر سے نوازا جس کے ذریعہ کلامُ اللہ کا مرتبہ ظاہر ہونا تھا، قوموں نے برکت پانی تھی اور جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہونا تھا۔

اس مبارک اور موعود پسر کی علامات میں سے ایک یہ بھی علامت تھی کہ وہ '' علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' اِس پیشگوئی کا شاندار ظہور سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بابرکت وجود میں ہؤا۔ آپ 12 جنوری 1889ء کو پیدا ہوئے اور صرف 25 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ چنے گئے ،اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 52 سال تک اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے نہ صرف جماعت احمدیہ کی ولولہ انگیز قیادت و راہنمائی فرمائی بلکہ آپ کے وجود باجود سے

دوسری قوموں نے بھی برکت پائی۔

انوارالعلوم کی جلد نمبر 24 حضرت مصلح موعود کے تبحرِ علمی کی آئینہ دار بھی ہے اور آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کی غمازی بھی کرتی ہے اور اُس پر آشوب دور میں حضور کی تحریرات و خطابات جہاں جماعت کے دوستوں کی ڈھارس اور ان کی ہمتوں کو بڑھانے والے تھے وہاں حضور کا اپنے خدائے واحد و یگانہ پر نہ صرف غیر متزلزل ایمان اور یقین کو بھی ظاہر کرتا ہے بلکہ آپ کے غیر معمولی تعلق باللہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

1953ء، 1954ء کا دَور جس کے مواد پر یہ جلد مبنی ہے یہ جماعت احمدیہ کے لئے بہت ابتلاؤں اور مشکلات کا دور تھا۔ پاکستان کے ایک مذہبی گروہ کی طرف سے جنہیں بعض سرکاری حلقوں کی سرپرستی حاصل تھی جماعت احمدیہ کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کی جارہی تھی، مختلف مقامات پر جماعت کے خلاف اشتعال انگیز مواد اور جلسے جلوسوں کے ذریعہ عامۃ المسلمین کے جذبات انگیخت کیے جارہے تھے۔ ایسے حالات میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے ہر محاذ پر جماعت احمدیہ کی ولولہ انگیز قیادت فرمائی، سازشوں سے پردہ اُٹھایا اور مخالفوں کے بے بنیاد الزامات کا مدلّل اور مُسکت جواب دیا۔ یہ تمام مواد اس جلد کی زینت ہے۔

" قادیانی مسئلہ " مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کا ایک مضمون تھا جو انہوں نے 1953ء میں فساداتِ پنجاب کے دوران ایک رسالہ کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا اور احمدیوں کے بارہ میں ناجائز مطالبات کئے۔ یہ کتابچہ جماعت کے خلاف نفرت و حقارت میں اضافہ کا موجب ہوا تو حضرت مصلح موعود نے اس کا نہایت مدلّل اور مُسکت جواب قلمبند فرمایا۔ اور یہ تحریر فرمایا کہ کلمہ گو فرقوں کو غیر مسلم قرار دینے کا دروازہ نہ کھولیں ورنہ پھر یہ سلسلہ بند نہیں ہوگا۔ اس حقیقت کو اگر تسلیم کر لیا جاتا تو آج پاکستان اور بعض دیگر اسلامی ممالک میں جس طرح فرقہ واریت کا آسیب ان کی وحدت ملّی کو پارہ پارہ کر رہا ہے وہ یوں نہ ہوتا، کافر قرار دینے والے فتوٰی فروشوں کی دکانیں نہ چمکتیں اور عالمِ اسلام میں ہر فرقہ دوسرے کو کافر اور واجب القتل قرار نہ دے رہا ہوتا۔ حضور کا یہ عارفانہ اور مُدلّل جواب اِس کتاب کی زینت ہے۔

جلسہ سالانہ 1953ء جو کہ پُر آشوب ماحول میں ہو رہا تھا ایسے میں احمدیوں کے ایمانوں کو گرمانے والے تین خطابات حضرت مصلح موعود نے فرمائے۔ یہ تینوں ولولہ انگیز خطابات انوارالعلوم جلد 24 میں شاملِ اشاعت ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے تینوں خطاباتِ جلسہ سالانہ ہی حقائق و معارف سے پُر اور وجد آفرین تھے تاہم اختتامی خطاب "سیر روحانی" کے سلسلہ تقاریر کا ساتواں خطاب تھا جس کو سن کر روح وجد میں آجاتی ہے۔ اس تقریر میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے قائم ہونے والی آسمانی بادشاہت پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور قرآنی علوم کے گویا دریا بہا دیئے۔ یہ ساری تقریر ہی مسحور کن ہے لیکن اس کے آخری کلمات تو مُردہ روحوں کو حیات نو بخشنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا:-

"اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو ! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں...... محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ﷺ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے"۔

حضرت مصلح موعود کی یہ ولولہ انگیز، روح پرور اور وجد آفرین تقریر جلد ھٰذا کی زینت ہے۔

1953ء کے فساداتِ پنجاب کی تحقیقات کے لئے حکومت نے یک تحقیقاتی عدالتی کمیشن تشکیل دیا جو چیف جسٹس ہائیکورٹ مسٹر محمد منیر اور جسٹس کیانی پر مشتمل تھا۔ اس نے بطور گواہ حضرت مصلح موعود کو بھی بلایا۔ حضور نے جنوری 1954ء میں شہادت ریکارڈ کروائی۔ یہ بیان بھی اِس جلد میں شامل ہے۔ اِسی طرح کمیشن کی طرف سے تین سوالوں کے جواب بھی آپ نے قلمبند کروائے وہ بھی اس جلد کی زینت ہیں۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1954ء کے موقع پر حضور نے افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے اعزاز میں خدام الاحمدیہ نے

الوادعی تقریب منعقد کی۔اس موقع پر حضور نے خطاب سے نوازا۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا افتتاح 1954ء میں ہوا۔ اس سے بھی حضور نے خطاب فرمایا۔ اور پھر جلسہ سالانہ 1954ء کے موقع پر حضور نے جو خطابات فرمائے وہ سب اِس جلد کی زینت ہیں۔ الغرض انوارالعلوم جلد 24 میں شامل تحریرات وخطابات جہاں حضرت مصلح موعود کے تبحّرِ علمی کے آئینہ دار ہیں وہاں یہ اس عرصہ کے حالات و واقعات اور تاریخِ احمدیت سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ یہ پُرشوکت تحریرات اور ولولہ انگیز خطابات یقیناً احباب جماعت کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گے۔ انشاءاللہ

اس جلد کی تیاری کے مختلف مراحل میں حسبِ سابق بہت سے بزرگان اور مربیان سلسلہ نے اس اہم اور تاریخی کام کی تدوین واشاعت میں خاکسار کی عملی معاونت فرمائی ہے۔ مکرم عبدالرشید صاحب اٹھوال، مکرم حبیب اللہ صاحب باجوہ، مکرم فضل احمد صاحب شاہد، مکرم عبدالشکور صاحب باجوہ، مکرم عدیل احمد صاحب گوندل اور مکرم ظہور احمد صاحب مقبول مربیان سلسلہ نے پروف ریڈنگ ، حوالہ جات کی تلاش ، مسوادات کی ترتیب و نظر ثانی ، اعراب کی درستگی ،Recheking اور متعدد متفرق امور کے سلسلہ میں دلی بشاشت اور لگن سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ تعارف کتب مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کا تحریر کردہ ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

خاکساران سب احباب کا ممنونِ احسان اور شکر گزار ہے نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے، اپنی بے انتہاء رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے اور حضرت مصلح موعود کے علمی فیضان کو احباب جماعت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

ناصر احمد شمس

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْہَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْہَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف کتب

انوار العلوم جلد 24 سیدنا حضرت مصلح موعود کی 13 کتب و تحریرات پر مشتمل ہے جو نومبر 1953ء تا 27 دسمبر 1954ء کے دور پر مشتمل ہے۔ ان کتب و تحریرات کا مختصر تعارف ذیل میں دیا جارہا ہے۔

(1) مولانا مودودی کے رسالہ "قادیانی مسئلہ" کا جواب

" **قادیانی مسئلہ** " مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کا ایک مضمون ہے جو انہوں نے عین فسادات پنجاب کے دوران مارچ 1953ء کو ایک رسالہ کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا۔ اس رسالہ میں مولانا نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے علاوہ 15 کے قریب ناجائز مطالبات کئے۔ تحقیقاتی عدالت میں یہ رسالہ بھی زیر بحث آیا اور مودودی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے اس کی بنیاد پر تحریری و تقریری بیانات عدالت میں داخل کروائے۔ یہ کتابچہ احمدیت کے خلاف نفرت وحقارت میں اضافہ کا موجب ہوا تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نومبر 1953ء میں اِس کا جواب دینے کے لئے قلم اٹھایا اور بڑے ہی جلالی مگر عارفانہ انداز میں مودودی صاحب کے بیان کردہ 15 اعتراضات کا ایک ایک کر کے مُسْکِت و مدلّل جواب دیا۔ جن میں مسئلہ ختم نبوت، مسئلہ کفر واسلام، مسئلہ جنازہ، مسئلہ جہاد کے علاوہ اور کئی اہم مذہبی اور سیاسی مسائل پر جامع وسیر حاصل بحث فرمائی اور بڑے دوٹوک الفاظ میں مودودی صاحب، ان کی جماعت اور دیگر علماء کو سمجھایا کہ کسی مسلمان فرقہ کو غیر مسلم یا اقلیت قرار دینے کا دروازہ نہ کھولیں۔ یہ آپریشن احمدیت پر ہی ختم نہیں ہو گا بلکہ احمدیت پر تجربہ کر لینے والا ڈاکٹر بعد میں دوسرے فرقوں پر اِس نسخہ کو آزمائے گا۔

اگر حضرت مصلح موعود کی اِس اہم تجویز پر عمل ہو گیا ہوتا تو آج پاکستان جن گوناگوں مشکلات کا شکار ہے اور فرقوں کو کافر قرار دینے کی فیکٹریاں لگ گئی ہیں ایسا ہرگز

نہ ہوتا اور ہم اسلام کی پُرامن تعلیم کے مطابق پُرامن ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہوتے۔

حضور نے مودودی صاحب کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے آخر میں نہایت درد میں ڈوبے ہوئے الفاظ میں مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے اِس مسئلہ کا درج ذیل علاج بیان فرمایا۔

''مولانا مودودی صاحب نے قادیانی مسئلہ لکھ کر ملک میں خطرناک تفرقہ اور انتشار پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک مولانا مودودی صاحب کے اپنے مفاد کا سوال ہے اس کے مطابق تو یہ کوشش بالکل جائز اور درست ہے کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں صاف لکھ چکے ہیں کہ صالح جماعت کا یہ فرض ہے کہ ہر ذریعہ سے حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے کیونکہ حکومت پر قبضہ کیے بغیر کوئی پروگرام ملک میں جاری نہیں ہو سکتا۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کے مفاد اور امتِ مسلمہ کے مفاد کا سوال ہے یقیناً یہ کوشش نہایت ناپسندیدہ اور خلافِ عقل ہے۔ مسلمان جن خطرناک حالات میں سے اِس وقت گزر رہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اِس وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ متحد کرنے اور مسلمانوں کی سیاسی ضرورتوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ بغیر اتحاد کے اِس وقت مسلمان سیاسی دنیا میں سر نہیں اٹھا سکتا۔ اس وقت بیسیوں ایسے علاقے موجود ہیں جن کی آبادی مسلمان ہے۔ جو سیاسی طور پر آزاد ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن باوجود اس کے وہ آزاد نہیں۔ وہ غیر مسلموں کے قبضہ میں ہیں۔ اور بیسیوں ایسے ممالک اور علاقے موجود ہیں جہاں کے مسلمان موجودہ حالات میں علیحدہ سیاسی وجود بننے کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن انہیں ایسی آزادی بھی حاصل نہیں جو کسی ملک کے اچھے شہری کو حاصل ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیے بلکہ ان کے ساتھ غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں معزز شہریوں کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اور جو علاقے مسلمانوں کے آزاد ہیں انہوں نے بھی ابھی پوری طاقت

حاصل نہیں کی بلکہ وہ تیسرے درجے کی طاقتیں کہلا سکتے ہیں۔ دنیا کی زبردست طاقتوں کے مقابلہ میں ان کو کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ حالانکہ ایک زمانہ وہ تھا جب مسلمان ساری دنیا پر حاکم تھا، جب مسلمان پر ظلم کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مسلمان پر ظلم کرنے کے نتیجہ میں ساری دنیا میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن آج عیسائی پر ظلم کرنے سے تو ساری دنیا میں شور پڑ سکتا ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے ساری دنیا میں شور نہیں پڑ سکتا۔ عیسائی کسی ملک میں بھی رہتا ہو اگر اُس پر ظلم کیا جائے تو عیسائی حکومتیں اس میں دخل دینا اپنا سیاسی حق قرار دیتی ہیں۔ لیکن اگر کسی مسلمان پر غیر مسلم حکومت ظلم کرتی ہے اور مسلمان احتجاج کرتے ہیں تو انہیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ غیر ملکوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دیا جا سکتا۔ گویا عیسائیت کی طاقت کی وجہ سے عیسائیوں کے لئے اَور سیاسی اصول کارفرما ہیں لیکن مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے سیاسی دنیا ان کے لئے اَور اصول تجویز کرتی ہے۔ ایسے زمانہ میں مسلمانوں کا متفق اور متحد ہونا نہایت ضروری ہے اور چھوٹی اور بڑی جماعت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ الیکشن میں ممبر کو اپنے جیتنے کی سچی خواہش ہوتی ہے اور وہ ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کے پاس بھی جاتا ہے اور اُس کا ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مسلمان حکومتوں کا معاملہ الیکشن جیتنے کی خواہش سے کم نہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم کو اس معاملہ میں چھوٹی جماعتوں کی ضرورت نہیں وہ صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کو اسلامی حکومتوں کے طاقتور بنانے کی اتنی بھی خواہش نہیں جتنی ایک الیکشن لڑنے والے کو اپنے جیتنے کی خواہش ہوتی ہے۔ پس وہ سچی خیر خواہی کا نہ مفہوم سمجھتا ہے اور نہ اس کو مسلمانوں سے سچی خیر خواہی ہے۔ پس مودودی صاحب نے "قادیانی مسئلہ" لکھ کر قادیانی جماعت کا بھانڈا نہیں پھوڑا اپنی اسلامی محبت کا بھانڈا پھوڑا ہے اور اپنی سیاسی سوجھ بوجھ کا پردہ فاش کیا ہے۔

کاش !وہ اسلام کی گزشتہ ہزار سال کی تاریخ دیکھتے اور انہیں یہ معلوم ہوتا کہ کس طرح مسلمانوں کو پھاڑ پھاڑ کر اسلام کو تباہ کیا گیا۔ اور پھاڑنے کے یہ معنی نہیں تھے کہ ان میں اختلافِ عقیدہ پیدا کیا گیا تھا۔ کیونکہ اختلافِ عقیدہ کبھی بھی فتنہ پردازوں نے پیدا نہیں کیا بلکہ اختلافِ عقیدہ علماء وفقہاء کی دیدہ ریزیوں کا نتیجہ تھا۔ پھاڑنے کے معنے یہ تھے کہ اختلافِ عقیدہ کی بناء پر بعض جماعتوں کو الگ کر کے اسلام کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔ تاریخ موجود ہے ہر آدمی اس کی ورق گردانی کر کے اس نتیجہ کی صحت کو سمجھ سکتا ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کا حل اس طرح نہیں کیا جا سکتا جو مولانا مودودی صاحب نے تجویز کیا ہے۔ یعنی پہلے تو احمدیوں کو اسلام سے خارج کر کے ایک علیحدہ اقلیت قرار دے دیا جائے اور پھر وہ سلسلہ شروع ہو جائے جو ایک ہزار سال سے اسلام میں چلا آیا ہے یعنی پھر آغاخانیوں کو اسلام سے خارج کیا جائے۔ پھر بوہروں کو اسلام سے خارج کیا جائے۔ پھر شیعوں کو اسلام سے خارج کیا جائے۔ پھر اہلحدیث کو اسلام سے خارج کیا جائے۔ پھر بریلویوں کو اسلام سے خارج کیا جائے۔ پھر دیوبندیوں کو اسلام سے خارج کیا جائے اور پھر مولانا مودودی کے اتباع کی حکومت قائم کی جائے۔ مولانا مودودی کے اتباع کی حکومت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً نہیں بنے گی۔ لیکن پھر ایک دفعہ دنیا میں وہی تباہی کا دَور شروع ہو جائے گا جو گزشتہ ایک ہزار سال تک مسلمانوں میں جاری رہا اور وہ طاقت جو پچھلے پچیس سال میں مسلمانوں نے حاصل کی ہے بالکل جاتی رہے گی اور مسلمان پھر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگ جائیں گے۔ اور جماعت اسلامی کے پیرو اپنے دل میں خوش ہوں گے کہ ہماری حکومت قائم ہو رہی ہے۔ لیکن ایسا تو نہ ہو گا، ہاں اسلامی حکومتیں کمزور ہو کر پھر ایک تر لقمہ کی صورت میں یا تو روس کے حلق میں جا پڑیں گی یا مغربی حکومتوں کے گلے میں

جا پڑیں گی۔ خدا اسلام کے بد خواہوں کا منہ کالا کرے اور اسلام کو اِس روزِ بد کے دیکھنے سے محفوظ رکھے۔

مولانا مودودی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کے بجائے صحیح طریقہ ملک میں امن قائم کرنے کا یہ ہے کہ:۔

(1) اسلام کی طرف منسوب ہونے والے مختلف فرقے خواہ اپنے اپنے مخصوص نظریات کے ماتحت دوسرے فرقوں کے متعلق مذہبی لحاظ سے کچھ ہی خیال رکھتے ہوں یعنی خواہ انہیں سچا مسلمان سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں مسلمانوں کے ملی اتحاد کی خاطر اور اسلام کو فرقہ وارانہ انتشار سے بچانے کی غرض سے ان سب کو کلمہ طیبہ کی ظاہری حد بندی کے ماتحت بلا استثناء مسلمان تسلیم کیا جائے اور اس میں شیعہ، سنی، اہلحدیث، اہل قرآن، اہل ظاہر، اہل باطن، حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی، احمدی اور غیر احمدی میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔

(2) اگر اس ایک ہی صحیح طریق کو استعمال نہیں کرنا جس کے بغیر مسلمانوں کو ترقی حاصل نہیں ہو سکتی تو پھر احمدیوں کو اقلیت قرار دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن ہو رہا ہے اور اسلام کی خیر خواہی دلوں میں نہیں ہے۔ صرف اپنے فرقوں کی خیر خواہی دلوں میں ہے۔ اس لئے یہ آپریشن صرف احمدیت پر ختم نہیں ہو جائے گا۔ احمدیت پر تجربہ کر لینے والا ڈاکٹر بعد میں دوسرے فرقوں پر اس نسخہ کو آزمائے گا۔ پس ایک ہی دفعہ یہ فیصلہ کر دینا چاہیے کہ اس اسلامی حکومت میں فلاں فرقہ کے لوگ رہ سکتے ہیں دوسروں کے لئے گنجائش نہیں تاکہ باقی سب فرقے ابھی سے اپنے مستقبل کے متعلق غور کر لیں اور دنیا کو بھی معلوم ہو جائے کہ علماءِ پاکستان کس قسم کی حکومت یہاں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

(3) اور اگر یہ نہیں کرنا اور واقع میں یہ ایک خطرناک بات ہے تو پھر ہم تمام مسلمانوں سے یہ اپیل کریں گے کہ وہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی بجائے مولوی صاحبان کے دل میں تقویٰ اور خشیت اللہ کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان کو یہ سبق سکھائیں کہ عدل اور انصاف اور رواداری کا طریق سب سے بہتر طریق ہے اور اسلام کی خدمت کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے"

(انوارالعلوم جلد 24 صفحہ 100 تا 104)

(2) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1953ء

1953ء کا جلسہ سالانہ ایک پُر آشوب دور کے بعد منعقد ہو رہا تھا جس میں 1953ء کی شدید مخالفت کا جماعت احمدیہ اور احباب جماعت کو سامنا کرنا پڑا۔ اس مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کے دل پہلے سے زیادہ جوان تھے۔ اسلام اور احمدیت کو غالب کرنے کا ایک نیا ولولہ اور نیا جوش احباب جماعت میں پیدا ہو چکا تھا اور شمع احمدیت کے پروانے پہلے سے زیادہ جوش و خروش اور ذوق وولولہ کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جمع تھے۔ اُدھر جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے اپنے مریدوں اور پیاروں کے دلوں میں پہلے سے بڑھ کر خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے خون کو گرما دینے والے خطابات تھے۔ ان میں سے ایک معرکۃ الآراء خطاب جلسہ سالانہ کے پہلے روز 26/ دسمبر 1953ء کا خطاب تھا۔ حضور نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ یہ عظیم الشان موقع جو اس وقت ہمیں حاصل ہے اجتماعی رنگ میں دنیا میں کسی اَور کو میسر نہیں۔ انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کے ذکر کو بلند کرنے کی مثالیں تو ہر جگہ مل جاتی ہیں مگر اتنی کثرت کے ساتھ جماعتی رنگ میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اسلام کے نام کو بلند کرنے کے لئے جمع ہونے کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی پس اس خصوصیت کو قائم رکھو اور اپنے وجودوں کو دنیا سے قطع تعلق کر کے اتنا ہلکا بنالو کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہیں آسانی کے ساتھ بلند سے بلند تر مقام تک لے جاسکیں اس موقع سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف

راغب کرنے اور اپنے قلوب کو اس کے ذکر کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرو تا اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہو۔ نیز فرمایا کہ اسلام کے لئے یہ ایک نازک موقع ہے۔ چاروں طرف سے اسلام پر یورش ہو رہی ہے اور اسلام کے مورچے پر سوائے چند احمدی مبلغین کے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ لوگ جو یہاں جمع ہیں آپ کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے فوج کے لئے اسلحہ کے کارخانے کی ہوتی ہے۔ جس طرح اگر فوج کے لئے اسلحہ مہیا نہ کیا جائے تو وہ بے کار ہو کر رہ جاتی ہے اسی طرح اگر آپ اپنے مبلغین کی مدد نہ کریں گے تو ان کی زندگیاں بے کار ہو جائیں گی۔ ان میں سے ایک ایک لاکھوں آدمیوں کا کام کر رہا ہے۔ سامان جو ہم نے ان کے لئے باہم پہنچایا ہے وہ پہلے ہی نہایت قلیل ہے۔

(3) متفرق امور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ بصیرت افروز خطاب جلسہ سالانہ 1953ء کے دوسرے روز مورخہ 27 دسمبر کا ہے جس کے آغاز پر حضور نے فرمایا کہ " آج متفرق امور کے متعلق ہی بعض باتیں کہوں گا۔ "حضور نے اس خطاب میں احمدی مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب فرمایا۔ آغاز میں عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تین سال سے عورتوں میں میری تقریر نہیں ہو رہی۔ اِس دفعہ مَیں عورتوں میں تقریر کرنا چاہتا تھا مگر لجنہ نے کہلا بھیجا ہے کہ ابھی ایسے خطرات کے دنوں میں ہم اس ذمہ داری کو نہیں اٹھا سکتیں کہ حفاظت کا سامان کر سکیں۔ اس لئے میں اس تقریر کا ایک حصہ عورتوں کے لئے وقف کر کے انہیں بعض نصائح کروں گا۔

حضور نے مردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

> ''ہر شخص اپنے کاروبارِ ملازمت اور روزگار کے کام کے علاوہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کچھ زائد آمد پیدا کرنے کی کوشش کرے اور یہ زائد آمدنی اگر غریب ہو تو اس کا ایک حصہ اور امیر ہونے کی صورت میں ساری کی ساری سلسلہ کو بطور چندہ پیش کر دے۔''

ازاں بعد حضور نے بعض ہدایات دینے کے بعد عالم اسلام کی دردناک صورت حال کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:-

"اِس وقت عالَمِ اسلام نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے۔ گزشتہ تین سو سالوں میں مسلمان بڑی تیزی کے ساتھ نیچے گر رہے تھے لیکن انہیں اپنے اس تنزل کا احساس زیادہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک دوسرے کو گرانے میں بھی لذت محسوس کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ دور آیا کہ مسلمانوں کو اپنے تنزل اور خستہ حالی کا احساس ہوا اور ترقی کرنے کا جذبہ پیدا ہوا اس جذبے کے تحت انہوں نے جدوجہد شروع بھی کی کچھ دشمن طاقتوں کے اختلاف اور کچھ اپنے اس جذبہ کی وجہ سے مختلف ممالک میں وہ آزاد تو ہو گئے لیکن آزاد ہو جانے کے باوجود اب تک ان کے باہمی اختلافات دور نہیں ہوئے اور یہ نہایت خطرناک امر ہے۔ اس لحاظ سے یہ دور پہلے دور سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ پہلے تو انہیں اپنی حالت کا علم نہ تھا اس لئے وہ اصلاح سے غافل تھے لیکن اب اپنی حالت کو محسوس کرنے کے باوجود وہ اپنی اصلاح پر قادر نہیں ہو رہے۔ پھر ان کی مشکلات کچھ اس نوعیت کی ہیں کہ ان کو حل کرنے کی جو راہ بھی تجویز کی جائے وہ خطرات سے خالی نہیں۔"

حضور نے ان ممالک کے نام گنوائے جن میں مسلمانوں میں اختلافات پنپ رہے ہیں۔ جیسے مصر میں نہر سویز کا جھگڑا ہے۔ ارض مقدس میں فلسطین کا جھگڑا ہے جس کی بدبخت حکومت کسی وقت بھی اپنی بدنیتی سے اس ارض پاک کے لئے خطرہ پیدا کر سکتی ہے کیونکہ یہود مسلمانوں کا بہت بڑا خطرہ ہے۔ اسلامی ممالک میں ان کے مقابلہ کے لئے کوئی یک جہتی موجود نہیں۔

حضور نے لیبیا، عراق اور انڈونیشیا جیسی طاقتور اسلامی مملکتوں کی مثال دیکر پاکستان کے اقتصادی مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک ہم ملکی مصنوعات کو یا نیم ملکی مصنوعات

کو تکلیف اٹھا کر رائج نہ کریں گے اُس وقت تک ہماری اقتصادی حالت سدھر نہیں سکتی۔ حضور نے آج سے 60 سال قبل قوم کی نبض پر ہاتھ رکھ کر علاج تشخیص کر دیا تھا مگر ہماری قوم کا غیر قوموں کی مصنوعات پر انحصار بڑھتا چلا گیا اور ہم اپنی ملکی مصنوعات کو کمتر سمجھنے لگے اور آج ہماری اقتصادی حالت بدحالی کا شکار ہے۔

کمزوری کا ایک اَور سبب بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

''سب سے بڑا سبب کمزوری کا وسیع پیمانے پر بُری باتوں کی اشاعت اور ہر نقص اور کمزوری کا الزام حکومت کو دینے کی عادت ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر زید چوری کرے تو کہو کہ زید نے چوری کی بلکہ سرِعام ایسا کہنے پر بھی اسلام پابندیاں لگاتا ہے۔ مگر ہماری یہ حالت ہے کہ اگر ایک شخص رشوت لیتا ہے تو بدنام پورے ملک کو کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب نوجوانوں کے کانوں میں بار بار یہ پڑتا ہے کہ فلاں وزیر بھی بے ایمان ہے، فلاں افسر بھی بے ایمان ہے تو وہ کہتا ہے کہ اگر باقی سب ایسا کرتے ہیں تو میں کیوں نہ ایسا کروں چنانچہ وہ بھی انہی عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس طرح قومی اخلاق تباہ ہو رہے ہیں۔"

حضور نے یہ تلخ حقائق بیان کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ فرمایا:-

''یہ تمام امور بتاتے ہیں کہ مسلمان اس وقت ایک نہایت خطرناک دور میں سے گزر رہے ہیں ایسا خطرناک کہ اس کا احساس کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ان امور کو حل کرنا بظاہر ہمارے اختیار میں نہیں جن امور کو ہم حل نہیں کر سکتے ان کے لئے دعا کا خانہ موجود ہے۔ اس لئے ہر احمدی سے میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اسلامی ممالک کے ان پیچیدہ مسائل کے لئے بالعموم اور پاکستان کی مشکلات کے لئے بالخصوص دعائیں کرے تا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان مشکلات کو دور فرماوے۔''

”دعا کے علاوہ ان امور کے متعلق ایک اور چیز بھی ہمارے اختیار میں ہے اور وہ ہے لوگوں کو صحیح مشورہ دینا تا قوم میں ان مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی صحیح سپرٹ پیدا ہو۔ تم جہاں کہیں بھی جاؤ اپنے حلقہ اثر میں لوگوں کو صحیح مشورہ دیا کرو اور انہیں بتایا کرو کہ یہ دن آپس میں لڑنے کے نہیں ہیں بلکہ باہمی اختلافات کو فراموش کر کے متحد ہونے اور ملک کے مفاد کے لئے قربانی کرنے کے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی حفاظت اور خدمت کے لئے مامور کیا ہے اس لئے تمہارے قلوب اسلام کی محبت اور درد سے معمور ہونے چاہئیں خواہ تم کن حالات میں سے گزرو۔ اس محبت کا ہمیشہ لحاظ رکھا کرو اور مسلمان کی ہمدردی تمہارا طرّہ امتیاز ہونا چاہئے۔ اس ہمدردی کا عملی ثبوت تم اس طرح دے سکتے ہو کہ ایک طرف تو تم دعاؤں سے کام لو اور دوسری طرف لوگوں کو صحیح مشورہ دیا کرو .... دوسرا ذریعہ جو تم ان مشکلات کے ازالہ کے لئے اختیار کر سکتے ہو۔ یہ ہے کہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تم کو تیار رہنا چاہئے۔ ہر احمدی کا یہ عزم ہونا چاہئے کہ اگر خدانخواستہ ہمارے ملک پر کوئی مصیبت آئی تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ اپنے مال، اپنی جائیداد، اپنی زمین غرض اپنی کسی چیز کی پرواہ نہ کرے گا۔ اور ملک کی حفاظت و بقا کو مقدم رکھے گا۔ یاد رکھو ارادہ اور عزم کو معمولی چیز نہ سمجھو یہ بہت بڑی چیز ہے یہی وہ چیز ہے جو وقت آنے پر تمہیں عمل کے لئے تیار کرے گی۔“

حضرت مصلح موعود نے اس بصیرت افروز لیکچر میں جو پانچویں نمبر پر نصیحت فرمائی وہ جماعت کے اخبار و رسائل کی اشاعت بڑھانے کے متعلق ہے جن میں حضور نے الفضل، ریویو آف ریلیجنز، فرقان، مصباح اور خالد وغیرہ کے نام لئے۔ اس ضمن میں حضور نے احباب جماعت کو ان اخبارات و رسائل کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی نصیحت فرمائی۔ بڑے اچھوتے رنگ میں مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اسلوبِ تحریر کو ایک نیا رنگ دیا ہے اس لئے مضامین میں جدت آنی چاہیے۔ مضامین علمی اور تحقیقی ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ خالص جماعتی مسائل کے علاوہ دیگر اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین کے سلسلہ میں ہماری جماعت ابھی بہت پیچھے ہے۔ اس طرف توجہ کرنے کی خاص ضرورت ہے۔

اس اہم ہدایت کے بعد حضور نے چودہ زبانوں میں تراجمِ قرآن کی سکیم کا ذکر کر کے مخلصین جماعت کو تحریک جدید کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"دنیا کے پاس جو کچھ ہے بے شک وہ بعض جگہ پُر امن بھی ہے لیکن اس امن کے ہوتے ہوئے بھی وہ دنیا اندھیرے میں ہے۔ جب تک اسلام کا نور ان لوگوں تک نہیں پہنچے گا اُس وقت تک دنیا کا اندھیرا دور نہیں ہو سکتا۔ سورج صرف اسلام ہے جو شخص اس سورج کو چڑھانے میں مدد نہیں کرتا وہ دنیا کو ہمیشہ کے لئے تاریکی میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا انسان کبھی دنیا کا خیر خواہ یا اپنی نسل کا خیر خواہ نہیں کہلا سکتا۔ اِس وقت تک تحریک جدید کے ذریعہ سے جو تبلیغ ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں تیس چالیس ہزار آدمی عیسائیوں سے مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ طاقت روز بڑھ رہی ہے اور اسے مضبوط کرنا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ ہر مسلمان خواہ وہ احمدی نہ ہو اُس کا بھی فرض ہے کہ اِس کام میں مدد دے۔"

مضمون کے آخر پر حضور نے زندگیاں وقف کرنے والوں کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے نوجوانوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی اور جماعت کو واقفین کو خاص عظمت دینے کی نصیحت فرمائی۔

(4) سیر روحانی نمبر 7

28/ دسمبر 1953ء کی یہ پُر شوکت اور پُر جلال تقریر "سیر روحانی" کے اُس علمی سلسلہ کا تسلسل ہے جس کا آغاز حضرت مصلح موعود نے 1938ء کے جلسہ سالانہ پر کیا تھا اور

1958ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا تھا جس میں حضور نے عالم روحانی کے نوبت خانہ کا نقشہ کھینچا تھا۔ حضور نے 1938ء میں ایک رؤیا کی بنیاد پر قادیان سے حیدر آباد دکن کا سفر اختیار فرمایا۔ جس کی غرض سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کے تہذیب و تمدن اور علم و فن کے سب سے بڑے مرکز ریاست حیدر آباد کے حالات و واقعات کا جائزہ لینا تھا۔ اس سفر میں حضور نے مختلف تاریخی مقامات اور نظارے مشاہدہ فرمائے جن کی تعداد 16 تھی۔ حضور نے ان 16 مادی اشیاء کے مقابل عالَمِ روحانی میں ان کے مشابہ اور مماثل امور کو نہایت وجد آفرین و اثر انگیز پیرائے میں بیان فرمایا۔ 1938ء، 1940ء، 1941ء، 1948ء، 1950ء، اور 1951ء کے بعد یہ اس سلسلہ کی ساتویں تقریر ہے۔ یہ سلسلۂ تقاریر پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ " وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا " کی عظیم الشان صداقت کا بیّن ثبوت ہے۔ ان پُر کیف تقاریر کو پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے۔

اِس تقریر میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے قائم ہونے والی آسمانی بادشاہت پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور قرآنی علوم کے گویا دریا بہا دیئے اور سیرت نبویؐ، تاریخِ سلف، آئمہ سلف اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اگرچہ پوری تقریر مسحور کن تھی مگر اس کے آخری مبارک کلمات تو صُورِ اسرافیل کا سا رنگ رکھتے تھے جنہوں نے پژمُردہ روحوں کو حیاتِ نو بخشی اور جماعت کے ہر طبقہ کو علم و عرفان کا تازہ ولولہ عطا کیا اور ان کے جوشِ عمل میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ حضور نے فرمایا :

"اس نوبت خانہ سے جو یہ نوبت بجی یہ کیا شاندار نوبت ہے پھر کیسی معقول نوبت ہے وہاں ایک طرف بینڈ بج رہے ہیں ٹوں ٹوں ٹوں ٹیں ٹیں ٹیں اور یہ کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ کیا معقول باتیں ہیں، کیسی سمجھدار آدمیوں کی باتیں ہیں، بچہ بھی سنے تو وجد کرنے لگ جائے اور ان کے متعلق کوئی بڑا آدمی سوچے تو شرمانے لگ جائے، بھلا یہ کیا

بات ہوئی کہ ٹوں ٹوں ٹوں ٹیں ٹیں ٹیں مگر افسوس کہ اس نوبت خانہ کو آخر مسلمانوں نے خاموش کر دیا، یہ نوبت خانہ حکومت کی آواز کی جگہ چند مرثیہ خوانوں کی آواز بن کر رہ گیا اور اس نوبت کے بجنے پر جو سپاہی جمع ہوا کرتے تھے وہ کروڑوں سے دسیوں پر آگئے اور ان میں سے بھی ننانوے فیصدی صرف رسماً اُٹھک بیٹھک کر کے چلے جاتے ہیں۔ تب اس نوبت خانہ کی آواز کا رُعب جاتا رہا، اسلام کا سایہ کھنچنے لگ گیا، خدا کی حکومت پھر آسمان پر چلی گئی اور دنیا پھر شیطان کے قبضہ میں آگئی۔

اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو !ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو، ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اِسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اِسی غرض کے لئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ

خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں، تم
میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ
ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 338، 339)

یہ پُر معارف تقریر قریباً 5 گھنٹے تک جاری رہی جسے ٹیپ ریکارڈر پر ریکارڈ کرنے کا شرف حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب آف بورنیو کو حاصل ہوا۔ اس کی اثر انگیزی اور انقلاب آفرینی کا یہ عالَم ہے کہ بار بار سننے کے باوجود اس کی روحانی تاثیرات وبرکات میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ اب بھی حضرت مصلح موعود کی پُر شوکت آواز کانوں میں پڑتے ہی ایک خاص وجدانی کیفیت قلوب واَذہان پر طاری ہو جاتی ہے۔

(5) مولانا شوکت علی کی یاد میں

مولانا شوکت علی مرحوم اورآپ کے دو بھائیوں نے اسلام اور مسلمانوں کی سیاسی، دینی اور اخلاقی خدمات میں بہت نام پیدا کیا ہے۔ سب سے بڑے بھائی حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق بخشی۔ چھوٹے بھائی مولانا محمد علی صاحب جوہر تھے اور مولانا شوکت علی صاحب منجھلے تھے۔

ان کی ملکی اور اسلامی خدمات کو سراہنے کے لئے حضرت مصلح موعود نے جنوری 1954ء میں ایک مضمون بعنوان "مولانا شوکت علی کی یاد میں" ماہنامہ ریاض کراچی کے لئے تحریر فرمایا جس کے مدیر سید رئیس احمد جعفری تھے۔ یہ مضمون شوکت علی نمبر شمارہ جنوری 1954ء میں صفحہ 23 تا 25 میں پہلی بار منظر عام پر آیا۔ حضور نے ان کی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد اِس مضمون کی تحریر کا مقصد مسلمانوں کو اِس طرف توجہ دلانا قرار دیا کہ وہ ان کے طریقِ عمل سے سبق حاصل کریں اور وہ سچی اور بے لَوث خدمت پاکستان، عالَم اسلام اور مسلمانوں کی کر سکیں۔

(6) تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان

جماعت احمدیہ کے خلاف 1953ء کے فسادات کی چھان بین کے لئے حکومتِ پاکستان نے ایک تحقیقاتی عدالت قائم کی جو چیف جسٹس ہائی کورٹ مسٹر جسٹس محمد منیر اور مسٹر جسٹس کیانی پر مشتمل تھی۔ اس عدالت نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کو بھی بطور گواہ بلایا اور 13، 14، 15 جنوری 1954ء کو لاہور ہائی کورٹ میں آپ کی شہادت قلمبند کی۔ یہ پُر معارف تاریخی بیان جو تین دن جاری رہا عدالت عالیہ نے انگریزی زبان میں املاء کرایا۔ جس کا اردو ترجمہ اولاً سندھ ساگر اکادمی کراچی نمبر 3 نے سعید آرٹ پریس حیدر آباد (سندھ) سے چھپوا کر شائع کیا اور پھر اس بیان کا اردو ترجمہ صیغہ نشر و اشاعت ربوہ نے انہی دنوں ٹریکٹ کی شکل میں شائع کر دیا تا جماعت احمدیہ کے متعلق مسلمان بھائیوں کے دلوں سے غلط فہمی دور ہو، ملکی فضا میں بہتری کی صورت پیدا ہو اور پاکستان کے سب شہری امن و عافیت اور صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کر کے ملک کی ترقی میں حصہ لے سکیں۔

اس بیان کے دوران پہلے ہر دو فاضل ججوں نے حضرت مصلح موعود سے مختلف سوال پوچھے ازاں بعد چودھری نذیر احمد ایڈووکیٹ نمائندہ جماعت اسلامی اور نمائندہ مجلسِ عمل مولوی مرتضیٰ احمد خاں نے آپ پر جرح کی۔ حضور کا یہ معرکۃ الآراء بیان مع سوال و جواب انوار العلوم جلد 24 کا حصہ ہے۔

دوسرے روز حضور کی طرف سے دو ضروری تحریری وضاحتیں بھی داخلِ عدالت کی گئیں۔ عدالت اور فریقِ مخالف کے ہر دو وکیلوں نے بڑے مشکل سوالات بھی کئے مگر حضرت مصلح موعود نے بغیر کسی پریشانی کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے ایسے برجستہ جواب دیئے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی حیران رہ گئے اور داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ حضور کے اس بصیرت افروز بیان کا پبلک میں جب چرچہ ہوا تو بہت سے غیر از جماعت معززین نے بھی اس پر شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

میر قیوم نے کہا" مرزا صاحب کا عدالت میں آنا پاکستان کے تمام علماء کو کھلا چیلنج تھا کہ آؤ مجھ پر جس طرح چاہو سوال کرلو۔ ان مولویوں کی زبردست شکست ہے کہ کچھ بھی اپنے مطلب کی بات پوچھ نہ سکے "

ایک نے کہا" یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب پاکستان میں واحد عالم ہیں۔ بیان میں تناقض قطعاً نہیں "

کسی نے کہا یہ بیان تو مذہبی Terminology کی ڈکشنری ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 409)

(7) تحقیقاتی کمیشن کے تین سوالوں کا جواب

یہ مختصر سا بیان حضرت مصلح موعود نے مورخہ 28 جنوری 1954ء کو مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زودنویسی کو املاء کروایا تھا جس پر حضرت مصلح موعود نے اپنے قلمِ مبارک سے اصلاح فرمائی اور یہ کمیشن کے درج ذیل تین سوالوں کے جواب پر مشتمل ہے۔

i۔ وہ حالات جن کی وجہ سے مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔

ii۔ صوبہ جاتی گورنمنٹ نے جو ذرائع فسادات کے نہ ہونے دینے کے لئے اختیار کئے، آیا وہ کافی تھے یا نہیں؟

iii۔ صوبہ جاتی حکومت نے (جب یہ فسادات ظاہر ہوگئے) اُن کے دبانے کے لئے جو تجاویز اختیار کیں، آیا وہ کافی تھیں یا نہیں؟

حضرت مصلح موعود نے ان تینوں سوالوں کے کافی و شافی جواب دیئے جس میں حکومتِ پنجاب کے اقدام کو فسادات روکنے کے لئے ناکافی قرار دیا۔ جب حکومت ان فسادات کو دبانے میں ناکام ہوئی تو مارشل لاء لگانا پڑا۔ حضور نے ان فسادات کے اصل ذمہ دار جماعتِ اسلامی، جماعتِ احرار اور مجلسِ عمل کو قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کے کارکنوں نے متواتر لوگوں میں یہ جوش پیدا کیا کہ احمدی اسلام کو تباہ کر رہے ہیں، پاکستان کے غدار ہیں، غیر حکومتوں کے ایجنٹ ہیں۔ مندرجہ بالا قیمتی مضمون کی روشنی میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اپنا بیان انگریزی میں ترجمہ کرا کر تحقیقاتی عدالت میں داخل کرایا۔

(8) اپنے اندر یک جہتی پیدا کرو اور پہلے سے بھی زیادہ جوش سے ملک اور قوم کی خدمت کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع منعقدہ 5، 6، 7/ نومبر 1954ء بمقام ربوہ کے افتتاح کے موقع پر یہ ایمان پرور خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع چونکہ ایسے ماحول میں انعقاد پذیر ہوا جبکہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اپنے ملک میں ایک منفرد خادمِ خلق تحریک کی حیثیت سے اُبھر رہی تھی اور اس نے ملک کے صحافتی، سماجی اور سرکاری حلقوں میں اپنی خادمانہ سرگرمیوں کے باعث ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے حضرت مصلح موعود نے بھی اپنی تقاریر میں مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں کو سراہا اور سب سے زیادہ زور خدمتِ خلق ہی کی اہمیت وضرورت پر دیا جو اس بَیْنَ الاُقوامی تنظیم کے قیام کی بنیادی غرض وغایت ہے۔ چنانچہ حضور نے 5/ نومبر 1954ء کو اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا:-

"اِس دفعہ خدام نے طوفان وغیرہ کے موقع پر نہایت اعلیٰ درجہ کا کام کیا ہے۔ اب انہیں اپنے اجلاس میں اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ اس جذبہ کو جو نہایت مبارک جذبہ ہے اَور زیادہ کس طرح اُبھارا جائے؟ کوئی ایسی خدمت جو صرف رسمی طور پر کی جائے حقیقی خدمت نہیں کہلا سکتی۔ مثلاً بعض لوگ اپنی رپورٹوں میں لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے کسی کا بوجھ اٹھایا۔ اب اگر تو کسی مجلس کے تمام نوجوان یا بارہ پندرہ خدام سارا دن لوگوں کے بوجھ اٹھاتے پھرتے ہوں یا کسی ایک وقت مثلاً عصر کے بعد روزانہ ایسا کرتے ہوں یا گھنٹہ دو گھنٹہ ہر روز اس کام پر خرچ کرتے ہوں تب تو یہ خدمت کہلا سکتی ہے لیکن اس قسم کی رپورٹ کو میں کبھی نہیں سمجھا کہ اس مہینہ میں ہمارے نوجوانوں نے کسی کا بوجھ اٹھایا۔ یہ وہ خدمت نہیں جس کا خدام الاحمدیہ کے نظام کے ماتحت تم سے تقاضا کیا جاتا ہے، بلکہ یہ وہ خدمت ہے جس کا بجالانا ہر انسان کے لئے اس کی انسانیت کے لحاظ سے ضروری ہے۔

در حقیقت مختلف خدمات مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے ہوتی ہیں۔ مثلاً جو شخص پاکستان میں رہتا ہے اُس پر کچھ فرائض پاکستانی ہونے کے لحاظ سے عائد ہوتے ہیں کچھ فرائض ایک انسان ہونے کے لحاظ سے عائد ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی سرکاری ملازم ہے تو کچھ فرائض اُس پر سرکاری ملازم ہونے کے لحاظ سے عائد ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو کچھ فرائض اُس پر ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتے ہیں۔ اگر کوئی پولیس مین ہے تو کچھ فرائض اُس پر پولیس مین ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتے ہیں۔ ایک حیثیت کے کام کو اپنی دوسری حیثیت کے ثبوت میں پیش کرنا محض تمسخر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ڈاکٹر کا یہ لکھنا کہ میں نے بیس مریضوں کا علاج کیا تمسخر ہے۔ کیونکہ اُس نے جو کام کیا ہے اپنے ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونے کی حیثیت سے نہیں کیا ......

پس اپنے پروگراموں پر ایسے رنگ میں عمل کرو جیسے اِس دفعہ لاہور کے خدام نے خصوصیت سے نہایت اعلیٰ کام کیا ہے۔ اِسی طرح ربوہ کے خدام نے بھی اچھا کام کیا ہے۔ سیالکوٹ کے خدام نے بھی اچھا کام کیا ہے۔ ملتان کے خدام نے بھی اچھا کام کیا ہے اور کراچی کے خدام نے بھی بعض اچھے کام کئے ہیں گو وہ نمایاں نظر آنے والے نہیں۔ پس متواتر اپنے جلسوں اور مجلسوں میں اس امر کو لاؤ کہ تم نے زیادہ سے زیادہ خدمتِ خلق کرنی ہے اور ایک پروگرام کے ماتحت کرنی ہے تاکہ ہر شخص کو تمہاری خدمت محسوس ہو۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 424، 425)

حضور نے اپنے اس بصیرت افروز خطاب کے آخر میں خدام کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

”ہمیشہ ہی ہم مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے ہیں مگر ہمیشہ ہم ان خدمات کو چھپاتے رہے ہیں۔ اور کہتے رہے ہیں کہ ان خدمات کے اظہار کا کیا فائدہ؟ ہم

نے جو کچھ کیا ہے خدا کے لئے کیا ہے، انسانوں کے لئے نہیں کیا۔ مگر آج کہا جارہا ہے کہ احمدی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ یہ مسلمانوں کی کبھی خدمت نہیں کرتے۔ غرض اتنے بڑے جھوٹ اور افتراء سے کام لیا جاتا ہے کہ اب ہم اِس بات پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جماعت کے دوستوں سے کہیں کہ اچھا تم بھی اپنی خدمات کو ظاہر کرو..... اور دنیا کو بتا دو کہ ہم ملک اور قوم کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر چونکہ ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم اپنی خدمات کو ظاہر کریں اس لئے ہم ان کو ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ ہمارے دل اس اظہار پر شرماتے ہیں۔ پس اپنے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ ایسے امور پر غور کرو اور ایسی تجاویز سوچو جن کے نتیجہ میں تم ملک اور قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجالاؤ۔" (انوار العلوم جلد 24 صفحہ 428 تا 430)

(9) مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کا کن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1954ء کے آخری روز مورخہ 7 / نومبر 1954ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اختتامی خطاب فرمایا جو 9 / فروری 1955ء کے روزنامہ الفضل میں پہلی بار شائع ہوا۔ حضور نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے اپنے 5 / نومبر 1954ء کے خطاب میں دی گئی ہدایت کہ " یک جہتی پیدا کرنے کے لئے خدام کے کھڑے ہونے کی پوزیشن مقرر کریں اور فیصلہ کریں کہ آئندہ خدام جب بھی کسی موقع پر کھڑے ہوں تو ان کی پوزیشن ایک ہی ہو" کا حوالہ دے کر عہدیداروں سے پوچھا کہ وہ بتائیں کہ انہوں نے خدام کے کھڑے ہونے کی کون سی پوزیشن مقرر کی ہے۔

اس پر حضور نے نہایت لطیف انداز میں عہد کے دوران کھڑے ہونے کے طریق کو بیان فرمایا اور ٹوپی پہننے کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے بعض انتظامی امور کی طرف توجہ دلائی اور محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب اور مکرم سید داؤد احمد صاحب کو

بالترتیب نائب صدر نمبر 1 اور نائب صدر نمبر 2 مقرر فرمایا اور نائب صدر کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ صاحب تجربہ، صائبُ الرائے اور صاحبُ الدِّین ہو۔

حضور نے اس خطاب میں بھی خدام کو پہلے سے منظم رنگ میں خدمتِ خلق کے وسیع انتظامات کرنے کی ضرورت پر توجہ دلائی۔ اور اپنے بجٹ کا ایک حصہ اس کام کے لئے مقرر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تم خدمتِ خلق کے کام کو نمایاں کرو اور اپنے بجٹ کو ایسے طور پر بناؤ کہ وقت آنے پر کچھ حصہ اس کا خدمتِ خلق کے کاموں میں صَرف کیا جاسکے"۔

(انوارالعلوم جلد24 صفحہ 447، 448)

(10) خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد نوجوانوں میں اسلام کی روح کو زندہ رکھنا ہے

7/نومبر 1954ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع کے آخری روز حضرت مصلح موعود نے اعلان فرمایا تھا کہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب چونکہ انصار اللہ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اس لئے نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ سے فارغ کر کے اُنہیں مَیں مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا صدر مقرر کرتا ہوں۔ اِس پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمات کے اعتراف کے طور پر مؤرخہ 2/دسمبر 1954ء کو ایک دعوت عصرانہ کی شکل میں اپنے جذباتِ امتنان کا اظہار کرنے کا پروگرام بنایا۔ جس میں ازراہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی شرکت فرمائی۔ تلاوت کے بعد معتمد مجلس مکرم مولوی محمد صدیق صاحب نے اپنے ایڈریس میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی 15 سالہ خدمات پر نظر ڈال کر انہیں سراہا اور ان کی آئندہ کامیابیوں کے لئے دعا کی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے جواب کے بعد حضور نے خدام کو ان کے فرائض کے بارہ میں نہایت لطیف پیرایہ میں توجہ دلائی۔ اور انہیں باغ کا مالی قرار دے کر جماعت احمدیہ کے پھلوں کی حفاظت و نگہداشت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''پھل تو سب باغوں میں آتے ہیں۔ باغبان کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرے۔ خدام الاحمدیہ کا قیام بھی اِسی لئے کیا گیا ہے کہ بچپن اور نوجوانی میں بعض لوگ بیرونی اثرات کے ماتحت کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ دوسری سوسائٹیوں سے بُرا اثر قبول کر لیتے ہیں اور بعض تربیت کے نقائص کی وجہ سے آوارگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ اس بیرونی تغیر کو جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ اور اس مقصد کو ہمیشہ نوجوانوں کے سامنے رکھیں جس کے پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے۔ اگر نوجوانوں میں یہ روح پیدا کر دی جائے تو پھر بے شک شرارت کرنے والے شرارت کرتے رہیں۔ خواہ اپنے ہوں یا غیر سب کے سب ناکام رہیں گے۔''

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 456)

(11) تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے افتتاح کے موقع پر خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 6/ دسمبر 1954ء کو ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح فرمایا۔ کالج کے پرنسپل مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں اُن تمام مراحل کی تفصیل تھی جن سے گزر کر ایک عظیم الشان عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور نے ایک پُر معارف خطاب فرمایا جس میں حضور نے اساتذہ، طلبہ اور اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو بہت ہی قیمتی نصائح سے نوازا۔ اپنے خطاب کے آغاز پر حضور نے اس کالج کے نام کے حوالہ سے فرمایا کہ:-

''جیسا کہ اس کالج کے نام سے ظاہر ہے اس کے بنانے والوں کی غرض یہ تھی کہ اس کالج میں طلباء اسلام کی تعلیم سیکھیں۔ یعنی وہ یہاں آکر جہاں دنیوی علوم حاصل کریں وہاں وہ قرآن کریم کے پیش کردہ علوم کو بھی حاصل کریں''۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 463)

پھر آگے چل کر فرمایا:

"جب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہائی اسکول کا قیام فرمایا تو اس کا نام تعلیم الاسلام ہائی اسکول رکھا۔ آپؑ کی نقل میں ہم نے بھی اِس کالج کا نام تعلیم الاسلام کالج رکھا ہے۔ آپؑ نے جب اسکول بنایا تو آپؑ کی غرض یہ تھی کہ اس میں صرف قرآن کریم اور حدیث ہی نہیں بلکہ دوسرے دنیوی علوم بھی پڑھائے جائیں"۔ (انوار العلوم جلد 24 صفحہ 476)

پھر حضور نے غیر احمدی طلباء کو دینی علوم کے حصول کی طرف زیادہ توجہ دینے کی نصیحت کی کہ دنیوی علوم تو اِس کالج سے باہر بھی مل سکتے ہیں اور تمام اساتذہ اور طلبہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے کریکٹر وہ بناؤ جو اسلامی ہوں۔

ایک اہم امر یا غرض اس کالج کے بنانے کی یہ بیان فرمائی کہ اسلام اور اس کی تعلیم کے خلاف جو اعتراضات ہیں۔ مختلف اہم شخصیات پر جو الزام تراشیاں کی جاتی ہیں، تہمتیں لگائی جاتی ہیں، اسلامی تعلیم کو بدنام کرنے کے لئے اس کے سیاق و سباق کو چھوڑ کر کچھ اَور ہی پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی کالج کے طلبہ کو کام کرنا چاہیے اور یورپین مصنفین کی کتابیں بھی اسلام کے خلاف پڑھنی چاہئیں۔ اِس غرض کے لئے دنیا کے علوم سیکھیں اور اپنے کردار کو اسلامی تعلیم کے مطابق کریں۔

(12) افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1954ء

1954ء کا جلسہ سالانہ 26، 27، 28 دسمبر کو ربوہ میں منعقد ہوا۔ جس میں علماءِ احمدیت کی ٹھوس تقاریر کے علاوہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے تینوں دن خطاب فرمائے۔ افتتاحی خطاب مورخہ 26 / دسمبر کو تھا جس میں حضور نے نہایت دلنشیں اور اثر انگیز پیرایہ میں احبابِ جماعت کو اُن کی اہم اور عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور جلسہ کے بابرکت ایام کو خشوع و خضوع اور ذکرِ الٰہی کے ساتھ گزارنے اور اپنے لئے اور اسلامی ممالک کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

"یہ وقت اسلام کے لئے نہایت نازک ہے اور مختلف اسلامی ممالک اِس وقت خطرہ میں ہیں۔ انڈونیشیا ہے، خود پاکستان بھی ہے، شام ہے، مصر ہے، ایران ہے۔ یہ ممالک اِس وقت ایک خطرہ کے دَور میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ چار پانچ سو سال کی غلامی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزادی کا سانس لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ یہ آزادی ان کے لئے اور دینِ اسلام کے لئے مبارک ہو اور ان کی مشکلات دور ہوں اور وہ پھر دنیا میں اُس عزت کے مقام کو حاصل کریں جس عزت کے مقام کو کسی زمانہ میں انہوں نے حاصل کیا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

پس اپنے لئے اور سارے مسلمانوں کے لئے اور ساری جماعت کے لئے اور سلسلہ کے لئے اور اس کے مرکز کے لئے اور سلسلہ کے کاموں کے لئے اور دینِ اسلام کے لئے اور اس کی اشاعت کے لئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور ان کے مقام کی بلندی کے لئے اور آپؐ کی شان کے ظہور کے لئے۔ ان سارے امور کے لئے دعا کرو۔"

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 503، 504)

(13) سال 1954ء کے اہم واقعات

1954ء کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز 27/ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی ایمان افروز تقریر میں حسبِ دستور سال کے اہم واقعات پر جامع تبصرہ فرمایا۔ امسال ہونے والی ترقیات وفتوحات کا ذکر فرما کر بعض اہم مالی، اخلاقی اور علمی تحریکات بھی فرمائیں۔ یہ معرکۃ الآراء تقریر بعض انتظامی امور کی اصلاح اور تربیتی نقائص کو دور کرنے کی نصیحت کے ساتھ ساتھ کئی بلند پایۂ علمی مضامین پر بھی مشتمل ہے۔ اس اہم تقریر میں حضور نے خواتین کو مخاطب ہو کر مسجد ہالینڈ کے چندہ اور اسلامی پردہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

"عورتوں کو چاہیے کہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اِس رقم (80 ہزار کے قریب) کو جلد پورا کریں۔"

اس کے علاوہ حضور نے جن امور کی طرف مرد حضرات کو توجہ دلائی ان میں چند ایک یہ ہیں:۔

i۔ عورتوں سے ملاطفت اور نرمی سے پیش آئیں۔ ان کے حقوق کی ادائیگی میں بہتر نمونہ دکھلائیں۔

ii۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی قربانیوں سے یہ ثابت کر دیں کہ آج کی نسل پہلی نسل سے پیچھے نہیں بلکہ آگے ہے۔

iii۔ کوئی شہر، قصبہ اور گاؤں ایسا نہ ہو جس میں ہماری مسجد نہ ہو۔

iv۔ 27 مقامات پر لائبریریاں قائم کی جائیں۔

v۔ ناخواندگی کو دور کرنے اور علمی معیار کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

vi۔ ہر تعلیم یافتہ کم از کم اِس سال ایک ناخواندہ احمدی کو پڑھائے۔

vii۔ اشاعتِ لٹریچر اور چندہ مساجد کی تحریک۔

viii۔ جماعت احمدیہ کو مؤثر رنگ میں تلقین کی کہ وہ اپنے علمی اور اخلاقی معیار کو بلند سے بلند تر کرے اور محنت، قربانی اور دیانت کو اپنا شعار بنائے نیز تمام قومی اخلاق کو درست کئے بغیر دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

حضور نے اپنے پر ہونے والے قاتلانہ حملہ کی تفصیلات اور پھر معجزانہ شفاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کل کا بچہ آج بوڑھا ہو رہا ہے مگر احمدیت اپنی جوانی کی طرف بڑھ رہی ہے .... یہ زمین و آسمان کے خدا کا لگایا ہوا پودا ہے جو بڑھے گا اور ترقی کرتا ہوا آسمان تک پہنچے گا۔

اِس ضمن میں حضور نے تحریک جدید کے ذریعہ فتوحات کا بھی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"تم تھوڑے سے تھے جب تم دنیا میں نکلے اور تم نے نکل کر دنیا سے یہ منوالیا کہ اگر اسلام کی عزت رکھنے والی کوئی قوم ہے تو صرف احمدی ہیں۔ تم نے دنیا سے منوالیا کہ اگر عیسائیت کا جھنڈا زیر کرنے والی کوئی چیز ہے تو وہی دلیلیں ہیں جو مرزا صاحبؑ نے پیش کی ہیں۔ جب عیسائیت کانپنے لگی، جب وہ

تھر تھرانے لگی، جب اس نے سمجھا کہ میرا مذہبی تخت مجھ سے چھینا جارہا ہے اور یہ تخت چھین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جارہا ہے تو تم نے کہا ہم اپنی مونچھیں نیچی کرتے ہیں۔ کیسی افسوس کی بات ہے۔ یہی تو وقت ہے تمہارے لئے قربانیوں کا۔ یہی تو وقت ہے تمہارے لئے آگے بڑھنے کا۔ اب جبکہ میدان تمہارے ہاتھ میں آرہا ہے تم میں سے کئی ہیں جو پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو! اِس قسم کی عزت کا موقع اور اِس قسم کی برکت کا موقع اور اِس قسم کی رحمت کا موقع اور اس قسم کے خدا تعالیٰ کے قرب کے موقعے ہمیشہ نہیں ملا کرتے۔ سینکڑوں سال میں کبھی یہ موقعے آتے ہیں اور خوش قسمت ہوتی ہیں وہ قومیں جن کو یہ موقعے مل جائیں۔ اور وہ اس میں برکتیں حاصل کرلیں۔ نوجوانوں کو میں خصوصاً توجہ دلاتا ہوں کہ خدام کے ذریعہ سے تم نے بڑے بڑے اچھے کام کرنے شروع کئے ہیں۔ خدمتِ خلق کا تم نے ایسا عمدہ لاہور میں مظاہرہ کیا ہے کہ اس کے اوپر غیر بھی عش عش کرتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ تم روزانہ اپنی زندگیوں کو اس طرح سنوارتے چلے جاؤ گے کہ تمہارا خدمتِ خلق کا کام بڑھتا چلا جائے۔ لیکن یہ کام سب سے مقدم ہے کیونکہ اسلام کی خدمت کے لئے تم کھڑے ہوئے ہو اور اسلام کی تبلیغ کا دنیا میں پھیلانا یہ ناممکن کام اگر تم کردو گے تو دیکھو کہ آئندہ آنے والی نسلیں تمہاری اس خدمت کو دیکھ کر کس طرح تم پر اپنی جانیں نچھاور کریں گی۔"

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 557، 558)